www.KitaboSunnat.com

اسلامی ریاست میں

محتسب کا کردار

ڈاکٹر ایم ایس ناز

ادارہ تحقیقات اسلامی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلامی ریاست میں

محتسب کا کردار

ڈاکٹر ایم ایس ناز

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی
بین الاقوامی اِسلامی یُونیورسٹی ○ اسلام آباد

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطبوعات ادارہ تحقیقات اسلامی

نمبر ۱۰۴

جملہ حقوق محفوظ ۱۹۹۹ء۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵، اسلام آباد

اس کتاب کا کوئی حصہ ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر کسی بھی شکل میں شائع نہ کیا جائے۔
البتہ تحقیقی مقاصد یا تبصرہ کے لئے ضروری اقتباسات نقل کئے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری، ادارہ تحقیقات اسلامی
کوائف فہرست سازی دوران طباعت
ناز، ایم، ایس ۱۹۴۵ء.....
اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار
(ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد۔ سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۰۴)
کتابیات۔ ص ۴۶۲۔۴۷۰
اشاریہ۔ ص ۴۷۱۔۵۰۰
۱۔ محتسب۔ اسلامی ممالک۔ الف۔ عنوان ب۔ سلسلہ

242.176710667 dc 20 اشاعت اول ۱۹۹۹ء

ISBN 969 408 159 9

طابع وناشر: ممتاز لیاقت
مطبع: مطبع ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

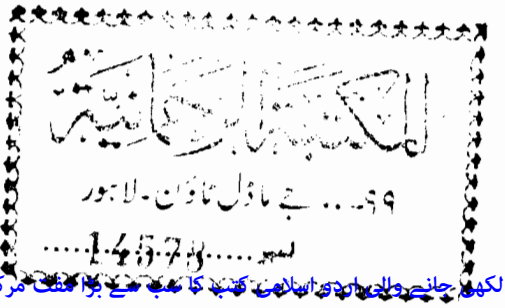

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابواب

باب ۱ ـــــــــــ تمہید

☆ اسلامی ریاست اور عدل و احتساب ۳

باب ۲ ـــــــــــ تعریف

☆ احتساب ۳۹
☆ الحسبہ ۴۹
☆ محتسب ۶۹

باب ۳ ـــــــــــ تحدید

☆ محتسب اور متطوع ۷۳
☆ قاضی اور محتسب ۹۸
☆ محتسب اور شرطہ ۱۱۹
☆ محتسب اور والیٔ مظالم ۱۲۷

باب ۴ ـــــــــــ تنفیذ

☆ شرائط محتسب ۱۴۳
☆فرائض و اختیارات ۱۸۰
(الف) حقوق اللہ کا احتساب ۱۸۰
(ب) حقوق العباد کا احتساب ۱۹۷
(ج) مشترکہ حقوق کا احتساب ۲۰۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۵ تاریخ

☆ عہد رسالت میں احتساب ۲۳۷
☆ خلافت راشدہ میں احتساب ۲۴۶
☆ اموی دور میں احتساب ۲۵۵
☆ عباسی عہد میں احتساب ۲۶۴
☆ فاطمین مصر کے دور میں احتساب ۲۷۸
☆ ترکان عثمانی کے دور میں احتساب ۲۸۹
☆ محتسب ۔ اندلس میں ۳۰۰
☆ محتسب ۔ ایران میں ۳۰۶
☆ اسلامی ہند میں نظام احتساب ۳۱۵

باب ۶ تجدید

☆ عہد حاضر میں محتسب کے ادارے ۳۵۱
☆ وفاقی ادارہ محتسب پاکستان ۳۶۲

باب ۷ تکمیل

☆ تجزیہ و نتائج ۳۸۱
☆ حوالہ جات ۳۹۳
☆ مصادر و مراجع ۴۶۲
☆ اشاریہ ۴۷۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مندرجات

اسلامی ریاست اور عدل واحتساب

☆ ریاست کا اصطلاحی تصور ۴
☆ اولی الامر کے مصداق ۸
☆ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ۱۲
☆ عدل کی حکمرانی ۱۹
☆ اخلاق اور معاشرہ ۲۴
☆ احتساب کی ضرورت ۲۶
☆ الحسبہ کے ماخذ ۲۷

احتساب

☆ حساب اور حسبان ۳۹
☆ اعمال، حساب کتاب اور محاسبہ نفس ۴۱
☆ الحسیب اور المحاسب ۴۲
☆ حسب، بہ معنی بزرگی وشرافت ۴۳
☆ قرآن وحدیث کی تصریحات ۴۵
☆ رموز ونتائج ۴۷

الحسبہ

☆ قرآن حکیم سے استشہاد ۴۹
☆ امام غزالی کی رائے ۵۱
☆ ابن اثیر کا بیان ۵۲
☆ الماوردی اور الفراء کا نظریہ ۵۳
☆ الشیزری اور ابن الاخوۃ کی آراء ۵۴
☆ ابن بسام المحتسب کا تجزیہ ۵۵
☆ ابن تیمیہ کا موقف ۵۵
☆ ابن قیم کی تائید ۵۶
☆ ابن خلدون کی توثیق ۵۷
☆ ضیاء الدین سنامی کا قول ۶۰
☆ حاجی خلیفہ کی تصریحات ۶۱
☆ کاشفی کا مطمح نظر ۶۳
☆ تھانوی تعریف کی تقسیم ۶۴
☆ محمد المبارک کی تحقیق ۶۵
☆ توضیحات کا حقیقی مفہوم ۶۵

محتسب

☆ لغوی واصطلاحی توضیح ۶۹
☆ مختلف معانی، مجموعی تاثر ۷۰
☆ محتسب، شرعی امور کا نگہبان ۷۱
☆ نگران امور عامہ ۷۲
☆ تعریف، تاریخ کے آئینے میں ۷۵
☆ محتسب اور محنہ ۷۶
☆ عہد حاضر کا محتسب Ombudsman ۷۸
☆ معانی ومفہوم کے نتائج ۷۹

محتسب اور متطوع

☆ احتساب کا رضاکارانہ پہلو ۸۳
☆ معروف ومنکر کے مخاطب ۸۴
☆ فرض عین اور فرض کفایہ کا سوال ۸۵
☆ خصوصی دعوت، عمومی دعوت ۸۸
☆ علم وعمل اور قدرت ۸۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

☆ اجازہ۔ ایک ضرورت 'ایک مسئلہ ۹۰
☆ امتیازات 'بحیثیت منصب ۹۱
☆ اداروں کا قیام اور ردوبدل ۹۳
☆ محتسب کا تعلق 'مختلف اداروں سے ۹۶
قاضی اور محتسب
☆ دو مختلف عہدوں کا تعلق ۹۸
☆ قضاء کا اجمالی تذکرہ ۹۹
☆ محتسب 'زیر نگرانی قاضی القضاۃ ۱۰۰
☆ قاضی کی تقرری اور اختیارات ۱۰۱
☆ عدالتی اور انتظامی امور ۱۰۲
☆ الحسبہ بر اوراست قضاء کے زیر انصرام ۱۰۳
☆ عدلیہ اور امور مذہبیہ ۱۰۴
☆ تقرری کے پروانے اور محتسب کی ذمہ داریاں ۱۰۸
☆ قاضی القضاۃ اور صدر جہاں ۱۰۷
☆ مفتی و محتسب 'قاضی القضاۃ کے مددگار ۱۰۹
☆ برصغیر کے نامور مفتی و محتسب ۱۱۰
☆ محتسب بحیثیت نرخ نویس ۱۱۳
☆ قاضی کے لئے جاگیریں ۱۱۴
☆ عدلیہ اور الحسبہ۔ امتیازات کا حاصل ۱۱۴
محتسب اور شرطہ
☆ شرطہ کی تعریف اور معنوی تغیر ۱۲۰
☆ صاحب الشرطہ اور صاحب المعونہ ۱۲۱
☆ محتسب کے مددگار۔ شرطہ ۱۲۲
☆ اختیارات میں تطبیق و تفریق ۱۲۳
☆ فرائض اور ذمہ داریوں کا تجزیہ ۱۲۵
محتسب اور والی مظالم
☆ دیوان المظالم ۱۲۷
☆ مرافع کی سماعت اور ناظر المظالم ۱۲۸
☆ رد مظالم کے لئے عدالتیں ۱۲۹
☆ الحسبہ اور المظالم۔ تفاوت و مشابہت ۱۳۲
☆ اصحاب علم و فن 'بحیثیت والی مظالم ۱۳۰
☆ دیوان المظالم کا منظر اور طریق کار ۱۳۲
☆ رد مظالم کے مقاصد ۱۳۴
☆ قضاء اور ولایہ مظالم میں فرق ۱۳۵
☆ محتسب اور والی مظالم۔ فرق اور مماثلت ۱۳۷
☆ دیوان المظالم یا کورٹ آف اپیل ۱۳۸
شرائط محتسب
☆ لازمی شرائط ثلاثہ ۱۴۹
۱۔ اسلام ۱۴۹
۲۔ بلوغت ۱۵۳
۳۔ علم شریعت سے آگہی ۱۵۳
☆ اہم شرائط ۱۵۹
۱۔ حریت ۱۵۹
۲۔ عدل ۱۶۲
☆ مناسب شرائط ۱۶۶
۱۔ دینداری ۱۶۶
۲۔ سچائی ۱۶۷
۳۔ صبر و تحمل ۱۶۹
۴۔ اعتدال ۱۷۲
۵۔ ایثار و توکل ۱۷۳
۶۔ انکساری ۱۷۴
۷۔ خودداری ۱۷۵
۸۔ امانت و دیانت ۱۷۵
۹۔ ایفائے عہد ۱۷۶
۱۰۔ حق گوئی و بیباکی ۱۷۶
☆ اختلافی شرائط ۱۷۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۔ مجتہد ہونا ۱۷۸
۲۔ عورت محتسب ہو سکتی ہے؟ ۱۷۸
۳۔ عام آدمی یا ان پڑھ کی شرط ۱۷۹
فرائض واختیارات
(الف) حقوق اللہ کا احتساب ۱۸۰
☆ نماز جمعہ کی فرضیت ۱۸۱
☆ نماز عید ۱۸۳
☆ اذان اور نماز باجماعت ۱۸۳
☆ نماز میں تاخیر ۱۸۵
☆ نماز سے متعلق دیگر مسائل ۱۸۶
☆ ممنوعات کا احتساب ۱۸۶
☆ فرض احتساب 'امثال صحابہ سے استدلال ۱۹۲
(ب) حقوق العباد کا احتساب ۱۹۷
☆ مساجد کی ویرانی ۱۹۷
☆ رفاہ عام ۱۹۸
☆ ہمسایوں کے حقوق ۲۰۰
☆ ناجائز تجاوزات ۲۰۲
☆ اجتہاد شرعی واجتہاد عرفی ۲۰۳
☆ حفظان صحت ۲۰۴
☆ باہمی حقوق ۲۰۵
(ج) مشترکہ حقوق کا احتساب ۲۰۷
☆ طویل قرات ۲۰۸
☆ قاضی پر احتساب ۲۰۸
☆ خدام کی حق تلفی ۲۰۹
☆ انسداد بے رحمی حیوانات ۲۱۰
☆ زیادہ بوجھ کی ممانعت ۲۱۰
☆ لقطہ کی کفالت ۲۱۱
☆ شادی اور پردہ کے مسائل ۲۱۱
☆ محل شبہ اور فحائش ۲۱۳
☆ تجسس اور تفتیش ۲۱۶
☆ شراب اور آلات موسیقی پر احتساب ۲۱۸
☆ گڑیوں اور نبیذ کا معاملہ ۲۲۱
☆ غیر مشروع معاملات ۲۲۳
☆ تاجروں پر احتساب ۲۲۴
☆ اوزان اور پیمانوں پر احتساب ۲۲۵
☆ پیشہ وروں کی نگرانی ۲۲۸
☆ قیمتوں پر احتساب ۲۲۹
☆ خرید وفروخت اور عورتیں ۲۳۰
☆ احتساب کے چند نازک درجے ۲۳۰
عہد رسالت میں احتساب
☆ بعثت نبوی سے قبل نظام عمدیت ۲۳۸
☆ اولین دستور اسلامی میں دفعات احتساب ۲۳۹
☆ عہد نبوی کے صیغہ جات ۲۴۱
☆ ہر حاکم۔ محتسب ۲۴۲
☆ اہل سوق' محتسب اور سزا ۲۴۲
☆ رسول اللہ 'بحیثیت محتسب اعلیٰ ۲۴۳
☆ عمال کا احتساب ۲۴۴
☆ ناانصافی کا ازالہ 'فیصلے کی صورت میں ۲۴۴
خلافت راشدہ میں احتساب
☆ عہد صدیقی ۲۴۶
☆ عہد فاروقی ۲۴۸
☆ عہد عثمانی ۲۵۲
☆ عہد مرتضوی ۲۵۴
اموی دور میں احتساب
☆ امیر معاویہ ۲۵۵
☆ عبدالملک ۲۵۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ح

☆ ولید اول ۲۵۷
☆ سلیمان بن عبدالملک ۲۵۸
☆ عمر بن عبدالعزیز ۲۵۸
☆ ہشام بن عبدالملک ۲۶۲

عباسی دور میں احتساب
☆ ابو جعفر المنصور ۲۶۵
☆ مہدی ۲۶۶
☆ ہادی ۲۶۶
☆ ہارون الرشید ۲۶۷
☆ مامون ۲۶۸
☆ واثق باللہ ۲۷۰
☆ متوکل علی اللہ ۲۷۱
☆ المستعصر باللہ ۲۷۱
☆ المہتدی ۲۷۲
☆ معتضد باللہ ۲۷۲
☆ قاہر باللہ ۲۷۴
☆ مقتدی بامر اللہ ۲۷۴
☆ مستظہر باللہ ۲۷۴
☆ مستنجد باللہ ۲۷۵
☆ ظاہر بامر اللہ ۲۷۵

فاطمین مصر کے دور میں احتساب
☆ پس منظر اور پیش منظر ۲۷۸
☆ محتسب اور اس کے نمائندے ۲۸۱
☆ احتسابی کارروائیاں ۲۸۱
☆ محتسب کی مذہبی وابستگی ۲۸۲
☆ مخالفین سے ناروا سلوک اور سزائیں ۲۸۳
☆ الحاکم کے دور میں عارضی تبدیلی ۲۸۴
☆ احتساب اور تشدد ۲۸۵
☆ احتساب کا سخت ترین دور ۲۸۶

ترکان عثمانی کے دور میں احتساب
☆ سلطان، حکومت اور محتسب ۲۸۹
☆ ادارہ اسلامیہ کی تنظیم اور الحسبہ ۲۹۰
☆ شیخ الاسلام کی ذمہ داریاں ۲۹۱
☆ سلطان بایزید یلدرم ۲۹۳
☆ سلیمان قانونی کا دور احتساب ۲۹۴
☆ اوزان اور پیمانوں کی سرکاری نگرانی ۲۹۴
☆ محصولات، قیمتوں کی نگرانی اور سزائیں ۲۹۵
☆ استنبول کے محتسبین ۲۹۵
☆ معلوم شدہ قوانین و ضوابط ۲۹۶
☆ احتساب، ٹیکسوں کی شکل میں ۲۹۶
☆ محکمہ احتساب نظارتی ۲۹۷
☆ خط ہمایوں کے اجراء سے پہلے اور بعد ۲۹۷
☆ احتساب اور شعائر اسلامی ۲۹۸

محتسب۔ اندلس میں
☆ جہانبانی کے تین اہم ستون ۳۰۰
☆ محتسب یا صاحب السوق ۳۰۱
☆ قوانین احتساب کی تدریس ۳۰۱
☆ صاحب اللیل کا کردار ۳۰۲
☆ محتسب اور محتسب بازار ۳۰۲
☆ وزیر کے خلاف فیصلہ ۳۰۳
☆ گواہی کا سوال اور محتسب ۳۰۳
☆ احتساب اور عدل گستری ۳۰۴
☆ خزانچی، محتسب کے روپ میں ۳۰۵

محتسب۔ ایران میں
☆ تقرری کے پروانے ۳۰۶
☆ الجائیتوں کا عہد ۳۰۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

☆ تیموری دور کے محتسب ۳۰۸
☆ صفوی دور میں ۳۰۸
☆ محتسب الممالک ۳۰۹
☆ رشوت خور محتسب ۳۱۰
☆ مراجع التقلید کے ماتحت ۳۱۱
☆ محتسب کے عہدے کا زوال ۳۱۲
☆ احتساب آقاسی ۳۱۲
☆ پہلوی دور میں امور حسبہ ۳۱۳

اسلامی ہند میں نظام احتساب

☆ آل سبکتگین ۳۱۶
☆ سلاطین دہلی ۳۱۹
☆ بہمنی سلاطین ۳۲۸
☆ احمد نگر کے نظام شاہی حکمران ۳۳۱
☆ بیجاپور کے عادل شاہی حکمران ۳۳۲
☆ گولکنڈہ کے قطب شاہی حکمران ۳۳۳
☆ سلاطین گجرات ۳۳۴
☆ صولت شیر شاہی ۳۳۶
☆ دولت مغلیہ ۳۳۸

عہد حاضر میں محتسب کے ادارے

☆ اہل مغرب کے دعویٰ کی حقیقت ۳۵۱
☆ سویڈن میں محتسب کا ادارہ ۳۵۳
☆ برطانوی محتسب اعلیٰ ۳۵۳
☆ کینیڈا میں محتسب کے ادارے ۳۵۷
☆ محتسب کا ادارہ، افریقی ممالک میں ۳۵۹
☆ سعودی عرب میں محتسب کا ادارہ ۳۶۰

وفاقی ادارہ محتسب پاکستان

☆ ادارہ وفاقی محتسب ۳۶۳
☆ تنظیمی ڈھانچہ ۳۶۴
☆ قیام کا دستوری پس منظر ۳۶۵
☆ محتسب اعلیٰ آرڈیننس اور اسلامی کونسل کا دستور ۳۶۶
☆ اسلامی دستور کی متعلقہ دفعات ۳۶۶
☆ دائرہ کار اور اختیارات ۳۶۷
☆ محتسب کا منصب اور فرائض ۳۶۹
☆ ازالہ شکایات کا طریق کار ۳۷۰
☆ وفاقی محتسب، سول عدالتیں اور سپریم کورٹ ۳۷۱
☆ محتسب سیکریٹریٹ کے قواعد و ضوابط ۳۷۲
☆ وفاقی ادارہ محتسب کی کارکردگی ۳۷۳

تکمیل

☆ تجزیہ و نتائج ۳۸۱
☆ حوالہ جات ۳۹۳
☆ مصادر و مراجع ۴۶۲
☆ اشاریہ ۴۷۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

آج کی دنیاگو تہذیب و سائنس کی تمام تر کامرانیوں اور ترقیوں کے باوصف مصائب و آلام کے ایک لامتناہی دور سے گزر رہی ہے ' تاہم عدل و اخلاق سے محروم اور جور و استعمار سے معمور میکاولی سیاست کے برعکس ایک ایسی سیاست کے خد و خال اور اصول و ضوابط بھی ہمارے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہیں ' جس کی بنیاد اقوام عالم کے درمیان عدل و انصاف ' اتحاد و اتفاق اور مساوات پر رکھی گئی ۔ اس سیاست کا واحد مقصد بنی نوع انسان کی فوز و فلاح کے لئے وسائل کی تلاش و جستجو اور ایک فلاحی معاشرے کا قیام و جواز تھا ۔ چنانچہ یہ فخر و اعزاز اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے اس بلند پایہ سیاست کو اختیار کر کے ' جو دین کے تابع ہو ' دنیا کے سامنے ایک اعلیٰ مثال قائم کی ' تاکہ انسان انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کسی قسم کی ظلم و زیادتی ' ناانصافی ' انتشار وافتراق اور دجل و فریب کا شکار نہ ہو۔

اسلام بلاشبہ دین فطرت ہے اور دین انسانیت بھی ۔ اس میں بنی نوع انسان کے معاشرتی ' اقتصادی ' اخلاقی اور سیاسی امور ' غرضیکہ تمام پہلوؤں کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے ۔ اس کی غرض و غایت ابتدا سے ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل تھی ' جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پابند ہو ' انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال و توازن پیدا کرے اور انسان کو کامل و بھرپور زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھائے ۔ یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ طرز حیات اسلام کی حقیقی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو اور اجتماعی ادارے بھی اس کے مطابق کام کریں۔

قرآن حکیم نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ اقامت دین کے دو پہلو ہیں : ایک ایجابی ' یعنی امر بالمعروف اور دوسرا سلبی ' یعنی نہی عن المنکر۔ اور ان دونوں کا مقصد عدل کا قیام اور اخلاق کی ترویج ہے ۔ مفسرین کے نزدیک عدل سے بڑھ کر کوئی معروف نہیں اور ظلم سے بدتر کوئی منکر نہیں ' اسی لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ ہدایت فرمائی کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ہر حال میں ادا کرتے رہو ۔ معروف صرف چند اخلاقی ' معاشرتی اور مذہبی اچھائیوں اور نیکیوں کا نام نہیں ' بلکہ قرآن کے اصطلاحی مفہوم میں ان تمام احکامات الٰہی اور ارشادات نبوی کو محیط ہے ' جن کا تعلق اخلاق و معاشرت ' تہذیب و تمدن ' صنعت و حرفت ' قانون و دستور' ثقافت و عدالت اور مذہب و سیاست سے ہے ۔ مختصر ترین الفاظ میں معروف کسی بھی اسلامی ریاست یا مسلم مملکت کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام و فرامین کو جاری و ساری کرنے سے عبارت ہے۔

معروف کے برعکس منکر کا اطلاق ہر اس طرز عمل اور انداز فکر پر ہوتا ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے ناپسند فرماتے ہوئے اس سے اجتناب کا حکم دیا ۔ اس اعتبار سے نہی عن المنکر کا مطلب ہے کہ اسلامی ریاست یا مسلم مملکت کے سارے شعبوں کو برائیوں سے پاک کیا جائے ' مثلاً صنعت و حرفت کو دجل و فریب سے ' تہذیب و ثقافت کو الحاد و زندقہ سے اور ظلم و ناانصافی کو عدل عمرانی سے خواہ وہ کسی شکل میں ہو ۔ ان معروفات و منکرات میں سے بیشتر امور کا تعلق احتساب سے رہا ۔ اس لئے معاشرے کی فوز و فلاح اور تعمیر و ترقی کے لئے اسلامی ریاست و خلافت میں محتسب کی ضرورت شروع سے محسوس کی جاتی رہی۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر' فرض عین بھی ہے اور فرض کفایہ بھی ۔ اسلامی سیاسی فکر کی روشنی میں امت اگر ریاست کے معنوں میں ہے تو خلافت حکومت کے معنوں میں۔ اقتدار اعلیٰ حکمران کو نہیں امت کو ہے ' جس کا ہر فرد اللہ کا نائب ہے اور حکمران ان سب کا نائب ۔ لیکن انسانی معاشرت چونکہ جغرافیائی حدود میں وقوع پذیر ہوتی ہے اور عمرانی تقاضے اور روزمرہ مسائل رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتے اور بڑھتے رہے ہیں اس لئے امت کے ناقابل تقسیم تصور کے باوجود ایک سے زائد خلافتوں یعنی مسلم مملکتوں کے جواز وقیام کو ہر گز غیر اسلامی نہ سمجھا گیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر خلافت و حکومت اپنے نظم و نسق کو بہتر طور پر چلانے کے لئے اجتماعی ادارے وجود میں لاتی رہی ۔ ان ہی اداروں میں ایک ادارہ احتساب بھی تھا جس کے سربراہ کو محتسب کہتے تھے ۔ معروفات و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منکرات میں سے بیشتر امور کی انجام دہی اس کے اختیارات و فرائض میں شامل تھی۔

اہل مغرب کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ محتسب کا ادارہ ان کی ذہنی اختراع اور سعی عمل کا نتیجہ ہے اور سب سے پہلے اس کا آغاز سکنڈے نیویا سے ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ محتسب کا ادارہ کسی نہ کسی شکل میں انسانی تہذیب کے تقریباً ہر دور میں موجود رہا۔ شمع اسلام فروزاں ہوئی اور انصاف کو مذہب کا جزو لاینفک قرار دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوتے اور لوگوں کی شکایات سماعت فرماتے۔ بعد ازاں خلفائے راشدین اور بنی امیہ کے حکمرانوں نے اس دستور کی پابندی کی ' تاآنکہ عباسیوں کے دور میں عوامی شکایات کی تفتیش و تحقیق کا ایک باقاعدہ ادارہ دیوان المظالم ' معرض وجود میں آگیا۔

اسلام میں محتسب اور احتساب کا تصور اصولاً دینی ہے ' جس کے لئے عربی میں 'الحسبہ' کی اصطلاح مروج و مستعمل رہی ہے۔ یہ تصور فی الحقیقت قرآن حکیم کی ان ہی آیات کو محیط ہے جن میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین کی گئی ہے اور جس کی تاکید احادیث نبویؐ میں بھی ملتی ہے۔ اسی لئے تاریخ اسلام کے تقریباً ہر دور میں محتسب کے منصب کی اہمیت و افادیت کو کسی نہ کسی صورت میں تسلیم کیا گیا۔ پاکستان میں بھی کئی بار محتسب کے ادارہ کے قیام کے حق میں دلائل پیش کئے جاتے رہے۔ اگرچہ اس ادارے کی ضرورت تقسیم ہند کے فوراً بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی محسوس کر لی گئی تھی ' تاہم اس کا قیام مارشل لاء کے دور میں ۸/ اگست ۱۹۸۳ء کو عمل میں آیا۔ زیر نظر کتاب "اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار" ان ہی تمام فکر انگیز مباحث پر مشتمل ہے۔

اکیسویں صدی کی آمد آمد اس حقیقت کو فراموش نہیں کر سکتی کہ موجودہ صدی سائنس و تہذیب کی بے پناہ تعمیر و ترقی کے علی الرغم بہت سی گرانبار مشکلات و مسائل سے عبادت رہی ہے۔ اس پر بھی دنیا بھر میں بیسویں صدی کو ' عوام الناس کی صدی ' کا نام دیا گیا۔ خود ہمارے دستور میں قانون کی نظر میں سب کی برابری ' سماجی انصاف کے اصولوں پر عملدرآمد اور نظام نو کے ذریعہ فلاحی معاشرہ کے قیام کے حصول اور عزم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا اظہار موجود ہے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ پاکستان ایسے ملک میں ' جہاں جمہوریت اور عسکریت میں ہمیشہ تصادم رہا ' اسلامی نظام حیات اور نظم مملکت کا مسئلہ جذباتی ہی نہیں عملی بھی ہے ۔ اسے پندو وعظ سے حل کیا جا سکتا ہے نہ بلند بانگ سیاسی دعووں یا جبرو اکراہ کے ذریعہ روبہ عمل لایا جا سکتا ہے ۔ اس کا حل صرف افہام و تفہیم سے ممکن ہے ' جس کی صورت فقط یہ ہو سکتی ہے کہ کامل شرح و بسط اور دلائل و براہین کے ساتھ بتایا جائے کہ حکومت اسلامیہ یا حکومت الہیہ کے صدر شرائط کیا ہیں ؟ اور یہاں پر ایک فلاحی معاشرہ کے قیام کے لئے کس نوع کے اداروں کی تاسیس لازم ہے ۔ محتسب کے ادارہ کا قیام اغلباً اسی نیک جذبہ کے تحت عمل میں آیا تھا ۔ مگر اہم سوال یہ ہے کہ اس کے معرض وجود میں آنے سے کیا وہ مقاصد پورے ہو گئے ' جو کسی بھی حکومت کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے اور معاشرہ کو فلاحی بنانے میں مد و معاون ہو سکتے ہیں ؟ زیر نظر تحقیق کا مطالعہ آپ کو یقیناً اس سوال کے جواب کے لئے دعوت فکر دے گا۔

اسلامی ریاست سے مراد کیا ہے ؟ یہ کس طرح تشکیل پذیر ہوتی ہے اور اس کے نوامیس و شرائع کیا ہوتے ہیں ؟ اس نوع کے سوالات بھی عرصہ دراز سے علمی حلقوں میں زیر بحث رہے ہیں اور ان کا سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔ مگر ان کا جواب بھی علمی انداز ہی میں دیا جاتا رہا ' حالانکہ کئی مرتبہ ایسے مواقع آئے کہ معاملہ قول سے گزر کر عمل سے ہمکنار ہونے کو آیا اور ملت اسلامیہ پاکستان کے لئے ' جو حسرت تعمیر کی شکوہ سنج تھی ' راہ استوار ہوئی کہ وہ اپنے اصول حیات ' اقدار زندگی ' قوانین ملی اور ضوابط قومی خود اپنی مذہبی تمناؤں اور دینی آرزوؤں کے مطابق بنائے ' لیکن افسوس ایسا نہ ہو سکا۔ اس تساہل کے باوجود پاکستان میں محتسب کے ادارہ کے قیام کو بارش کا پہلا قطرہ ہی سمجھنا چاہیئے۔

اسلام کے سیاسی نظام پر مختلف پہلوؤں سے مختلف مصنفین و محققین وقت کے تقاضوں کے مطابق مختلف زبانوں میں درافشانیاں کرتے رہے ہیں ' مگر ہمیں اس حقیقت کو فراخدلی کے ساتھ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ان میں سے بیشتر تنقیدات و تبصرہ جات یا تشریحات و تفسیرات کو محض اس لئے ناقابل عمل اور متروک و غیر مفید گردانا جاتا رہا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زمانہ کے انقلاب نے ہماری اکثر ضروریات زندگی کو نہ صرف بدل دیا ہے ' بلکہ ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے ۔ ہم نے اسلام کے اجتہادی پہلوؤں سے ہمیشہ صرف نظر کیا ' یہ جانتے ہوئے بھی کہ اب یونانی فلسفہ و اخلاق کا دور نہیں رہا ' بلکہ مغربی سائنس تمام مسائل زندگی کے حل کو مشاہدے کی آنکھ سے دیکھنا چاہتی ہے۔

یہ امر محتاج وضاحت نہیں کہ ادارہ تحقیقات اسلامی نے اپنے تحقیقی منصوبوں میں عصر حاضر کے مسائل اور تقاضوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور اجتہاد کے دروازے کو کم از کم تصنیف و تالیف کے میدان کی حد تک وا رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی ۔ اس کا بیّن ثبوت وہ بیشتر موضوعات ہیں ' جو وقتاً فوقتاً تحقیقی صورت میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر ادارہ کی جانب سے منصۂ شہود پر آتے رہتے ہیں اور جن کی عوام اور اہل فکر و نظر نے بیک وقت پذیرائی میں کبھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ۔ مجھے یہ عرض کرنے میں کوئی باک نہیں کہ میری یہ موجودہ تحقیق انہی موضوعات میں سے ایک ہے ' جس کا تعلق عصر حاضر کے گھمبیر مسائل اور عوام الناس کے مصائب کے حل سے ہے ۔

کسی انسان کی عظمت و رفعت اگر حسن عمل سے ہوتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ میں اپنے رفقاء کا شکریہ ادا نہ کروں ' جو دوران تحقیق میرے بہترین مددگار رہے ۔ سب سے پہلے میں پروفیسر ڈاکٹر احمد حسن صاحب کا ممنون ہوں ' جنہوں نے مجھے اس موضوع پر تحقیق کا اہل سمجھا ۔ اللہ تعالی انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے ۔ مرحوم ان دنوں ادارہ تحقیقات اسلامی کے قائم مقام ڈائریکٹر تھے۔ انہوں نے یہ موضوع مجھے تفویض فرمایا۔ ان کے بعد ادارہ کے ڈائریکٹر جنرل جناب ڈاکٹر شیر محمد زمان نے میری بھرپور رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی ۔ یہاں تک کہ اپنی گوناگوں انتظامی مصروفیات کے باوجود جب کبھی اور جہاں کہیں اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار ' سے متعلق کوئی حوالہ ملاحظہ فرماتے ' اسے فوراً ٹائپ کروا لیتے یا اس کی عکسی نقل مجھے بھجوا دیتے ۔ علاوہ ازیں میں اپنے شعبہ اسلامی علوم اجتماعیات کے دو سابق سربراہوں کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے مصادر ومراجع کی جستجو میں میری ہر لحظہ معاونت کی۔ ان میں سے ایک ' خدا مغفرت کرے پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین تھے اور دوسرے اللہ انہیں عمر خضر دے' پروفیسر ڈاکٹر محمد خالد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسعود ہیں ' جن کی اس موضوع سے دلچسپی کتاب کی اشاعت تک برقرار ہے اور وہ مجھے پیہم اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔

آخر میں ' میں ادارہ کے موجودہ ڈائریکٹر جنرل جناب ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری کا شکریہ ادا کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں ' جنہوں نے میری اس تحقیقی کاوش کی جلد سے جلد اشاعت میں کئی مرتبہ بروقت اقدامات فرمائے اور اس منصوبے کو مزید التواء و تاخیر کا شکار ہونے سے بچا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی توجہ کامل اور انتظامی صلاحیتوں ہی کی بدولت یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔

اسلام آباد

۷/دسمبر ۱۹۹۸ء

ایم۔ ایس ناز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۱

تمہید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلامی ریاست اور عدل و احتساب

انسان مدنی الطبع ہے اور اجتماعیت پسند بھی ۔ اس کے مصالح دین سے متعلق ہوں خواہ دنیا سے . ان کی تکمیل اجتماعیت اور باہمی اشتراک و تعاون کے بغیر ممکن نہیں ۔ امام ابن تیمیہ کا نظریہ بھی یہی ہے کہ انسانوں کو اپنی احتیاجات کی خاطر باہمی تعاون درکار ہوتا ہے اور وہ مصائب و خطرات کے استیصال کے لئے ایک دوسرے کی مدد کے طالب ہوتے ہیں:

"و کل بنی آدم لا تتم مصلحتهم لا فی الدنیا ولا فی الاخره الا بالاجتماع والتناصر فالتعاون علی جلب منا فعهم والتناصر لدفع مضارهم"

(۱)

امام الشاطبی کے نزدیک: کسی فرد میں اتنی طاقت و استعداد نہیں ہوتی کہ اپنی ذات اور پھر اہل و عیال کے مصالح کی تنہا نگرانی و نگہبانی کرتا رہے' چہ جائیکہ ہر بنی نوع انسان' خاندان یا تمام قبیلے کے مصالح کا تحفظ کر سکے (۲) یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرہ قائم ہوتے ہی اجتماعی ادارے وجود میں آ گئے تھے۔

اسلامی معاشرہ سیاسی و معاشی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ معاشرتی . اور اخلاقی ضرورتوں میں بھی باہمی تعاون کا نظام قائم کرتا ہے۔ چنانچہ عدل و انصاف اور قانون اور معیشت کے لئے جہاں ریاست کا قیام ضروری ہے . وہاں اخلاقی اور معاشرتی بہبود کے لئے انفرادی فریضہ کے علی وجہ الکمال محتسب کے ادارے کا قیام بھی اسلامی معاشرت کے لئے ضروری قرار پایا۔ ریاست میں محتسب کے ادارے کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس تمہیدی باب میں ہم اسلامی معاشرہ کے اہم اجتماعی اداروں کا تعارف پیش کریں گے تاکہ ان کی اصطلاحی تعریفات کے علاوہ ان کے باہمی روابط اور دائرہ کار کی ابھی سے وضاحت ہو جائے۔ اس کے بعد محتسب کے ادارے پر بحث آسان ہو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔ آئندہ ابواب میں ان اداروں کا اصطلاحی تعارف پیش کرتے ہوئے پہلے ان ملتے جلتے اداروں میں امتیازات سے بحث ہو گی۔ پھر محتسب کے عہدہ کے لئے شرائط اور محتسب کی ذمہ داریاں' اختیارات اور فرائض پر روشنی ڈالی جائے گی اور محتسب کے بارے میں ان تعارفی اور نظری مباحث کے بعد آخری دو ابواب میں اس کی تاریخ اور کردار کا جائزہ لیا جائے گا' مگر محتسب کے ادارہ کے نظری اور تاریخی تعارف سے قبل جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے' اسلامی ریاست کا مفہوم اور نظریہ سمجھنا ضروری ہے۔

ریاست کا اصطلاحی تصور

انگریزی میں State یا Sovereignty کے مقابلہ میں عربی' فارسی اور اردو میں ریاست کے جو عمومی معانی استعمال ہوتے ہیں' وہ سرداری' سربراہی' حکومت' مملکت اور اقتدار وغیرہ کے ہیں۔ لسانی اور لغوی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ:

> "لفظ ریاست کا مادہ راس ہے۔ رء س' الرائس اور الرئیس اسی سے ہیں۔ رئیس اور الرائس کا اطلاق مرتبہ میں سب سے بلند اور اول شخص پر ہوتا ہے' (۳)

لیکن از روئے تاریخ رئیس اور ریاست کے الفاظ کا مطلب ہر موقع پر لازماً اقتدار اعلیٰ بھی نہیں رہا۔ اس کی ایک بین مثال عباسی دور کے خلیفہ المامون کے وزیر ابو العباس الفضل بن سہل کی ہے جو رئیس مملکت سے کم درجہ پر فائز تھا۔ وزارت اور قیادت عساکر ایسے دو اہم عہدے اسے تفویض رہے اور وہ "ذوالریاستین" (دو ریاستوں کا مالک) کے لقب سے یاد کیا گیا۔

لغوی معانی کے ساتھ ساتھ "ریاست" کا ایک اصطلاحی تصور بھی ہے جس کی تفصیلات فقہ السیاست کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ ان میں ریاست کے لئے امامت' سیاست' امانت اور حکومت یا حاکمیت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کہیں یہ ولایت' ملک اور ملوکیت کے مفہوم میں ملتبس ہو کر رہ گیا ہے اور کہیں سلطنت و بادشاہت اور مملکت کے معنوں میں مستعمل رہا ہے۔ الماوردی اور ابن خلدون نے "ریاست" کے لئے امامت' خلافت اور الملک کے الفاظ استعمال کئے ہیں (۴) امام ابن تیمیہ نے اسے ولایات اور امانات کی اصطلاحات میں بیان کیا ہے (۵) پاک و ہند میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخلاقیات و سیاسیات پر جو کتابیں فارسی میں لکھی گئیں' ان میں ریاست کی بجائے کہیں سلطنت و بادشاہت کی اصطلاحیں نظر آتی ہیں اور کہیں خلافت و ملوکیت کی (۶)۔ غزنوی عہد میں سامانی طرز حکومت کے ذریعے ساسانی نظریات کو ریاست کے اصطلاحی تصور میں شامل کرنے کی کوشش ہوئی اور بعض مولفین نے سلطان محمود ایسے حکمرانوں کی مثال دے کر ریاست کو اقتدار اور فرد واحد میں مرکوز کر دینے کی کوشش کی (۷)' اور یہ تاثر دور مغلیہ سے قبل کی تالیفات (۸) میں بالعموم ملتا ہے۔ دور اکبری میں شہنشاہ وقت "گیہان خدیو" قرار پاتا ہے (۹)' اور اسی سے مراد ریاست تھی۔ ان نظریات میں گویا ایک تو فرد اور ادارے میں فرق تقریباً ختم سمجھا گیا' دوسرے اقتدار اعلیٰ کے تصور میں نمائندگی اور باہمی تعاون کے عناصر کی اہمیت سرے سے غائب ہو گئی۔ تاہم ان درباری تصنیفات کے پہلو بہ پہلو ایسی کتابیں بھی لکھی گئیں جن میں ریاست کے اسلامی تصور کو اجاگر کیا گیا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ' شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ' اور شاہ اسماعیل شہید نے رسالہ در منصب امامۃ میں ریاست کے سلسلے میں امامت اور خلافت کی اصطلاحات استعمال کی ہیں اور مباحث میں خلافت خاصہ اور خلافت عامہ' متغلب اور جائز رئیس وغیرہ کا امتیاز کیا ہے۔ چنانچہ ان جیسے علماء و فضلاء اور ارباب علم و دانش کی کوششوں سے ریاست کی شرعی حقیقت' تصور سلطانی کے پہلو بہ پہلو منعکس دکھائی دیتی ہے۔

اسلامی سیاسی فکر کے مطالعہ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ "امت" ریاست کے معنوں میں ہے تو "خلافت" حکومت کے معنوں میں۔ ممتاز شافعی فقیہ قاضی ابوالحسن علی الماوردی نے "وجوب الامامۃ" کی بحث میں اسی بات پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ دین کی حفاظت اور دنیا کا انتظام برقرار رکھنے کے لئے امامت و خلافت ضروری ہے (۱۰)' اور اسی سے ان کی مراد ریاست ہے۔ اس سے کئی اہم نکات سامنے آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اقتدار اعلیٰ حکمران کو نہیں بلکہ امت کو ہے جو بحیثیت مجموعی بھی اور اس کا ہر فرد بھی اللہ کا نائب ہے اور حکمران ان سب کا نائب۔ دوسرے اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ امت اسلامیہ بحیثیت مجموعی چونکہ جغرافیائی اور نسلی حدود سے بالاتر ہے' اس لئے اسلامی ریاست بھی ان حدود سے مقید نہیں' لیکن انسانی معاشرت بہرحال جغرافیائی علاقوں میں وقوع پذیر ہوتی ہے' اس لئے جغرافیائی حدود سے مفر نہیں۔ شاید یہی وجہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اسلامی سیاسی مفکرین نے ایک سے زیادہ خلیفہ ہونے کو تسلیم کیا' البتہ امت کو ہمیشہ ناقابل تقسیم قرار دیا۔

مسلم مفکرین ریاست کے مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے' ایک طرف تو انسانوں کے لئے اجتماع اور تعاون کی ضرورت کا احساس دلاتے ہیں' اور دوسری جانب ریاست کو مدینہ فاضلہ قرار دیتے ہوئے اسے ایک ایسے بدن سے تشبیہ دیتے ہیں جس کے تمام اعضاء و جوارح باہم تعاون کرتے ہوں (۱۱) خواجہ نصیرالدین طوسی کے نزدیک ریاست اجتماع انسانی کی ایک ارتقائی شکل ہے جو گھر سے شہر اور شہر سے ریاست بنتی ہے اور آخر میں بین الاقوامیت پر جا کر منتج ہوتی ہے (۱۲)

الفارابی نے شہر یعنی مدینہ پر مفصل بحث کی ہے۔ وہ مدینہ فاضلہ اور مدینہ غیر فاضلہ کا فرق واضح کرتے ہوئے ریاست کو ایک حکمت قرار دیتے ہیں' اور رئیس الاول یعنی حکمران کو حکیم' جس کا کام ان کے نزدیک تعدیل اور امور انسانی ہے۔ مدینہ فاضلہ بقول ان کے ریاست کبریٰ ہے' اور ایسی ریاست ان کے خیال میں گویا ریاست حکمت ہے (۱۳)' مگر علامہ دوانی کو اس تعریف کی قبولیت میں تامل ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ:

"ریاست حکمت کے مترادف نہیں بلکہ سلطانی اقتدار مطلق اور ظل الٰہی کا روپ ہے" (۱۴)

اصطلاحی تصورات کے اس مختصر جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست' تدبیر اور اجتماع انسانی کے لئے ایک ایسی قیادت کا نام ہے جو مبنی براصول حکمت و فضیلت ہو' تاہم تاریخی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ان معنوں میں لفظ ریاست محض علم سیاسیات کی اصولی کتب میں استعمال ہوتا رہا' لیکن اس کے معانی و مفہوم اور کردار میں مختلف ادوار میں تبدیلی آتی چلی گئی۔

قرآن حکیم میں اقتدار و حکومت کا ذکر دو حوالوں سے ہوا ہے۔ اول وہ جس کا تذکرہ انبیاء و ملوک کے ضمن میں ہے۔ مثلاً جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم پر اللہ نے جو احسان کئے ہیں' انہیں یاد کرو:۔

"اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا و اتکم مالم یوت احدا من

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

العالمین۔ (۱۵)

(ترجمہ) اس نے تم میں پیغمبر پیدا کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا کہ اہل عالم میں سے کسی کو نہیں دیا۔

اس آیت میں انبیاء اور ملوک کا ذکر الگ الگ کیا گیا ہے اور اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ ملوکیت بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہے' لیکن کیا ہر ملوکیت و حکومت اللہ کی پسندیدہ ہے' اس کی وضاحت مندرجہ ذیل آیت سے ہوتی ہے۔

"وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت یستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبد ونني لا یشرکون بی شیئا" (۱۶)

(ترجمہ) جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا' جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ (حاکم) بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے' مستحکم اور پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری (اللہ کی) عبادت کریں گے اور میرے (اللہ کے) ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

آیت مذکورہ میں خلافت کا لفظ استعمال ہوا ہے اور حکومت کے تمکین کی اصطلاح آئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی اہلیت کے لئے ایمان' اور عمل صالح شرط ہے۔ نیز حکومت کا کام یہ ہے کہ وہ دین کو مستحکم کرے' امن قائم کرے اور شرک کو ختم کرے۔ اسی اساس پر گویا حکومت و اقتدار کا سارا نظام کار آگے بڑھتا ہے۔ ریاست اگر دنیوی اصطلاح ہے تو اسلامی ریاست (Islamic State)میں دین و دنیا دونوں کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ تصور علاقائی نہیں آفاقی نوعیت کا حامل ہے۔ اس لئے کہ اسلامی ریاست میں بلا تخصیص مذہب و ملت ہر قوم اور نسل کے لوگوں کے توطن اختیار کرنے کی گنجائش ابتداء ہی سے رہی اور اس کا بین ثبوت وہ اولین ریاست ہے جو عہد نبوی میں سیاست کے اعلیٰ تصورات کی روشنی میں یثرب میں قائم ہوئی اور ان ہی تصورات کی بدولت یہ ریاست مدینہ منورہ بن گئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ اسلام کی سب سے پہلی ریاست ہے۔ اس کے سیاسی اعضاء بلند مقاصد کی خاطر باہم مضبوط اور مربوط و منضبط کئے گئے اور تمام اہل مدینہ کو جن میں مسلمان' یہود اور مشرک وغیرہ شامل تھے' ایک سیاسی رشتے میں منسلک کر دیا گیا۔ میثاق مدینہ کی دفعات اس کی شاہد ہیں۔ بادی النظر میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مدینہ کے دفاع اور انتظام مملکت کا ایک باہمی معاہدہ تھا' جس میں برائی کا مقابلہ کرنے اور اسے مٹانے کی ذمہ داری بلا تخصیص مذہب و ملت ہر فرد پر عائد کی گئی تھی' (۱۷) اسے اتحاد و اتفاق اور امن کی روشن دستاویز سے تعبیر کیا جائے تو بیجا نہ ہو گا۔

اولی الامر کے مصداق

اسلام ایک دین کی حیثیت سے ریاست کے لئے اپنے چند خاص اصول رکھتا ہے۔ ان کی رو سے حاکم حقیقی تشریعی و تکوینی اعتبار سے اللہ رب العالمین ہی ہے اور ریاست کا کوئی قانون اور ضابطہ کتاب و سنت کے خلاف نہیں بن سکتا۔ اسلامی ریاست جغرافیائی' نسل یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوتی ہے۔ جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ ہو۔ انسان کو فقط نیابت الٰہی کا حق دیا گیا ہے اور یہ نیابت بھی ایک ایسے قانون کے تابع کر دی گئی جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے نازل ہوا' اسی لئے کہتے ہیں کہ نبوت کی جانشینی کے لئے امامت ہے اور امت میں بالاجماع امام کا مقرر کیا جانا واجب' تاکہ دین کی حفاظت کی جا سکے اور دنیوی انتظام برقرار رہے:

"الامامة موضوعة لخلافة النبوة فی حراسة الدین و سیاسة الدنیا وعقدها لمن یقوم بها فالامامة واجب بالاجماع" (۱۸)

ابن حزم کے بقول --- فقہائے امت متفقہ طور پر نصب امامت کو فرض قرار دیتے ہیں (۱۹) ' اور تمام اہل سنت' شیعہ' خوارج اور مرجئہ کا وجوب امامت پر اتفاق ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ خلیفہ کا مقرر کیا جانا واجب بالکفایہ ہے اور یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے (۲۰) ' کیونکہ امامت کا وجود عقلی بھی ہے اور شرعی بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"یایها الذین ءآمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" (۲۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو' اور ان لوگوں کی بھی جو تم میں سے صاحب اقتدار ہیں۔

مذکورہ آیت میں قرآن حکیم نے ارباب اختیار و اقتدار کے لئے اولی الامر کی جو اصطلاح استعمال کی ہے' اس کے جواز و شرائط اور اس کی اطاعت پر مسلم مفکرین اور فقہاء کرام نے بہت کچھ لکھا ہے' نیز اس اصطلاح کے مفہوم میں شامل مترادفات ۔۔ خلیفہ' حاکم' سلطان' امیر' بادشاہ' عامل (گورنر) اور شوریٰ وغیرہ پر بھی سیر حاصل بحثیں کی ہیں' جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اولی الامر سے مراد اسلامی ریاست کا بلند ترین منصب ہے۔ بعض خلیفتہ المسلمین یا امام کو اس کا مصداق قرار دیتے ہیں اور بعض اہل قرآن' تمام صحابہ کرام اور علماء وفقہاء کو (۲۲)' ابن کثیر نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق اولی الامر کا مصداق اہل فقہ اور اہل دین کو قرار دیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی تصریح کر دی ہے کہ یہ کلمہ تمام اولی الامر کو عام ہے' خواہ علماء ہوں یا امراء (۲۳) امام رازی بھی اس کے حق میں ہیں کہ اگر اس سے تمام ارباب حل و عقد مراد لیں تو یہ قول امت کے اقوال سے الگ نہ ہو گا (۲۴)' ملا جیون اس موضوع کا محاکمہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"والحق ان المراد به کل اولی الحکم اماما کان او امیرا سلطانا کان او حاکما عالما کان او مجتهدا قاضیا کان او مفتیا علی حسب مراتب التابع والمتبوع لان النص مطلق فلا یقید من غیر دلیل الخصوص" (۲۵)

حق یہ ہے کہ اولی الامر سے تمام ارباب حکم کو مراد لیا جا سکتا ہے۔ امام ہو یا اس کے ماتحت حکام' عالم ہو یا مجتہد' قاضی ہو یا مفتی' تابع اور متبوع میں فرق مراتب کی رعایت کرتے ہوئے سب مراد میں شامل ہیں' اس لئے کہ قرآن کے الفاظ مطلق ہیں' پس تخصیص کی معتبر دلیل کے بغیر ان میں قید کا اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔

علامہ طنطاوی اور مفتی محمد عبدہ' دونوں اس مسئلے پر متفق ہیں کہ اولی الامر سے مراد مسلمانوں کی اہل حل و عقد کی جماعت ہے (۲۶)' جسے عہد حاضر کی سیاسی اصطلاح میں پارلیمنٹ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی اسلامی حکومت میں شوریٰ یا پارلیمنٹ سے چونکہ یہ توقع نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی جا سکتی کہ وہ کتاب و سنت کے منافی کوئی قانون یا ضابطہ بنائے' اس اعتبار سے اس قانون یا ضابطے اور ارکان پارلیمنٹ کی اطاعت بھی مملکت کے ہر شہری پر قرآن کی رو سے لازم ہو جاتی ہے۔

امام ابن تیمیہ بالصراحت بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالی کی نازل کردہ کسی کتاب پر عمل پیرا ہیں نہ کسی دین کے پیرو' وہ بھی حکمرانوں کی ایسی باتوں کی اطاعت کرتے ہیں جن کو وہ اپنے دنیوی مصالح کے حصول کا موجب تصور کرتے ہیں' حالانکہ ان کا اقدام صحیح ہوتا ہے' کبھی غلط:

"فجمیع بنی آدم لا بدلھم من طاعۃ آمروناہ من لم یکن من اھل الکتاب الالھیۃ ولا من اھل دین فانھم یطیعون ملوکھم فیما یرون انہ یعود بمصالح دنیاھم مصیبین تارۃ و مخطئین اخری۔" (۲۶)

قاضی ابوالحسن علی الماوردی نے ریاست اور امامت کے حوالے سے اولی الامر کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام ارباب خرد فطری طور پر اپنے معاملات کسی ایسے رہبر کے سپرد کرنے کے طالب ہوتے ہیں جو انہیں ایک دوسرے کے ظلم سے روکے اور باہمی مخاصمت میں ان کے درمیان فیصلے کرے ۔ ذی اقتدار اصحاب اگر نہ ہوں تو انارکی پھیل جائے اور تہذیب و اجتماع کا شیرازہ بکھرا ہوا دکھائی دے ۔ الماوردی نے امامت کبریٰ اور خلافت عالیہ سے بحث کرتے ہوئے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا ہے کہ مذہب و ملت کی تمام دینی و دنیوی مصلحتیں منصب امامت ہی سے وابستہ ہیں ۔ منصب امامت پر فائز ہونے کے بعد امام اپنے اختیارات چار طرح کے عہدیداروں میں تقسیم کر سکتا ہے:

"فالقسم الاول من تکون لہ ولایۃ عامۃ فی الاعمال العامۃ و ھم الوزراء لانھم یستنابون فی جمیع الامور من غیر تخصیص والقسم الثانی من تکون لہ ولایۃ عامۃ فی اعمال خاصۃ وھم امراء الاقالیم والبلدان لان النظر فی ماخصوا بہ من الاعمال عام فی جمیع الامور۔" (۲۷)

قسم اول میں وہ عہدیدار ہیں جنہیں عام خدمات کے لئے اختیارات عامہ سپرد کئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں' یہ وہ وزراء ہیں جو بلا تخصیص تمام امور میں امام کی نیابت کرتے ہیں۔ دوسری قسم میں وہ عہدیدار ہیں' جنھیں خاص خدمات کے لئے عام اختیارات دیئے جاتے ہیں۔ ان میں صوبوں اور شہروں کے امراء شامل ہیں۔ ان کی امارت اگرچہ مخصوص ہوتی ہے تاہم انہیں محدود خدمت کے لئے عام اختیارات تفویض کئے جاتے ہیں۔

تیسری قسم میں الماوردی نے ان عہدیداروں کو شامل کیا ہے جنہیں عام خدمات کے لئے خاص اختیارات سے نوازا جاتا ہے مثلاً قاضی القضاۃ' نقیب لشکر' محافظ سرحد' مال گزاری کا محصل اعلیٰ' صدقات کا محصل اعلیٰ' چوتھی قسم میں شافعی فقیہ الماوردی نے کسی صوبہ یا شہر کے قاضی' افسرمال و صدقات اور مقامی فوج کے نقیب وغیرہ کو شمار کیا ہے کہ جنہیں خاص خدمات کے لئے محدود اختیارات دیئے جاتے ہیں۔ عہدیداروں کی یہی تفصیل حنبلی فقیہ قاضی ابویعلی الفراء نے اپنی کتاب الاحکام السلطانیہ میں من وعن بیان کی ہے۔

ان مباحث کی رو سے امیرالمومنین یا خلیفہ کے لئے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد چونکہ تنہا کام کرنا ممکن نہیں اور ریاست کی ذمہ داریاں لا محدود ہوتی ہیں' اس لئے امور خلافت سے عہدہ برآ ہونے کے لئے وہ اپنے نائبین یا مختلف عہدیداروں کا تقرر عمل میں لا سکتا ہے' اور مختلف فرائض ان کے سپرد کر سکتا ہے ۔ خلیفہ کی حیثیت ایک طرف اگر خلافت کے سربراہ کی ہوتی ہے ' تو دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور عوام کے مندوب' اور نائب کی۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے :

"کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی و انه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکثرون" (۳۸)

صحیحین کی اس روایت کے مطابق انبیاء کرام بنی اسرائیل کی سیاسی قیادت فرماتے تھے۔ ایک کی وفات پر دوسرا نبی قیادت سنبھال لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کسی نبی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' اس لئے آپ کی نیابت خلفاء کے سپرد ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے "خلیفتہ اللہ" کی بجائے اپنے لئے "خلیفتہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الرسول" کا لقب پسند فرمایا۔ اس طرح خلیفہ کی دونوں حیثیتیں واضح ہو گئیں' یعنی جانشین رسول اور امت کے نائب کی حیثیت۔ اس اعتبار سے ہر دو کی ذمہ داریاں سرانجام دینا مسلم سربراہ کا فرض ہے اور وہ اس فرض کی' اپنے نائبین اور مددگار عہدیداروں کی وساطت سے جن میں وزراء' قاضی القضاۃ' اور محتسب وغیرہ شامل ہیں' ادائیگی کر سکتا ہے۔

اسلامی حکومت کے سربراہ کے فرائض میں نظریاتی' عسکری' اقتصادی' قانونی' اجتماعی' تعلیمی' انسانی اور اخلاقی سبھی قسم کی ذمہ داریاں شامل ہیں ۔ کتاب و سنت میں فرد اور جماعت دونوں کو فوز و فلاح ' اخلاق و انسانیت' عدل و انصاف اور سعادت دنیوی و اخروی سے متمتع کرنے کے لئے امت مسلمہ کو جو فرائض اور ذمہ داریاں بطور امت وسط و خیر الامم تفویض کی گئی ہیں' ان کی رو سے اسلامی حکومت کا فرض اولین یہ ہے کہ کتاب و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے اور منکرات کو مٹائے' یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر کامل توجہ دے جس کا تعلق شعائر اسلامی کے احیاء و اعلاء اور ادارہ احتساب سے بھی ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد اقامت دین ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم و موسی و عیسی ان آقیموا الدین ولا تنفرقوا فیہ" (۲۹)

(ترجمہ) اس (اللہ) نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا' جس (کے اختیار کرنے) کا نوح کو حکم دیا تھا' اور جس کی (اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کی بعثت کی غرض و غایت اقامت دین بتائی ہے ۔ اسی مقصد وحید کی خاطر نبی آخرالزمانؐ اس دنیا میں تشریف لائے اور آپؐ نے اقامت دین کا وہ عظیم الشان فریضہ سرانجام دیا' جس کی صراحت یوں کی گئی ہے:۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"یامرھم بالمعروف و ینھھم عن المنکر و یحل لھم الطیبت و یحرم علیھم الخبیث" (۳۰)

(ترجمہ) وہ (محمدؐ) انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں۔

یہ حقیقت گویا قرآن حکیم نے واضح کر دی ہے کہ اقامت دین کے دو پہلو ہیں: ایک ایجابی یعنی امر بالمعروف (نیکیوں کا حکم) اور دوسرا سلبی یعنی نہی عن المنکر (برائیوں کا سدباب) قرآن نے ہر شخص کو اس کی ہدایت اور گمراہی کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"من اھتدی فانما یھتدی لنفسہ و من ضل فانما یضل علیھا ولا تزر وازرہ وزرا اخری" (۳۱)

(ترجمہ) جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لئے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اسی کو ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

لیکن یہ بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو برائی میں مبتلا دیکھ کر اسے منع نہ کرے تو لوگ اس سے دھوکہ کھاتے ہیں' اور برے کام کی برائی اور نقصان سے آگاہ نہیں ہو پاتے ۔ ان ہی کے بارے میں حکم خداوندی ہے:

"ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم" (۳۲)

(ترجمہ) اور یہ لوگ اپنے (گناہ کا) بوجھ اٹھائیں گے' اور اپنے (گناہوں کے) ساتھ کچھ اور (لوگوں کے گناہوں کا) بوجھ بھی۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی برائی کے خلاف جہاد کی تلقین فرمائی۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان" (۳۳)

اگر تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اس کو ہاتھ سے روک دے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر زبان سے اور اگر زبان سے نہیں تو دل سے (اسے برا سمجھے) اور یہ ضعیف ترین ایمان ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں برائی سے اغماض برتنے اور برے کام سے منع نہ کرنے والے' دونوں قابل مواخذہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی:

"یبنی اقم الصلو ۃ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصالک ان ذلک من عزم الامور" (۳۴)

(ترجمہ) اے میرے فرزند نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کام کرنے کا امر اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا' اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو' اس پر صبر کرنا' بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

اسلام کی نظر میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے پابند باہم ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں' کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ؐ کے احکام کی پیروی کرتے ہیں:

"والمومنون والمومنت بعضھم اولیاء بعض یا مرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ و یطیعون اللہ و رسولہ۔ اولیک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم" (۳۵)

(ترجمہ) اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے' اور زکوٰ ۃ دیتے اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

ان ہی قرآنی آیات سے استنباط و استشہاد کرتے ہوئے بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی ریاست کے تمام اجتماعی اداروں کی غرض و غایت بھی امر و نہی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"وجمیع الولایات ھوامر و نبی" (۳۶)

امام ابن تیمیہ کے نزدیک ۔ ۔ وہ امر جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا' امربالمعروف یعنی نیکیوں کا حکم ہے اور جس نہی کی خاطر آپ کو بھیجا گیا' نہی عن المنکر ہے۔

"فالامر الذی بعث اللہ بہ رسولہ ھوالامر بالمعروف والنھی الذی بعثہ بہ ھو النھی عن المنکر" (۳۷)

قرآن حکیم نے ہر اچھائی اور برائی کے فرق کو واضح کرنے کے لئے یہی دو اصطلاحیں استعمال کی ہیں' یعنی معروف اور منکر۔ اول الذکر ایسے وسیع ترین معنوں میں ان تمام فضائل پر مشتمل ہے' جن سے ایک فرد اور جماعت کی زندگی سنورتی اور فلاح پاتی ہے' جب کہ منکر سے مراد وہ سب خرابیاں ہیں' جو فرد اور جماعت یہاں تک کہ اقوام و ملل کی تباہی و بربادی کا سبب بنتی ہیں۔ اسی لئے اسلام نے معاشرتی زندگی کی تنظیم کے لئے امربالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایک بنیادی اصول کا درجہ دیا۔ انبیاء کرام کی دعوت کی اساس اسی اصول پر تھی' جسے وہ ایک انتہائی اہم اور مقدس فریضہ سمجھ کر نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ فقہاء نے اسے اصول ہی نہیں' بلکہ امت مسلمہ میں وحدت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ اسی تناظر میں چھٹی صدی ہجری کے ایک نامور مصلح فرماتے ہیں کہ :

"بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا دین کا مرکزی ستون ہے اور یہ وہ اہم مقصود ہے' جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ اگر اس کی بساط لپیٹ دی جائے تو دین کی قوت و شوکت باقی نہ رہے گی اور زمین میں فساد عظیم برپا ہو جائے گا" (۳۸)

اس بحث کا اہم سوال یہ ہے کہ معروف کیا ہے اور منکر کیا؟ عربی زبان کی مشہور لغت میں معروف کے معنی بتاتے ہوئے لکھا گیا ہے :

"کل ما تعرفہ النفس من الخیر و یتشائہ و تطمئن الیہ" (۳۹)

ہر وہ اچھی چیز جسے نفس جانتا اور اسے چاہتا ہے اور اس سے مطمئن ہوتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن منظور افریقی کے نزدیک اس کی جو ضد ہو گی' وہ منکر کہلائے گی (۴۰) انگریزی اور عربی کے ایک ممتاز ماہر لسانیات نے اپنے عربی انگریزی لغات میں معروف اور منکر کی مختصر مگر جامع تعریف کی ہے۔ معروف کے متعلق لکھتے ہیں:

"Signifying liberality or bounty, when it is with moderation or with a right or just aim, and sincere or honest advice or counsel or action; and good fellowship with one's family and with others mankind, and any action or deed of which the goodness is known by reason of by the law". (41)

"معروف دلالت کرتا ہے فراخدلی یا فیاضی پر' اگر وہ اعتدال میں رہے یا وہ صحیح اور منصفانہ مقصد کی خاطر ہو۔ نیز پر خلوص اور ایماندارانہ نصیحت' رائے اور عمل پر' اپنے خاندان اور نوع انسانی میں دوسروں کے ساتھ حسن سلوک پر' اور عمل اور کام پر جس کی اچھائی' دلیل یا قانون سے معلوم ہو'۔

اور منکر کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔

"Contrary of ma'ruf; any action disapproved or disallowed by sound intellects; or deemed or declared thereby to be bad, evil, hateful, abominable, foul, unseemly, ugly or hideous; or pronounced to be so by the law because the mind deliberates respecting the regarding it as such".(42)

معروف کی ضد' ہر وہ فعل جسے عقل سلیم ناپسند کرے یا جس کی اجازت نہ دے یا وہ فعل برا' خراب' قابل نفرت' مکروہ' فاسد' نامناسب' گندہ یا وحشت ناک سمجھا جائے یا قانون اسے ایسا بتائے' کیونکہ اس کے بارے میں انسانی دماغ نے یہی فیصلہ کیا ہے۔

امام ابن تیمیہ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تعریف "انشاء" کے تحت کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اخبار پر مشتمل ہے یا انشاء پر اور :۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"فالا خبار عن نفسه و خلقه مثل التوحيد والقصص الذی يندرج فيه الوعد والوعيد" (۴۳)

اخبار کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات ' تخلیق توحید اور ان قصص سے ہے جن میں اللہ کے وعدے و عید درج ہیں ۔

جب کہ انشاء ان کاموں سے عبارت ہے' جن کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جن سے منع کیا ہے اور جن کی اس نے اجازت دی ہے ۔

"والانشاء الامر والنهی والاباحه" (۴۴)

امام غزالیؒ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے " هو القطب الاعظم فی الدين " (۴۵) کے الفاظ لکھے ہیں اور ساتھ ہی تصریح فرما دی ہے کہ:

"امر بالمعروف سے مراد وہ امور ہیں' جنہیں شرع اسلام نے جائز کہا ہے اور نہی عن المنکر وہ کہ جن کے نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے" (۴۶)

ابن جوزی نے بھی یہی تعریف بیان کی ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو دین کا مرکزی ستون قرار دیتے ہوئے اسے وہ اہم مقصود بتایا ہے' جس کے لئے انبیاء کرام مبعوث کئے گئے (۴۷) امام غزالیؒ کے الفاظ میں:

"الامر بالمعروف و النهی عن المنكر الذی انزل الله به كتبه وارسل به رسله من الدين" (۴۸)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا' ایک دینی فریضہ ہے۔

مفسرین' مصلحین اور لغویین کی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں یہ ساری تعریفات قرآنی ارشادات کی تفسیر ہیں ۔ احادیث میں بھی اسے ایک ایسا فریضہ قرار دیا گیا ہے جو امت مسلمہ کو خیر الامم بنانے کے لئے از بس ضروری ہے ۔ فرمان الٰہی ہے:۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر و تومنون بالله" (۴۹)

(ترجمہ) جتنی امتیں (قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان میں سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک امت مسلمہ بہترین امت ہے' کیونکہ اس کے افراد بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے اجتناب کی تلقین کرتے ہیں۔ اسی لئے تاکید کر دی گئی ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت بہرحال ضروری ہے جو لوگوں کو معروف کی دعوت دیتی اور منکر سے روکتی رہے (۵۰)

قرآن حکیم کے علاوہ احادیث نبویؐ میں بھی مسلمانوں کے لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"یایها الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم" (۵۱)

(ترجمہ) اے ایمان والو اپنی جانوں کی حفاظت کرو' جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اور پھر ارشاد فرمایا کہ لوگ جب کوئی بری چیز دیکھیں اور اسے تبدیل نہ کریں تو اللہ تعالیٰ سب کو سزا دیتا ہے (۵۲)' یہ گویا اسلام کی دعوت فکر ہے کہ قبل اس کے سارا معاشرہ فساد کی زد میں آ جائے' افراد ایک دوسرے کو معروف کا حکم دیں اور منکر سے روکیں۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے اطاعت اولی الامر کو معروف کا پابند کر دیا ہے۔ صحیحین کی ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

"لا طاعة فی معصیه انما الطاعة فی المعروف" (۵۳)

معصیت میں اطاعت نہیں' اطاعت معروف میں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قرآن و حدیث کی رو سے گویا ایک طرف تو اولی الامر کی اطاعت ہے اور دوسری طرف اس اطاعت کو معروف میں محدود کر دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کلا واللہ لتامرون بالمعروف و لتنھون عن المنکر ولتاخذون علی یدی الظالم والتاطرنہ علی الحق ولتقصرنہ علی الحق قصرا او لیضربن اللہ قلوب بعضکم علی بعض" (۵۴)

ہرگز نہیں، خدا کی قسم تمہیں بالضرور معروف کا حکم دینا ہو گا اور منکر سے روکنا ہو گا اور ظلم کا ہاتھ پکڑنا ہو گا۔ اسے حق پر جھکانا ہو گا اور اس پر محدود کرنا ہو گا، ورنہ اللہ تم میں سے بعض کے دل بعض کے خلاف کر دے گا (۵۵)

ان تمام استشہادات سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت واضح ہے۔ اسی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے امام غزالی، ابن جوزی اور ابن قیم ایسے مسلم مفکرین ادارہ احتساب (الحبہ) کی تشریحات و توضیحات امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ابواب کے تحت بیان کرتے ہیں اور ان سب کا مقصد بھی واضح ہے کہ انسان جب اجتماعیت کے رشتے میں منسلک ہو گئے اور اسلامی حکومت کی تشکیل کا خواب گویا شرمندہ تعبیر ہو گیا تو ضروری ہے کہ اب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو حرز جاں بنایا جائے۔

عدل کی حکمرانی

امر بالمعروف کا ایک مقصد عدل کا قیام ہے اور نہی عن المنکر کا مقصد ظلم کا سدباب۔ چنانچہ مفسرین لکھتے ہیں:

"لا معروف اعرف من العدل ولا منکر انکر من الظلم" (۵۶)

عدل سے بڑھ کر کوئی معروف نہیں اور ظلم سے بدتر کوئی منکر نہیں۔

الفارابی کے بقول: عدل سب سے پہلے اچھی مشترک چیزوں مثلاً سلامتی، مال و متاع، عزت و کرامت اور درجات وغیرہ، جن میں ہر ایک کا اہلیت کے مطابق حصہ ہوتا ہے، تقسیم ہوتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے ۔ اس میں کمی و بیشی ظلم ہے ۔ کسی شخص کے حصے میں کمی اس پر ظلم ہے اور اہلیت سے زائد حصہ ملنا' اہل شہر پر ظلم ہے۔ اس لئے عدل پر زور دیتے ہوئے کہا گیا ہے:

"اجزاء المدینۃ ومراتب اجزائھا تاتلف بعضھا مع بعض وترتبط بالمحبۃ و تتماسک و تبتعی محفوظۃ بالعدل و افاعیل العدل" (۵۷)

شہر (ریاست) کے اجزاء اور اس اجزاء کے درجات آپس میں محبت کے ذریعہ متحد اور مربوط اور عدل و اعمال سے مضبوط و محفوظ ہوتے ہیں ۔

عدل کا محض ایک لفظ اسلام کی جملہ تعلیمات کے حقائق اور اساسیات پر محیط ہے' اسی لئے اللہ رب العزت نے اسے اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے:

"ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان" (۵۸)

(ترجمہ) اللہ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

قرآن حکیم میں عدل کو تقویٰ سے قریب ترین بتایا گیا ہے اور مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ ہر حال میں عدل کو شعار بنائیں:

"واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل" (۵۹)

(ترجمہ) اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔

اسلام کا حکم ہے کہ کسی سے دشمنی کی خاطر عدل کو نہ چھوڑیں بلکہ ایسا کرنا ایک طرح سے تقویٰ سے منہ موڑنا ہے:

"ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی" (۶۰)

(ترجمہ) اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے۔

عدل شیوہ پیغمبری ہے' اور تمام انبیاء و مرسلین کے عادل ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ہر پیغمبر کو عادل رہنے اور خواہشات سے اجتناب کرتے ہوئے وہی فیصلے کرنے کی ہدایت کی گئی جو مبنی

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برحق ہوں۔ مثلاً حضرت داود علیہ السلام سے فرمایا گیا:۔

انا جعلنک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیصلک عن سبیل اللہ (۶۱)

(ترجمہ) بے شک ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔ پس تم لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہشات کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا کے راستے سے بھٹکا دے گی۔

قرآن حکیم نے عدل کا ایک واضح تصور پیش کیا ہے' جس کی تفصیلات مختلف آیات (۶۲) میں ملتی ہیں۔ مختصر ترین مفہوم اور جامع تعریف میں اس سہ حرفی لفظ کے معنی' قرآن و سنت اور شرعی احکام کی روشنی میں عوام الناس کے باہمی تنازعات کا تصفیہ کرنا' ہیں۔ احادیث میں بھی اس کا متعدد بار (۶۳) ذکر آیا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عدل کرو تو اللہ کے نزدیک اس کا اجر ہے اور ظلم کرو تو اس کا بوجھ (۶۴)۔ نہایۃ الارب کے مطابق عبداللہؓ بن عمر ہی سے مروی ہے کہ منصف اور عادل حکام خدا کے بہت قریب ہوں گے۔ جامی نے عبداللہؓ بن عوف کی زبانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول قلمبند کیا ہے کہ اللہ ظلم کرنے والے حاکم کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور ایسا حاکم شیطان کے ساتھ ہو جاتا ہے (۶۵) ایک اور مشہور حدیث ہے کہ عدل میں صرف کی جانے والی ایک ساعت ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اسی طرح رسول اللہ نے ایک بار فرمایا:۔

"لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل علی عصبیۃ ولیس منا من مات علی عصبیہ" (۶۶)

وہ ہم میں سے نہیں' جس نے عصبیت کی دعوت دی اور وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر لڑا اور وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مرا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار کیا گیا کہ عصبیت کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا:۔ ان تعین قومک علی الظلم (۶۷) کہ تم ظلم میں اپنی قوم کی اعانت کرنے لگو۔ ان ارشادات سے واضح ہوا کہ ظلم' عدل کی ضد ہے اور عدل کا تعلق معروف سے ہے یا یہ بذاتہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معروف ہے' اور ظلم منکر۔ قرآن حکیم میں اولی الامر کی اطاعت کا حکم عدل کے جواز کا ثبوت ہے۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی کہتے ہیں کہ طاقتور اشخاص کو کمزوروں پر دست تظلم دراز کرنے سے روکنا حاکم عادل کا فرض ہے (۶۸) ایک اور قول کے مطابق : شر انگیزی' ایذا رسانی اور سرکشی و بغاوت کا دروازہ ایک عادل سلطان ہی بند کر سکتا ہے تاکہ لوگ اس کے عدل کے زیر سایہ امن کی زندگی بسر کر سکیں (۶۹)

ابوالفضل کی رائے میں: خلوص صحت' پرہیزگاری' اطوار شائستہ' وفا شعاری' صداقت اور ترقی اخلاص کے علاوہ عدل و انصاف ایک سچے حاکم کی حکومت کی برکات ہیں کہ جنہیں وہ ظلم و ستم کو مٹانے اور رعایا کی خوابیدہ فطری صلاحیتوں کو بیدار کرنے کا ذریعہ بناتا ہے (۷۰) مغلیہ دور کے مولفین کے نزدیک سلاطین عادل کے قلوب امن پرستوں کے لئے ایک قلعہ آہنین اور جوش آسمانی کے مترادف ہوتے ہیں' لیکن باغیوں اور شرپسندوں کے لئے ایک تیغ جاں ستاں اور خنجر خونچکاں کا حکم رکھتے ہیں۔ مزید کہا جاتا ہے کہ:

> "شاہان عادل کی تمام آرزوؤں کا مرکز یہی ہوتا ہے کہ نوع انسانی اور اللہ کی کل دیگر مخلوق امن و اطمینان کے ماحول میں رہے' خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور نیک زندگی بسر کرنے کی کوشش میں دل و جان سے مگن رہے" (۷۱)

شاہجہان کی رائے میں بادشاہی یہ ہے کہ خالق کی دولت و امانت یعنی مخلوق کو آرام کی زندگی بسر کرنے کے قابل بنایا جائے ۔ ایک مکتوب میں ہے کہ سلطان کی جوانمردی کمزوروں کی فلاح و بہبود اور اللہ کی عبادت کرنے والوں کی حمایت میں صرف ہونی چاہیئے (۷۲)

اسلامی حکومت و سلطنت میں عدل گویا جزو لاینفک کی حیثیت رکھتا ہے۔ عدل کی حکمرانی ایک طرف معاشرے کو ظلم سے بچاتی ہے' تو دوسری طرف اسے امن و رفاہیت کی متعدد نعمتیں عطا کرتی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ:

> "بادشاہ پر لازم ہے کہ وہ اپنی دولت (حکومت) کو حصار مذہب کے اندر محفوظ رکھے اور بارگاہ ایزدی میں اظہار تشکر سے خدا کی اس نعمت کا شکر بجا لائے جو احکام خداوندی کی بجاآوری اور رعایا کو آرام و خوشحالی کے اسباب مہیا کرنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے حاصل ہوتی ہے" (۷۳)

احتساب کہ عدل ہی کی ایک شاخ ہے اور عدل سے اس کا گہرا تعلق رہا ہے' نیز محتسب حسبتہ للہ اور احتساباً للہ ہر اس حکم کو بجا لاتے رہے ہیں' جو عدل یعنی معروف اور ظلم یعنی منکر میں امتیاز روا رکھتے ہوئے اسے احتساب کرنے کی طرف مائل کرتے ہیں' اسی لئے فقہاء کرام نے اس حقیقت کا اعادہ کیا کہ حقوق اللہ' حقوق العباد اور مشترکہ حقوق کی نفی اور ان سے پہلو تہی بھی ظلم ہے اور ان کا ازالہ ہر لحاظ سے عدل ۔ محتسب کے ادارہ کے قیام کا مقصد بھی اسلامی حکومتوں میں عدل کی حکمرانی کو تسلیم کرنا رہا ہے اور عوام الناس کو ان کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں معروف و منکر کی حدود میں رہتے ہوئے تفریق و فساد کا شکار ہونے سے بچانا' کیونکہ:

"الاجتماع علی الفضیلۃ لا یقع فیہ تباین اصلا ولا تفاسد لان الغرض فی الفضیلۃ واحد وھو الخیر" (۷۴)

فضیلت پر مبنی اجتماع میں سرے سے تضاد و اختلاف وقوع پذیر ہوتا ہے نہ فساد' اس لئے کہ فضیلت کے پیش نظر ایک ہی مقصد ہوتا ہے: خیر اور بھلائی۔

خیر و بھلائی ۔ ۔ عدل کے ساتھ ساتھ زمرہ اخلاق میں آتے ہیں۔ کسی ریاست میں اخلاقی اساس کے بغیر خواہ کتنی مادی اور ذہنی ترقی ہو' مال کار وہ انسانیت کے لئے مضر ہوتی ہے۔ وہ ریاست جس کے ہاں اخلاقی معیار نہیں اور جو اچھے کام کرنے اور برے کام سے منع کرنے کا حکم نہیں رکھتی' اس کے لئے لوگوں کو الفارابی کا کہنا ہے کہ وہ مثالی شہروں کی طرف ہجرت کر جائیں (۷۵) لیکن یہ تجویز غایت درجہ مایوسانہ ہے اور اسلام اس کا قطعاً روادار نہیں' بلکہ وہ برائیوں کے خلاف جہاد کی تلقین کرتا ہے اور اولی الامر کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو عام کرنے کا درس دیتے ہوئے انہیں اصلاح احوال کی راہ دکھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اسلامی حکومتوں میں احتساب کا فریضہ وہاں کے عادل حکمرانوں کے علاوہ محتسب بھی سرانجام دیتے رہے۔ اس طرح انہوں نے عدل کی حکمرانی کی پاسداری کی اور معاشرے کے اخلاق کو بھی مجروح نہ ہونے دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخلاق اور معاشرہ

احتساب اگر ایک طرف عدل کا حصہ ہے تو دوسری طرف اخلاق کا۔ اسلام سیاسیات کو اخلاق (۷۶) کے تابع قرار دیتا ہے۔ ابن منظور افریقی کی رائے میں اخلاق میں دین' طبیعت اور عادات تینوں شامل ہیں (۷۷) لیکن اخلاق عادات کے ظاہری حسن کا نہیں' بلکہ اندرونی پاکیزگی اور باطنی صورت انسانی کے اوصاف و معانی کا نام ہے۔ جس کی حقیقت داخلی' وجدانی' اور روحانی ہے اور صدور خارجی۔ اچھے اخلاق سے دوسرے افراد متاثر ہوں تو معاشرتی زندگی میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ اخلاق' دینی تقاضوں کے عین مطابق یعنی معروف سے معمور ہوں' تو یہی اسلامی تصور اخلاق ہے۔ اس کے دو بنیادی ماخذ قرار دیئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید و فرقان حمید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ اور آپ ؐ کا خلق عظیم۔ اسلامی حکومت کے مسلمانوں کی زندگی مسلم فلاسفہ کے بقول :۔ دینی اصول کے اگر تابع ہے تو اس کا درجہ عبادت کا ہے' جب کہ اخلاقیات کی پاسداری عبادات سے ہرگز خارج نہیں (۷۸) اس لئے کہ اسلام میں ہر اچھا عمل عبادت ہے۔ وجدان صحیح سے اچھائی اور برائی ' دونوں کا پتا چل جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"البر ما اطمئن الیہ القلب واطمئنت الیہ النفس والاثم ماحاک فی القلب و تردد فی النفس" (۷۹)

بھلائی وہ ہے' جس سے قلب مطمئن ہو اور بدی وہ ہے جس سے دل میں کھٹکا رہے اور نفس متردد ہو۔

اخلاق کے بارے میں اگر ایک طرف متعدد قرآنی آیات (۸۰) ہیں تو دوسری طرف بے شمار احادیث (۸۱) ان تعلیمات قرآنی اور ارشادات نبوی ؐ کی رو سے معروف میں حسن خلق شامل ہے اور انسانوں کے ساتھ وہ نیکیاں کرنا بھی' جو معاشرتی اخلاق کا حصہ ہیں (۸۲) ان نیکیوں میں عدل و انصاف' مساوات' ظلم سے اجتناب' جانبداری سے احتراز' افراط و تفریط سے مجتنب رہنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور ہر کسی کو اس کا جائز حق دینا اور دلانا وغیرہ شامل ہیں ۔ ان میں سے بیشتر امور فریضہ احتساب سے الگ نظر نہیں آتے' بلکہ عملاً محتسب کے فرائض میں ہمیشہ سے داخل رہے ۔ اس اعتبار سے عدل کے علاوہ اخلاق سے بھی احتساب کا تعلق رہا ۔ رفتہ رفتہ اخلاق سے اس کی حیثیت فزوں ہوتی چلی گئی۔

اسلام میں اخلاق کا تصور جہاں روحانی اور دینی ہے' وہاں دائرہ اثر عملی اور عمرانی۔ نیکی (معروف) کی فطری صلاحیت اس کا سرچشمہ ہے اور اس کی ترقی کا راز حقیقی معنوں میں اسلامی تعلیمات کے عملاً فروغ' تزکیہ نفس کی اصلاً اپنائیت اور نیکیوں کے بہ نفس نفیس اظہار میں مضمر ہے۔ کسی قوم کی بقاء اور ترقی کے لئے ایک طرف عدل و انصاف کے مقتضیات ضروری ہیں تو دوسری طرف روحانی اور اخلاقی اساسات بھی لازمی ۔ یہ مقتضیات اور اساسیات ہی نہ رہیں تو معاشرہ روبہ انحطاط اور قوم زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ اقوام و ملل کی تاریخ میں اس قسم کی کئی مثالیں موجود ہیں اور قرآن نے بھی اس کی گواہی دی ہے کہ قوموں اور معاشروں کی تباہی و بربادی کا اصل باعث اخلاقی امراض بنے: لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک دوسرے کو برائی میں مبتلا دیکھ کر منع کرنے اور خدا سے ڈرانے کی روش ترک کر دی تھی (۸۳) اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار ارشاد فرماتے رہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر حال میں کرتے رہو' ظالم کا ہاتھ پکڑے رکھو اور حق کا ساتھ دیتے رہو۔

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ اہل ہوی جب اللہ کی لعنت کی زد میں آتے ہیں تو آدمیت اور انسانیت کے زمرے سے خارج ہو جاتے ہیں۔ ایسا معاشرہ رفتہ رفتہ تباہ ہو جاتا ہے اور یہ قومی زوال کی ابتدا ہوتی ہے' جس سے مال کار چھٹکارہ پانا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ کو زوال سے بچانے اور مسلم معاشرہ کو قعر مذلت سے دور لے جانے کا واحد راستہ یہی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی مساعی کو جاری رکھا جائے۔ اور اس کی ایک ہی صورت ہے: احتساب۔ اس سعی میں اگر تکالیف بھی آئیں تو ان پر خندہ پیشانی کا اظہار اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے ضروری ہے' کیونکہ خدائے بزرگ و برتر کا ارشاد ہے:۔

"والعصر ۔ ان الانسان لفی خسر ۔ الا الذین آمنوا و عملوا الصلحت و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تواصوا بالحق واتواصوا بالصبر۔ (۸۴)۔

(ترجمہ) عصر کی قسم کہ انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ نہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

احتساب کی ضرورت

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور عدل' اخلاق اور احتساب کی تمام کڑیاں باہم ایک دوسری سے مربوط ہیں اور اب تک کے مباحث سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اسلام میں ریاست کے لئے "امت" اور حکومت کے لئے "خلافت" کی اصطلاحیں اپنے وسیع تر معنوں میں اسلامی اخوت پر دال ہیں۔ انسانی معاشرت چونکہ جغرافیائی حدود میں وقوع پذیر ہوتی ہے اور عمرانی تقاضے اور روزمرہ مسائل رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ بڑھتے رہے ہیں' اس لئے امت کے ناقابل تقسیم تصور کے باوصف ایک سے زائد اسلامی حکومت کے جواز اور قیام کی ضرورت محسوس کی گئی اور ہر حکومت اپنے طور پر اجتماعی ادارے وجود میں لاتی رہی۔

اسلام میں سیاست دین کے تابع ہے اور اولی الامر کی اطاعت بھی معروف کی پابندی سے مستثنیٰ نہیں' یہاں تک کہ عدل' اخلاق اور احتساب بھی اس کے شرائط میں داخل ہیں۔ حقیقی حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ کی ہے اور خلیفہ یا حکمران ان سب کا نائب ہے۔ وہ امت کے نائب کے طور پر اپنی ذمہ داریاں سرانجام دیتا ہے۔ اسے اختیارات حاصل ہیں کہ معاشرت کی اصلاح کے لئے اقدامات کرے۔ وہ اس مقصد کے حصول کی خاطر قضاء' شرطہ اور محتسب ایسے ادارے قائم کر سکتا ہے۔

کسی بھی اسلامی مملکت میں قائم ہونے والے اجتماعی اداروں میں ادارہ احتساب کی الگ سے بھی ضرورت و اہمیت رہی ہے۔ چنانچہ شافعی فقیہ ابوالحسن علی الماوردی اور حنبلی فقیہ قاضی ابو یعلی الفراء نے امام کے اوصاف و شرائط کا ذکر کرتے ہوئے نظام خلافت (حکومت) کے ڈھانچے کی جو تفصیل دی ہے' اس میں' وزارۃ' امارۃ علی البلاد' امارۃ علی الجهاد' ولایۃ علی حروب المصالح' ولایۃ القضاء' ولایۃ المظالم' ولایۃ النقابۃ' ولایۃ علی اقامۃ الصلوۃ'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولایۃ علی الحج' ولایۃ علی الصدقات والفی والغنیمۃ والجزیۃ والخراج والحمی ولارفاق فی احکام الاقطاع (۸۵) کے بعد دیوان کی تنظیم' احکام جرائم اور آخر میں احکام الحسبہ (احتساب و محتسب) کی تفصیلات درج کی گئی ہیں' گویا ان کے نزدیک اسلامی مملکت کی تنظیم احتساب پر منتج ہوتی ہے۔

احتساب کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہی کا دوسرا نام ہے۔ عدل و اخلاق اس میں شامل رہے ہیں' چنانچہ ہر وہ کام جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ نے حکم دیا' معروف کے زمرے میں آتا ہے۔ معروف صرف چند اخلاقی' معاشرتی اور مذہبی اچھائیوں یا نیکیوں کا نام نہیں' بلکہ قرآن کے اصطلاحی مفہوم میں ان تمام احکامات باری تعالیٰ اور تعلیمات نبوی ؐ پر محیط ہے جن کا تعلق اخلاق ومعاشرت' تہذیب وتمدن' صنعت وحرفت' قانون ودستور' ثقافت وعدالت اور مذہب وسیاست سے ہے۔ مختصر ترین الفاظ میں معروف اسلامی مملکت کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام و فرامین جاری و ساری کرنے سے عبارت ہے۔

معروف کے برعکس منکر کا اطلاق ہر اس طرز عمل اور انداز فکر پر ہوتا ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ؐ نے ناپسند فرمایا اور جس سے اجتناب کا حکم دیا۔ لہٰذا قرآنی اصطلاح میں نہی عن المنکر کا مطلب ہے کہ اسلامی مملکت کے سارے شعبوں کو برائیوں سے پاک کیا جائے' شرک کو ختم کیا جائے' صنعت و حرفت کو دجل و فریب سے اور تہذیب و ثقافت کو الحاد و زندقہ سے پاک کیا جائے اور ظلم و زیادتی کو خواہ وہ کسی شکل میں ہو' مٹایا جائے ان معروفات و منکرات میں سے بیشتر امور کا تعلق احتساب سے رہا' اسی لئے مسلم معاشرے میں محتسب کی ضرورت اسلام کے ابتدائی دور ہی سے محسوس کی جاتی رہی۔

الحسبہ کے ماخذ

محتسب اور احتساب کا تصور اصولاً دینی ہے جس کے لئے عربی میں "الحسبہ" کی اصطلاح مروج و مستعمل رہی ہے اور یہ تصور فی الحقیقت قرآن حکیم کی ان ہی آیات کو محیط ہے جن میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین کی گئی ہے اور جس کی تاکید احادیث نبوی ؐ میں بھی ملتی ہے۔ یہ ہر مسلمان عاقل او بالغ کا انفرادی اور سارے مسلم معاشرے کا اجتماعی فریضہ ہے۔ اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انفرادی و اجتماعی فریضہ کی بجا آوری میں حکومت بھی ان معاملات میں دخیل اور ذمہ دار ہے جن میں قوت نافذہ کے جبری عمل کی ضرورت ہوتی ہے اور افراد ان میں بے بس و بے اختیار ہوتے ہیں۔ ایسے فرائض حکومت ہی سرانجام دے سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام کے تقریباً ہر دور میں کسی نہ صورت میں احتساب انفرادی کے علاوہ محتسب کا حکومتی منصب بھی موجود رہا اور الحسبہ ایسے اجتماعی ادارے کی دینی اہمیت و افادیت تسلیم کی گئی۔

محتسب سے متعلق معلومات کا ماخذ ادبی کتب کم اور فقہی' سیاسی کتب زیادہ ہیں۔ اخلاقیات کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب میں بھی محتسب کے کردار اور فرائض کے بارے میں مباحث مل جاتے ہیں' اور ضمنی طور پر کتب تاریخ اسلامی میں بھی بعض بلیغ اشارات پائے جاتے ہیں جن سے الحسبہ کے فضائل ' محتسب کی ذمہ داریوں اور اس کے منصب کے مذہبی اور قانونی پہلوؤں سے آگاہ ہونے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ کچھ مصادر و مراجع ایسے ہیں جن کے ذریعے محتسب کے فرائض منصبی کی انجام دہی کے لئے عملی و فنی ہدایات اور معلومات جاننے میں کافی مدد ملتی ہے۔ موخر الذکر قسم کی کتابیں فنی تفصیلات پر مشتمل ہیں اور یہ محتسب کے لئے بھی دستور العمل کا کام دیتی رہیں۔ ہرچند کہ یہ قانون سے ہم آہنگ انتظامی امور سے متعلق ہیں نہ کہ فقہی امور سے۔ اس قسم کی کتابوں میں تیسری صدی ہجری کے نصف آخر یعنی نویں صدی عیسوی میں افریقہ کے یحیی بن عمر مالکی کی احکام السوق (۸۶) قدیم ترین خیال کی جاتی ہے۔

اس امر سے قطع نظر کہ احکام السوق میں حسبہ کا لفظ مذکور نہیں' اسے محتسب کی رہنمائی کے لئے انتظامی قواعد کے رسالہ کی بجائے محض ایک باب کہنا زیادہ مناسب ہے' جس میں بازار وغیرہ کے متعلق فقہی مسائل بیان کئے گئے ہیں' لیکن احکام السوق سے زیادہ قریب تر قواعد و ضوابط پر مشتمل اسی موضوع پر زیدیوں کا ایک رسالہ (۸۷) احکام السوق بھی ہے۔ ۳۰۰ھ/۹۱۰ء میں تصنیف کئے جانے والے اس رسالہ میں حسبہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ زیدیوں کے ہاں اس قسم کے رسالے کا قلمبند ہونا اتفاقی امر نہیں' کیونکہ زیدی فرقہ کے لوگ اپنے نقطہ نظر سے شریعت کی تعبیر و تشریح کو بے حد اہمیت دیتے تھے۔ اس رسالہ میں طبرستان کی معاشی اور معاشرتی پسماندگی کے اثرات نظر آتے ہیں اور الحسبہ کی ذمہ داریوں کا بھی پتا چلتا ہے۔

محتسب اور احتساب کے متعلق ایسی کتابیں جن میں الحسبہ کے بارے میں عام بحث پائی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے' زیادہ نہیں تو کچھ کم بھی نہیں ہیں۔ تاہم امرواقع یہ ہے کہ اس قسم کی ساری کی ساری کتابیں الحسبہ کے منصب کی باقاعدہ تشکیل پانے کے لگ بھگ دو سو سال بعد لکھی گئیں اور ان کا آغاز مغرب اور خاص طور سے اندلس میں پانچویں صدی ہجری یعنی گیارہویں صدی عیسوی کے اواخر اور مشرق (شام و مصر) میں چھٹی صدی ہجری/ بارہویں صدی عیسوی کے اختتام سے پہلے ہوا۔ ایسی تصانیف میں ابوالحسن علی الماوردی (م۴۵۰ھ) کی الاحکام السلطانیہ' ابن حزم (م۲۸۔ شعبان ۴۵۶ھ) کی الفصل فی الملل ابو یعلی الفراء (م ۴۵۸ھ) کی الاحکام السلطانیہ' امام غزالی (م ۵۰۵ھ) کی احیاء العلوم' ابوالفرج جمال الدین ابن جوزی (م ۱۲ رمضان ۵۹۷ھ) کی منہاج القاصدین' یاقوت حموی (م ۱۰ رمضان ۶۲۵ھ) کی معجم الادباء' ضیاء الدین السنامی کی نصاب الاحتساب' امام ابن تیمیہ (م ۲۰ ذی قعدہ ۷۲۸ھ) کا رسالہ الحسبہ فی الاسلام' شہاب الدین النویری (م ۷۳۳ھ) کی نہایۃ الارب' حافظ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) کی الطرق الحکمیہ' تاج الدین عبدالوہاب السبکی (م ۷۷۱ھ) کی معیدالنعم' شاہ ہمدان سید علی ہمدانی (م ۶ ذی الحج ۷۸۶ھ) کی ذخیرۃ الملوک' ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) کا مقدمہ العبر و دیوان المبتداء والخبر ۔ ۔ ۔ ۔الخ احمد بن علی القلقشندی (م ۸۲۱ھ) کی صبح الاعشی فی صناعۃ الانشاء' تقی الدین المقریزی (م ۸۴۵ھ) کی المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والاثار اور شذورالعقود فی ذکر النقود' شہاب الدین احمد المقری (م ۱۰۴۱ھ) کی نفح الطیب فی غصن الاندلس الرطیب اور ابوالفیض محمد مرتضیٰ بلگرامی زبیدی ثم مصری (م ۱۲۰۵ھ) کی ' اتحاف السادہ المتقین فی شرح اسرار احیاء علوم الدین شامل ہیں۔ ان میں بعض رسائل و کتب میں الحسبہ کا ذکر تفصیلاً اور بعض میں اجمالاً موجود ہے۔

مغرب کے ابتدائی دور میں الحسبہ کے موضوع پر جو کتب و رسائل لکھے گئے' ان میں ایک السقطی المالقی کی کتاب فی آداب الحسبہ اور دوسرا رسالہ فی القضاء والحسبہ لابن عبدون الاشبیلی قابل ذکر ہیں ۔ کتاب فی آداب الحسبہ [۸۸] کا زمانہ تصنیف ۵۰۰ھ / ۱۱۰۰ء ہے' جب کہ رسالہ فی القضاء والحسبہ [۸۹] چھٹی صدی ہجری یعنی بارہویں صدی عیسوی میں لکھا گیا۔ اس کتاب اور رسالہ کے علاوہ بعض رسائل جزوی طور پر الحسبہ اور نوازل یعنی فقہی مسائل کے مباحث سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک رسالہ تنبیہ الحکام فی الاحکام لابن المناصف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(م ۶۴۰ھ) ہے اور دوسرا محمد العقبانی التلمسانی کا التحفہ [۹۰] یہ دونوں رسائل الحسبہ کے موضوع پر لکھنے والے بعد کے مولفین کے کام آتے رہے۔

الحسبہ کے موضوع پر ایک نہایت اہم رسالہ نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ، عبدالرحمن بن نصر الشیزری (م ۵۸۹ھ) کا ہے، جسے بنیاد بناتے ہوئے اسی طرز پر ابن بسام المحتسب نے ساتویں صدی ہجری/ تیرہویں صدی عیسوی میں ایک رسالہ تحریر کیا اور مصری عالم ابن الاخوۃ (م ۷۲۹ھ) نے اپنی تالیف معالم القربہ فی احکام الحسبہ میں محتسب اور اس کے فرائض سے متعلق نہایت اہم اور قابل قدر معلومات جمع کیں۔ اس قسم کے ایک رسالے کتاب الحسبہ کا ذکر حبیب الزیات نے بھی کیا ہے، جسے ابن عبدالہادی نے تالیف کیا [۹۱] عبدالرحمن الشیزری، ابن بسام المحتسب اور ابن الاخوۃ کی کاوشیں حال ہی میں طبع ہو کر منصہ شہود پر آئی ہیں، جب کہ اس نوع کے دیگر رسائل میں سے اکثر مخطوطات [۹۲] کی شکل میں ہیں اور ابھی چھپ نہیں سکے۔

الحسبہ کے بنیادی ماخذ میں محتسبوں کی تقرریوں کے بعض وہ پروانے بھی ہیں جن کے مطالعہ و تحقیق کی خاطر خواہ ضرورت کبھی محسوس نہیں کی گئی۔ مثلاً ایک پروانہ چوتھی صدی ہجری/ دسویں صدی عیسوی میں لکھا گیا۔ یہ صاحب ابن عباد کے مجموعہ انشاء میں صفحہ ۳۹ پر درج ہے۔ اس کے علاوہ کچھ پروانے ایرانی و ترک ممالک سے تعلق رکھتے ہیں، اور ان کا ذکر رشید الدین وطواط کے رسائل اور منتخب الدین بدیع اتابک الجوینی کی فارسی کتاب عتبۃ الکتبۃ مطبوعہ تہران (۱۳۲۹ھ) میں ملتا ہے، جب کہ ایوبی اور مملوک عہد کے شام اور مصر سے متعلق پروانے ضیاء الدین ابن اثیر (م ۶۳۸ھ) کے مکاتبات اور القلقشندی کی صبح الاعشی میں متفرق مقامات پر درج ہیں۔

محتسب کی تعریف، حیثیت، شرائط و کردار اور فرائض و اختیارات کے بارے میں عام معلومات جن کتب میں سب سے زیادہ ملتی ہیں، ان میں الاحکام السلطانیہ، سیاست نامہ طوسی، احیاء علوم الدین، منہاج القاصدین، معجم الادباء، الطرق الحکمیہ اور ذخیرۃ الملوک وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر کو قابل قدر ماخذ میں شمار کیا جاتا رہا ہے۔ دراصل الاحکام السلطانیہ کے موضوع پر پانچویں صدی ہجری میں دو اہم کتابیں لکھی گئیں۔ ایک شافعی فقیہ قاضی ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الماوردی کی ہے اور دوسری حنبلی فقیہ قاضی ابو یعلی محمد بن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الحسین بن الفراء کی۔ دونوں مصنفین ہمعصر ہیں اور دلچسپ امر یہ ہے کہ دونوں کی الاحکام السلطانیہ میں متن اور عبارات میں اس قدر یکسانیت پائی جاتی ہے کہ اس پر بنیادی طور پر ایک ہی کتاب کا گمان ہونے لگتا ہے۔ الماوردی اور ابو یعلی الفراء دونوں ممتاز فقیہ اور نکتہ رس قانون دان تھے۔ ان کی الاحکام السلطانیہ بیس ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کے آخری باب میں الحسبہ کے بارے میں احکامات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

الاحکام السلطانیہ کے بعد الحسبہ کا ایک اہم ماخذ ابو علی الحسن بن اسحق ملقب بہ نظام الملک طوسی (م ۴۸۵ھ) کا سیاست نامہ ہے۔ یہ پانچویں صدی ہجری کی ایک اہم سیاسی دستاویز ہے جو سیاست ملک اور نظم و نسق مملکت پر فارسی میں قلمبند کی گئی۔ پچاس ابواب پر مشتمل اس کتاب کا باب ششم قاضی، خطیب اور محتسب تینوں کے مناصب کی توقیر میں ہے۔ اس میں محتسب کی حیثیت اور مضبوط کردار کے متعلق غزنوی دور کی بعض مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

امام غزالیؒ کی شہرہ آفاق کتاب احیاء علوم الدین کا ایک حصہ بھی الحسبہ کے بیان میں ہے۔ یہ ربع العادات (۹۳) کے حصہ دوم کی کتاب نہم ہے، جس کے چار ابواب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے وجوب و فضیلت اور ارکان و شروط کے مباحث کو محیط ہیں۔ ارکان کے تحت چار فصلیں ہیں۔ رکن اول میں شرائط محتسب کا ذکر ہے، اور اسی میں مدارج احتساب دہرائے گئے ہیں تاکہ الحسبہ کے بارے میں تفصیلات کی روشنی میں تجزیہ و نتائج میں کوئی مشکل پیش نہ آ سکے۔

احیاء علوم الدین میں امام غزالیؒ نے محتسب اور احتساب کے متعلق تقریباً وہی امور بیان کئے ہیں جن کا ذکر الاحکام السلطانیہ میں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ثانی الذکر ماخذ میں قدرے اختصار ہے، جب کہ اول الذکر میں الحسبہ کی اکثر جزئیات کی تفصیلات بھی درج کر دی گئی ہیں اور اس ضمن میں امام غزالیؒ نے جابجا احادیث رسول، اور اقوال صحابہ سے استنباط کیا ہے۔ اسی طرح ابن جوزی نے اپنی تالیف منہاج القاصدین میں احکام شریعت شرح و بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ کتاب کا تاریخی پس منظر واضح کرتا ہے کہ ابن جوزی کے زمانے میں مسلم معاشرہ روبہ زوال تھا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی قرآنی تعلیم سے پہلوتہی کی جا رہی تھی۔ چنانچہ اس کتاب میں بھی الماوردی، الفراء اور امام غزالیؒ کی طرح ابن جوزی نے الحسبہ پر زور دیا اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کی توضیحات و تصریحات' امربالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت کیں۔ چوبیں ابواب پر مشتمل منہاج القاصدین کا تیرہواں باب الحسبہ کے بیان میں ہے' جسے سات فصلوں میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور ان میں نہ صرف محتسب کے فرائض و اختیارات اور درجات احتساب بتائے گئے ہیں بلکہ محتسب کی تقرری کے لئے شرائط بھی بیان کر دی گئی ہیں۔

الحسبہ کا ایک اور ہم ماخذ شہاب الدین ابو عبداللہ المعروف بہ یاقوت حموی کی معرکہ الارا کتاب ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیب' المشہور بہ معجم الادباء ہے۔ اس کی چار ضخیم جلدیں ہیں۔ اس میں چھٹی صدی ہجری تک کے ان اہل علم کے احوال و واقعات بھی شامل ہیں' جو محتسب کے منصب پر فائز رہے اور جنہوں نے اس وقت کے عالم اسلام کے مختلف ملکوں میں الحسبہ کی ذمہ داریاں سر انجام دیں۔ اس کے برعکس سید علی ہمدانی کی ذخیرۃ الملوک فقہی سیاست کے حوالے سے محتسب اور اس کے فرائض کا احاطہ کرنے کی کامیاب کوشش ہے۔ صاحب کتاب کا اپنا بیان ہے کہ ان کی اس تالیف کا مقصد عامتہ المسلمین کو معرفت الٰہی' دین حقانی اور اوامر و نواہی سے روشناس کراتے ہوئے انہیں فرائض انسانی لوازم جہانبانی اور آئین حکمرانی سکھانا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ذخیرۃ الملوک کے دس ابواب میں شرائط و احکام ایمان' حقوق عبودیت کی ادائیگی' مکارم اخلاق اور حسن خلق' والدین' میاں بیوی' خدام اور اقرباء کے بارے میں فقہی مسائل کی جزئیات بیان کرنے کے بعد پانچویں باب سے صوری سلطنت' ولایت اور امارت کی تفصیلات میں شرائط بادشاہی' فرائض حکومت اور رعایا کے حقوق پر روشنی ڈالی ہے اور چھٹے باب میں معنوی سلطنت کی حقیقت اور خلافت انسانی کے اسرار منکشف کئے ہیں' جب کہ ساتواں باب الحسبہ کے موضوع پر ہے۔

ذخیرۃ الملوک میں سید علی ہمدانی نے امربالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت اوامرو نواہی کی شرعی حیثیت اجاگر کی ہے اور نیکی کی تلقین اور برائی سے مجتنب رہنے کے بارے میں آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ سے استشہاد کرتے ہوئے محتسب کی تعریف اور وجوب کے شرائط اور پھر احتساب کے وہی پانچ مدارج کی جزئی تفصیلات لکھی ہیں' جو الماوردی امام غزالیؒ اور ابن جوزی کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ لیکن الحسبہ سے متعلق صاحب ذخیرۃ الملوک کا طرز بیان ان مولفین کے مقابلے میں منطقی یا استدلالی نہیں' بلکہ تمثیلی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الحسبہ کے موضوع پر عمومی مباحث جن اور کتب میں ملتے ہیں' ان میں شہاب الدین النویری کی نہایۃ الارب' ابن خلدون کا مقدمہ' احمد بن علی القلقشندی کی صبح الاعشی' تقی الدین المقریزی کی الخطط اور شہاب الدین المقری کی نفح الطیب قابل ذکر ہیں۔ لیکن ان تمام مصادر و مراجع سے قطع نظر بعض کتابیں صرف اور 'صرف "الحسبہ" کے موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ مثلاً ابن تیمیہ کی الحسبہ فی الاسلام' ضیاء الدین سنامی کی نصاب الاحتساب (۹۴) عبدالرحمن الشیزری کی نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ ابن الاخوہ کی معالم القربہ فی احکام الحسبہ اور ابن بسام المحتسب کی نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ ' وغیرہ۔

الماوردی کی الاحکام السلطانیہ' ابویعلی الفراء کی الاحکام السلطانیہ امام غزالیؒ کی احیاء العلوم' ابن جوزی کی منہاج القاصدین اور سید علی ہمدانی کی ذخیرۃ الملوک ایسی کتب جلیلہ میں تو الحسبہ کا ذکر ایک باب یا ایک باب کی ذیلی فصلوں کے تحت ملتا ہے۔ لیکن شیخ الاسلام امام تقی الدین احمد الحرانی الحنبلی المعروف بہ ابن تیمیہ اغلباً پہلے مولف و مصنف ہیں' جنہوں نے بطور خاص الحسبہ کے موضوع پر ایک مختصر مگر جامع و مبسوط رسالہ لکھا۔ اس رسالے کا نام الحسبہ فی الاسلام ہے۔ الماوردی کی الاحکام السلطانیہ کی طرح اس کے اردو اور انگریزی میں تراجم ہو چکے ہیں اور نقد و نظر کے اعتبار سے متعدد محققین نے ان پر طبع آزمائی بھی کی ہے۔

الحسبہ فی الاسلام کا موضوع جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے' اسلام کا نظام احتساب ہے۔ اس میں احتساب کے متعلق ریاست کی ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں اور ہر معاملے پر بحث کرتے ہوئے قرآن و احادیث سے استنباط کیا گیا ہے۔ امام ابن تیمیہ کا موقف یہ ہے کہ اقامت دین کے دو پہلو ہیں۔ ایجابی یعنی امر بالمعروف اور سلبی یعنی برائیوں کا سد باب ۔ جب تک ان دونوں میدانوں میں بیک وقت جدوجہد نہ کی جائے' اقامت دین کے فریضے کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ الحسبہ فی الاسلام میں احتساب کے معاملات و درجات نیز شرائط محتسب اور محتسب کے فرائض و اختیارات کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ امام ابن تیمیہ کے نزدیک معروف صرف چند اخلاقی اور معاشرتی اچھائیوں کا نام نہیں بلکہ یہ قرآنی اصطلاح ان تمام احکامات باری تعالیٰ اور تعلیمات نبویؐ پر محیط ہے جن کا تعلق اخلاق و معاشرت تہذیب و تمدن' صنعت و حرفت' قانون و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دستور، ثقافت و عدالت، اور مذہب و سیاست سے ہے۔ اسی لئے الحسبہ فی الاسلام میں صراحت کر دی گئی ہے کہ امر بالمعروف زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام و فرامین جاری و ساری رکھنے سے عبارت ہے۔ امام ابن تیمیہ نے اپنی اس عالمانہ کتاب میں اسلام کے تصور احتساب کو وسیع تر معنوں میں اس انداز میں لیا ہے کہ اس میں الحسبہ سے متعلق تمام امور و مباحث اور سیاست، معیشت، زراعت، تجارت، صنعت و حرفت، حدود و تعزیرات وغیرہ تمام موضوعات آگئے ہیں۔ کتاب کی کل نو فصلیں ہیں، جن کا ملخص ابن قیم کی کتاب الطرق الحکمیہ میں بھی شامل ہے۔

ابن قیم، امام ابن تیمیہ کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔ فقہی مسائل میں ان کا میلان اپنے استاد کی طرف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ میں وہ الحسبہ کے موضوع پر انہی کے نظریات کی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنی اس قابل قدر تالیف میں الحسبہ سے متعلق چھ فصلوں میں بتایا ہے کہ تمام اسلامی ولایات (اداروں) کا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اور محتسب سمیت تمام اداروں کے سربراہ بمنزلہ امین اور گواہ ہوتے ہیں۔

الحسبہ کے متعلق خصوصی مباحث کا دوسرا بنیادی تفصیلی ماخذ نصاب الاحتساب ہے۔ یہ وسطی ایشیا کے ضیاء الدین سنامی کی کتاب ہے۔ اس کا مصنف ساتویں صدی ہجری / تیرہویں صدی عیسوی میں دہلی میں خود محتسب کے منصب پر فائز تھا۔ اسی طرح محمد بن احمد بن بسام بھی محتسب کے منصب جلیلہ پر فائز تھے۔ اور انہیں ابن بسام المحتسب کے نام سے یاد کیا گیا۔ انہوں نے نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ [۹۵] تالیف کی۔ قبل ازیں الحسبہ کے موضوع پر اسی نام سے عبدالرحمن بن نصر الشیزری ایک رسالہ قلمبند کر چکے تھے [۹۶] اور ابن بسام ہی کے ایک قریبی معاصر ابن الاخوۃ نے معالم القربہ فی احکام الحسبہ میں محتسب کے فرائض اور ذمہ داریوں پر مشتمل ایک رسالہ [۹۷] لکھ کر خاطر خواہ شہرت حاصل کر لی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ الشیزری کی تالیف کے بعد محتسب کے موضوع پر جزئی یا کلی طور پر رسائل الحسبہ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور بعد کے مصنفین و مولفین میں سے بیشتر انہی معلومات کو بنیاد بناتے ہوئے الحسبہ پر اپنی نگارشات پیش کرتے رہے۔ لیکن ان تمام میں ابن بسام کی کتاب "الحسبہ" پر لکھی جانے والی سب کتابوں میں زیادہ جامع اور وقیع ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن بسام المحتسب کی نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ گوناگوں اہمیت کی حامل ہے۔ ایک سو اٹھارہ ابواب پر مشتمل اس کتاب کے ہر باب میں الحبہ کے کسی نہ کسی موضوع سے متعلق امور پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ مثلاً اسواق وطرقات' خباز' قصاب' شوائین (گوشت بھوننے والے) حلوہ فروش' طباخ' کھجور اور مسور کا حلوہ بنا کر فروخت کرنے والے' سبزی فروش' مچھلی فروش' حلوہ پوری اور نمکین اشیاء بنانے والے' پرندوں کا شکار کرنے والے' آٹے کی چکیوں والے' تنورچی' لکڑہارے' روئی دھننے والے' خیاط' ہرن فروش' عطر فروش' ادویات کے تاجر' غسال' مشروبات و معجونات بنانے اور بیچنے والے' بہشتی وغیرہ۔ مولف چونکہ خود محتسب تھے' اس لئے انہوں نے ان موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہوئے اپنے بے شمار تجربات کو بھی کتاب میں شامل کر دیا ہے۔

نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ میں ابن بسام المحتسب نے ایک طرف تو اپنے زمانے کی معاشرتی زندگی کی بہت باریک بینی سے تصویر کشی کی ہے اور بالخصوص بازاروں میں خرید و فروخت کے سلسلے کی مروجہ و متعلقہ رسوم و رواج اور عادات کو اپنی اس کتاب کے مختلف ابواب میں جگہ دی ہے' دوسری طرف محتسب کے فرائض اور خاص طور پر ذمہ داریوں کو بھرپور انداز میں پیش کر دیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن بسام المحتسب نے عبدالرحمن بن نصر الشیزری کی کتاب سے بہت زیادہ استفادہ کیا اور ایسا لگتا ہے کہ ابن بسام کو الشیزری کی کتاب اتنی اچھی لگی کہ انہوں نے اپنی کتاب کا نام بعینہ وہی رکھا' جو الشیزری کی کتاب کا نام ہے' یہاں تک کہ الشیزری کے مقدمے کو بھی جوں کا توں نقل کر دیا۔ پروفیسر الیاس ارعینی جنہوں نے الشیزری کی کتاب کو ایڈٹ کیا ہے ببانگ دہل کہتے ہیں کہ ابن بسام نے الشیزری کی کتاب کو اپنی طرف منسوب کر دیا ہے مگر حسام الدین السامرائی نے اس کی صراحت میں لکھا ہے کہ:

"عبدالرحمن بن نصر الشیزری کی کتاب چالیس ابواب پر مشتمل تھی' جب کہ ابن بسام المحتسب کی ایک سو چودہ ابواب کو محیط ہے' نیز یہ درست ہے کہ ابن بسام کی کتاب کے متعدد ابواب الشیزری اور ابن الاخوۃ کی کتابوں کے ابواب سے ملتے ہیں' لیکن اس کے باوجود جو ابواب ابن بسام نے الشیزری سے نقل کئے ہیں' وہ جوں کے توں نقل نہیں کئے گئے بلکہ ابن بسام نے ان کا خلاصہ پیش کیا ہے یا پھر ان میں سے کچھ حصے لئے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں اس نے ان میں بعض ایسی معلومات کا بھی اضافہ کیا ہے جو الشیزری کی کتاب میں موجود نہیں" (۹۸)

حسام الدین السامرائی کے بقول:۔ اس بات کا امکان ہے کہ یہ اضافے ابن بسام کے ذاتی تجربات کا نتیجہ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ ابن بسام بہت سے مقامات پر ایک ہی مسئلے کو الشیزری کے مقابلے میں مختلف طریقے سے پیش کرتے ہیں۔ ان کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ وہ الشیزری کے برخلاف دو مختلف صفات کو ایک باب میں شاذ و نادر جمع کرنے کی بجائے ہر صفت یا کام کے لئے ایک الگ باب مختص کرتے ہیں (۹۹) بہرکیف الشیزری اور ابن بسام کی کتابوں کے مابین ان مماثلات و تضادات کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ الشیزری کی کتاب اگر احتساب کے موضوع پر جامع ہے تو ابن بسام المحتسب کی جامع ترین اور ان تمام مصادر و مراجع کی روشنی میں جن میں الحسبہ سے متعلق عمومی اور خصوصی دونوں طرح کے مباحث پائے جاتے ہیں، محتسب کا جو کردار ابھر کر سامنے آتا ہے، اس کا مطالعہ فکر انگیز بھی ہے اور دلچسپ اور، معلومات افزا بھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۲

تعریف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱

احتساب

احتساب، باب افتعال سے ہے اور اس کا مادہ ح س ب ہے۔ قرآن حکیم میں احتساب یا محتسب کا لفظ تو نہیں آیا، البتہ اس سے مشابہ الفاظ کی مختلف شکلیں استعمال ہوئی ہیں۔ محمد فواد عبدالباقی نے مادہ ح س ب کے تحت قرآن کی متعدد آیات کا ذکر کیا ہے (۱) اور ونسنک (A.J.wensinck) نے صحاح ستہ (۲)، مسند دارمی (۳)، موطا امام مالک (۴) اور مسند احمد بن حنبل (۵) سے وہ احادیث پیش کی ہیں، جن میں اس مادہ کے مشتقات استعمال ہوئے ہیں (۶) ان آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی روشنی میں:

"حسب یحسب (۷) حسبانا و حسابا کے معنی گننا یا شمار کرنا ہیں اور
حسب یحسب (۸) محسبۃ و حسبانا سے مراد ہے: خیال کرنا، گمان کرنا"

حسب میں "کافی" کا مفہوم پایا جاتا ہے، یعنی وہ جو کفایت کرے یا جس کے بعد کسی اور شئے کی ضرورت نہ رہے۔ حاسب کے معنی ہیں: حساب کرنے والا۔ حسبان حساب کی جمع ہے اور اس کا مطلب ہے: گنتی یا شمار کرنا۔ حسیب حساب کرنے یا نگرانی کرنے والے کو کہتے ہیں۔

حساب اور حسبان

قرآن حکیم میں حساب یا الحساب کا لفظ پچیس (۹) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ کہیں اس کے معنی گنتی، شمار اور حساب کے آئے ہیں اور کہیں اعمال، یوم حساب، عذاب اور جزا و سزا کے مثلاً: والشمس والقمر حسبانا (۱۰) کی تشریح ایک دوسری آیت میں کر دی گئی ہے کہ آفتاب و ماہتاب اس لئے بنائے گئے ہیں: ولتعلموا عدد السنین والحساب (۱۱) تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب جان لو۔ اول الذکر آیت اور اس کا مفہوم یوں ہے:

"وجعل الیل سکنا و الشمس والقمر حسبانا" (۱۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) اور اسی (اللہ) نے رات کو (موجب) آرام ٹھہرایا اور سورج اور چاند کو (ذرائع) شمار بنایا ہے۔

مفسرین نے حساب اور حسبان کے معنی قریب قریب ایک ہی بتائے ہیں اور لکھا ہے کہ سورج اور چاند کے حسبان ہونے کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ بعض کے نزدیک حسبان کے معنی بظاہر آگ' عذاب یا بلائے ناگہاں کے ہیں' یعنی کوئی آفت سماوی جس سے تباہی وبربادی خارج از امکان نہ ہو اور اس میں بارش کا طوفان' آندھی جھکڑ' ژالہ باری اور ٹڈی دل وغیرہ سبھی شامل ہیں۔ اس کی تائید قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے:

"ویرسل علیها حسبانا من السماء" (۱۳)

(ترجمہ) اور وہ (تمہارے باغ یا کھیتی) پر آسمان سے آفت بھیج دے۔

لغت میں حسبان کے معنی سخت سردی کے بھی ہیں' جب کہ ابن فارس نے اس سے مراد لی ہے: ٹڈی اور اولے۔ علامہ راغب اصفہانی نے الحسبان کی معنوی تشریح میں بتایا ہے کہ دو نقیضوں میں سے کسی ایک کے بارے میں اس طرح حکم لگایا جائے کہ دوسرے کا دل میں خیال بھی آئے' اسی کو گنتی میں لائے اور اس پر ہی انگلی کو گرہ لگائے۔ نیز اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو۔ قریب قریب یہی معنی "ظن" کے ہیں' لیکن بصورت "ظن" دونوں نقیضوں کا خیال رہتا ہے' خواہ ایک کا خیال دوسرے پر غالب ہو (۱۴) اس کی تائید میں قرآن کی متعدد آیات ہیں مثلاً:

"الم () احسب الناس ----" (۱۵)

(ترجمہ) کیا لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں

"ام حسب الذین یعملون السیات" (۱۶)

(ترجمہ) کیا وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں۔

"ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون" (۱۷)

(ترجمہ) اور (مومنو) مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ" (۱۸)

(ترجمہ) تو ایسا خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے پیغمبروں سے کئے گئے وعدہ کے خلاف کرے گا۔

"ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ " (۱۹)

(ترجمہ) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں داخل ہو جاو گے۔

حسبان کے ظاہری معانی و مطالب سے قطع نظر اس کے ایک معنی حساب کے مطابق سزا دینا' کے ہیں' جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے " فحاسبنھا حسابا شدیدا " (۲۰) تو ہم نے ان کو سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ اس آیت کی تشریح اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

"من نوقش الحساب یھلک" (۲۱)

جس سے حساب میں سختی کی گئی' وہ مارا گیا۔

اعمال' حساب کتاب اور محاسبہ نفس

قرآن حکیم کی روشنی میں حساب کے معنی اعمال اور حساب کتاب کے بھی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ان اللہ سریع الحساب (۲۲) بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ لم ادرما حسابیہ (۲۳) اور مجھے معلوم نہ ہو کہ میرا حساب کیا ہے؟ انی ظنت انی ملق حسابیہ (۲۴) مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا۔ جزآء من ربک عطاء حسابا (۲۵) کی تفسیر میں کہا جاتا ہے کہ حسابا کے معنی یہاں کافیا کے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ پروردگار کی طرف سے انعام کثیر کے صلہ کے مفہوم کی حامل اس آیت کا اشارہ وان لیس للانسان الا ما سعی (۲۶) کے مضمون کی طرف ہے' یعنی نیک اعمال کا بدلہ ملے گا مگر پورے حساب سے۔ نیز اللہ جس کو چاہتا ہے' بے شمار رزق دیتا ہے۔ واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (۲۷) میں بغیر حساب کی متعدد توجیہات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً:

"اللہ رب العزت استحقاق سے زیادہ عطا فرماتا ہے' جسے چاہے نوازے۔ انسان کے لئے اس کی عنایات اور نوازشات کا احصاء ممکن نہیں۔ بنا کسی تنگی کے دیتا ہے اور لوگوں کے عام اندازے سے کہیں زیادہ۔ اپنی مصلحت کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطابق عطا فرماتا ہے نہ کہ لوگوں کے اندازے اور حساب کے مطابق۔ مومن کو جو کچھ دیتا ہے' اس پر محاسبہ نہیں کرے گا' کیونکہ مومن دنیا میں بقدر کفایت حاصل کرتا ہے اور وہ بھی جائز طریق سے' حسب ضرورت (۲۸)

المفردات فی غریب القرآن میں ایک ایسی حدیث بھی پیش کی گئی ہے' جو ان تمام توضیحات کا ایک طرح سے خلاصہ ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ دنیا میں جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرے گا' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے حساب نہیں لے گا۔ ایک اور حدیث : فتحسبون بالشر ولا تحسبون بالخیر (۲۹) کے مطابق شر (برائی) پر محاسبہ ہوگا' البتہ خیر (نیکی) پر نہیں۔ احتساب سے بچنے کی گویا یہ صورت بتائی گئی ہے کہ برائی سے اجتناب کیا جائے اور انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔

الحسیب اور المحاسب

امام بیہقی کے نزدیک الحسیب اور المحاسب کے اصل معنی حساب لینے یا حساب کرنے والے کے ہیں (۳۰) اسی لئے حساب کے مطابق جزا و سزا دینے والے کو حسیب کہا جاتا ہے۔

الحسیب اللہ تعالیٰ کا ایک مبارک نام بھی ہے' جو احسبنی سے نکلا ہے اور اس کے معنی ہیں : مجھ کو کافی ہوا۔ ابن اثیر کے الفاظ : الحسیب ھو الکافی فعیل بمعنی مفعل من احسبنی الشی اذا کفانی واحسبہ و حسبتہ بالشدید اعطیتہ ما یرضیہ حتی یقول حسبی (۳۱) ہیں یعنی الحسیب بروزن فعیل جو حقیقت میں مفعل یعنی محسب کے معنی میں ہے' جیسے احسبنی الشی کہہ کر اس سے کفانی مراد لیتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ مجھ کو پورا پڑ گیا اور احسبتہ و حسبتہ یعنی تشدید کے ساتھ اس وقت کہتے ہیں کہ میں نے اسے اتنا دیا' جس سے وہ رضامند ہو گیا' اور بول اٹھا کہ مجھے کافی دیا گیا ہے۔ اس کے بعد صاحب النہایہ نے عبداللہ بن عمرو سے ایک حدیث روایت کی ہے:

یحسبک (۳۲) ان تصوم من کل شہر ثلثہ ایام (۳۳)
کہ تیرے لئے ہر مہینے میں تین روزے رکھنا کافی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے : وکفی باللہ حسیبا (۳۴) اور حقیقت میں تو اللہ ہی (گواہ اور)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حساب لینے والا کافی ہے۔ اس میں حسیب بہ معنی رقیب ہے' بہ معنی اللہ نگہبانی کے لئے کافی ہے جو محاسبہ کرے گا اور : اقرا کتبک کفی بنفسک الیو م علیک حسیبا (۳۵) (کہا جائے گا کہ روز حساب' اپنی کتاب پڑھ لے' تو آج اپنا آپ ہی محاسب ہے) خدا کے قانون مکافات کی رو سے مرتب شدہ نتائج کے ظہور کے وقت کسی خارجی شاہد اور محتسب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انسان کی اپنی ذات نہ صرف اپنے بارے میں زندہ گواہ ہوتی ہے : بل الانسان علی نفسہ بصیرہ (۳۶) بلکہ اعمال کے جو اثرات اس پر مرتب ہوتے ہیں' اور خود اپنے تئیں بول اٹھتے ہیں کہ اس نے کس قسم کے امور سرانجام دیئے۔ چنانچہ ظہور نتائج کے وقت (۳۷) کو یو م یقو م الحساب (۳۸) اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ اعمال کی جزا و سزا کے لئے وقف ہو گا۔ قرآن نے اسے اور بھی واضح کر دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

قال وما علمی بما کانوا یعملون ان حسابھم الا علی ربی لو تشعرون (۳۹)۔

(ترجمہ) (نوح نے) کہا' مجھے کیا معلوم کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ ان کا حساب (اعمال) میرے پروردگار کے ذمے ہے۔ کاش تم سمجھو۔

حسب بہ معنی بزرگی و شرافت

حسب کہ اسم فعل کی صورت میں ہو' اس میں بھی' کافی' کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جیسے حسبنا اللہ (۴۰) ہمیں اللہ کافی ہے یا حسبھم جھنم (۴۱) ان کو دوزخ (ہی کی سزا) کافی ہے۔ لیکن حسب کے ایک معنی بزرگی و شرافت کے ہیں:

الحسب المال والکر م والتقوی۔ الحسب فی الاصل الشرف بالاباء وما یعدہ الانسان من مفاخرھم وقیل الحسب والکر م یکونان فی الرجل وان لم یکن لہ آباء لھم شرف والشرف والمجد لایکونان الا بالاباء (۴۲)

ابن اثیر کے اس بیان کا مقصود یہ ہے کہ حسب آباو اجداد سے ملنے والی بزرگی و شرافت کو کہتے ہیں' جنہیں انسان اپنے مفاخرات میں شمار کرتا ہے ۔ حسب اور کرم ایسے آدمی میں بھی موجود ہو سکتے ہیں 'جس کے آباو اجداد میں شرافت والے نہ ہوں ' تاہم شرف و بزرگی آباو اجداد کے بغیر ممکن نہیں ۔ صاحب النھایہ نے مال کو شرافت نفس یا شرافت اجداد کے ہم مرتبہ ٹھہرایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اور صراحت کر دی ہے کہ صاحب حسب فقیر کی کوئی عزت ہوتی ہے نہ اسے اہمیت دی جاتی ہے' اور امیر جس کا کوئی حسب نہ ہو اس کی عزت کی جاتی ہے اور لوگوں کی نظر میں اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے (۴۳)

احادیث کی رو سے الحسب المال و الکرم التقوی (۴۴) آدمی کا حسب مالداری ہے اور کرم پرہیزگاری۔ حسب المرء دینہ و کرمہ خلقہ (۴۵) آدمی کا حسب اس کی دینداری ہے اور کرم اس کے اخلاق۔ آدمی کا حسب اس کا دین اور مروت اچھے اخلاق ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہوازن کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: اذ خیرتنا بین المال والحسب فانا نختار الحسب (۴۷) جب آپ ہمیں یہ اختیار دیتے ہیں کہ ہم وہ مال و اسباب (جو مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا) واپس لے لیں یا اچھے امر کو اپنا لیں تو ہم اچھے ہی کام کو اختیار کرتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے: کرم المومن تقواہ ودینہ حسبہ (۴۸) مومن کا کرم تقوی اور دین اس کا حسب ہے اور:

"لا ورع کالکف ولا حسب کحسن الخلق" (۴۹)

"(برائی سے) رک جانے سے بڑھ کر کوئی پرہیزگاری نہیں اور حسن خلق سے بڑھ کر کوئی حسب نہیں۔

حسب کی حیثیت کا اندازہ تو اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسولوں کو ان کی قوم کے حسبوں میں بھیجا گیا' جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: وکذلک الرسل تبعث فی احساب قومھا (۵۰) اور بلاشبہ: الفخر فی الاحساب' (۵۱) حسب میں فخر ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ حسب باپ دادا کی شرافت کا نام ہے۔ بستانی نے تصریح کی ہے کہ حسب ننھیال کی شرافت اور نسب ددھیال کی شرافت کو کہتے ہیں (۵۲) عام مفہوم یہ ہے کہ حسب آدمی کے فضائل اور اس کے باپ داوا کے فضائل و اکرام اور تمام وجوہ خیروشرف کا جمع کرنا ہے۔ لوگوں کے خیال میں جو مال دار اور صاحب ثروت ہو' اسے ہی صاحب نسب تسلیم کیا جاتا ہے اور لوگ اسی کی عزت کرتے ہیں' لیکن اللہ رب العزت کے نزدیک کریم یعنی بزرگ اور شریف وہی ہے' جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پرہیزگار ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" (۵۳)

(ترجمہ) اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

قرآن و حدیث کی تصریحات

بعض قرآنی آیات میں 'یحتسب' کا لفظ استعمال ہوا ہے اور وہ بھی 'گمان' کے معنوں میں مثلاً:

"ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا () ویرزقہ من حیث لایحتسب" (۵۴)

(ترجمہ) اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج و محن سے) مخلصی (کی صورت) پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا' جہاں سے (وہم و گمان) بھی نہ ہو۔

" فاتھم اللہ من حیث لم یحتسبوا" (۵۵)

(ترجمہ): مگر اللہ نے ان کو وہاں سے آ لیا' جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا۔

"وبدا لھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون" (۵۶)

(ترجمہ): اور ان پر اللہ کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا ان کو خیال بھی نہ تھا۔

لیکن لفظ احتساب کے متعلقات قرآن حکیم کی بہ نسبت احادیث نبویہ اور کتب فضائل میں صریح طور پر آئے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق حسب کے عنوان سے دس حاسب کے تحت چالیس حسب کے ضمن میں چھ' حسب احساب کے ذیل میں تیرہ' حسبان کے تحت ایک اور حسیب کے بذیل عنوان تین حدیثیں ملتی ہیں' جب کہ احتسب کے تحت بائیس اور حسبہ کے ضمن میں دو (۵۷) احتسب اور حسبہ سے قطع نظر باقی تمام کا معنوی مفہوم قریب قریب وہی ہے جو قرآنی آیات میں بیان ہوا ہے' مثلاً ماہ صیام کے چاند کے بارے میں ایک حدیث میں ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"لانکتب ولانحسب" (۵۸)

نہ ہم لکھتے ہیں اور نہ ہم شمار کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس کا حساب لگایا گیا' قیامت کے دن اسے عذاب دیا جائے گا: من حوسب یوم القیامۃ عذب (۵۹) ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل امری حسیب نفسہ (۶۰) ہر شخص اپنے آپ کا خود محاسب ہے۔

احادیث مبارکہ میں احتسب کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے مثلاً: من احتسب ثلاثۃ من صلبہ دخل الجنۃ (۶۱) بعض جگہ اس کے معنی وقف اور ایثار کے آئے ہیں' جیسے: والشھید من احتسب نفسہ علی اللہ (۶۲) شہید وہ ہے' جس نے اپنی جان کو اللہ کے لئے وقف (ایثار) کر دیا۔ ان لک ما احتسبت (۶۳) تیرے لئے وہی کچھ ہے' جس کا تو نے ایثار کیا۔ کہیں یہ خرچ کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر: یحتسب النفقۃ علیھما حتی یغنیھما اللہ (۶۴) جو خرچ کرے اللہ کے لئے ان دونوں پر' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو مستغنی کر دے۔ بعض جگہ اس کے معنی' شمار' اور کہیں' محاسبہ' کے ہوئے ہیں۔ مثلاً: قلت یایتما یحسب قال بالتی صلی مع الامام (۶۵) میں نے کہا کہ میں کس طرح شمار کروں۔ انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ جنہوں نے امام کے ساتھ نماز پڑھی اور:

"فتحسبون بالشر ولا تحتسبون بالخیر" (۶۶)

شر پر تمہارا محاسبہ ہو گا لیکن خیر پر نہیں

لفظ "احتساب" اور اس کے مشتقات کی بعض ایسی ہی تشریحات و توضیحات کو' لین (Lane) نے بھی مدنظر رکھا ہے اور ان سب کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کر دیا ہے:

احتساب (for احتساب اجرا) He reckoned upon a reward: or) he sought a reward (from God in the world to come). ویرزقه من حیث لا یحتسب in the Quran lxv: 2, means (And he will supply him with the means of subsistence) whence he does not reckon, or expect; whence does not occur to his mind. And من صام رمضان ایمانا واحتسابا , in a trad

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

Whoso fasteth during Ramadan, believing in God and his Apostle, and (reckoning upon a reward, or) seeking a reward from God. You say also, احتسب بكذا اجرا عند الله He reckoned upon obtaining, (or he sought) by such a thing, or such an action, a reward from God: or he prepared, or provide, such a thing, seeking thereby a reward from God. And احتسب عند الله خيرا He prepared, or provided, in store for himself, good, (i.e. a reward) with God. And احتسب الاجر على الله He laid up for himself, in store, the reward, with God, not hoping for the reward of the present life; احتساب الاجر relating only to an action done for the sake of God. (67)

رموز و نتائج۔

عربی زبان اور اسلامی ادبیات جس میں احادیث نبویہ اور کتب فضائل شامل ہیں' لفظ احتساب کے معنی کسی ایسے کام کے لئے بالخصوص آئے ہیں' جو خالصتاً اللہ کے لئے یعنی صرف اور صرف خوشنودی خدا کی خاطر کیا جائے اور باری تعالیٰ ہی سے اس کے اجر و ثواب کی امید رکھی جائے۔ چنانچہ ایسے کام کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حسبة لله یا احتساباً للہ کیا گیا۔ صحیحین کی ایک حدیث میں بھی احتساب کا یہی مفہوم پایا جاتا ہے:

"من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه" (۶۸)

جس نے کامل ایمان و یقین کے ساتھ اور خالصتاً اللہ کیلئے رمضان کے روزے رکھے' اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔

ابن اثیر کی صراحت کے مطابق:

"من صام رمضان ایمانا واحتسابا ای طلبا لوجه الله وثوابه فالاحتساب من الحسب كالاعتداء من العدو انما قيل لمن ينوى يعمله وجه الله احتسبه (۶۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس نے ایمان و احتساب کی حالت میں یعنی اللہ کی رضامندی اور اس کے ثواب کے حصول کے لئے رمضان کا روزہ رکھا' تو احتساب' حسب سے ہے' جیسے کہ اعتداء عدو سے۔ اور اس کا اطلاق ایسے شخص پر ہوتا ہے' جو اپنے عمل سے اللہ کی رضامندی چاہتا ہے کہ جس نے اسے روک دیا' یعنی اسے اللہ کی رضامندی میں محدود کر دیا اور وہ اس سے مزید کچھ نہیں چاہتا۔ ایک اور حدیث سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من یقیم لیلہ القدر ایمانا واحتسابا ۔۔۔۔ الخ" (۷۰)۔

شب قدر میں جو قیام کرتا ہے' ایمان اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر۔

ان تمام رموز کے مطابق کسی نیک کام سے اجتناب پر نکیر اور ناپسندیدگی کا اظہار احتساب ہے۔ "احتساب" میں وہ تمام معانی مضمر ہیں' جو مادہ ح س ب کے تحت قرآن و حدیث میں اس لفظ کے متعلقات و مشتقات میں استعمال ہوئے ہیں۔ احتساب میں "گنتی و شمار" ہے اور "خیال و گمان" بھی۔ یہ "کفایت" پر دلالت کے لئے "کافی" ہے اور اس میں "حساب لینے" یا "حساب کرنے" حساب کتاب' اعمال' جزا و سزا' بلائے ناگہاں' عذاب اور ایثار کے سبھی پرتو ملتے ہیں۔ 'رضائے الٰہی' کی طرف بھی ایک بلیغ اشارہ ہے اور اس کے تمام رموز محتسب کی تعریف میں بھی آ کر مجتمع ہو جاتے ہیں۔

عربیت کے قاعدہ کی رو سے لفظ احتساب کے بعد اگر "علیٰ" کا حرف جار (Preposition) استعمال ہو تو اس میں کام کے اسی جذبہ کے ساتھ کسی دوسرے شخص کے خلاف کام کرنے کے معانی پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ احتسب فلاں علی فلاں عملہ (۷۱) کہا جائے تو اس کا مطلب ہو گا کہ فلاں شخص نے فلاں شخص کے اس کام کے خلاف اس پر سخت نکیر کی اور اظہار ناپسندیدگی کیا۔ یہیں سے احتساب کے لغوی معانی اس کے اصطلاحی مفہوم پر منتج ہوتے ہیں اور "الحسبہ" (ادارہ احتساب) کی اصطلاح منصۂ شہود پر آتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

الحسبہ

الحسبہ، دراصل ایک اصطلاح ہے اور اس سے مراد وہ ادارہ (Institution) ہے، جو احتساب کے فریضہ کو بہ حسن و خوبی انجام دے۔ تاریخ میں واشگاف طور پر ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی، جس سے اس اصطلاح کی وجہ انتخاب معلوم ہو سکے، تاہم یہ امر یقینی ہے کہ "الحسبہ" کی اصطلاح کے اختراع اور تعیین میں مادہ ح س ب کے ماتحت و متعلق تمام الفاظ اور ان کے معانی کسی نہ کسی صورت میں اس کے مفہوم و مطالب میں کارفرما رہے ہیں۔ بظاہر تو:

"الحسبہ اسم من الاحتساب کالعدۃ من الاعتداد" (۱)

الحسبہ احتساب سے اسم ہے، جیسا کہ عدۃ اعتداد سے۔

لیکن قانونی اور انتظامی اصطلاحات میں درحقیقت الحسبہ ایک ایسی اصطلاح ہے، جس کے معانی حساب یا محتسب کا فریضہ ہیں:

"الحسبہ: مصطلح من مصطلحات القانون الاداری معناہ الحساب او وظیفہ المحتسب" (۲)

قرآن حکیم سے استشہاد

فرائض و اوامر کے انفاذ و اجراء اور نواہی و منکرات کے ابطال و ممانعت میں قرآن حکیم نے جو خاص تدریجی اسلوب اختیار کیا ہے، اس سے "الحسبہ" کا اصطلاحی مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر زکوٰۃ (۳) کی فرضیت پر اول اول یہ انداز اپنایا گیا:

"فانذرتکم نارا تلظی لایصلھا الا الاشقی ○ الذی کذب وتولی ○ وسیجنبھا الاتقی ○ الذی یوتی مالہ یتزکی" (۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) سو میں نے تم کو بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا' اس میں وہی داخل ہو گا' جو بڑا بدبخت ہے۔ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا اور جو بڑا پرہیزگار ہے وہ (اس سے) بچا لیا جائے گا جو اپنا مال دیتا ہے' تاکہ پاک ہو۔

پھر ارشاد ہوا:

"فات ذا القربی حقه والمسکین و ابن السبیل ذلک خیر للذین یریدون وجه الله و اولئک هم المفلحون وماء اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند الله وماء اتیتم من زکوة تریدون وجه الله فاولئک هم المضعفون:" (۵)

(ترجمہ) پس اہل قرابت اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق دیتے رہو۔ جو لوگ رضائے خدا کے طالب ہیں' یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور یہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں اور جو تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو خدا کے نزدیک اس میں افزائش نہیں ہوتی اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اس سے خدا کی رضامندی طلب کرتے ہو تو (وہ موجب برکت ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) دو چند سہ چند کرنے والے ہیں۔

اور اس کے بعد واضح طور پر تلقین کر دی گئی:

"قد افلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معرضون والذین هم للزکوة فاعلون" (۶)

(ترجمہ) بے شک ایمان والے رستگار ہو گئے' جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

آخر میں فیصلہ کن انداز میں کہہ دیا گیا:

"فان تابوا و اقاموا الصلوة وآتوا الزکوة فاخوانکم فی الدین" (۷)

(ترجمہ) اگر یہ (لوگ کفر سے) توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

ان آیات کریمہ میں زکوٰۃ کی فرضیت اور لزوم کا ذکر ہے۔ زکوٰۃ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی ہی میں فرض اور ضروری تھی' مگر اس کے اظہار میں ابتدائی طور پر ترغیب و تشویق کے پہلو کو ملحوظ و محفوظ رکھا گیا اور اس کی فرضیت میں زیادہ سختی ظاہر نہیں کی گئی' لیکن انجام کار اسے اسلام اور اخوت اسلامیہ میں شامل ہونے کا مظہر قرار دے دیا گیا۔ زکوٰۃ کی اسی اہمیت اور فرضیت کے پیش نظر حضرت ابوبکرؓ کو اپنے دور صدیقی میں یہ انتباہ کرنا پڑا کہ اگر ایک رسی جسے لوگ عہد رسالتؐ میں بطور زکوٰۃ ادا کرتے تھے' اب نہیں دیں گے تو میں اس کی وصولیابی کے لئے مقاتلہ کروں گا۔

"لو منعونی عقالا کانوا یودونہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم" (۸)

اس اعتبار سے زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ٹھہری اور ادائے زکوٰۃ کو اس کے شرائط مخصوصہ کے ساتھ ضروری اور لازمی تسلیم کر لیا گیا۔

زکوٰۃ کی فرضیت کے نقوش عوام و خواص کے قلوب و اذہان پر ثبت کرنے کے لئے قرآن حکیم نے تدریجا جو مختلف اسالیب اختیار کئے ہیں' اس سے دیگر خیرات و حسنات کی تنفیذ بالخصوص احتساب کے اصطلاحی مفہوم "الحسبہ" کی توضیح کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ قرآن کا یہی انداز فکروعمل معروفات و منکرات کے بارے میں ہے۔ زکوٰۃ اور نماز وغیرہ کی تلقین معروفات کے زمرے میں کی گئی ہے اور سود اور شراب وغیرہ سے اجتناب کی منکرات کے ضمن میں ۔ امام غزالیؒ بھی اسی نقطہ نظر سے "الحسبہ" کے اصطلاحی مفہوم کو ارکان اسلام اور شرائط اسلام کے تذکرے میں بیان کرتے ہیں۔

امام غزالیؒ کی رائے

امر بالمعروف و نہی عن المنکر' کے عنوان سے امام غزالیؒ نے ایک الگ باب ہی "احتساب" کے لئے مختص کر دیا ہے۔ وجوب امربالمعروف و نہی عن المنکر' اور اس کی فضیلت کا ذکر وہ آیات قرآنی' احادیث نبویؐ اور آثار سلف کے حوالے سے کرتے ہیں۔ ان کے بیان کے مطابق قرآن نے زکوٰۃ کے محاسن اور اس کی خوبیوں کے اظہار اور اس کی فرضیت کے لئے جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تدریجی اسلوب اختیار کیا ہے' اسی کی روشنی میں ضروری ہے کہ معروف کے معروضی تقاضوں کو مدنظر رکھا جائے۔ لوگ ذمہ دار ہیں کہ وعظ و نصیحت اور شیریں کلامی سے معروفات پر عملدرآمد کے لئے ایک دوسرے کو سمجھائیں۔ کسی بری بات سے اجتناب اور اچھی بات کی تلقین ایک ہی مرتبہ نہیں' بار بار کریں' کیونکہ نفس انسانی ناصح اور بہی خواہ کی باتوں کو ذہن نشین کرنے کی عادت تو رکھتا ہے' مگر اس کی یہ استعداد اور صلاحیت بسااوقات موقت اور عارضی ہوتی ہے۔ ناصح کی نصیحت اور خیر خواہ کی فصیحت سے انسانی شعور میں وقتی طور پر ہیجان تو پیدا ہو جاتا ہے' البتہ اسے رجحان میں تبدیل کرنے میں مشکل پیش آتی ہے کیونکہ اس کی حیثیت دیرپا نہیں ہوتی اور بار بار کی فہمائش سے انسانی طرز عمل میں تبدیلی کا عنصر غالب آنے کے امکانات روشن رہتے ہیں۔ مثلاً:

> "فسق و فجور' شراب خوری' ملاہی اور ملاعب ممنوعہ سے اگر کوئی شریفانہ طریق یا فہمائش سے محترز و مجتنب نہ ہو تو پھر بہتر یہی ہے کہ شراب لنڈھا کے جام و مینا چھین لئے جائیں' مال مغضوبہ کو غاصب کے غاصبانہ قبضے سے زبردستی لے کر اسے حقدار اور صاحب مال کو لوٹا دیا جائے اور بفرض محال وعظ و نصیحت یا عملی کارروائی سے ایسا ممکن نہ ہو تو تہدید ضرب و حبس اور تخویف سے کام لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں" (۹)۔

امام غزالیؒ کے نزدیک یہی گویا احتساب ہے کہ حقوق اللہ سے متعلق کسی منکر یعنی ناپسندیدہ کام سے روکا جائے تاکہ جس کو منع کیا جا رہا ہے' وہ برائی کا مرتکب نہ ہو:

> "عبارة عن المنع عن منكر لحق الله صيانة للمنوع عن مقارنة المنكر" (۱۰)

صاحب احیاء العلوم کی رائے میں احتساب فرض کفایہ ہے' البتہ اسے واجب سمجھ لینے میں کوئی ہرج نہیں اور نہ مانیں تو گنہگار ہونگے کیونکہ قرآن حکیم میں اس کا ذکر احکام یعنی نماز' روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کے ساتھ آیا ہے۔ نیز اسے دین داروں کی پہچان بتایا گیا ہے۔

ابن اثیر کا بیان

علمائے لغت میں سے بعض "احتساب" کو "حسبک" سے مشتق ہونا بتاتے ہیں' جس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معنی انگریزی میں Thou Shalt Account With کے ہیں۔ انگریزی میں Account کے معانی شمار، حساب کتاب، میزان، سرگزشت، تفصیل، کیفیت بیان، جانچ پڑتال، امتحان، وغیرہ کے ہیں۔ بطور فعل اس کے معانی ہیں: لحاظ کرنا، جانچنا، سمجھنا، شمار کرنا، جبکہ in Account With To Be سے مراد ہے: کسی کے ساتھ لین دین کا کھاتا کھولنا۔ اسی سے بعض "الحسبہ" کا مطلب Accountability لیتے ہیں۔ کوئی شخص اگر کسی معاملے کو خوش اسلوبی سے انجام دے اور خوش معاملگی کے لئے حسن تدبیر کو اختیار کرے تو عربی میں کہا جاتا ہے کہ اس کا یہ فعل الحسبہ ہے جس کا اجر اللہ کے ہاں جمع ہے:

".....فلان حسن الحسبہ فی الامر: یحسن تدبیرہ وفعلہ حسبہ: مدخرا اجرہ عند اللہ۔" (۱۱)

اس سارے حساب کتاب، میزان عدل، سرگزشت احوال، تفصیل معاملات اور کیفیات، امتحانات اور بیانات جس سے محتسب، محتسب علیہ اور محتسب فیہ گزرتے ہیں اور باہمی معاملات خوش اسلوبی، خوش معاملگی اور حسن تدبیر سے انجام پاتے ہیں، الحسبہ کی وہ اصطلاحی صورت سامنے آتی ہے، جس کی تائید ابن اثیر کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ الحسبہ، احتساب سے اسم ہے، جیسا کہ عدۃ، اعتداد سے:

"والاحتساب فی الاعمال الصالحہ وعند المکروھات ھو البدار الی طلب الاجر وتحصیلہ بالتسلیم والصبر او باستعمال انواع البر والقیام بھا علی الوجہ المرسوم فیھا طلبا للثواب المرجو منھا۔" (۱۲)

اور احتساب نیک اعمال میں اور ناپسندیدہ امور کے وقت اجر کے حصول کی طرف جلدی کرنے کا نام ہے اور اس کا حصول تسلیم و رضا اور صبر یا اس سے مطلوب اجر و ثواب کے حصول کی خاطر نیکی کے مختلف طریقوں پر چلنے اور ان پر مناسب طریقے سے مداومت کرنے سے ممکن ہے۔

الماوردی اور الفراء کا نظریہ

نیک اعمال اور پسندیدہ امور کہ معروفات میں شمار ہوتے ہیں اور برائیوں اور ناپسندیدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

افعال کا تعلق منکرات سے ہے' اس لئے فقہاء اسلام میں سے اکثر نے "الحبہ" کے اصطلاحی مفہوم کو "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کی روشنی میں واضح کرنے کی سعی کی ہے۔ ان میں مشہور شافعی فقیہ قاضی ابوالحسن علی الماوردی اور ان کے ہم عصر ممتاز حنبلی فقیہ قاضی ابو یعلی الفراء سرفہرست ہیں۔ اول الذکر کے نزدیک:

"ھی امر بالمعروف اذا ظھر ترکہ' ونھی عن المنکر اذا ظھر فعلہ" (۱۳)

اس (الحبہ) سے مراد اچھائی کا حکم دینا ہے' جب اعلانیہ اسے چھوڑ دیا گیا ہو اور برائی سے روکنا' کہ جب اسے کھلم کھلا اپنایا جانے لگے۔

ثانی الذکر حنبلی فقیہ قاضی ابو یعلی نے بھی "الحبہ" کی اصطلاحی تعریف میں من و عن یہی الفاظ استعمال کئے ہیں (۱۴)' اور اس کی تائید میں بعض قرآنی آیات اور احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے' اسی لئے مستشرقین تک اعتراف کرتے ہیں کہ الحبہ اور اس کے دائرہ کار کی بنیاد قرآن ہے' جس کا مقصد برائیوں سے اجتناب اور اچھائیوں کی ترغیب و تشویق ہے:

The Hisba Jurisdiction is based on the duty imposed on Muslims by the Kur,an.... of enjoining good and of forbidding evil actions ---15

الشیزری اور ابن الاخوۃ کی آراء

الماوردی اور الفراء کی بیان کردہ "الحبہ" کی تعریف کو ان دو فقہاء کے علاوہ دیگر ارباب علم نے بھی اختیار کیا ہے' جن میں الشیزری اور ابن الاخوۃ قابل ذکر ہیں۔ الشیزری نے اس میں "واصلاح بین الناس" (۱۶) کے الفاظ کا اضافہ کر دیا ہے' جس سے وہ "الحبہ" سے مراد لوگوں کے درمیان مصالحت و مفاہمت کرا دینا لیتے ہیں۔ "اصلاح" ان کے نزدیک صلح کے معنوں میں نہیں' بلکہ معاملات کی درستی ہے' جو مال کار فریقین کے مابین مصالحت و مفاہمت پر منتج ہوتی ہے۔ ابن الاخوۃ رقمطراز ہیں:

"الحسبہ وظیفۃ دینیۃ شبہ قضائیہ عرفھا التاریخ الاسلامی' تقوم علی فکرۃ الامر بالمعروف والنھی عن المنکر" (۱۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن بسام المحتسب کا تجزیہ

الشیزری، ابن الاخوۃ، الماوردی اور ابو یعلی الفراء وغیرھم کے خیال میں "الحسبہ" صریحاً امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا نام ہے۔ اول الذکر دو مولفین تو لوگوں کے درمیان اصلاح کو بھی اس کی اصطلاحی تعریف میں شامل کر لیتے ہیں، لہٰذا ابن بسام المحتسب نے ان ہر دو کی آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ تجزیہ پیش کیا ہے کہ معروف و منکر یعنی الحسبہ کے ضمن میں:

"فان الحسن ما حسنہ الشرع، والقبیح ما قبحہ الشرع۔" (۱۸)

اچھا وہ ہے، جسے شریعت نے اچھا قرار دیا ہے اور برا وہ ہے، جس کو شریعت برا کہے۔

ابن بسام المحتسب مزید کہتے ہیں کہ بسااوقات کوئی جاہل آدمی اپنے عقل کے زور یا ذریعہ سے کسی ایسی چیز کو اچھا سمجھ بیٹھتا ہے، جو شریعت کے نزدیک بری ہوتی ہے، اس طرح وہ لاعلمی میں ایک ممنوع کام کر بیٹھتا ہے۔ لہٰذا معروف و منکر کی حقیقت کو پہچاننے کے لئے عقل کوئی معیار یا پیمانہ نہیں، بلکہ کتاب اللہ اور سنت نبوی ؐ ہی سے اس بارے میں رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے:

"ولا مدخل للعقول فی معرفۃ المعروف والمنکر الا بکتاب اللہ عز وجل وسنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم" (۱۹)

ابن تیمیہ کا موقف

قرآن فی الحقیقت "الحسبہ" کا مرکز و محور ہے اور حدیث اس کی روح۔ معروف، صرف چند اخلاقی، معاشرتی اور مذہبی اچھائیوں سے عبارت نہیں، بلکہ قرآنی اصطلاح میں ایسے تمام احکامات باری تعالیٰ اور تعلیمات نبوی ؐ کو محیط ہے، جو اخلاق و معاشرت، تہذیب و تمدن، صنعت و حرفت، قانون و دستور، ثقافت و عدالت اور مذہب و سیاست سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ کے نزدیک ان تمام شعبوں میں اللہ اور اس کے رسول ؐ کے احکام و فرامین جاری و ساری کرنے کا نام "الحسبہ" ہے۔ فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"وجمیع هذه الولایات هی فی الاصل ولایة شرعیة ومناصب دینیة' فای من عدل فی ولایة من هذه الولایات فساسها بعلم و عدل و اطاع الله و رسوله بحسب الامکان فهو من الابرار الصالحین. وای من ظلم وعمل فیها بجهل فهو من الفجار الظالمین" (۲۰)

الحسبہ فی الاسلام کی اس عبارت کے مطابق مذکورہ تمام شعبہ جات اصل میں وزارت شرعیہ اور مناصب دنیہ ہیں اور جو شخص ان میں سے کسی بھی شعبہ میں عدل و انصاف سے کام لے' اس کی بنیاد علم و عدل پر رکھے اور اللہ اور اس کے رسول ؐ کی حسب الامکان اطاعت کرے' وہ نیک لوگوں میں شمار ہو گا۔ برعکس اسکے جہالت و لاعلمی پر اپنے عمل کی بنیاد استوار کرنے اور ظلم کو وطیرہ بنانے والا ظالم و فاجر حکمرانوں میں سے ہے۔ "الحسبہ" کے اس وسیع تر اصطلاحی مفہوم کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ امام ابن تیمیہ نے یہ تصریح فرما دی ہے کہ الحسبہ ان امور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے' جو گورنروں' قاضیوں اور انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے۔

"واما المحتسب فله الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مما لیس من خصائص الولاة والقضاة واهل الدیوان ونحوهم وکثیر من الامور الدینیة هو مشترک بین ولاة الامور" (۲۱)

ابن قیم کی تائید

امام ابن تیمیہ کے موقف کی تائید ان کے شاگرد رشید ابن قیم کے رشحات فکر سے بھی ہوتی ہے۔ ابن قیم کا بیان اپنے استاد ذی احترام کے نقطہ نظر کی تفصیل میں ہے۔ وہ اول الذکر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو الحسبہ کا قاعدہ اور بنیاد گردانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں' اسے تم استطاعت کی حد تک پورا کرو (۲۲) اس کے بعد ابن قیم نے: "الحسبہ" کے اصطلاحی مفہوم کو ان الفاظ میں رقم کیا ہے:

"ان الحکم بین الناس فی النوع الذی لایتوف علی الدعوی ..... هو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المعروف بولایۃ الحسبۃ" (۲۳)

وہ حکم جو لوگوں پر ان کی طرف سے کسی دعویٰ پر موقوف نہ ہو' یعنی اس کے لئے کسی نے دعویٰ کیا ہے یا نہیں' اسے الحسبہ کہتے ہیں۔

ابن قیم کے نزدیک بھی ابن تیمیہ کی طرح "الحسبہ" ایک دینی ادارہ ہے اور وہ اس کا ذکر ولایۃ المال کے ساتھ کرتے ہیں' جس سے الحسبہ کا اصطلاحی مفہوم مزید اجاگر ہو جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے:

"وکذلک الحسبۃ وولایۃ المال وجمیع ھذہ الولایات فی الاصل ولایات دینیۃ' ومناصب شرعیۃ' فمن عدل فی ولایۃ من ھذہ الولایات' وساسھا بعلم وعدل واطاع اللہ ورسولہ بحسب الامکان' فھو من الامراء الابراء العادلین۔ ومن حکم فیھا بجھل وظلم فھو من الظالمین المعتدین" (۲۴)

الحسبہ اور ولایۃ المال درحقیقت دینی ادارے اور شرعی مناصب ہیں۔ جس نے ان میں عدل سے کام لیا' انہیں علم و عدل سے چلایا فی الامکان اللہ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت کی تو وہ شخص نیک اور عادل امراء میں سے ہے اور جس نے ان اداروں میں جہالت اور ظلم سے فیصلے کئے تو وہ شخص ظالم اور سرکشوں میں سے ہے۔

ابن خلدون کی توثیق

"الحسبہ" ایک ایسی اصطلاح ہے' جو اپنے معانی و مفہوم میں ایک مکمل نظام رکھتی ہے۔ اس کا اطلاق بظاہر اور عمومی طور پر بعض معاشرتی اور اخلاقی برائیوں مثلاً خیانت' تلبیس و تدلیس' کھوٹ اور ملاوٹ وغیرہ پر ہوتا رہا' لیکن اکثر فقہاء خصوصی طور پر "الحسبہ" کو ہر اچھی بات کا حکم دینے اور بری بات سے روکنے پر محمول کرتے رہے۔ ابن خلدون ایسے نامور مفکر و مورخ بھی ان ہی مولفین کی صف میں شامل ہیں' جن کے خیال میں "الحسبہ":

"ھی وظیفۃ دینیۃ من باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر الذی ھو فرض علی القائم بامور المسلمین" (۲۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق ایک دینی منصب ہے' جو مسلمانوں کے امور کو چلانے والے (حاکم) پر فرض ہے۔

الحسبہ کے بارے میں ابن خلدون کے اقتباس کی تفصیل قدرے یوں ہے:

"اما الحسبة فهي وظيفة دينية من باب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر الذي هو فرض على القائم بامور المسلمين يعين لذلك من يراه اهلا له فيتعين فرضه عليه ويتخذ الاعوان على ذلك ويبحث عن المنكرات ويعزر ويودب على قدرها ويحمل الناس على المصالح العامة في المدينة مثل المنع من المضايقة في الطرقات ومنع الحمالين واهل السفن من الاكثار في الحمل والحكم على اهل المباني المتداعية للسقوط بهدمها وازالة مايتوقع من ضررها على السايلة والضرب على ايدي المعلمين في المكاتب وغيرها في الابلاغ في ضربهم للصبيان المتعلمين ولا يتوقف حكمه على تنازع او استعداء بل له النظر والحكم فيما يصل الى علمه من ذلك ويرفع اليه وليس له امضاء الحكم في الدعاوى مطلقا بل فيما يتعلق بالغش والتدليس في المعايش وغيرها وفي المكاييل والموازين وله ايضا حمل المماطلين على الانصاف و امثال ذلك مما ليس فيه سماع بينة ولا انفاذ حكم وكائنها احكاماً نيزد القاضي عنها لعمومها وسهولة اغراضها فتدفع الى صاحب هذه الوظيفة ليقوم بها فوضعها على ذلك ان تكون خادمة لمنصب القضاء" (۴۶)

روزنتھال (Rosenthal) نے اس عبارت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

The office of market supervisor (hisbah) is a religious position. It falls under the religious obligation "to command to do good and forbid to do evil", which rests with the person in charge of the affairs of the Muslims. He appoints to the position men whom he considers qualified for it. The obligation thus devolves upon the

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

appointee. He may use other men to help him in his job. He investigates abuses and applies the appropriate punishments and corrective measures. He sees to it that the people act in accord with the public interest in the town (under his supervision). For instance, he prohibits the obstruction of roads. He forbids porters and boatsmen to carry too heavy loads. He orders the owners of buildings threatening to collapse, to tear them down and thus remove the possibility of danger to passersby. He prevents teachers in schools and other places from beating the young pupils too much. His authority is not restricted to cases of quarrels or complaints, but he (has to) look after, and rule on, everything of the sort that comes to his knowledge or is reported to him. He has no authority over legal claims in general but he has authority over everything relating to fraud and deception in connection with food and other things and in connection with weights and measures. Among his duties is that of making dilatory debtors pay what they owe, and similar things that do not require hearing of evidence or a legal verdict, in other works, cases with which a judge would have nothing to do because they are so common and simple. (Such cases) therfore, are referred to the person who holds the office of market supervisor to take care of them (27).

"الحسبہ" کا ترجمہ روز نتھال کے نزدیک گویا Office of the Market Supervisor ہے، لیکن فقہاء اسلام کی بیان کردہ اصطلاحی تعریف کے مطابق یہ بعینہ الحسبہ نہیں بلکہ الحسبہ کا ایک شعبہ ہے۔ الحسبہ کی اس تعریف میں روز نتھال اور شاخت (Schacht) ایک دوسرے کے ہمنوا ہیں (۲۸) مگر انہوں نے اس مفہوم سے سہواً یا ارادتاً پہلو تہی کی کہ یہ "صاحب السوق" یا "عامل السوق" سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ضیاء الدین سنامی کا قول

"الحسبہ" کے بارے میں ابن خلدون کی بیان کردہ تعریف بڑی مختصر مگر جامع ہے اور ان فقہاء اسلام کے نظریہ احتساب سے مطابقت رکھتی ہے' جو "الحسبہ" کو روز مرہ کی روٹین اور شاخت سے قطع نظر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرائض کی ادائیگی سے تعبیر کرتے ہیں اور اسے باقاعدہ ایک دینی منصب کی حیثیت دیتے ہیں ۔ ابن خلدون کے ایک پیشرو کہ خود منصب محتسب پر فائز رہے ہیں' ساتویں صدی ہجری ہی میں اس کی تصریح میں کہہ گئے ہیں:

"ان الحسبۃ فی الشریعۃ تتناول کل مشروع یفعل للہ ..... وفی العرف مختص بامور" (۲۹)۔

الحسبہ میں ہر شرعی کام کہ جسے اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے شامل ہے ۔ ۔ ۔ اور یہ عرف میں چند امور کے ساتھ مخصوص ہے۔

قاضی ضیاء الدین السنامی کی اس تعریف سے الحسبہ کا اصطلاحی مفہوم ہی واضح نہیں ہو جاتا' بلکہ معروف و منکر کی تشریعی اہمیت کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے ۔ شرعی کام بقول قاضی صاحب موصوف چونکہ رضائے الٰہی کے لئے کیا جاتا ہے' اس لئے خدا ہی سے صلہ و ستائش کی تمنا کی جاتی ہے اور احتساب کا فرض بحسن و خوبی انجام دینے والا ہر فرد دنیوی انعام و اکرام سے بے نیاز ہو کر نہایت بے خوفی اور جرات و ایثار سے صرف اور صرف خوشنودی باری تعالیٰ کی خاطر اپنے آپ کو الحسبہ کی ادائیگی کا پابند کر لیتا ہے' اس اعتبار سے بعض ماہرین لغت الحسبہ کے اصطلاحی معنوں میں یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں:

"مزدوری' مزدوری کی امید' ثواب کی امید" (۳۰)

ان الفاظ کے علاوہ یہ معانی بھی ملتے ہیں:

"ثواب' جزا' خدا کے ثواب کی امید' تدبیر" (۳۱)

الحسبہ سے ایک مراد ہے:

"میت کو پتھروں میں کفنانا یا دفن کرنا" (۳۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الاعظمی نے "مردہ کا دفن" (۳۳) معنی لکھے ہیں ۔ نیز الحسبہ کی ایک صورت الحسبہ بیان کی ہے اور اس کے معانی لکھے ہیں:

"اونٹ کے رنگ میں سرخی و سفیدی ملی ہوئی (۳۴) "

ان تمام معانی کے مطالب پر غور کیا جائے تو قاضی ضیاء الدین السنامی المحتسب البغدادی کے اس قول کی صداقت کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جانے والا ہر شرعی کام "الحسبہ" ہے' مخفی نہیں رہتی۔ مزدوری یا مزدوری کی امید بہ معنی صلہ وستائش ہے' انسان انسان سے طلب کرے یا خدا سے۔ یہ حقوق العباد سے ہے اور حقوق اللہ سے بھی۔ مزدوری یا ثواب کو جزا پر منطبق کرنا اور اس کی خاطر حسن تدبیر سے کام لینا "الحسبہ" ہے۔ اونٹ کے رنگ میں سرخی و سفیدی کی طرف بلیغ اشارہ محتسب کے اختیارات و فرائض کو محیط ہے اور میت کو پتھروں میں کفنانا یا دفن کرنا' اللہ کی خاطر ہر شرعی کام کر کے اپنے آپ کو بارگاہ الٰہی میں سرخرو کرنے' اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے اور صلہ و ستائش' جزا و سزا' اور ثواب وغیرہ کے لئے اسی یعنی خدا سے فیصل کرانے پر منحصر ہے۔ "الحسبہ" گویا شرعی عمل ہے اور اس سے متعلق و مخصوص امور شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں مدد دیتے ہیں ۔ شریعت چونکہ ایک وسیع و عریض علم ہے' اس لئے بعض مولفین کے نزدیک "الحسبہ" ایک اصطلاح ہونے کے ساتھ ساتھ اس علم کی ایک شاخ یا بذاتہ علم کا درجہ رکھتی ہے۔

حاجی خلیفہ کی تصریحات

"الحسبہ" کے علم قرار پانے کے باوصف اس کے دینی فریضہ اور منصب ہونے کی حیثیت اور قدر و منزلت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی' بلکہ ایک طرح سے الحسبہ کی وقعت میں اضافہ ہوتا ہے اور محتسب کے منصب کی تعیین و تحسین بڑھ جاتی ہے۔ شاید اسی لئے ممتاز ترک فاضل حاجی خلیفہ چلپی نے اپنی گرانمایہ تصنیف میں "الحسبہ" کا ذکر علوم و فنون کی فہرست میں کیا ہے۔ وہ "علم الاحتساب" کے عنوان سے اگرچہ بہت سی ایسی باتیں دہراتے ہیں' جن کا ادارہ احتساب سے بظاہر اور براہ راست کوئی تعلق نظر نہیں آتا' تاہم ان سے "الحسبہ" کے وسیع تر اصطلاحی مفہوم کو متعین کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ بقول ان کے الحسبہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"هو علم باحث عن الامور الجارية بين اهل البلد من معاملاتهم اللاتی لايتم التمدن بدونها' من حيث اجرائها على قانون العدل بحيث يتم التراضی بين المعاملين" (۳۵)۔

وہ علم ہے' جو اہل شہر کے درمیان وقوع پذیر ہونے والے ایسے روزمرہ معاملات سے کہ جن کے بغیر تمدن کی تکمیل نہیں ہو سکتی اس طرح بحث کرتا ہے کہ فریقین میں مکمل رضامندی کے قیام کی غرض سے عدل و انصاف کے مطابق چلانا کیونکر ممکن ہے۔

کشف الظنون میں مزید بتایا گیا ہے کہ علم الاحتساب کا مقصد عوام کی اصلاح کے لئے حسب ضرورت اور بقدر ضرورت زجرو توبیخ ہے۔ اس کام کی خاطر لوگوں کو اچھائیوں کا حکم دیا جاتا ہے اور برائیوں سے منع کیا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان تنازعات اور فخرو مباہات پیدا ہوں نہ وہ ایک دوسرے سے بلاوجہ تجاوز کرنے کی کوشش کریں۔ یہ حکومت کی صوابدید پر ہے کہ لوگوں کو باز رکھنے کے لئے کون سے مناسب طریقے اختیار کئے جائیں۔ اس کے بعض بنیادی اصول و قواعد تو فقہی ہیں' اور بعض مبنی پر استحسان' جن کے بارے میں بقول صاحب کشف الظنون' خلیفہ یعنی حکومت ہی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے اور اس کا فائدہ شہروں کے امور کو بہتر طور سے چلانا ہے:

"وعن سياسة العباد بنهی المنكر و امر المعروف بحيث لا يودی الی مشاجرات وتفاخر بين العباد بحسب ما رآه الخليفة من الزجر و المنع' ومباديه بعضها فقهی وبعضها امور استحسانية ناشئة من رای الخليفة والغرض منه تحصيل المملكة فی تلك المور"۔ (۳۶)

علم الاحتساب کی اسی اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر حاجی خلیفہ الحسبہ کو انتہائی مشکل علوم میں شمار کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ صرف مضبوط سمجھ بوجھ کا مالک اور صحیح فکر کا حامل شخص ہی اس پر قدرت حاصل کر سکتا ہے' کیونکہ افراد' ازمنہ اور احوال' اکثرو بیشتر تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور یہ کیفیت ایک جیسی نہیں رہتی:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"وهذا العلم من ادق العلوم ولا يدركه الا من له فهم ثاقب وحدس صائب اذ الاشخاص و الازمان و الاحوال ليست على وتيرة واحدة" (۳۷)۔

اس اعتبار سے "الحسبہ" لازمی طور پر ہر زمانے اور احوال کی مخصوص سیاست کا حصہ ہے۔ المولیٰ ابوالخیر نے تو یہاں تک واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ علم الریاست (سیاست) المدینہ' منصب احتساب کے بعض لوازمات پر مشتمل ہے:

"وعلم الرياسة (السياسة)المدينة مشتمل على بعض لوازم هذا المنصب"۔ (۳۸)

موضوعات لطف اللہ کے حوالے سے کشف الظنون میں یہ صراحت بھی کر دی گئی ہے کہ شہر کے لوگوں کے امور کی نگہداشت' ریاستی اور شرعی قوانین کے مطابق "ليلا ونهارا سرا وجهارا" (۳۹) یعنی رات دن اور خفیہ و اعلانیہ کی جانی چاہئے اور یہی درحقیقت "الحسبہ" ہے۔

کاشفی کا مطمئح نظر

ریاستی اور شرعی قوانین کی اہمیت و افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ قوانین تو شہریوں کے جان' مال اور عزت و آبرو کے تحفظ ہی کے لئے بنائے جاتے ہیں اور ان کا حقیقی مقصد اخلاق عامہ اور مفاد عامہ کی نگہداشت ہوتا ہے۔ اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات پر بھی بہت زیادہ زور دیا ہے' چنانچہ "الحسبہ" سے مراد لوگوں کو ایک طرح سے اسلامی طرز حیات اپنانے کی نہ صرف تلقین کرنا بلکہ پابند کرنا ہے۔ اسی لئے عہد تیموری کے ایک ممتاز مصنف کا مطمئح نظر یہ ہے کہ:

"محتسب کا وجود اس امر کی ضمانت ہے کہ عوام اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں" (۴۰)

اسلام لوگوں کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں معروفات و منکرات کا پابند دیکھنے کا متمنی ہے۔ وہ کذب و افتراء' ملاوٹ' ہیرا پھیری رشوت' سفارش' گرانی اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ برعکس اس کے حقوق اللہ' حقوق العباد اور مشترکہ حقوق کی ادائیگی کی تلقین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔ کتاب و سنت میں ایسے قوانین موجود ہیں' جن پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان کے لئے از بس ضروری ہے۔ ان ہی اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنا صاحب اخلاق محسنی' ملا حسین واعظ کاشفی کے نزدیک مسلمانوں کا اخلاقی اور اسلامی فریضہ ہے اور "الحسبہ" کا وجود اس امر کا ضامن ہے۔

تھانوی تعریف کی تقسیم

امام غزالیؒ سے لے کر ملا کاشفی تک کے فقہاء' متکلمین اور مولفین نے "الحسبہ" کی جو اصطلاحی تعریف بیان کی ہے' اس کی بہ اعتبار مفہوم دو نوع ہیں: از روئے شریعت اور از روئے عرف۔

شریعت اچھائی کی تلقین کرتی ہے اور برائی کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ عرف سے بھی ایسے امور خاص ہیں' جن سے احکام شریعت کی نفی کی بجائے اثبات اور تردید کی جگہ تائید ہوتی ہو۔ گویا شریعت اور عرف دونوں ہی معروفات پر عمل پیرا ہونے اور منکرات سے اجتناب کی تلقین کرتے ہیں۔ "الحسبہ" کی تعریف کرتے ہوئے صاحب کشاف اصطلاحات الفنون نے ان ہی دو نوع کو مد نظر رکھا ہے۔ لکھتے ہیں:

"فی الشرع هما الامر بالمعروف اذا ظهر ترکه والنهی عن المنکر اذا ظهر فعله ثم الحسبة فی الشریعة عام یتناول کل مشروع یفعل لله کالاذان و الاقامة واداء الشهادة الی کثرة تعدادہ ولهذا قیل القضاء باب من ابواب الحسبة وفی العرف اختص بامور احدها اراقة الخمور وثانیها کسر المعازف وثالثها اصلاح الشوارع۔ (۴۱)۔

ازروئے شریعت الحسبہ اور احتساب کے معنی ہیں کہ کسی ایسی اچھائی اور نیکی کا حکم دینا' جسے لوگوں نے ترک کر دیا ہو اور ایسی برائی سے روکنا جس کے لوگ مرتکب ہو رہے ہوں۔ شریعت میں الحسبہ کا لفظ عام ہے اور ہر اس امر مشروع پر مشتمل' جو اللہ کیلئے کیا جائے' جیسے اذان' اقامت' ادائے شہادت۔ اور ان امور کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ قضاء بھی الحسبہ ہی کا ایک حصہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ از روئے عرف الحسبہ بعض امور سے خاص ہے۔ مثلاً شراب کا بہا دینا' ثانیاً آلات موسیقی کا توڑ دینا اور ثالثاً سڑکوں کی اصلاح کرانا۔

محمد المبارک کی تحقیق

"الحسبہ" سے پہلوتہی لوگوں کی بے راہروی پر منتج ہوتی ہے اور اس سے نہ صرف فسادات کے دروازے کھل جاتے ہیں' بلکہ معاشرتی اور قومی نظم و ضبط اور امن عامہ میں بھی خلل پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے اسی لئے عہد حاضر کے محققین' قدیم فقہاء اسلام کی طرح "الحسبہ" کو حکومت کی نگرانی میں کام کرنے والے ادارہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے پروفیسر اور شام کے سابق وزیر تعلیم کا بیان ہے:

"هی رقابة ادارية تقوم بها الدولة عن طريق موظفين خاصين على نشاط الافراد فی مجال الاخلاق و الدين والاقتصاد' ای فی المجال الاجتماعی بوجه عام' تحقيقا للعدل والفضيلة' وفقا للمبادی المقررة فی الشرع الاسلامی وللاعراف المالوفة فی كل بيئة وزمن" (۴۲)۔

یہ ایک نگران ادارہ ہے' جو حکومت قائم کرتی ہے اور اسے اسکے خاص ملازمین چلاتے ہیں۔ اس کا مقصد اخلاق' مذہب اور اقتصادیات کے دائرے میں افراد کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا ہے یعنی ان کی عام اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت ہو' تاکہ عدل وانصاف اور اقتدار اعلیٰ کو بروئے عمل لایا جا سکے اور اس معاملے میں شریعت اسلامی اور مختلف زمانوں اور علاقوں میں جو معروف اور پسندیدہ طریقے مروج ہیں' ان کی روشنی میں اس اہم کام کو سرانجام دیا جا سکے۔

توضیحات کا حقیقی مفہوم

محمد المبارک کی بیان کردہ تعریف بڑی مختصر مگر جامع ہے۔ انہوں نے اخلاق' مذہب اور اقتصادیات کے دائرے میں افراد کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے والے نگران ادارے کو جو حکومت قائم کرتی ہے اور جس کا مقصد اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت اور عدل و انصاف قائم کرنا ہے' الحسبہ قرار دیا ہے' لیکن یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ الحسبہ شریعت اسلامی اور مختلف زمانوں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علاقوں میں مروج معروف اور پسندیدہ طریقوں کا پابند ہے۔ اسی لئے بعض مولفین کہتے ہیں کہ الحسبہ کی بہت سی تعریفوں میں سے کچھ لغوی ہیں اور کچھ علاقے کے اعتبار سے:

"وقد جاء فی تعریف الحسبۃ۔ التی الیھا نسبت الدار۔ عدد من التعاریف بعضھا لغوی والبعض الاخر شرح لمفھومھا فی کل بلد" (۴۳)

تاریخ کے تناظر میں دیکھا جائے تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حساب یا محتسب کے فریضہ کا اطلاق "الحسبہ" کی قانونی و انتظامی اصطلاح پر ہوتا رہا:

"ثم اکتسبت الکلمۃ معنی خاصا ھو الشرطہ' واصبحت تدل اخیرا علی الشرطۃ الموکلۃ بالاسواق و الاداب العامۃ" (۴۴)

پھر اس کلمہ (الحسبہ) کے معانی پولیس کیلئے مخصوص ہو کر رہ گئے اور بعد میں خاص طور پر اسے پولیس کیلئے استعمال کیا جانے لگا' جو بازاروں میں نظم و ضبط عامہ پر مامور ہوتی ہے۔

اسلامی فقہ میں الماوردی اور الفراء ایسے جن مولفین نے کتب تالیف کیں' انھوں نے الحسبہ کو ان ہی معنوں میں استعمال کیا۔ ماہرین لغت کا رجحان بھی اس طرف غالب دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ قدیم اسلامی ممالک میں "الحسبہ" ایک ایسا سرکاری منصب تھا' جس پر فائز شخص بازار کی قیمتوں وغیرہ کی نگرانی کا ذمہ دار ہوتا تھا:

"الحسبۃ : منصب فی الدول الاسلامیۃ القدیمۃ کان یتولا مسوول عن مراقبۃ الاسعار ونحوھا" (۴۵)

لیکن "الحسبہ" کے یہ محدود معنی ہیں اور مورخین کی تالیفات میں کہیں اس قسم کے سرسری اور کہیں بلیغ اشارات ملتے ہیں کہ الحسبہ کی اصطلاح محتسب کے محدود فریضہ سے زیادہ وسیع معانی رکھتی ہے:

".....ولکن للحسبۃ من غیر شک معنی اوسع من وظیفۃ المحتسب بمدلولھا المحدود" (۴۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مثال کے طور پر:

"دار المحاسبة والمواريث او الموتى ۔ تدل على ان الحسبة كانت اسما لدار التسجيل التى تسجل فيها الوفيات والمواليد وتدار فيها تركات اليتامى و اموالهم" (۴۷)

دارالمحاسبہ والمواریث یا الموتی سے ظاہر ہوتا ہے کہ "الحسبہ" اس دفتر اندراج کے لئے استعمال ہوتا تھا' جس میں مرنے اور پیدا ہونے والوں کے نام لکھے جاتے اور یتامی کے ترکے اور ان کے مال کا انتظام کیا جاتا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "الحسبہ" کا لفظ اوزان و پیمائش کے دفتر کے لئے استعمال ہوتا رہا۔ اس دفتر کو دارالعیار کہتے تھے۔ اسی طرح محاسب اعلیٰ کے محکمے اور فوج کے اسلحہ خانے اور سٹور کے لئے بھی اسے استعمال کرتے رہے:

"لفظ الحسبة ايضا مستعملا للدلالة على دار الموازين والمكاييل وتعرف "بدار العيار" وكذلك ديوان المحاسبة الاعلى و اخيرا للدلالة على ديوان ميرة الجيش وذخيرته" (۴۸)

بعض مصنفین نے پیدائش و اموات اور میراث کی رجسٹری' یتامی کے مال کی نگرانی اور فوجی رسد کو "الحسبہ" کے تحت ماننے والوں سے اختلاف کیا ہے' جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے کہ بسا اوقات الحسبہ اور المواریث قاضی کے سپرد ہوتے تھے اور کبھی قاضی "المخزنیات" کا بھی نگران ہوتا تھا۔ اس صورت میں یہ تمام امور قاضی ہی سے متعلق ہو جاتے تھے اور الحسبہ میں ان کا شمار نہیں کیا جاتا تھا (۴۹) تاہم یہ امر یقینی ہے کہ الحسبہ کا خاص کام اخلاق عامہ (public Moral) کی اصلاح تھا اور جو کام مفاد عامہ کے خلاف ہوتے' ان کی روک تھام اس کے ذمہ تھی۔

الحسبہ کی مختلف توضیحات کا حقیقی مفہوم درحقیقت امربالمعروف اور نہی عن المنکر میں مضمر ہے۔ وہ امور جنھیں شریعت اسلامی میں جائز قرار دیا گیا ہے' معروفات میں سے ہیں اور جنہیں نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے' منکرات میں شمار ہوتے ہیں۔ اسلام میں چونکہ نیکی کے کاموں کا ذکر نماز' روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کے ساتھ کیا گیا ہے' اس لئے الحسبہ کو بھی ایک دینی فریضہ سمجھ لینے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی مضائقہ نہیں' بلکہ اکثر فقہاء اسلام نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ یہ واجب ہے اور اس کو ترک کرنے والا گنہگار۔ اس سے آگاہ ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ اس سے آگہی ضروری ہے۔ اس کی ذمہ داری فرداً فرداً ہر مسلمان پر ہے اور بالخصوص حکومت پر کہ وہ اسلامی ریاست میں عوام کی فوز و فلاح اور انہیں اسلام کی حقیقی نعمتوں سے مستفیض کرنے کے لئے اسلامی عدل و انصاف اور اخلاق کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اجتماعی اور حکومتی سطح پر باقاعدہ ادارہ احتساب کا قیام عمل میں لائے۔ المختصر:

"الحسبہ = ایک اصطلاح جس کا مقصد ایک طرف تو یہ ہے کہ ہر مسلمان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے اور دوسری طرف اس شخص کے معنوں میں آتا ہے' جو کسی شہر میں عوام کے اخلاق کی نگرانی کے لئے سرکاری طور پر مقرر کیا گیا ہو۔ ایسے اہل کار کو محتسب کے نام سے پکارا جاتا ہے" (۵۰)

ابن قیم کا بیان اس ساری بحث کا خلاصہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ حکم جو لوگوں پر ان کی طرف سے دعویٰ کے بغیر ہوتا ہے اور کسی کے دعویٰ پر موقوف نہیں' اسے الحسبہ کہتے ہیں اور اس کی نگرانی کرنے والے کو والی حسبہ یعنی محتسب:

"واما الحكم بينهم فيما لايتوقف على الدعوى: فهو المسمى بالحسبة' والمتولى له: والى الحسبة- (۵۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳

محتسب

احتساب اور الحبہ میں وہ تمام باتیں شامل ہیں' جن کی شرع اسلام نے اجازت دی ہے۔ اس اعتبار سے محتسب کی تعریف اور اس کا مقام متعین کرنے میں بظاہر کوئی مشکل نظر نہیں آتی۔ شرعی امور میں اخلاقیات اور معاملات دونوں داخل ہیں اور اسلامی ریاست کے تقریباً ہر دور میں کوئی نہ کوئی محتسب ان سے متعلق رہا ہے' اس لئے اس کی حیثیت اور کردار بھی ارباب علم' اصحاب فکروفہم اور ناقدین و محققین سے کسی صورت مخفی نہیں رہے۔ ان کے ہاں اس کے شرائط متعین ہیں' فیصلے محفوظ اور کارنامے واضح' جو محتسب کی تعریف اور اس کے مقام کو متعین کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

لغوی و اصطلاحی توضیح

محتسب (۱) عربی زبان کا لفظ ہے' مگر اردو میں عام مستعمل۔ پاکستان کی علاقائی زبانوں: پنجابی اور سندھی کے علاوہ کشمیری میں بھی محتسب ہی استعمال ہوتا ہے جبکہ بلوچی زبان میں "حساب گر"۔ بنگلہ میں محتسب کو "شوماوچوک" کہتے ہیں (۲) انگریزی میں اسے Muhtasib اور Mohtasib لکھتے ہیں' جبکہ عہد حاضر میں اس کا اصطلاحی مترادف Ombudsman ہے۔

بادی النظر میں محتسب' احتساب سے اسم فاعل ہے اور اس کے معانی ہیں: احتساب کرنے والا' جب کہ محتسب' احتساب سے اسم مفعول ہے' یعنی جس کا احتساب کیا جائے۔ اردو میں محتسب کی جمع محتسبان (۳) بتائی جاتی ہے اور محتسب سے مشتق محتسبی کو اسم کیفیت (۴)' بیان کرتے ہیں۔ عربی دانوں نے محتسب کی لغویت پر اس کے اصطلاحی معنوں کو ترجیح دی ہے اور بالعموم ان ہی کا اطلاق کیا ہے (۵) فارسی کی لغات (۶) میں بھی وہی معانی و مفہوم ملتا ہے' جو لغوی اور اصطلاحی طور پر اردو اور عربی کی کتب لغت میں مذکور ہے یا جنہیں فقہاء اسلام نے واضح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ حوالے کی انگریزی، فرانسیسی، جرمنی اور ہسپانوی کتب کے زیادہ تر ماخذ اولین عربی کتب ہیں یا پھر ثانوی ماخذ فارسی کتب، جن سے محتسب یا Ombudsman کی تعریف واضح کرتے ہوئے اسلامی ریاستوں میں اس کے کردار کی نشاندہی کی گئی ہے، مختلف ادوار میں اس کی مختلف حیثیات بتائی گئی ہیں اور آخر میں سویڈن اور بعض دیگر ممالک میں محتسب کی موجودہ صورت کو بیان کیا گیا ہے۔

مختلف معانی ۔ مجموعی تاثر

یہ تعریف بڑی مختصر مگر جامع ہے کہ محتسب، احتساب کے عہدہ پر فائز شخص کو کہتے ہیں:

"المحتسب من کان یتولی منصب الحسبۃ" (۷)

بعض نے ادارہ احتساب یا الحبہ ہی کے لئے محتسبی(Mohtasibi) کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے۔

"The duty or Office of Mohtasib" (8)

محتسب کی ایک مختصر تعریف ان الفاظ میں بھی ملتی ہے:

"حساب لینے والا، شرع کے خلاف باتوں کی ممانعت کرنے والا" (۹)

ایک اور اردو لغت میں "محتسب" کے متعلق لکھا ہے:

"حساب لینے والا، وہ حاکم جو خلاف شرع باتوں کی ممانعت کرے۔ حاکم شرع، مفتی، قاضی، کوتوال" (۱۰)

کہیں کچھ اضافے اور تصریح کے ساتھ اس طرح اظہار کیا گیا ہے:

"حساب لینے والا، خلاف شرع باتوں کی ممانعت کرنے والا حاکم، کوتوال جو اوزان اور پیمانوں کی پڑتال کرے اور خلاف شرع باتوں کو روکے" (۱۱)

عربی کی ایک لغت میں ہے کہ محتسب اس شخص کو کہتے ہیں، جو شہر میں اس کے اموال وغیرہ کی نگرانی کے لئے تعینات ہو:

"المحتسب: مامور فی البلد ینظر فی امواله وغیرها" (۱۲)

نیز محتسب اس عہدے کا نام ہے، جس پر اسلامی ممالک میں کوئی ایسا امیر متعین ہوتا تھا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس کے ذمے امور عامہ کی نگرانی تھی' مثلاً قیمتوں کے اتار چڑھاو اور اخلاقی امور کی نگہداشت۔

"منصب کان یتولا فی الدول الاسلامیۃ رئیس یشرف علی الشئون العامۃ من مراقبۃ الاسعار ورعایۃ الاداب۔ (۱۳)

ان مختلف المعانی مگر مجموعی تاثر کی حامل وہ تعریف ہے' جو ۹۷۳ھ میں عالم اسلام کے تہتر نامی گرامی اور جید علماء کرام نے اسلامی ریاست کے نظم و نسق کے موضوع پر ایک لائحہ عمل طے کرنے والی کانفرنس میں کی ۔ اس میں بتایا گیا کہ :

"محتسب وہ شخص ہے' جس کے متعلق رواج اسلام اور نفاذ احکام شریعت کیا گیا ہو تاکہ وہ جس بدعت و خلاف شرع بات کو اعلانیہ لوگوں میں پائے' اول نرمی اور بعد ازاں بہ سختی منع کرے" (۱۴)

محتسب ۔ شرعی امور کا نگہبان

یہ تمام تعریفیں بہر صورت محتسب کو' حساب لینے والا' ثابت کرتی ہیں۔ وہ خلاف شرع باتوں کی چونکہ ممانعت کرتا ہے' اس لئے اس کی حیثیت شرعی امور کے نگہبان کی ہوتی ہے۔ ماضی کے مختلف ادوار میں یہ فریضہ کبھی مفتی و قاضی اور بعض حالات میں کوتوال شہر انجام دیا کرتے تھے' چنانچہ محتسب کی تعریف میں انہیں داخل کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کی گئی۔

درحقیقت محتسب کی ذمہ داری ہی یہ ہوتی تھی کہ وہ شرعی امور کی پابندی کی تلقین کرتا رہے اور خلاف شرع باتوں کی ممانعت۔ وہ اوقات نماز اور احترام رمضان کی پابندی کراتا تھا' اس اعتبار سے امور دینیہ کے ایک باعزت و بااختیار محکمے کا سربراہ ہوتا تھا۔ اس کا کام ان امور میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر رہا' جو بقول امام ابن تیمیہ گورنروں' قاضیوں اور انتظامیہ کے عمال کے دائرہ اختیار سے باہر تھے (۱۵) ۔ شرعی امور کی نگہبانی میں اس کی حیثیت مسلمہ تھی۔ ابن قیم کی تصریح کے مطابق وہ لوگوں کی طرف سے دعوی کی پرواہ اور پابندی کے بغیر اپنا فرض سرانجام دیتا تھا (۱۶) ۔ اور ظاہر ہے کہ شریعت کا کوئی محافظ ہی ہر قسم کے دباو اور خوف سے بے نیاز ہو کر اپنی ذمہ داریاں نبھا سکتا ہے۔ وہ حسبتہ للہ اور احتساباً باللہ اپنے فرائض ادا کرتا ہے' اس لئے اسے "محتسب" کہتے ہیں۔ فارسی زبان کی ایک مشہور مثل ہے کہ : محتسب را درون خانہ چہ کار'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقصود بیان یہ ہے کہ کسی کو خواہ محتسب ہو' دوسرے کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہیں مگر محتسب صرف ان امور میں مداخلت کرتا ہے' جن پر شریعت اسلامی نے کوئی قدغن لگائی ہو اور معروفات و منکرات کے امتیاز کے حوالے سے ان کی تلقین کی گئی ہو۔

محتسب کا شرعی امور کا نگہبان تسلیم کیا جانا' اس کی تعریف کا ایک روشن پہلو ہے۔ مزید تائید فارسی کی اس ضرب المثل سے ہوتی ہے کہ محتسب کو خود بھی شریعت کا پابند ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شخص کہ محتسب ہی کیوں نہ ہو' بذات خود معروف و منکر کا پابند نہ ہو' کسی دوسرے بڑے آدمی کے برے کام پر اس کی گرفت نہیں ہو سکتی: محتسب گرمے خورد معذور داردست را'

عہد حاضر کے مولفین کو بھی محتسب کی اس تعریف سے انکار نہیں۔ وہ محتسب کو شرعی امور کا نگہبان قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک اس کی ذمہ داریاں احکام شریعہ سے متصل ہیں:

"المحتسب اماۃ للمجتمع الاسلامی الذی یامر بالمعروف وینھی عن المنکر' ومن الوظائف المتصلہ بالاحکام الشرعیۃ وظیفۃ المحتسب"

(۱۷)

نگران امور عامہ

گرانی' ذخیرہ اندوزی' شراب نوشی و شراب فروشی' دیگر منشیات کی فروخت' قمار بازی' جوئے بازی' فحاشی' آوارگی' اور غلط اوزان اور پیمانوں وغیرہ کا استعمال چونکہ از روئے شریعت منع ہے اور یہ جرائم قابل مواخذہ ہیں' اس لئے مذہب اور اخلاق سے متعلق ایسے بیشتر امور عامہ کی دیکھ بھال کا فریضہ محتسب کو تفویض رہا۔ اس حوالے سے محتسب کی تعریف کرنے والوں میں کئی غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ ایک نے لکھا ہے:

"Muhtasib; A superintendent of market and police; an officer appointed to take cognizance of improper behaviour, as of indecency, drunkenness, gambling and of the sale of intoxicating drugs and liquors and false weights and measures" (18).

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب پولیس اور مارکیٹ کا منتظم' ایک بااختیار افسر جو لوگوں کے نامناسب اور غیر مہذب طور طریقے مثلاً آوارگی' شراب نوشی' جوئے بازی اور نشہ آور ادویات اور اشیاء اور نادرست اوزان اور پیمانوں پر کڑی نظر رکھے۔

محتسب کی تعریف میں قریب قریب یہی مفہوم قدرے مختلف الفاظ میں جان پلیٹس (John T. Platts) کے ہاں ملتا ہے:

"(Mohtasib) the inspector of the markets, and of the weights and measures etc; the superintendent of the police, who examines weights etc. and prohibits unlawful games, drinking and the like; a censor" (19).

اوزان اور پیمانوں کے علاوہ غیر شرعی اور غیر قانونی حرکات مثلاً جوئے بازی اور شراب نوشی وغیرہ امور عامہ سے متعلق ہیں اس اعتبار سے محتسب کی تعریف میں "نگران امور عامہ" کے الفاظ بے جا نہیں۔ یہ فریضہ کبھی تو منڈیوں کا انسپکٹر انجام دیتا اور کبھی ناظم شرطہ۔ یہ دونوں منصبی حیثیتیں محتسب کو حاصل رہیں۔ چنانچہ محتسب کی تعریف میں Superintendent (20) of Police اور Adminstration of Police (21) کے الفاظ شامل کر لئے گئے جو محتسب کے کردار اور مقام کے تعیین کے لئے ضروری ہیں۔

امور عامہ میں بالخصوص' اوزان و پیمائش کی نگرانی کا فریضہ محتسب کی تعریف کو جاندار اور وزنی بنا دیتا ہے' کیونکہ محتسب کی یہ حیثیت اس کے شرعی و دینی منصب کے ساتھ ساتھ اس کے کردار سے غالب انداز میں منسلک رہی ہے۔ اسے حاکم کی طرف سے یہ فرض سونپا جاتا تھا:

" ومحتسب البلد مامور من طرف الوالی لمناظرة ضبط الموازین والاسعار ونحو ذلک" (۲۲)

عہد اسلامی کے ہندوستان کی بیشتر مثالوں سے بھی محتسب کی اس تعریف کی تائید ہوتی ہے۔ غیر منقسم ہندوستان میں محتسب کے منصب کو ایک معزز عہدہ کی حیثیت حاصل تھی۔ "محتسب علاقے کی کوتوالی کے علاوہ علم و تحقیق کے کاموں میں مشغول رہتا تھا" (۲۳) بعض محتسبان ہند نرخ نویس بھی تھے اور:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"نرخ نویس بازار کے اتار چڑھاو کے اعداد و شمار براہ راست مرکزی حکومت کو بھیجتا تھا۔ ناپ تول کے پیمانوں کی پڑتال بھی اس کے فرائض میں شامل تھی۔ وہ ایک قسم کا پرائس کنٹرول انسپکٹر ہوتا تھا" (۲۴)

Censor اور Reconer

اس میں کلام نہیں کہ محتسب کی زیادہ تر تعریف شرعی امور یا امور عامہ کے نگران عہدیدار کے طور پر کی گئی ہے' جو مسلمان حکمرانوں کی طرف سے مذہبی اور اخلاقی امور کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے لئے مقرر کیا جاتا تھا۔ یعنی محتسب :

" The Public censor of religion and morals who is appointed by a muslim ruler to punish muslims for neglecting the rites of their religion." (25)

مذہب اور اخلاقی معاملات میں عوام کی نگرانی کرنے والا' جس کی تقرری مسلم سربراہ مملکت کے حکم سے عمل میں لائی جاتی تھی اور وہ مسلمانوں کو دینی شعائر سے پہلوتہی پر سزا دیتا تھا۔

محولہ بالا تعریف میں محتسب کے لئے "The public Censor of religion" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ سنسر (Censor) کے لفظی معانی خود غور طلب ہیں۔ مثلاً ملامت کرنے والا' الزام لگانے والا' نکتہ چیں' عیب گیر' سرکاری طور پر کتابوں یا اخبار سے نامناسب اور باغیانہ حصے کو حذف کرنا' جامعات میں مختلف شعبوں کا ناظر۔ ۔'

ایک اور تعریف میں یہ الفاظ ملتے ہیں :

"(muhtasib) A reckoner, a Calculator, accountant, the superintendent of Police, Who examines weights, measures, and provisions, and prevents gambling, Drinking etc." (26) محتسب

اس تعریف میں سنسر (Censor) کے بجائے Reckoner کا لفظ استعمال کیا گیا ہے'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس کے معانی: حساب کرنے والا' شمار کرنے والا' اندازہ لگانے والا' کسی کی سیرت جانچنے والا اور رائے قائم کرنے والا' کے ہیں۔ محتسب کا فرض چونکہ منکرات کے مرتکب افراد کی اصلاح اور بوقت ضرورت ملامت اور بقدر ضرورت داروگیر تھا' اندلس میں کسی زمانے میں تو اسے کتابوں کے سنسر کرنے اور باغیانہ قسم کی منافرت پھیلانے والی کتب کی فروخت پر پابندی لگانے کے اختیارات بھی حاصل تھے۔ بغداد اور بعض شہروں میں مدارس کی نگرانی محتسب کے ذمہ تھی۔ وہ اوزان و پیمائش کا حساب لگاتا تھا اور اخلاق عامہ کے تحفظ اور فروغ کے لئے لوگوں کے کردار اور چال چلن پر گہری نظر رکھتا تھا۔ اس لحاظ سے اس کی تعریف میں Censor اور Reckoner کے الفاظ کا استعمال ہرگز زائد از ضرورت معلوم نہیں ہوتا۔

تعریف ۔ تاریخ کے آئینے میں

احادیث مبارکہ اور کتب سیرت میں ایسے کئی واقعات مذکور ہیں' جن سے پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف خود محتسب کے فرائض ادا فرماتے تھے بلکہ آپ نے یہ اہم ذمہ داری بعض صحابہ کرامؓ کو بھی سونپ رکھی تھی۔ خلفائے راشدینؓ کے زمانے تک محتسبوں کی تقرریوں کا سلسلہ جاری رہا' تاآنکہ عباسیہ' فاطمیین مصر اور ممالیک وغیرہ کے ادوار میں الحسبہ کے تحت احتساب کا ایک مربوط نظام قائم ہو گیا۔ محتسب کے اس تاریخی کردار کو پیش نظر رکھیں تو اس کی "تعریف" کی تکمیل کچھ یوں ہوتی ہے=

> "MUHTASIB, a municipal officer in the Abbasid Caliphate, in Arab Spain and in Egypt during the Fatimid, Ayyubid and Mameluke regime, incharge of market and public moral place. He was appointed by the ruler, but his functions began only after his official introduction to the community by the Khatib during the Friday prayer in the mosque".(27)

ان الفاظ کے مطابق محتسب عباسیوں کے دور خلافت میں عرب ہسپانیہ اور فاطمیوں' ایوبیوں اور مملوکوں کے عہد حکومت میں مصر میں ایک بلدیاتی عہدیدار اور تجارت اور اخلاق عامہ کے مراکز کا نگران ہوتا تھا' اس کی تقرری حاکم وقت کی طرف سے ہوتی تھی' لیکن وہ اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرائض منصبی کا آغاز متعلقہ شہر کے خطیب کے نماز جمعہ میں لوگوں کے سامنے اعلان کے بعد کرتا تھا'۔ اس تعریف میں آگے چل کر بتایا گیا ہے:

"The muhtasib watched over the decency of manners in public life, and over honesty and correct business conduct. It was his duty to control the observance of the Ramadan fasting; of the prohibition of alcholic drinks, gambling and prositution. He supervised the discipline in the schools, the cleanliness of the streets and regulation of traffic as well as the correctness of the weights and measures used in the market and was responsible for the superssion of fraud۔۔۔"(28)

عوامی زندگی کے اخلاق و اطوار کی شائستگی اور کاروبار کی ایمانداری و درستی پر اس کی نظر رہتی تھی۔ یہ اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ رمضان کے احترام پر عملدرآمد کرائے۔ لوگوں کو منشیات' جوئے بازی اور فواحشات سے روکے۔ وہ تعلیمی اداروں کے نظم و ضبط' گلی کوچوں کی صفائی اور ٹریفک کے قواعد و ضوابط کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ تجارتی مراکز میں استعمال ہونے والے اوزان اور پیمانوں کی نگرانی کرتا اور ناانصافی اور دھوکہ دہی کا ازالہ بھی۔

عوام کے مسائل اور مشکلات پر بھی محتسب کی گہری نظر رہتی تھی۔ نیز لوگ اس سے اپنے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں' تکالیف اور مصائب کے ازالہ کی توقع رکھتے تھے۔ چنانچہ اس کی تاریخی حیثیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ الفاظ دہرائے جاتے ہیں=

"Muhtasab (Sic), that for which one can expect reward in the hereafter (e.g. suffering, loss, etc)."(29)

محتسب اور محنہ

محتسب کا مفہوم اگرچہ محنہ کے معنوں کے قریب تر ہے' مگر تاریخی تناظر میں محتسب اور محنہ میں فرق ہے۔ محنہ بھی عربی زبان کا لفظ ہے' جس کا مادہ م ح ن ہے۔ عربی فعل محن یمعن'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محنا ' بمعنی آزمانا تکلیف دینا' مصیبت میں مبتلا کرنا وغیرہ) اور محنہ کے معنی ہیں= آزمائش' ابتلاء' سخت تکلیف' کوڑے مارنا' سزا وغیرہ۔ لیکن یہ وہ آزمائشیں ہیں جو دنیا میں خدا رسیدہ بزرگان دین' مصلحین اور آئمہ دین کو پیش آئیں۔ محنہ کے ایک معنی' عدالت احتساب کے بھی ہیں' لیکن اس کا اطلاق عام طور پر معتزلی عدالت احتساب پر ہوتا رہا اور اس ظلم و تشدد پر بھی جو ۲۱۸ھ لغایت ۲۳۴ھ عہد مامون سے الواثق کے ابتدائی دور حکومت تک خلافت عباسیہ میں جاری رہا (۳۰) محنہ کی حدود میں گویا بزرگان دین مصلحین اور زیادہ تر آئمہ دین ہی آئے' جب کہ محتسب کی زد میں ان لوگوں کو زجر و توبیخ اور سزا و تکلیف کا سامنا کرنا پڑا' جنہوں نے معروفات کی بجائے منکرات کی راہ اختیار کی۔

محتسب اور محنہ میں جس طرح فرق ہے' اسی طرح احتساب اور عدلیہ کے مابین مشابہت و مسابقت کے باوصف ان دونوں میں امتیاز و تفریق ہمیشہ سے رہی۔ چنانچہ محتسب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قانون اور عدلیہ سے متعلق اختیارات نہیں رکھتا تھا' بلکہ اس کے ذمہ داریاں قانون احتساب (hisbah law) تک محدود تھیں۔ اسی کی روشنی میں اس کے فرائض متعین تھے۔ عوامی زندگی میں اس کے کردار سے متعلق منضبط قوانین مقرر' طے شدہ اور موثق و موثر تھے۔ وہ رسوم و رواج سے بھی آگاہ ہوتا تھا اور ایسے مسائل و مقدمات حل کرتا تھا' جو باقاعدہ قاضیوں اور شہری انتظامیہ کے ارباب حل و عقد کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے تھے۔ سٹیفن (Stephan) اور رونارٹ (Nandy Ronart) نے ان ہی حوالوں سے محتسب کی تعریف کرتے ہوئے توضیح کی ہے:

> "Having no legal or Juridical initiative he was guided by the so called hisbah law, i.e. an official codification of the rules of conduct in public life, a kind of handbook of behaviour in every-day contacts, approved and supported by custom and tradition, and covering the cases which fell under the jurisdiction neither of regular judge (cadi) nor of the officers of the civil administration". (31)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عہد حاضر کا محتسب Ombudsman

اسلامی ریاست کے "محتسب" کی جگہ بیسویں صدی عیسوی میں Ombudsman کی اصطلاح نے لے لی ہے' "Ombudsman" سویڈن کی زبان کا لفظ ہے' جس کے معنی تفتیش پر مامور اس افسر کے ہیں' جو بد نظمی اور بد انتظامی کی اصلاح کرتا ہے:

"An official appointed to investigate complaints by individuals against maladministration by public authorities".(32)

کہا جاتا ہے کہ "Ombudsman" کا لفظ قدیم ناروے کی زبان (The old Norwegian language) کی ایک ترمیم شدہ شکل ہے:

" The word (Ombudsman) is the modern form of old Norse 'umboosmaor commissary".(33)

اور حکومت اور شہریوں کے درمیان عہد حاضر کے اس محتسب (Ombudsman) کی حیثیت خود مختار قانونی ثالث کی ہے:

"An official acting as an independent legal arbitrator between the state and the private citizen"(34)

عالم اسلام کے نظام الحسبہ کے محتسب سے قطع نظر عہد حاضر میں محتسب (Ombudsman) کے عہدہ کی صدائے بازگشت سب سے پہلے اغلباً سویڈن میں اور بعد ازاں ڈنمارک اور نیوزی لینڈ میں سنی گئی اور برطانوی پارلیمانی کمشنر (U. K. Parliamentary Commissioner) بھی Ombudsman کا قائم مقام قرار پایا۔ رفتہ رفتہ سعودی عرب اور سوڈان ایسے اسلامی ممالک میں اسلامی ریاست کے "محتسب" کے عہدے کا احیاء ہوا۔ ایران میں شہنشاہیت کے خاتمے کے بعد اسلامی انقلابی حکومت نے الحسبہ پر توجہ دی اور جگہ جگہ محتسب مقرر کئے تاآنکہ پاکستان میں قدیم اسلامی ریاست کے محتسب اور عہد حاضر کے Ombudsman کے کردار' فرائض' اختیارات اور ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے احتساب کے ایک امتزاجی نظام کی صورت نکالی گئی اور وفاقی محتسب کا ادارہ قائم کر دیا گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معانی و مفہوم کے نتائج

حاصل کلام یہ ہے کہ محتسب کی جامع تعریف میں وہ تمام معانی و مفہوم شامل ہیں' جو احتساب کے لغوی اور الحسبہ کے اصطلاحی معنوں میں بیان کئے گئے ہیں یعنی:

☆ حساب : اعمال' حساب کتاب اور جزا و سزا وغیرہ

☆ حاسب : حساب کرنے والا

☆ حسیب : نگران یا نگہبانی کرنے والا

☆ حسبان : آگ' عذاب' بلائے ناگہاں' حساب کے مطابق سزا دینا۔

☆ یحتسب : گمان

☆ احتسب : وقف' ایثار

قرآن و حدیث کے مطابق' جو شخص دنیا میں اپنے نفس (ذات) کا محاسبہ کرے گا' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے حساب نہیں لے گا۔ گویا نفس کا محاسبہ جس میں اخلاقی امراض شامل ہیں' انسان کو احتساب سے بے نیاز کر دیتا ہے اور اس صورت میں محتسب کی ضرورت نہیں رہتی۔ بنا بریں انسان کے لئے نوازشات الٰہی کا احصاء ممکن نہیں۔ یہ بھی ایک طرح سے خود احتسابی کی برکات ہیں۔ حسب' میں "کافی" کے ساتھ ساتھ چونکہ "بزرگی و شرافت" کے معانی پائے جاتے ہیں' اس لئے ایسا شریف النفس اور بزرگ شخص ہی کہ دینداری اور پرہیزگاری کے علاوہ کرم جس کے اخلاق ہوں' وہ لوگوں کے اعمال و اخلاق کا نگران و نگہبان ہو' ان پر تطہیر کی نظر رکھتا ہو' اور ایسے وقت میں کارروائی کرے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے۔ وہ پیکر ایثار ہو اور اس نے اپنی زندگی اس نیت سے احتساب کے لئے وقف کر رکھی ہو کہ وہ یہ فریضہ حسبتہ للہ اور احتساباً باللہ انجام دے رہا ہے۔ یعنی منکرات کے مرتکب اور معروفات کے مخالف افراد کے خلاف اس کا اظہار ناپسندیدگی اور سخت نکیر اور بعض صورتوں میں اختیارات حاصل ہونے کی بدولت سزا دینا بھی صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہے۔ تعریف کے اعتبار سے اسی کو محتسب کہتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۳

تحدید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱

محتسب اور متطوع

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ اگرچہ ہر بالغ مسلمان ادا کر سکتا ہے تاہم مشہور شافعی فقیہ ابوالحسن علی الماوردی اور قاضی ابو یعلی الفراء نے اس کے لئے متطوع اور محتسب کی تخصیص کی ہے (۱) اور دیگر فقہاء و متکلمین نے بھی جن میں ابن تیمیہ' ابن قیم' امام غزالی اور ابن جوزی وغیرہ شامل ہیں' اسے فرض عین اور فرض کفایہ کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

احتساب کا رضاکارانہ پہلو

متطوع قدرے اختصار کے ساتھ مطوع بھی مستعمل ہے اور دونوں سے مراد امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے بے تنخواہ عہدیدار سے ہے اور محتسب سے مراد باتنخواہ عہدیدار۔ تونس میں متطوع یا مطوع کا اطلاق اس خاص شخص پر ہوتا چلا آ رہا ہے جس کے پاس وہاں کے با اختیار مذہبی ادارہ کی طرف سے باقاعدہ پروانہ یا سند ہو۔ سعودی عرب میں بھی شاید ایسا ہی ہے۔ نیز عسکری اصطلاح میں متطوع یا مطوع کے معنی رضاکار کے لئے گئے ہیں:

متطوع اور مطوع : "Holder of the diploma issued by the Great Mosque of Tunis, Volunteer (mil) unsalaried trainee" (2)

لغوی اور معنوی اعتبار سے متطوع یا مطوع باب تفعل سے ہیں۔ دونوں کا مادہ ط و ع اور مصدر تطوع ہے۔ معنی ہیں: رضاکارانہ طور پر کوئی کام سرانجام دینا۔ فقہ میں اس سے مراد نفلی عبادت کرنا لی گئی ہے۔ واو کے زیر کے ساتھ متطوع فاعل اور زبر کے ساتھ مفعول ہے۔ چنانچہ متطوع یا مطوع کے معنی ہیں' رضاکارانہ یا نفلی عبادت کے طور پر کوئی کام سرانجام دینے والا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور یہی مفہوم احتساباً باللہ میں پایا جاتا ہے' مگر اس تفریق کے ساتھ کہ احتساب میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا شامل ہوتی ہے اور تطوع میں اپنی مرضی اور خوشی بھی ۔ جبر کا تطوع میں کوئی دخل نہیں' کیونکہ عربی میں یہ لفظ رضا کار کے لئے ہی آیا ہے۔ اردو میں طوعاً کرھا کے الفاظ مستعمل ہیں' جن کا مطلب ہے: خوشی و ناخوشی سے۔ قرآن حکیم سے بھی تطوع کا معنوی استنباط واضح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم" (۳)

(ترجمہ) اور جو اپنی خوشی سے بھلائی کا کوئی کام کرے تو اللہ تعالیٰ شاکر و علیم ہے۔

ایک اور آیت میں ہے:

"فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ" (۴)

(ترجمہ) اور جو نیکی کا کام کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔

معروف و منکر کے مخاطب

متطوع اور محتسب میں تفریق کا تعلق درحقیقت اس سوال پر بحث سے ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مخاطب کون ہیں؟ تمام لوگ یعنی ہر کوئی یا امت کا ایک خاص گروہ؟ اس اختلاف کی وجہ آیت: ولتکن منکم امۃ ۔ ۔ الخ ہے۔ جلال الدین السیوطی اور جلال الدین المحلی کی رائے میں اس آیات میں منکم میں شامل من تبعیضہ ہے' جس سے مراد ہے کہ تم میں سے بعض لوگ یا محض ایک گروہ اور سب کے سب یعنی پوری امت نہیں (۵) لیکن امام رازی اور مفتی عبدہ کے بقول: منکم میں من بیانیہ ہے اور دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم کسی ایک طبقہ یا گروہ سے خاص نہیں' بلکہ سب کے لئے ہے (۶) رازی اور عبدہ نے اپنے بیان کی تائید میں قرآن ہی کی چند آیات سے استدلال کیا ہے۔ اول الذکر لکھتے ہیں:

"اعرف المعروفات الدین الحق و الایمان بالتوحید والنبوۃ وانکر المنکرات الکفر باللہ" (۷)

معروف باتوں میں سب سے بہتر دین حق اور توحید و نبوت پر ایمان ہے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منکرات میں سب سے بری بات اللہ سے کفر کرنا ہے۔

لہٰذا امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی سب کے لئے ہے اور صاحب تفسیر کبیر کے نزدیک یہ کسی دائرہ کو محدود نہیں اور نہ ہی کسی خاص گروہ کا فریضہ ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس پر عامل ہو۔ گویا کلمتہ الحق کے ہر شیدائی کو احتساب کے معاملات میں متطوع ہونا چاہیئے۔ اسی طرح مفتی محمد عبدہ' نے واضح طور پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو بلا تخصیص سب مسلمانوں کی ذمہ داری بتایا ہے۔ ایک جگہ وہ فرماتے ہیں کہ "تواصوا" کے معنی بھی امر و نہی کے ہیں (۸) قرآن نے زمانے کی قسم کھا کر باور کرا دیا ہے کہ انسان خسارے میں ہے اور جو لوگ اپنے آپ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے بری الذمہ سمجھتے ہیں یا اسے صرف ایک خاص گروہ اور طبقہ میں سے کسی ایک یا چند لوگوں کی ذمہ داری قرار دیتے ہیں تو وہ سراسر خسارے میں ہیں۔ قرآن ہی نے ایک اور مقام پر عیسائیوں کے خلاف یہ فرد جرم عائد کی ہے کہ:

"کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون" (۹)

(ترجمہ) وہ ایک دوسرے کو برے کام سے منع نہیں کرتے تھے' پس ان کا یہ اقدام خود ایک برائی تھا۔

اسی نوع کے استشہادات کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو فقط طبقہ علماء کو محدود رکھنے یا کسی ایک گروہ پر اس کی ذمہ داری ڈالنے کی مذمت کی ہے اور ایسا کرنے کو مشرکانہ فعل بتایا ہے (۱۰)۔ الحبہ گویا متطوع سے خاص ہے اور عام بھی۔

فرض عین اور فرض کفایہ کا سوال

سورۃ آل عمران کی آیت ۱۰۴: ولتکن منکم امۃ ۔ ۔ ۔ الخ کی رو سے یہ سوال زیر بحث موضوع میں مزید وسعت پیدا کرتا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم فرض کفایہ ہے یا فرض عین؟ ابن جوزی کے خیال میں یہ فرض کفایہ ہے' فرض عین نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے 'تم میں سے ایک جماعت' کہا ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ تم سب بھلائی کا حکم دینے والے ہو۔ چنانچہ کچھ لوگ اگر اس فریضہ کو ادا کریں گے تو باقی پر سے یہ ساقط ہو جائے گا' لیکن کامیابی ان ہی کے لئے مخصوص ہو گی جو اس فریضہ کو ادا کریں گے (۱۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فقہاء اسلام کے ہاں یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر مسلمان پر اس کی استطاعت کے مطابق واجب ہے' جس میں طاقت ہے اور جو دیکھتا ہے۔ اولی الامر کے لئے یہ فرض عین ہے۔ ابن قیم فرماتے ہیں کہ معروف کی تبلیغ کا وجوب امر ہے' لہٰذا جس کی طاقت ہو اس پر واجب' عاجز پر یہ واجب نہیں۔

"فیجب علی القادر مالا یجب علی العاجز" (۱۲)

ابن قیم نے اپنے موقف کی تائید میں قرآن کی یہ آیت پیش کی ہے:

"فاتقوا اللہ ما استطعتم" (۱۳)۔

(ترجمہ) پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو۔

اور پھر فرمان نبوی: اذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم (۱۴) یعنی جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں تو اس کام کو اپنی حسب استطاعت پورا کرو' سے استدلال کرتے ہوئے واضح کر دیا ہے کہ الحسبہ کا باقاعدہ جواز اور بنیاد امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر ہے اور اس کا سبب یہی ہے۔ ابن جوزی نے فریضہ احتساب کو فرض کفایہ قرار دیتے ہوئے حضرت نعمان بن بشیر کی اس روایت سے استشہاد کیا ہے' جس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ کی حدود پر قائم رہنے والوں اور مداہنت کرنے والوں کی مثال ایسی ہے کہ کچھ لوگ جہاز پر سوار ہوئے۔ ان میں سے بعض کو نچلے حصے میں جگہ ملی اور بعض کو اوپر والے میں۔ جو نیچے تھے وہ پانی لینا چاہتے تو اوپر جاتے جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی اور وہ انہیں روکتے۔ اس پر نیچے والوں نے مشورہ کیا کہ ہم اپنے حصے میں جہاز کی ایک لکڑی پھاڑ دیں اور وہاں سے پانی لے لیا کریں۔ اب اگر اوپر والے ان کو یہ کام کرنے دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو سب نجات پا جائیں گے" (۱۵)

امام غزالیؒ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو واجب اور ایک حد تک فرض کفایہ بتایا ہے اور فرمان نبویؐ کہ امر بالمعروف کرتے رہو' ورنہ تم میں سے بدترین لوگ تم پر حکومت کرنے لگیں گے' کے علاوہ بعض صحابہ کرامؓ کے اقوال بھی درج کر دیئے ہیں۔ مثلاً

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ جس قوم کے لوگ گناہ میں مبتلا رہیں' وہ ایک نہ ایک روز قہر خداوندی کا شکار ہو جاتی ہے۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر کسی ایسے آدمی کے سامنے گناہ کرو جو تم سے ناراض ہو جائے تو وہ اس گناہ کی ذمہ داری سے بچ گیا اور بالفرض دیکھتا رہا تو وہ خود اس گناہ میں شریک رہا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بستی کو مقہور کیا' جہاں اٹھارہ ہزار افراد پیغمبروں کی سی عادات رکھتے تھے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بھی لوگوں کو منکرات سے منع نہیں کرتے تھے۔ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء میں افضل وہ ہے جو بادشاہ کو ہدایت کرنے میں قتل کر دیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت یوشع بن النون پر وحی نازل ہوئی کہ تمہاری بستی کے ایک لاکھ افراد جن میں ساٹھ ہزار نیک اور چالیس ہزار برے ہیں تباہ ہونگے۔ حضرت یوشع نے عرض کی کہ الٰہی نیکوں کے معذب ہونے کی وجہ کیا ہے؟ ندا آئی کہ وہ لوگوں کو گناہ کرتے دیکھ کر خاموش رہتے ہیں اور انہیں تنبیہہ نہیں کرتے (۱۶)

ابن جوزی نے الحسبہ کو فرض کفایہ گردانتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایک خطبہ سے اقتباس پیش کیا ہے' جس کے مطابق آپ نے حمد و ثنائے رب جلیل کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی :

"یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم الی اللہ مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم تعملون" (۱۷)

(ترجمہ) اے ایمان والو ! تم اپنی فکر کرو جب تم ہدایت پر ہو گے تو گمراہ کی گمراہی تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ تم سب نے اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں آگاہ کرے گا جو تم (اس دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ لوگ جب برائی دیکھیں اور اس کی روک تھام نہ کریں تو قریب ہے اللہ ان سب پر عذاب بھیج دے۔ حضورؐ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا : تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ اللہ تمہارے بروں کو تمہارے نیکوں پر مسلط کر دے گا۔ وہ نیکوکار دعا کریں گے مگر ان کی دعا قبول نہ ہوگی (۱۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خصوصی دعوت' عمومی دعوت

امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی الحسبہ کا فریضہ مختلف طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے۔ ایک طریقہ جزوی خصوصی دعوت کا ہے اور دوسرا عمومی کلی دعوت کا' جنہیں مفتی محمد عبدہ' نے الدعوۃ الجزئیہ الخاصہ اور الدعوۃ العامہ الکلیہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ ان کے نزدیک الدعوۃ الجزیہ الخاصہ کا مقصد کسی شخص کو کسی خاص وقت میں اچھے کام کی تلقین کرنا اور برے کام کی تنبیہہ کرنا ہے۔ قرآن نے انما المومنون اخوۃ (۱۹) کی رو سے تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی کہا ہے' اس لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ گویا ہر مسلمان کو متطوع بھی ہونا چاہئے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا دوسرا طریقہ الدعوۃ العامہ الکلیہ ہے اور اس کی ذمہ داری بقول مفتی محمد عبدہ' اسلام سے متعلق بنیادی علوم رکھنے اور عصر حاضر کے تقاضوں کو بخوبی سمجھنے والوں پر عائد ہوتی ہے۔ اس قسم کے لوگ تقاریر یا مضامین کے ذریعے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دے سکتے ہیں۔ نیز اس کے لئے ایک خصوصی تنظیم کی ضرورت ہے اور یہ کام اجتماعی کوششوں کی بدولت زیادہ خوش اسلوبی اور موثر طریقے سے انجام پا سکتا ہے (۲۰) یعنی امت کے چیدہ چیدہ لوگ یا ایک خاص گروہ الحسبہ کا فریضہ ادا کرنے کا مجاز ہے۔ اس میں محتسب شمار کئے جا سکتے ہیں۔

علم و عمل اور قدرت

بعض فقہاء الحسبہ کو علم و عمل اور قدرت رکھنے پر مشروط کرتے ہیں۔ امام غزالیؒ کا نظریہ ہے کہ محتسب کا اپنے علم میں کامل ہونا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت حسن بصری کا یہ قول دہرایا ہے کہ اول خود نیک عمل کرو' بعد میں لوگوں کو تلقین کرو۔ اس کے بعد اپنی رائے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ باب ادب میں داخل ہے' شرائط میں نہیں' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر ہم خود عامل نہ ہوں تو دوسروں کو نصیحت نہ کریں؟ آپ نے فرمایا کہ پھر بھی احتساب کرو (۲۱)

ابن تیمیہ کے نزدیکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ہر صاحب قدرت مسلمان پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واجب ہے۔ یہ گو فرض کفایہ ہے' تاہم صاحب قدرت کے لئے یہ فرض عین ہے' بشرطیکہ اس کے سوا کوئی دوسرا شخص یہ فریضہ ادا نہ کر رہا ہو۔

"وھذا واجب علی کل مسلم قادر وھو فرض علی الکفایۃ ویصیر فرض عین علی القادر الذی لم یقم بہ غیرہ" (۲۲)

یہاں قدرت سے مراد سیاسی اقتدار یعنی سربراہ ریاست اور اختیار سے مراد ولایت ہے' اسی لئے کہتے ہیں کہ ارباب اقتدار کو دوسرے لوگوں کی بہ نسبت امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر جو اختیارات ہوتے ہیں اور ان پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' دوسروں کا ان سے تعلق کم ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ذمہ داری و اختیارات کا مدار علم و عمل سے زیادہ قدرت و استطاعت پر ہے۔ اس اعتبار سے الحبہ کا فریضہ ہر مسلمان پر خواہ وہ محتسب ہو کہ متطوع' قدرت و استطاعت کے مطابق واجب ہے۔ اس ضمن میں بطور استشہاد' ابن تیمیہ نے قرآن کی یہ آیت پیش کی ہے:

"فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا و اطیعوا وانفقوا خیرا لانفسکم ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون" (۲۳)

(ترجمہ) سو جہاں تک ہو سکے خدا سے ڈرو اور اس کے احکام کو سنو اور اس کے فرمانبردار رہو اور اس کی راہ میں خرچ کرو' یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

عہد تیموری کے مصنف حسین واعظ کاشفی کی رائے میں ہر وہ سلطان جو شریعت کے قوانین رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے' زمین پر اللہ کا نائب اور اس کا سایہ (ظل الٰہی) ہے' لیکن سلطان کے فرائض اتنے ہمہ گیر ہیں کہ وہ ان کی تفصیلات پر نظر نہیں رکھ سکتا' لہٰذا احکام شریعت پر عملدرآمد کے لئے اسے مملکت میں محتسبوں کا تقرر کرنا چاہیئے (۲۴) نظام الملک نے لکھا ہے کہ:

"اوزان اور قیمتوں کی جانچ پڑتال' تجارتی لین دین کی نگرانی' اشیاء میں ملاوٹ' دھوکہ دہی کے انسداد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے ہر شہر میں محتسب کی تقرری ضروری ہے' لہٰذا سلطان اور اس کے عہدیدار اس کی تائید و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حمایت کریں کیونکہ اگر وہ اس سے ہاتھ اٹھالیں گے تو غریب اور نادار مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ بیوپاری خرید و فروخت میں من مانیاں کریں گے۔ منڈی کے آڑھتی مسلط ہو جائیں گے۔ رشوت عام ہو جائے گی اور شریعت کا وقار جاتا رہے گا" (۲۵)

ابن جوزی کہتے ہیں کہ :

"بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا دین کا مرکزی ستون ہے اور یہ وہ اہم مقصود ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ اگر اس کی بساط لپیٹ دی جائے تو دین کی قوت و شوکت باقی نہ رہے اور زمین میں فساد عظیم برپا ہو جائے" (۲۶)

اجازہ ۔ ایک ضرورت' ایک مسئلہ

اکثر فقہاء کے نزدیک محتسب کے پاس اپنے فرائض کی بجاآوری کے سلسلے میں سربراہ مملکت یا حکومت کا اجازت نامہ ہونا ضروری ہے اور یہ شرط شاید اس شخص کے لئے ہے' جو باتنخواہ الحسبہ کے فرائض سرانجام دے رہا ہو۔ امام غزالیؒ کے خیال میں اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اجازت نامہ کی ضرورت نہیں (۲۷) مگر ممکن ہے ان کا اشارہ محتسب کی بجائے متطوع کی طرف ہو۔ بنا بریں اگر محتسب کے لئے اجازت نامہ کی شرط ختم کر دی جائے تو اس سے حکومت و سلطنت میں انار کی پھیلنے کا اندیشہ بھی ہو سکتا ہے۔ ہر شخص کہ احتساب کرنے کا اہل ہو یا نہ ہو' محتسب بن جائے گا' جب کہ متطوع غیر سرکاری حیثیت میں یہ فرض انجام دیتا ہے تو وہ ایک طرح سے فرض کفایہ کی ادائیگی ہے۔

فریضہ احتساب کی ادائیگی کے لئے جو لوگ امام یا والی کی طرف سے اجازہ کی شرط عائد کرتے ہیں' وہ رعیت کے ہر آدمی کو محاسبہ کی اجازت نہیں دیتے' یعنی ان کے نزدیک متطوع نہیں' بلکہ محتسب ہی میدان احتساب میں سب کچھ ہے اور اسی کو الحسبہ کے اختیارات حاصل ہیں' لیکن ابن جوزی اس نظریہ کے قائل نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآنی آیات اور اکثر احادیث نبویؐ دلالت کرتی ہیں کہ جو برائی دیکھ کر خاموش رہے' وہ بھی گنہگار ہے' لہٰذا امام یا والی کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اجازت سے اسے خاص کرنا ضروری نہیں (۲۸)

اہل تشیع کے نزدیک جب تک امام معصوم نہ آ جائے اس وقت تک برائی سے روکنا اور بھلائی کا حکم دینا جائز نہیں ۔ ابن جوزی اس شرط پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"وہ (شیعہ حضرات) جب قاضی کے پاس اپنے حقوق کے مطالبے کے لئے آئیں تو ان سے کہا جائے کہ تمہاری مدد کرنا نیکی کا حکم ہے اور ظالم کے ہاتھ سے تمہارے حقوق دلوانا ان کو برائی سے روکنا ہے۔ ابھی چونکہ امام معصوم کا زمانہ نہیں آیا' لہٰذا تمہارے حقوق ابھی دلوائے نہیں جا سکتے" (۲۹)

بعض فقہاء کی رائے میں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے واقف ہو اور اس کا علم رکھے۔ مفتی محمد عبدہ فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف پر عمل نہ کرنے کا عذر کسی مسلمان کا جاہل ہونا ہو سکتا ہے' کیونکہ ایک مسلمان کا عالم ہونا واجب ہے:

"ان الجهل ليس بعذر للمسلم لانه يجب ان يكون عالما" (۳۰) ۔

مگر تفسیر جلالین میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری تمام مومنین کی بجائے ایک مخصوص گروہ یا ایک خاص طبقہ پر اس لئے ڈالی گئی ہے کہ سب لوگ ایسے نہیں ہوتے' جو اس سے کماحقہ آگاہ ہوں۔

امتیازات' بحیثیت منصب

محتسب اور متطوع' اور فرض عین اور فرض کفایہ کی اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انفرادی ہے اور اجتماعی بھی۔ الحبہ کی ذمہ داری اگر حکومت وقت کی طرف سے سرکاری طور پر محتسب پر عائد ہوتی ہے اور وہ اسے فرض عین سمجھ کر انجام دیتا ہے تو دوسری طرف متطوع رضاکارانہ طور پر اسے فرض کفایہ جان کر ادا کرتا ہے لیکن دونوں میں بحیثیت عہدہ امتیاز واضح ہے۔ ابوالحسن علی الماوردی محتسب اور متطوع میں نو اعتبار سے فرق بیان کرتے ہیں ۔ ان کے بقول:

۱۔ ان فرضه متعين على المحتسب بحكم الولاية وفرضه على غيره داخل

14578

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فی فرض الکفایۃ ۔

محتسب پر بحیثیت عہدہ حکومت کی طرف سے فرض ہے اور دوسروں پر فرض کفایہ۔

۲۔ ان قیام المحتسب بہ من حقوق تصرفہ الذی لایجوز ان یتشاغل عنہ بغیرہ وقیام المتطوع بہ من النوافل الذی یجوز التشاغل عنہ لغیرہ۔

محتسب پر یہ ایسا حق ہے جس سے تغافل جائز نہیں اور متطوع کیلئے از قبیل نوافل کہ اس کے لئے دیگر امور میں بھی مشغولیت روا ہے۔

۳۔ انہ منصوب بلاستعداء الیہ فیما یجب ولیس المتطوع منصوبا للاستعداء ۔

محتسب کو اسی لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس سے منکرات کی شکایت کی جائے اور متطوع اس کے لئے نہیں ہوتا۔

۴۔ ان علی المحتسب اجابۃ من استعدی بہ ولیس علی المتطوع اجابتہ۔

محتسب پر شکایت کنندہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے' متطوع پر ضروری نہیں۔

۵۔ ان علیہ ان یبحث عن المنکرات الظاہرۃ' لیصل الی انکارھا ویفحص عما ترک من المعروف الظاہر لیامر باقامتہ' ولیس علی غیرہ من المتطوعۃ بحث ولا فحص۔

محتسب کیلئے ضروری ہے کہ نیک و بد کاموں کی تفتیش و تحقیق کرتا رہے تاآنکہ برے کام ختم کر دے اور نیک کاموں پر پابند کرے اور متطوع کی یہ ذمہ داری نہیں۔

۶۔ ان لہ ان یتخذ علی الانکار اعوانا۔ لانہ عمل ھو لہ منصوب' والیہ مندوب' لیکون لہ اقھر' وعلیہ اقدر ولیس لمتطوع ان یندب لذلک اعوانا۔

محتسب منکرات کی روک تھام کے لئے پولیس طلب کر سکتا ہے اور متطوع نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر سکتا۔

۷۔ لہ ان یعذر علی المنکرات الظابرۃ ولایتجاوزھا الی الحدود ولیس للمتطوع ان یعذر علی منکر۔

محتسب منکرات پر حدود سے کم سزا دے سکتا ہے، متطوع نہیں دے سکتا۔

۸۔ ان لہ ان یرتزق من بیت المال علی حبہ ولایجوز لمتطوع ان یرتزق علی انکارد۔

محتسب کو بیت المال سے منصب احتساب کی تنخواہ دی جا سکتی ہے اور متطوع کو تنخواہ دینا جائز نہیں۔

۹۔ ان لہ اجتھاد رایۃ فیما تعلق بالعرف دون الشرع کالمقاعد فی الاسواق و اخراج الاجنحۃ، فیقر وینکر من ذلک ما ادا لا اجتھادد الیہ ولیس ھذا للمتطوع۔ (۳۱)

جن امور کا تعلق عرف سے ہے، شریعت سے نہیں، محتسب ان میں اجتہاد رائے سے کام کر سکتا ہے، مثلاً بازاروں میں بیٹھنے کی جگہیں اور چھجے بنانا کہ اگر مناسب ہو تو باقی رکھے ورنہ روک دے اور متطوع کو یہ اختیار نہیں ہے۔

فرائض و اختیارات کے ان امتیازات کے علاوہ محتسب اور متطوع میں ایک اور فرق بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے، جس کا تعلق صیغہ جات سے ہے۔ متطوع کے لئے کسی صیغہ یا دفتر کی ضرورت نہیں ہوتی، جب کہ محتسب باقاعدہ اپنا ایک محکمہ رکھتا ہے یا کسی محکمے کے ماتحت کام کرتا ہے۔

اداروں کا قیام اور رد و بدل

نفس لوامہ اور ضمیر کی بیداری اگرچہ بعض لوگوں کو نفس مطمئنہ کے درجہ پر فائز کر دیتی ہے تاہم معاشرہ میں ایسے سرکش باغی اور ضدی لوگ بھی ہوتے ہیں جو سزا و تعزیر کے خوف کے بغیر برائیوں سے اجتناب نہیں کرتے۔ کسی صاحب حیثیت کی طرف سے قوت یا اختیارات کا استعمال ہی ایسے شرپسندوں کو برائی کرنے اور برائی پھیلانے سے باز رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ ان ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے تنقیہ دماغ کے لئے اسلام نے الحسبہ یعنی ادارہ احتساب کی گنجائش رکھی اور اسے مسلمانوں کی تاریخ کے مختلف ادوار میں آزمایا جاتا رہا۔

اسلامی ریاست کو اپنے اندرونی استحکام' تعمیر و ترقی اور خاص خاص امور کی نشاندہی کے لئے بعض اداروں کی ضرورت ہمیشہ سے رہی۔ مثلاً رد مظالم کے لئے ولایۃ المظالم کا ادارہ بنا۔ اس کے سربراہ کو والی مظالم کہتے تھے۔ اسی طرح مال کی وصولی کے لئے خاص ادارہ ولایۃ المال کی تشکیل ہوئی اور اس کا نگران عموماً وزیر ہوتا تھا۔ بلدیہ کے امیر کو ناظر البلد کہا جاتا تھا اور اخراجات پر کنٹرول کرنے والے شعبہ کے لئے ایک زمانے میں ولایۃ استیفا کا ادارہ رہا۔ نکاح' طلاق' نفقات' زنا وغیرہ کے فیصلے حاکم یا قاضی کے سپرد ہوتے تھے' جو یہ امور ولایۃ القضاء کے تحت سرانجام دیتا تھا۔ اسلامی ریاست کے مختلف ادوار میں ان محکموں یا اداروں میں رد و بدل بھی ہوتا رہتا تھا۔ ابن قیم نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایسے تمام اداروں کے نگران اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مخاطب ہیں:

"ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل۔ (۳۷)

(ترجمہ) بے شک تمہیں اللہ حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اہل امانت کے حوالے کر دو' اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کو ملحوظ خاطر رکھو۔

تاریخ اسلام کے مطابق عملاً تمام اسلامی ممالک میں مدت مدید تک قانونی نظم و نسق کے دو طریقے مروج رہے۔ ایک طریقہ دینی اور دوسرا دنیوی۔ وہ امور جن کے متعلق بالعموم خیال کیا جاتا ہے کہ دین سے گہرا تعلق رکھتے ہیں' مثلاً ازدواجی تعلقات' وراثت سے متعلق مقدمات یا خیرات و میراث اور اوقاف کے بارے میں قانونی مسائل وغیرہ' قاضی کے پاس قانون شریعت کی رو سے فیصلہ کے لئے لائے جاتے رہے' باقی معاملات مشرق میں مقبول عام رائے کے علی الخصوص حکام کے انتظامی حلقہ اختیار میں آتے تھے۔ الحسبہ کا تعلق زیادہ تر اسی سے رہا' لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ دوسرے شعبوں سے یہ بالکل بے تعلق تھا۔ دراصل اسلامی ریاست کے اداروں کی تنظیم و ترتیب میں مناسب الفاظ' احوال اور رواج کے بموجب تغیر و تبدل (۳۸) کی گنجائش ہر زمانے میں رہی اور اسے مختلف اوقات میں روبہ عمل بھی لایا گیا۔ ازروئے شریعت چونکہ ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اداروں کی تاسیس و ترتیب اور ان کے قواعد و ضوابط واضح طور پر متعین نہیں ہیں' اس لئے ان اداروں کے تنظیمی امور اور ذمہ داریوں میں مناسب اوقات میں زمانے کے تقاضوں اور معاشرے کی ضرورتوں کے مطابق ردوبدل اور ترمیم و اضافہ ہوتا رہا چنانچہ:

"فقد یدخل فی ولایة القضاء فی بعض الازمنة والامکنة ما یدخل فی ولایة الحرب فی زمان ومکان آخر" (۳۴)

بعض اوقات اور بعض علاقوں میں ولایت قضا میں کچھ امور داخل تھے جو کسی دور کے چند علاقوں میں ولایت حرب (وزارت دفاع) میں شامل رہے۔

اپنے عہد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ابن قیم مزید فرماتے ہیں کہ شامی مصری اور ان کے گرد و نواح کے علاقوں میں ولایت حرب کا بالخصوص کام یہ ہے کہ حدود قائم کرے۔ مثلاً کسی مجرم کو قتل کرنا' اس کے ہاتھ پاوں کاٹنا اور مجرموں کو درے لگانا وغیرہ' حدود قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا کام ان دعووں کا فیصلہ کرنا بھی ہوتا ہے جن کا کوئی گواہ ہو نہ اقرار' جب کہ ولایت قضاء ان دونوں کا فیصلہ کرتی ہے جن میں کتاب یعنی تحریری دستاویز' گواہ اور اقرار ہو۔ نیز ان دعووں کا فیصلہ کرتی ہے' جن میں لوگوں کے حقوق ثابت ہوتے ہیں۔ یہ حقوق حق داروں کو لوٹائے جاتے ہیں' ولایت قضا' عقد نکاح اور حرام و حلال وغیرہ کے بارے میں بھی فیصلہ کرتی ہے اور ان اعمال کا بھی جن کا کوئی والی وارث نہیں ہوتا۔ اوقاف کی دیکھ بھال اور یتیموں کی سرپرستی کرنا بھی ولایت قضا کا کام ہے' دوسرے علاقوں میں جیسے غرب (مراکش) ہے' وہاں پر والی حرب کا قاضی کے ساتھ کسی بھی چیز کے بارے میں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ والی حرب صرف اس حکم کو نافذ کرتا ہے جس کا فیصلہ قاضی کرتا ہے (۳۵) ابن تیمیہ نے بھی صراحت کر دی ہے کہ بلاد مغرب میں محکمہ دفاع کا سربراہ کسی معاملہ میں منصف و حکم کا فریضہ سرانجام نہیں دیتا تھا بلکہ اس کا کام عدلیہ کے جج کے حکم کو نافذ کرنا ہوتا تھا۔

"وھذا اتبع السنة القدیمة ولھذا اسباب من المذاہب والعادات" (۳۶)

اور یہ قدیم روایت کے زیادہ مطابق ہے اور اس کے بے شمار اسباب کا تعلق مذاہب و عادات سے ہے۔

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب کا تعلق، مختلف اداروں سے

امام ابن تیمیہ کے نزدیک کسی بھی اسلامی ریاست کے تمام شعبوں کا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ اس معاملہ میں اعلیٰ عسکری شعبہ (ولایۃ الحرب الکبری) مثلاً وزیراعظم اور ادنیٰ عسکری شعبہ مثلاً پولیس اور عدلیہ، تمام چھوٹے بڑے شعبے یکساں ہیں۔ وزارت خزانہ جس کے تحت محکمہ حسابات مال ہے اور محکمہ احتساب بھی، اسی فرض کی ادائیگی پر مامور ہیں:

"وجمیع الولایات الاسلامیۃ انما مقصودھا الامر بالمعروف والنھی عن المنکر سواء فی ذلک ولایۃ الحرب الکبری مثل نیابۃ السلطنۃ والصغری مثل ولایۃ الشرطۃ وولایۃ الحکم، او ولایۃ المال وھی ولایۃ الدواوین المالیۃ وولایۃ الحسبۃ" (۳۷)

الحسبہ فی الاسلام میں صراحت کر دی گئی ہے کہ تمام اسلامی اداروں کا مقصد وحید انسانی زندگی پر دین کی فرمانروائی کا قیام اور اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق اسی غرض کے لئے پیدا کی ہے۔ تمام کتب سماوی کو اسی مقصد کے لئے نازل فرمایا اور سارے رسول اسی نصب العین کی تکمیل کی خاطر مبعوث کئے گئے۔ بعض مخصوص اداروں مثلاً ولایۃ الحرب، ولایۃ القضاء اور ولایۃ المال کے بعد ولایۃ الحسبہ کا ذکر کرتے ہوئے ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"وجمیع ھذہ الولایات ھی فی الاصل ولایۃ شرعیۃ ومناصب دینیۃ" (۳۸)
تمام شعبہ جات اصل میں وزارت شرعیہ اور مناصب دینیہ ہیں۔

ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں:

"عموم الولایات وخصوصھا وما یستفیدہ المتولی بالولایۃ یتلقی من الالفاظ والاحوال والعرف۔ لیس لذلک حد فی الشرع فقد یدخل فی ولایۃ القضاء فی بعض الامکنۃ والازمنۃ مایدخل فی ولایۃ الحرب فی مکان وزمان آخر وبالعکس وکذلک الحسبۃ" (۳۹)

کسی ریاست کے ارباب اختیار کے عمومی اور خصوصی حقوق و مراعات کا دار ومدار زبانی روایات، حالات اور عرف پر ہوتا ہے۔ شریعت میں اس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کوئی حد متعین نہیں۔ بعض امور کبھی ایک مقام اور زمانے میں ولایت الحرب (دفاع) کے تحت آتے رہے اور دوسرے مقام اور عہد میں وہی ولایت القضاء (عدلیہ) کے دائرہ اختیار میں شامل کر لئے گئے۔ یہی حال محکمہ احتساب کا ہے۔

الحسبہ کی حیثیت کبھی تو ایک جداگانہ محکمہ کی رہی اور کبھی یہ والی مظالم یا شرطہ کے ماتحت کام کرتا رہا۔ قضاء و احتساب کے صیغہ جات بھی باہم ایک دوسرے کے قریب بلکہ بہت قریب رہے' چنانچہ اس کی صراحت قاضی اور محتسب کے مباحث سے بخوبی ہو جاتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

قاضی اور محتسب

کسی ادارے کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اس کے لغوی' معنوی اور اصطلاحی مفہوم کو جاننے کے بعد اس کی حیثیت کا تعین بھی ضروری ہوتا ہے اور جہاں تک احتساب اور الحبہ کا تعلق ہے' اس کی حیثیت ایک طرف تو عدالتی یا نیم عدالتی ادارے کی رہی اور دوسری طرف ایک انتظامی ادارے کی۔ چنانچہ اسلام کے دستوری اور عدالتی نظام پر بحث کرنے والے متعدد مولفین جن میں ابن خلدون' ابن قیم' قاضی ابو یعلی اور الماوردی وغیرہ شامل ہیں' احتساب اور الحبہ پر ایک عدالتی یا نیم عدالتی ادارہ کی حیثیت سے اظہار خیال کرتے ہیں۔ الماوردی کے نزدیک:

"ادارہ احتساب دو باتوں میں محکمہ قضاء کے مساوی ہے اور دو میں کم' جب کہ دو میں اسے تفوق حاصل ہے" (۱)

قاضی ابو یعلی کی بھی یہی رائے ہے۔ لکھتے ہیں:

"فاما ما بینها وبین القضاء : فهی موافقة لاحکام القضاء من وجهین' ومقصرة عنه من وجهین وزائدة علیه من وجهین۔ (۲)

دو مختلف عہدوں کا تعلق

احتساب اور عدلیہ میں جس طرح باہم نسبت ہے' اسی طرح اپنے کام اور دائرہ اختیارات کے اعتبار سے محتسب اور قاضی بھی دو مختلف عہدے رکھنے کے باوجود معاملات احتساب میں ایک دوسرے کے بالکل قریب قریب دکھائی دیتے ہیں۔ عام طور پر قاضی کی تعریف اور اختیارات کے متعلق کہا جاتا ہے کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"وہ منصف (جج) جسے شریعت اسلامی کے نظریے کے مطابق ان تمام مقدمات کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے' جن پر دیوانی یا فوجداری قانون کا اطلاق ہوتا ہو۔ تاہم عملی طور پر تمام مشرقی اسلامی ممالک میں زمانہ قدیم سے قانونی نظم و نسق کے دو طریقے چلے آتے ہیں' جو کسی حد تک بجا طور پر دینی اور دنیوی کے نام سے ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ فقط وہ امور جن کا دین سے گہرا تعلق ہے' مثلاً ازدواجی تعلقات یا وراثت سے متعلق مقدمات یا خیرات و مبرات و اوقاف سے متعلق قانونی مسائل وغیرہ' قاضی کے پاس قانون شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے لئے لائے جاتے ہیں۔ باقی تمام معاملات مشرق میں مقبول عام رائے کے مطابق حکام کے انتظامی حلقہ اختیار میں آتے ہیں" (۳)

لیکن تاریخ شاہد ہے کہ عام سیاسی اور اجتماعی مسائل بھی قاضی کی دسترس سے باہر نہ تھے۔ الحسبہ کا تعلق اگر کبھی عدلیہ سے رہا تو قاضی کو اس کی ذمہ داریاں تفویض کی جاتی رہیں یا احتساب کا عمل اس کے دائرہ اختیارات میں تھا اور جب اسے عدلیہ سے الگ کر کے ایک انتظامی نوعیت کا ادارہ بنا دیا گیا تو عام اقتصادی' معاشرتی اور اجتماعی مسائل محتسب کو حاصل ہو گئے اور الحسبہ کی اپنی ایک منفرد اور خود مختار حیثیت ہو گئی۔ اس انفرادیت کے باوصف یہ ادارہ عدل و انصاف کا روح رواں رہا اور اکثر قاضی' محتسب کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا تعلق چونکہ احکام شریعت سے بھی ہے اور قاضی کی عام فہم تعریف میں یہ الفاظ کہے جاتے ہیں کہ:

"وہ شخص جو مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان احکام شرعیہ کے مطابق فیصلہ کرے" (۴)

اس اعتبار سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والا محتسب اپنے کردار کی روشنی میں قاضی کے قریب یا ایک لحاظ سے اس کا قائم مقام ہی ہوتا تھا۔

قضاء کا اجمالی تذکرہ

قاضی کا عہدہ اتنا ہی قدیمی ہے جتنا کہ محتسب کا۔ متعدد روایات سے ثابت ہے کہ عہدہ قضاء رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں موجود تھا' جیسا کہ کتب سیرۃ میں ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور قلقشندی نے بھی تصریح کی ہے کہ یمن کی قضاء پر حضرت علیؓ بن ابی طالب' معاذؓ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعریؓ فائز ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دور میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کو قاضی بنایا (۵) دور فاروقی میں جب اسلامی سلطنت میں مزید وسعت پیدا ہوئی تو مختلف شہروں میں قضاء کے تقرر کی زیادہ ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے مدینہ میں ابو درداءؓ بصرہ میں شریح اور کوفہ میں ابو موسیٰ اشعریؓ کو قاضی بنایا۔ بعض روایات کے مطابق یہ سب لوگ محتسب کا فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی انجام دیتے تھے۔

بنی امیہ کے دور میں نظم مملکت میں بعض باتیں عہد خلافت راشدہ کی بہ نسبت مختلف ہو گئیں۔ امیر معاویہؓ ملکی معاملات کے باعث قضاء سے کوئی خاص تعلق قائم نہ رکھ سکے اور عہدہ قضاء سے ان کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر رہی' تاہم ان کے زمانے میں فیصلے رجسٹروں پر چڑھائے جاتے اور شہادتیں قلمبند کر لی جاتی تھیں۔ عہد عباسیہ میں البتہ قضا کے صیغہ میں بعض دور رس تبدیلیاں عمل میں لائی گئیں۔ قاضی کے اختیارات میں اضافہ ہوا۔ وہ مقدمات فیصل کرتے۔ وقف' نفقہ' مہر اور طلاق کے معاملات طے کرتے۔ موصی لہ کو حصے دلاتے اور پولیس' ٹیکسال اور بیت المال کے علاوہ احتساب کے بھی ناظم اعلیٰ سمجھے جاتے۔

بنی عباس کے دور میں مذاہب اربعہ یعنی حنفی' شافعی' مالکی اور حنبلی قاضیوں کے تقرر کا رجحان غالب رہا۔ قاضی ان ہی مذاہب کے مطابق فیصلے کرنے کے پابند تھے۔ اس دور میں گویا قاضیوں کو وقتی سیاست کا پابند ہونا پڑا اور انہیں خلفاء کے رجحان کے مطابق فیصلے دینے پڑتے۔ اسی کے نتیجے میں قاضی کا منصب قبول کرنے میں فقہاء کو بڑی احتیاط اور غور و فکر کی ضرورت محسوس ہوتی' یہاں تک کہ ابتداء میں بلند پایہ فقہاء اور علماء قضاء کا عہدہ قبول کرنے سے گریز کرتے تھے' کیونکہ ان میں سے اکثریت کی رائے یہ تھی کہ قضاء جس کے سپرد کی گئی' وہ بغیر چھری کے ذبح ہو گیا۔

محتسب' زیر نگرانی قاضی القضاۃ

قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس (Chief justice) کے عہدہ کا قیام عہد عباسیہ ہی میں عمل میں آیا۔ بعض کے نزدیک اس عہدہ کو وزیر قانون (Law Minister) کے الفاظ سے تعبیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنا زیادہ بہتر ہے۔ قاضی القضاۃ اپنی طرف سے صوبوں میں قاضی اور محتسب مقرر کرتا تھا۔ قاضی اور محتسب کے اعمال کی رپورٹیں معلوم کرنا' ان پر غور کرنا اور ان کے تبادلے کرنا بھی اس کے اختیارات میں تھا۔

قاضی کی تقرری اور اختیارات

بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں قاضی کا تقرر خلیفہ وقت بھی کرتا تھا۔ بعض اوقات والی صوبہ کو لکھ دیا جاتا کہ فلاں شخص کو قاضی مقرر کر دیا جائے۔ کبھی کبھی تقرری کا اختیار عامل کو دے دیا جاتا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ:

> "یحیی بن سعید کو بنی امیہ کے زمانے میں حرہ کا قاضی بنایا گیا اور بنی عباس کے زمانے میں عراق کا۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں یوسف بن محمد ثقفی کو عہدہ قضاء سپرد کیا گیا' کیونکہ خلفاء کی طرف سے علاقوں کے والیوں کو اپنی طرف سے قاضیوں کے تقرر کا اختیار تھا۔ یہ حالت ابو جعفر المنصور کے خلیفہ ہونے تک رہی" (۶)

الماوردی نے تصریح کی ہے کہ قاضیوں کی تقرری اور ان کی علیحدگی سے متعلق عام اعلان ہوتا تھا (۷) پاک و ہند میں قاضی القضاۃ کا تقرر خود سلطان کرتا تھا اور یہاں کے ہر شہر اور قصبہ میں قاضی مقرر ہوتے تھے۔ نیز مملکت کے نظم و نسق کا سب سے پہلا اور اہم فرض یہی سمجھا جاتا تھا کہ قاضیوں کا تقرر کیا جائے (۸) تحقیق کے مطابق:

> "اختیارات کے لحاظ سے قاضیوں کی دو قسمیں تھیں۔ یعنی محدود اور غیر محدود اختیارات کے حامل۔ ہر قاضی کی تقرری کے فرمان میں ان اختیارات کی صراحت کر دی جاتی تھی۔ جو قاضی وسیع اختیارات کے ساتھ مقرر ہوتے' انہیں بعض اوقات انتظامی فرائض بھی سپرد کر دیئے جاتے" (۹)

ان میں بعض اختیارات میں ولی کا تقرر' موقوفہ جائیدادوں کا انتظام' قانون کی مقرر کردہ سزاوں کا نفاذ اور تعمیل' وصیت سے متعلق امور کی نگرانی' ماتحت قاضیوں اور عدلیہ کے دیگر عہدیداروں' شہود و امنا وغیرہ کی نگرانی اور نماز جمعہ کی امامت وغیرہ شامل تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قاضی بیت المقدس امام علاء الدین ابوالحسن علی بن خلیل الطرابلسی الحنفی کی تالیف معین الحکام کے حوالے سے عرنوس کا بیان ہے کہ :

" قاضی کا کام صرف احکام کا نفاذ ہے۔ وہ مملکت کے عام نظم و نسق میں دخل نہیں دیتا اور سیاست میں حصہ نہیں لیتا" (۱۰)

استاذ محمد بک حضری قاضی کے اختیارات پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے عہد میں قاضی صرف شہری تنازعات کا تصفیہ کرتے تھے۔ قصاص اور حدود کے اجراء کی ذمہ داری خود خلفاء کی تھی۔ قید اور جرمانے ایسی تادیبی سزائیں بھی خلیفہ یا اس کا عامل دینے کا مجاز تھا۔ اس کے بعد عرنوس نے لکھا ہے کہ:

"خلفاء کے عہد میں قاضیوں کا کام یہ تھا کہ تنازعات کا تصفیہ کریں۔ بعض اوقات اس کام کے علاوہ خلیفہ ایسے کام بھی قاضی کے سپرد کر دیتا تھا' جن کے متعلق اسے اطمینان ہوتا کہ دوسروں کے مقابلہ میں قاضی بہتر انجام دے سکے گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے قاضی ابو ادریس خولانی کو مظالم کی روک تھام اور مظلوموں کی دادرسی اور مجرموں کو سزا دینے کا کام سپرد کیا تھا۔ مامون الرشید نے قاضی یحیی بن اکثم اور معتصم نے قاضی احمد بن ابی داود کو یہ امور تفویض کئے تھے" (۱۱)

عدالتی اور انتظامی امور

قاضی کے بعض وظائف میں محتسب کے اختیارات' فرائض اور ذمہ داریوں کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ احتساب اور قضاء فی الحقیقت ایک دوسرے کے قریب' بلکہ قریب تر رہے ہیں۔ ایک دور میں قاضی' الحسبہ کے علاوہ کچھ ایسے فرائض بھی انجام دیتے تھے' جن کا تعلق عدل کے ساتھ ساتھ انتظامیہ سے تھا اور ان انتظامی امور میں بھی انہیں عدل و احتساب کی ذمہ داریاں نبھانا پڑتی تھیں۔ قضاء اور ولایت کبھی ایک ہی شخص کے سپرد رہی' جیسے چوتھی صدی ہجری میں احمد بن علی العنسانی یمن کے قاضی اور حاکم تھے اور چھٹی صدی ہجری میں دجیل کی ولایت اور قضاء دونوں قاضی ہبتہ اللہ کو تفویض تھیں۔ پانچویں صدی ہجری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں قاضی علی بن المحسن التنوخی دارالضرب کی خدمت انجام دیتے تھے اور چوتھی صدی ہجری میں اوقاف کا محکمہ بغداد کے قاضی القضاۃ ابوالعباس بن ابی الشوارب کے زیر نگرانی تھا۔ پانچویں صدی ہجری میں محمد بن عبیداللہ البصری قاضی بصرہ ہونے کے علاوہ اوقاف اور اموال الیتامی کے محافظ بھی تھے۔

فوج اور دفاع کی ذمہ داریاں بھی قاضیوں کے سپرد ہوتی رہیں۔ عسکری معاملات میں عرض الجیش (۱۲) الحرس (۱۳)، الدس (۱۴) اور المعس (۱۵) بالخصوص قاضی سے متعلق رہے۔ اس کی ایک مثال چوتھی صدی ہجری کے قاضی ابوالحسن اللذانی ہیں جنہیں وزیر اسماعیل بن عباد والصاحب نے یہ تمام امور سونپ رکھے تھے۔ دوسری صدی ہجری میں وہب بن وہب بن کثیر القری مدینہ کے قاضی تھے، لیکن قضاء کے علی الرغم حرب (۱۶) اور المخزنیات (۱۷) کے فرائض ادا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں صلوٰۃ کے نگران بھی تھے۔ چھٹی صدی ہجری میں یہی فرائض اور ذمہ داریاں دجیل کے قاضی ہبتہ اللہ کے سپرد تھیں اور ان میں سے بعض امور یقیناً ایسے ہیں، جن کا تعلق محتسب کے ادارہ سے رہا ہے۔

الحسبہ، براہ راست قضاء کے زیر انصرام

قاضی، قضاء کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی جامع مسجد میں نماز کی امامت اور خطابت بھی کرتے تھے۔ مثلاً تیسری صدی ہجری میں قرطبہ کے قاضی منذر بن سعید البلوطی کو الزہراء کی جامع مسجد کی صلوٰۃ اور خطابت سپرد تھی اور چوتھی صدی ہجری میں ابو غانم محمد بن القاضی ابی الفضل ہبتہ اللہ جہاں حلب اور اس کے نواح کے قاضی تھے، وہاں خطابت بھی فرماتے تھے۔ اسی صدی میں کہیں کہیں مظالم، اور عیار (۱۸) بھی قاضی کے سپرد رہے، جیسا کہ علی بن محمد التنوخی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اہواز کی قضاء کے علاوہ "مظالم" اور "عیار" کے بھی نگران تھے۔ لیکن ان مثالوں سے قطع نظر الحسبہ کا محکمہ بعض جگہوں پر بالصراحت قضاء کے زیر انصرام واہتمام نظر آتا ہے، جیسے:

> "چوتھی صدی ہجری (۳۱۶ھ) میں ابوالحسین الاشنانی المدینہ (بغداد) کے قاضی مقرر کئے گئے اور ساتھ ہی بغداد کا الحسبہ ان کے سپرد ہوا۔ پانچویں صدی ہجری میں ابو غانم محمد بن القاضی ابی الفضل ہبتہ اللہ حلب کے قاضی اور محتسب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ابو غانم کو قاضی علی بن الدامغانی نے المستظہر کے حکم پر بغداد کی قضاء اور الحسبہ پر مامور کیا تھا۔ قبل ازیں چوتھی صدی ہجری میں ابوالقاسم الجہنی القاضی بصرہ کی قضاء کے ساتھ ساتھ وہاں کے الحسبہ کے بھی نگران تھے" (۱۹)

محتسب کی ذمہ داریوں میں الماوردی اور ابو یعلی ایسے فقہاء نے حقوق اللہ کے تحفظ کو شامل کیا ہے اور یہ ذمہ داری کسی زمانے میں قاضی کو تفویض رہی۔ یاقوت حموی کا بیان ہے کہ:

"قاضی کا کام تھا کہ اگر کوئی شخص مصحف عثمانی سے اختلاف کرے یا کوئی ایسی بات کرے، جو صریحاً کتاب و سنت میں اضافہ یا ترمیم ہو تو دوسرے قراء و فقہاء کے ساتھ اس شخص سے وضاحت طلب کرے اور اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے میں اپنا مشورہ دے" (۲۰)

اسی طرح قاضی، محتسب کی طرح حقوق العباد کے تحفظ کی ذمہ داریوں کو نبھانے میں لیت و لعل سے کام نہیں لیتے تھے۔ اس ضمن میں انہیں اپنے اختیارات میں خود توسیع کر لینے کا اختیار تھا۔ اس عام افادیت کی خاطر خلیفہ اس پر معترض نہ ہوتے تھے۔

"عبدالعزیز بن مروان نے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن خدیج کو مصر کا قاضی بنایا تو انہوں نے یتامیٰ کے اموال کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی۔ پولیس کا محکمہ بھی ان کے ماتحت تھا۔ اسی طرح ہشام بن عبدالملک کے عہد میں قاضی مصر توبہ بن نمر نے اوقاف کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ۱۱۸ھ میں وہ قاضی بنے اور اعلان کیا کہ اوقاف کی آمدنی پر متولیوں اور ان کے خاندان کا نہیں، بلکہ غرباء اور مساکین کا حق ہے" (۲۱)

عدلیہ اور امور مذہبیہ

برصغیر پاک و ہند میں بھی دیوان قضاء اور الحسبہ کے درمیان قریبی تعلق کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ:

"دیوان قضاء میں دو قسم کے عہدیدار ہوتے تھے ایک مفتی اور دوسرے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

متفحص۔ اول الذکر فنی اور قانونی رائے دیتے تھے اور ثانی الذکر امور متعلقہ اور واقعات کی چھان بین کرتے تھے" (۲۲)

ان دو عہدیداروں کے علاوہ اور عملہ ہوتا تھا۔ یہ امیر اور متصرف کہلاتے تھے۔ دیوان قضاء کا مخصوص کام گو دیوانی مقدمات کی سماعت تھی' تاہم محکمہ سیاست اور دیوان مظالم سے بھی اس کا کچھ نہ کچھ تعلق رہتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ:

"قضا' قانون عام (Common Law) اور "سیاست و مظالم" انتظامی قانون (Administration Law) کی اساس تھے" (۲۳)

پاک و ہند میں دیوان قضاء اور مملکت کے عدلیہ کا صدر قاضی ممالک ہوتا تھا' جس کو قاضی القضاۃ بھی کہتے تھے (۲۴) سلاطین دہلی کے عہد میں صدر الصدور کا اہم عہدہ دیوان قضاء سے وابستہ کر دیا گیا تھا۔ قاضی القضاۃ کی خدمت چونکہ بہت اہم تھی اور بڑی ذمہ داریوں کی حامل تھی' اس لئے اس کے ساتھ بقول برنی ایک نائب قاضی ہوتا تھا' جو خود غیر معمولی قابلیت رکھتا تھا (۲۵) اشتیاق حسین قریشی کی تحقیق کے مطابق ابتداء میں تو قاضی القضاۃ ہی دہلی میں ابتدائی عدالت کا کام انجام دیتا تھا' بعد میں دارالسلطنت کے لئے ایک علیحدہ قاضی مقرر ہونے لگا۔ اس عہدہ پر شروع میں ابن بطوطہ کی تقرری ہوئی اور اس کی مدد کے لئے مزید دو قاضی تعینات کئے گئے (۲۶) یہ بھی صراحت ملتی ہے کہ محکمہ عدلیہ اور امور مذہبیہ کے تمام کام قاضی القضاۃ سے متعلق تھے۔ وہ اپنے ماتحت عدالتوں کے مرافعے کی سماعت کرتا تھا' اور مقامی قاضیوں کا تقرر بھی (۲۷)

تقرری کے پروانے اور محتسب کی ذمہ داریاں

برصغیر پاک و ہند میں قاضی کا تقرر شہنشاہ یا سلطان کے ایک فرمان کے ذریعے ہوتا تھا' اس فرمان میں اس کے اختیارات و فرائض مذکور ہوتے تھے' جیسا کہ پروانہ تقرری قاضی علی اکبر (۱۷۵۷ء) میں ہے:

"گماشتہائے وجاگیرداران وکروڑیان و جمہور سکنہ پرگنہ مہم سرکار حصار فیروزہ صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حسب الحکم متاع آفتاب شعاع گردون ارتفاع منصب قضائے پرگنہ مذکورہ موسواد متصلہ و قریات متعلقہ پس از انتقال محمد مکرم محمد اکبر ولد شیخ فتح علی مقرر و مفوض گشتہ کما ینبغی بولازم منصب مذکورہ قیام نمود در فیصل قضایا وخصومات و اجرائے حدود و تعزیرات و اقامہ جمعہ و جماعات و ترغیب مردم لطاعات ونکاح من لاولی لہ' وقسمت ترکات وحفظ اموال غیب و ایتام وتعین وصیا ونصب و قوام۔ بمطبق حکم فیض شیم عمل مے نمود مشار و الیہ را قاضی آنجا دانستہ تصدعی موی الیہ دار امور متعلق بخدمت مستقل دانند ودیگرے را سہیم وشریک او ندارد و صکوک وسجلات رابمہر او معتبر شمارند درین باب قدغن دانستہ حسب المسطور عمل نمایند بتاریخ دوم شہر ظفر المظفر ۴' جلوس والا" (۲۸)

اس نقل پروانہ پر اعتبار الدولہ قطب الملک غلام علی خان بہادر سیف جنگ صدر الصدور خانہ زاد عالمگیر بادشاہ ۱۱۷۱ھ' مہر ثبت ہے' یعنی یہ فرمان ۲ صفر ۱۱۷۱ھ مطابق ۱۶/ اکتوبر ۱۷۵۷ء عہد عالمگیر ثانی کا ہے اور اس میں صراحت موجود ہے کہ:

"قاضی پرگنہ کے فرائض میں ہر قسم کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کے علاوہ اقامت جمعہ' رعایا کو پرامن رہنے کی تلقین کرنا' لاوارث لڑکیوں کے نکاح کا انتظام کرنا' تقسیم میراث اور لاوارث یا یتیموں کے مال کا تحفظ بھی شامل ہے" (۲۹)

ان میں سے اقامت جمعہ اور لاوارث لڑکیوں کے نکاح ایسے امور کی ذمہ داری محتسب کے فرائض میں بھی شامل رہی ہے۔ قاضی گویا احتساب کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے۔

قاضی و محتسب کے فرائض میں مشابہت

پاک و ہند میں قاضی کے فرائض میں عدلیہ کے کام کے علاوہ یہ فریضہ شامل تھا کہ سلطان کے سامنے عہدے کی قبولیت کا حلف اٹھائے۔ سلطان کی تخت نشینی کے وقت موجود رہے اور سلطنت کے قواعد اور قوانین کی تشکیل کے وقت مشورہ دے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قاضی یا قاضی القضاۃ کو سفارتی مہم پر بھیجنے کی بعض مثالیں ۳۰) بھی ملتی ہیں۔ ایک دور میں تعلیمی ادارے بھی اس کے ماتحت رہے (۳۱) اور تعلیمی اداروں کے انتظام و انصرام اور ان کی صفائی کی دیکھ بھال کی ذمہ داری محتسب کے فرائض میں شامل نظر آتی ہے۔ اس لحاظ سے قاضی اور محتسب کے اختیارات ملتے جلتے تھے' جیسا کہ یاقوت حموی نے معجم الادباء میں بتایا ہے کہ ابتدائی صدیوں میں محتسب مدرسوں کے نظام اور وہاں کی صفائی کے انتظام کی بھی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔

ابتداء میں تو پاک و ہند میں قاضی کے وظائف' اختیارات اور ذمہ داریوں میں احتساب کا کچھ زیادہ عمل دخل نہیں تھا۔ اس کے زیادہ تر فرائض صرف فصل خصومات سے متعلق ہوتے تھے' لیکن رفتہ رفتہ اس کے اختیارات میں ایسی توسیع ہوتی گئی کہ محتسب کی بعض ذمہ داریاں اس میں شامل ہو کر رہ گئیں۔ چنانچہ:

> "یتیموں اور مجنونوں کی جائیداد کی نگرانی' وصایا کی سرانجام دہی' اوقاف کی نگرانی سب اس کے متعلق ہو گئے۔ یہاں تک کہ قاضی بیواوں کے عقد ثانی کا انتظام کرتا تھا۔ نیز سڑکوں اور لاوارث جائیدادوں کے نظم و نسق کی ذمہ داری اس کے سپرد ہو گئی۔ متنازعہ جائیدادوں کے متعلق یہ واضح قانون بنا دیا گیا کہ قاضی کے پاس امانتا رکھی جائیں" (۳۲)

قاضی القضاۃ اور صدر جہاں

پاک و ہند میں قاضی القضاۃ یا چیف جسٹس دراصل ۱۲۰۶ھ تا ۱۲۴۸ھ تک سلطنت کے محکمہ عدلیہ کا سربراہ رہا' لیکن اس کے بعد سلطان ناصر الدین نے ۱۲۴۸ھ میں صدر جہاں کا ایک الگ اعلیٰ عہدہ قائم کیا۔ ابتداء میں یہ خدمت منہاج السراج قاضی القضاۃ کے سپرد ہوئی۔ برنی کے بقول ناصر الدین نے "دیوان المظالم" کی تشکیل کی تو منہاج السراج ہی اس کے صدر بنائے گئے (۳۳) تب سے صدر جہاں کو محکمہ عدلیہ کا سربراہ سمجھا جانے لگا۔ اشتیاق حسین قریشی کی رائے میں:

> "صدر جہاں دیوان المظالم کے علاوہ مذہبی امور کی انجام دہی میں بھی پیش پیش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہتا' یعنی مذہبی امور اس کے زیر نگران ہوتے" (۳۴)

بشیر احمد کے خیال میں عدلیہ کی حد تک صدر جہاں کے فرائض وہی تھے' جو انگلستان کے لارڈ چانسلر کو حاصل ہوتے ہیں (۳۵) جبکہ بدایونی نے تصریح کی ہے کہ خاص صورتوں میں صدر جہاں عدالت شاہی میں مقدمات کی سماعت کرتا اور ابتدائی مقدموں کا کام بھی (۳۶) صدر جہاں کی سفارش سے قاضیوں کا تقرر ہوتا اور اس کے دفتر سے احکام تقرری جاری ہوتے تھے۔ (۳۷) قاضی منہاج السراج کو صدر جہاں بنایا گیا تو ان کی جگہ ضیاء الدین قاضی القضا ۃ ہوئے' جو احتساب سمیت محکمہ عدلیہ کے اکثر و بیشتر امور انجام دیتے تھے۔ بعد میں سلطان علاء الدین خلجی نے قاضی صدر الدین عارف کی ذات میں یہ دونوں عہدے یعنی صدر جہاں اور قاضی القضا ۃ ' جس میں محتسب کی ذمہ داریاں بھی کسی حد تک شامل تھیں' باہم مدغم کر دیئے' جیسا کہ فرشتہ کے الفاظ ہیں :

"قاضی صدر الدین عارف کہ قضائے ممالک و خطاب صدر جہاں داشت" (۳۸)

برنی کے بیان کے مطابق فیروز تغلق نے گو عارضی طور پر صدر جہاں اور قاضی القضا ۃ کے عہدوں کو الگ الگ رکھا (۳۹) تاہم معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان پر اکثر ایک ہی شخصیت متمکن ہوتی رہی۔

صدر جہاں کا عہدہ تاحیات ہوتا تھا۔ اس کے فرمان تقرری میں درج ذیل چار اہم فرائض شامل ہوتے تھے :

۱۔ قضاء یعنی فصل خصومات
۲۔ خطبات
۳۔ امامت
۴۔ تمام امور شرعیہ کا احتساب (۴۰)

یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ صدر جہاں عدلیہ اور تعلیمی امور کی نگرانی کرتا تھا۔ شرعی امور میں اسے مطلق العنانیت حاصل تھی (۴۱) ظاہر ہے کہ شرعی امور میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ شامل تھا۔ گویا وہ محتسب کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صدر جہاں کا مرکزی دفتر دارالسلطنت میں ہوتا تھا۔ صوبوں میں صدر صوبہ اور اضلاع میں صدر سرکار اس کی نمائندگی کرتے۔

بعض کتب کے مطابق "صدر جہاں" کے محکمہ کا دیوان سیاست سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ ایک عارضی عدالت تھی، جو صرف محمد تغلق نے قائم کی اور جسے اس کے جانشینوں نے ختم کر دیا۔ صدر جہاں کے اختیارات اور فرائض چونکہ وسیع تھے اور وہ ہر وقت عدالت میں حاضر نہیں رہ سکتا تھا، اس لئے قاضی القضاۃ اور اس کے مددگار قاضی ان تمام مرافعوں کی سماعت کرتے، جو دیوان المظالم یا دیوان سیاست میں صوبائی قاضیوں یا گورنروں کے خلاف آتے تھے۔

مفتی اور محتسب، قاضی القضاۃ کے مددگار

سلاطین دہلی کے دور میں قاضی القضاۃ کے مددگار عہدیداروں میں پنڈت، مفتی اور دادبک کے علاوہ محتسب کے نام بھی ملتے ہیں۔ ہندوؤں کے دیوانی معاملات میں مفتیوں کی طرح پنڈت مقرر کئے جاتے تھے جبکہ مسلمانوں کے مفتی مشہور فقیہ ہوتے تھے اور وہ قاضی کو قانونی مشورہ دیتے تھے۔ مفتی اور قاضی میں اختلاف ہونے پر سلطان سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ پاک و ہند کے مفتی کے عہدہ سے قطع نظر امام سرخسی کا کہنا ہے کہ:

"ابتداء میں قاضی کو مفتی کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا" (۴۲)

اور پاک و ہند میں بھی ایک عرصہ تک عہدہ احتساب مفتی کے پاس رہا۔ جہاں تک عہدہ دادبک کا تعلق ہے، یہ صوبوں میں متعین ہوتے۔ انہیں دراصل قاضیوں کے انتظامی مددگار سمجھا جاتا تھا:

> "دادبک کا فرض یہ تھا کہ ہر وہ شخص جس کے نام عدالت سے حاضری کا حکمنامہ دیا جائے، برابر عدالت میں حاضر رکھا جائے۔ نیز عرضیوں کو ترتیب کے ساتھ رکھے" (۴۳)

قاضی کے مددگار عہدیدار کی حیثیت سے محتسب، عام اخلاق کے نگران تھے اور کمزوروں کو ظالموں سے بچانے کی کوشش کرتے (۴۴) خدا بخش نے تصریح کی ہے کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"یہ دراصل بغداد کے محکمہ الحسبہ کے تتبع میں کیا گیا تھا جو قانون ملک اور عام احکام کی پابندی کرواتا تھا" (۴۵)

دیگر مولفین و محققین کا بھی کہنا ہے کہ بغداد کے الحسبہ کے تتبع میں دہلی میں محکمہ احتساب قائم ہوا اور اس کے لئے محتسب کا فرض تھا کہ وہ:

۱۔ مسجدوں کا باقاعدگی سے دورہ کرتا رہے کہ نماز برابر ہوتی ہے یا نہیں؟
۲۔ شاہراہ عام یا عام مقامات پر کسی شخص کو نشہ کی حالت میں نہ آنے دے۔
۳۔ منشیات یا آلات موسیقی عام طور پر فروخت نہ ہونے دے۔
۴۔ قرض داروں کو مجبور کرتا رہے کہ قرض خواہوں کے قرض ادا کریں۔ وہ اگر انکار کریں تو معاملہ قاضی کے پاس لے جائے (۴۶)

برصغیر کے نامور مفتی و محتسب

یاقوت حموی کے ہاں جس طرح قضاۃ کے تحت چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں الحسبہ کا فریضہ انجام دینے والے قاضیوں کا ذکر ملتا ہے' اسی طرح پاک و ہند میں بھی ساتویں صدی ہجری اور اس کے بعد ایسی شخصیات کا وجود ثابت ہے' جو بیک وقت قاضی مفتی اور محتسب کے فرائض کی بجا آوری میں پیش پیش رہیں۔ اس ضمن میں قاضی قوام الدین (۴۷) کے فرزند اصغر قاضی عماد الدین کا نام نمایاں ملتا ہے' جنہیں ۶۸۶ھ مطابق ۱۲۸۷ء میں سلطان معزالدین کیقباد نے مہم (۴۸) کا قاضی' مفتی اور محتسب مقرر کیا (۴۹) جب کہ عماد الدین کے چچا مولانا کبیرالدین اسی زمانے میں اسی قصبہ کے خطیب' مفتی اور میرعدل بنائے گئے۔ ان دونوں بزرگوں کی مساعی سے یہ قصبہ جلد ہی بارونق ہو گیا اور اپنے نام پر پرگنہ کا صدر مقام قرار پایا۔ قاضی عمادالدین کی اولاد سے متعدد ذی علم حضرات قضاء' افتاء' اور الحسبہ کی ذمہ داریوں پر تعینات رہے۔ قاضی عماد الدین کے فرزند قاضی ہدایت اللہ نے یہ تینوں ذمہ داریاں نبھائیں۔ ہدایت اللہ کے فرزند اکبر قاضی محمد کو خانوادہ قاضیاں کا مورث اعلیٰ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا' جبکہ قاضی محمد کے چھوٹے بھائی مفتی قادن ہوئے' جو بیک وقت مفتی و محتسب کے منصب پر فائز تھے۔ قضاء کا سلسلہ قاضی محمد اور ان کے فرزند شیخ حامد سے ہوتا ہوا قاضی مبارز الدین' قاضی محمد اسحاق' قاضی عبدالرحیم' قاضی احمد'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قاضی اشرف' قاضی محمد سعید' قاضی عبدالاول' قاضی محامد' قاضی عبدالرشید' قاضی محمد مکرم' قاضی علی اکبر' قاضی محمدی اور قاضی غلام حسن تک پہنچا۔ پروفیسر منظور الحق صدیقی کی تحقیق کے مطابق:

"محتسب امن اور اخلاق عامہ کا نگران ہوتا تھا۔ پرگنہ مہم کا یہ منصب ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کی ابتداء تک قاضی عماد الدین کے خاندان کے پاس رہا۔ مفتی کے فرائض میں پہلے احتساب شامل تھا۔ ساتویں مفتی شیخ محمد تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ کثرت کار کی وجہ سے ۹۸۱ھ میں مفتی کے فرائض سے احتساب نکال دیا گیا اور شیخ عبداللہ بن مفتی محمد اپنے والد کی حیات میں محتسب مقرر ہوئے" (۵۰)

مفتی قادن سے لے کر مفتی محمد تک کے ناموں میں مفتی فضل اللہ' مفتی محمد حاکم' مفتی عبدالمجید کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ یہ تمام حضرات افتاء کے ساتھ ساتھ الحسبہ کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتے تھے۔ چھٹے مفتی و محتسب عبدالمجید تو قاضی بھی تھے۔ مفتی قادن کے متعلق فقط اتنا معلوم ہے کہ قاضی ہدایت اللہ بن عماد الدین کے فرزند اصغر تھے اور افتاء و احتساب کی خدمات ان کے سپرد ہوئیں۔ اسی دور میں شاہ ولی اللہ دہلوی کے اجداد میں سے ایک بزرگ شیخ قادن قصبہ رھتک کے قاضی تھے' لیکن ان کا اول الذکر سے کوئی تعلق نہ تھا۔ محتسب و مفتی قادن کے فرزند مفتی فضل اللہ تھے' جنہوں نے ماہرو کے نام سے شہرت پائی۔ بعض تحریروں میں ان کے نام کے ساتھ "دبیر ہمایوں" لکھا گیا ہے۔ معرف الانساب کے مولف نے انہیں "مشیر ہمایوں" کے نام سے یاد کیا ہے۔ ہمایوں پہلی مرتبہ ۱۵۳۰ء۔ ۱۵۴۰ء اور دوسری مرتبہ ۱۵۵۵ء میں ۶ ماہ تک بادشاہ رہا۔ ماہرو اسی دور میں محتسب اور مفتی تھے۔ ان کے فرزند کا نام محمد حاکم تھا اور حاکم کے بیٹے کا نام عبدالمجید۔ اول الذکر کو افتاء و احتساب کی ذمہ داریاں تفویض تھیں اور ثانی الذکر کے مناصب میں قضاء بھی شامل تھی۔

مفتی عبدالمجید کا انتقال ۲۳ محرم ۹۷۰ھ' مطابق ۲۲/ ستمبر ۱۵۶۲ء کو ہوا۔ ان کے فرزند مفتی محمد تھے' جو عرف عام میں میاں منگن اور پھر مفتی منگن مشہور ہوئے۔ مذکورہ فرمان ہی کے مطابق تقوی شعار صلاح آثار مفتی محمد و جماعہ کو ایک ہزار بیگھہ (۶۲۵ ایکڑ) اراضی بطور جاگیر ملی۔ انہوں نے عہد اکبری میں ۹۸۱ھ اور ۹۸۲ھ کے درمیان انتقال کیا۔ ان کے فرزند مفتی نظام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الدین سے منصب افتاء اور دوسرے فرزند شیخ عبداللہ کی اولاد سے منصب محتسب چلا۔ اس طرح منصب قضاء سے پہلے افتاء و احتساب الگ ہوئے اور پھر احتساب افتاء سے۔ شیخ عبداللہ سلسلہ محتسبان ہند کے مورث اعلیٰ تھے۔ وہ اس منصب پر اپنے والد کے حین حیات یعنی ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۴ء میں فائز ہوئے اور یہ منصب بلا انقطاع آپ کی اولاد کے پاس نسل در نسل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ابتدائی دور حکومت تک رہا۔ آپ کی مہر کے الفاظ تھے:

"عبداللہ بن محمد عبدالمجید حاکم کہ محتسب در شرع و محقق در دین خاتم شد" (۵۱)

ماثر الاجداد کے مطابق یہ مہر ۴ صفر ۹۹۹ھ لغایت ۲۶ ذی قعدہ ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۵/ نومبر ۱۶۱۷ء عہد جہانگیری تک محفوظ رہی اور فرمان اکبری مجریہ ۱۷/ ربیع الثانی ۹۸۲ھ کی رو سے آپ کو اور آپ کے لواحقین کو ۶۸۸ بیگھے یعنی ۴ سو تیس ایکڑ اراضی بطور مدد معاش ملی تھی۔

شیخ عبداللہ کے فرزند شاہ اوحد مولوی بدرالدین چشتی القادری عہد اکبری میں پرگنہ مہم کے محتسب تھے۔ ان کی ولادت بمقام مہم ضلع روھتک ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء اور وفات ۲۶ شوال ۱۲۰۵ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۷۹۱ء لکھنؤ میں ہوئی۔ ہریانہ کے حاکم دلیل خان بلوچ الملقب بہ نواب فوجدار خان نے گوڑ گاوں سے ۱۳ میل دور فرخ نگر آباد کیا اور یہاں ایک مدرسہ بھی بنایا جس کی نظامت شاہ بدرالدین کے سپرد کی گئی۔ یہیں شاہ بدرالدین کی ملاقات فتح محمد گمتھلی (۵۲) سے ہوئی۔ فتح محمد گمتھلی اس زمانے کے مشہور چشتی صابری بزرگ تھے۔ شیخ عبداللہ محتسب نے ان سے فرقہ چشتیہ صابریہ پایا اور وہ جن دیگر بزرگوں سے مستفیض ہوئے' ان میں حضرت محمد حیات گنگوہی بن شیخ محمد بن شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ بن شیخ نور اللہ بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور شاہ عبداللہ جنیدی' شاہ کریم اللہ قادری' شاہ نور اللہ گجراتی' شاہ محمد فاخراللہ آبادی (م ۱۱۶۴ھ/ ۱۷۵۱ء) اور شیخ محمد یحیی المعروف بہ شاہ خوب اللہ الہ آبادی (م ۱۱۴۴ھ/ ۱۷۳۱ء) والد گرامی شاہ محمد فاخر الہ آبادی قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر محمد حیات گنگوہی سے آپ نے خطاب چشتی القادری اور خرقہ خلافت بھی پایا۔ شیخ عبداللہ کی دینی خدمات اور زہد و اتقاء سے متاثر ہو کر بادشاہ دہلی نے انہیں ۳ سو سات بیگھے یعنی ۱۹۱ ایکڑ اراضی موضع کوتانہ ضلع میرٹھ اور موضع پاڑھ نواح رہتک میں دی۔ رہتک میں مرہٹہ گردی سے دل برداشتہ ہو کر شیخ عبداللہ عازم اودھ ہوئے اور ۲۶ شوال ۱۲۰۵ھ/ ۱۷۸۱ء کو لکھنؤ میں انتقال کر گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب بحیثیت نرخ نویس

شیخ عبداللہ محتسب کے فرزند اکبر شیخ محمد فاضل تھے۔ انہوں نے نرخ نویس کے لقب سے شہرت پائی۔ نرخ نویس بازار کے اتار چڑھاو کے اعداد و شمار براہ راست مرکزی حکومت کو بھیجتا تھا۔ ناپ تول اور پیمانوں کی پڑتال اس کے فرائض میں شامل تھی۔ چنانچہ ان کی مہر "بندہ فاضل ابن عبداللہ نرخی و محتسب است زامر اللہ۔ ۱۰۴۸ تا ۲۷ شوال ۱۰۸۰ھ عہد اورنگزیب عالمگیر تک کی سات نظائر پر موجود ہیں۔ گویا آپ ۳۲ سال محتسب و نرخی کے عہدہ پر فائز رہے۔

شیخ محمد فاضل سے پہلے بھی اس خاندان سے نرخ نویس ہوئے' جن میں سلسلہ قضاء کے شیخ عبدالصمد اور محمد محمود ثانی ابن منتخبتہ المشائخ العظام شیخ محمد جیو خطیب قابل ذکر ہیں۔ صاحب ماثر الاجداد کا بیان ہے کہ :

> "شیخ عبدالصمد بن قاضی عبدالرحیم بن قاضی محمد اسحاق کو معیار الانساب یا معرف الانساب میں قاضی نہیں لکھا گیااور کنز الاثار میں بھی ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی جس سے آپ کا قاضی ہونا ثابت ہو البتہ آپ کا نرخ نویس ہونا ثابت ہے۔ نرخ نویس اشیاء کے بھاو کا ریکارڈ رکھتا تھا اور ناپ تول کی جانچ پڑتال بھی اس کے سپرد تھی۔ نیز وہ آجکل کے پرائس کنٹرول انسپکٹر کے سے فرائض انجام دیتا تھا" (۵۳)

شیخ محمد فاضل کے فرزند شیخ محمد رستم کی مہر کے الفاظ "بندہ رستم ابن شیخ محمد فاضل نرخی و محتسب زا مراللہ" کے الفاظ بتاتے ہیں کہ وہ محتسب و نرخ نویس تھے۔ ۲۴ رجب ۱۰۹۷ھ لغایت ربیع الاول ۱۱۰۰ھ تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ ان کے فرزند شیخ نصیرالدین محمد شاہ کے عہد میں محتسب رہے اور ان کی مہر تھی "نصیرالدین ابن شیخ رستم محتسب احد" شیخ شرف الدین بن نصیرالدین ۱۱۶۸ھ لغایت رجب ۱۱۷۹ھ کے پاس عہدہ احتساب رہا اور وہ "نرخی جی" کے لقب سے مشہور تھے۔ انہوں نے محلّہ میں ایک مسجد تعمیر کرائی جو مسجد نرخی جی کے نام سے مشہور ہوئی۔ ان کے فرزند کی مہر تھی "عظیم الدین محتسب بن شیخ شرف الدین" یہ ۵ محرم ۱۱۸۱ھ تا ۲۷ شوال ۱۲۴۹ھ تک محتسب رہے (۵۴) اور غالباً پرگنہ مہم کے آخری محتسب تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قاضی کے لئے جاگیریں

قاضی کی طرح مفتی بھی مسلم عہد حکومت میں ایک سرکاری منصب تھا۔ قاضی مقدمات کے قانونی اور شرعی پہلوؤں پر مفتی سے رجوع کرتا اور مفتی اور اس کے لواحقین کو قاضی کی طرح مدد معاش کے طور پر معقول جاگیر ملتی' جو سرکاری واجبات سے مبرا ہوتی۔ الیٹ (Elliot) کے بقول:

"محمد تغلق کے زمانے میں قاضی القضاۃ کو ساٹھ ہزار تنکہ سالانہ مشاہرہ ملتا تھا" (۵۵)

اور بقول بعض دو ہزار تنکہ (۵۶) اسی طرح فرمان اکبری مجریہ ۲۸ ربیع الاول ۹۸۱ھ کی رو سے "فضیلت مآب تقوی شعار قاضی اشرف و جماعۃ کو ۳۹۵ بیگھے (تقریباً/۲۴۶ایکڑ) اراضی عطا ہوئی (۵۷) یہ جاگیر پرگنہ مہم سے قاضی اور اس کے لواحقین کو مدد معاش کے طور پر ملی۔ جاگیر کے علاوہ قاضی کو عیدین کے موقعوں پر شاہی خلعت عطا ہوتی۔ محاصل سے بھی قاضی کو کچھ نہ کچھ یومیہ ملتا رہتا۔ جیسا کہ محضرنامہ قاضی غلام حسن (اندازاً ۱۲۲۷ھ) میں ہے:

"از وقت آبادی شہر مہم بنام آباد اجداد بندہ درگاہ قاضی غلام حسن قاضی پرگنہ مہم سرکار حصار آنچہ مشروط سالیانہ یک صد روپیہ سالیانہ و چہار آنہ یومیہ و خلعت عیدین از سرکار مقرر بود و تاحال نسلا بعد نسل یافتہ آمد" (۵۸)

اسی طرح شہنشاہ اکبر کا فرمان مجریہ ذی قعدہ ۹۸۲ھ گواہ ہے کہ مفتی محمد کو جو محتسب کے فرائض بھی ادا کرتے تھے' ۶۲۵ ایکڑ اراضی ملی۔

عدلیہ اور الحسبہ۔ امتیازات کا حاصل

خدا بخش کا بیان ہے کہ قاضی اور محتسب میں بڑا فرق یہ تھا کہ قاضی کے پاس جب تک معاملہ مقدمہ کی شکل میں نہ آتا' وہ دخل نہیں دیتا تھا اور محتسب لوگوں کے معاملات میں از خود دخیل ہونے کا مجاز تھا (۵۹)

اس اعتبار سے محتسب عاملہ کا عہدہ دار تھا اور قاضی صیغہ عدالت کا۔ شاید ان ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفصیلات کو مدنظر رکھتے ہوئے الماوردی اور ابو یعلی دونوں الحسبہ کو دو باتوں میں صیغہ قضاء کے مساوی' دو میں کم اور دو میں اسے فوقیت دیتے ہیں اور دیگر مولفین جن میں ابن قیم' ابن خلدون وغیرہ شامل ہیں' اس پر ایک عدالتی یا نیم عدالتی ادارہ کی حیثیت سے بحث کرتے ہیں۔

عدالت اور محتسب کے ادارہ میں اس لحاظ سے کوئی خاص امتیاز نہیں کہ کوئی بھی مظلوم شخص ظلم کے خلاف فریاد اور انصاف کے لئے ان سے رجوع کر سکتا ہے۔ لیکن ان میں ایک بنیادی فرق دعویٰ کی نوعیت کا ہے۔ عام عدالت کے برعکس محتسب کی عدالت میں حقوق الناس سے متعلق صرف تین قسم کے دعوے محتسب کے ہاں پیش کئے جا سکتے ہیں:

اولاً= ناپ تول میں کمی
ثانیاً= بیع یا ثمن میں دخل اور کھوٹ یعنی دھوکہ' ملاوٹ یا غش و تدلیس (ہیر پھیر)
ثالثاً= قرض یا واجب الادا رقم کی ادائیگی پر باوجود قدرت کے نہ دینا اور ٹال مٹول سے کام لینا۔ (۶۰)

ان تینوں کا تعلق منکرات ظاہرہ سے ہے' اس لئے بقول الماوردی' محتسب ان مقدمات کو سننے اور فیصل کرنے کا مجاز ہے۔ دوسرے احکام اور انفصال مقدمات کا مجاز نہیں۔ اس ضمن میں محتسب پولیس کی مدد بھی حاصل کر سکتا ہے (۶۱) لیکن اہم سوال یہ ہے کہ محتسب کے دائرہ کار کو ان تین نوعیت کے مقدمات میں محدود کرنے کی وجہ یا وجوہ کیا ہیں؟ ڈاکٹر محمود احمد غازی اس بارے میں رقمطراز ہیں:

> "ان کا تعلق واضح طور پر منکر سے ہے اور جس شخص کے خلاف بھی اس طرح کا کوئی دعویٰ کیا جائیگا اور اس دعویٰ میں جان ہو گی تو اول وھلہ (Primafacie) میں یہی سمجھا جائیگا کہ مدعا علیہ منکر کا ارتکاب کر رہا ہے۔ ادارہ احتساب کا بنیادی کام چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے' اس لئے اس کا دائرہ اختیار سماعت ان مقدمات تک محدود ہے' جو واضح طور پر اس کام کے ضمن میں آتے ہیں" (۶۲)

دوسرا اہم پہلو جو محتسب کے کردار کو قاضی کے برابر ظاہر کرتا ہے' وہ مدعا علیہ کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حاضری یا طلبی سے متعلق ہے۔ یعنی کوئی عدالت جس طرح مدعا علیہ کو طلب کر سکتی ہے' اسی طرح محتسب بھی اپنے دائرہ اختیارات میں سنے جانے والے مقدمات کے سلسلے میں مدعا علیہ کو طلب کر سکتا ہے۔ اسی لئے صاحب الاحکام السلطانیہ کے نزدیک محتسب پولیس کی مدد حاصل کر سکتا ہے۔ فقہاء کرام یہ بھی کہتے ہیں کہ :

"محتسب مدعا علیہ کو حق واجب شدہ سے عہدہ برا ہونے پر مجبور کر سکتا ہے مگر صرف ان حقوق میں جن کے دعاوی کی سماعت کا اسے حق حاصل ہو۔ اعتراف و اقرار کے بعد اگر ممکن و سہل ہو تو مقر کو چاہیئے کہ حق فوراً صاحب حق کے حوالے کر دے' کیونکہ تاخیر حق منکر ہے اور محتسب اس کے ازالہ پر مامور" (۶۳)

الحبہ' جن دو باتوں میں صیغہ عدالت سے کم ہے' ان میں ایک تو عام دیوانی مقدمات اور عائلی معاملات وغیرہ سے متعلق ہے اور دوسری کا تعلق مدعا علیہ' مطلوبہ شخص یا منکرات کے مرتکب کی غلطی' یا جرم کے اعتراف و انکار سے ہے۔ اول الذکر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ محتسب کو عام دعووں کی سماعت کا حق نہیں۔ منکرات ظاہری کے علاوہ عقود' معاملات' اور حقوق و مطالبات کے تمام دعوے اس کے ہاں کئے جا سکتے ہیں نہ ہی وہ اس قسم کے دعووں میں احکام کے نفاذ کا مجاز ہے:

"قصورها عن سماع عموم الدعاوی الخارجة عن ظواهر المنكرات: من الدعاوی فی العقود و المعاملات وسائر الحقوق و المطالبات۔ فلايجوز ان ينتدب لسماع الدعاوی لها' ولا ان يتعرض للحكم فيها" (۶۴)

اس کے بعد قاضی ابو یعلی نے لکھا ہے کہ قلیل و کثیر حتی کہ ایک درہم کے متعلق بھی محتسب کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا' البتہ فرائض احتساب میں یہ مزید اختیارات بصراحت شامل کر دیئے جائیں تو وہ قضاء اور عہدہ احتساب دونوں کا حامل ہوگا' مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ محتسب کا تعلق اہل اجتہاد سے ہو' بصورت دیگر وہ صرف احتساب پر مامور سمجھا جائے گا (۶۵)

محتسب کی کارروائی کا اطلاق بالعموم ان امور پر ہوتا ہے' جن کا مجرم اعتراف کرے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس امر یا جن امور میں طرفین یا کوئی ایک فریق انکاری ہو' الحسبہ کی دسترس میں فقہاء کے خیال میں شامل نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ سماع بینہ اور حلف دینے پر موقوف ہے۔ محتسب تو فقط ان معاملات پر غور کر سکتا ہے جو اس کے سامنے وقوع پذیر ہوئے ہوں یا جن میں مدعا علیہ' مطلوبہ شخص یا مرتکب منکر اپنی غلطی کو تسلیم کر لے یا جرم کا اعتراف و اقرار۔ اور اگر وہ صحت الزام سے انکار کر دے تو پھر محتسب کو یہ حق حاصل نہیں رہتا کہ اس پر باقاعدہ مقدمہ چلائے۔ اس صورت میں محتسب کو اسے قاضی کی عدالت میں پیش کرنا ہوگا کیونکہ ملزم کے انکاری ہونے پر مقدمے کی سماعت' ثبوت اور گواہوں کی طلبی کا اختیار صرف قاضی کو ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ پہلو قاضی کی محتسب پر برتری کو ثابت کرتا ہے اور الحسبہ کی ادارہ قضاء کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ ڈاکٹر غازی کی تحقیق کے مطابق :

> "محتسب اور قاضی میں ایک اور فرق یہ بھی تھا کہ قاضی صرف ان معاملات کو سن سکتا تھا' جن میں کسی خاص شخص یا اشخاص کے حقوق مجروح ہوئے ہوں اور جن کی بازیابی کا دعویٰ کیا گیا ہو' اس کے برعکس محتسب ایسے معاملہ کو دیکھ سکتا تھا' جو اس کے دائرہ کار میں آتا ہو' چاہے اس میں کسی خاص شخص کے حقوق مجروح ہوتے ہوں یا نہ ہوتے ہوں۔ چاہے اس کی عدالت میں ان کی بابت دعویٰ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔ ایک اور فرق یہ بھی تھا کہ عام عدالتوں میں دائر کئے جانے والے دعاوی کے لئے ضروری ہے کہ دعویٰ کرنے والا متعین شخص ہو اور جس کے خلاف دعویٰ کیا جائے وہ بھی متعین شخص ہو' اور دونوں امر زیر بحث سے متعلق بھی ہوں' جبکہ احتساب کے دعاوی کا متعلق فریق ہونا اور مدعا علیہ کا متعین ہونا ضروری نہیں۔ ایک اور فرق قاضی اور محتسب کے اختیارات کے بارے میں تھا کہ قاضی اپنی ذاتی معلومات کی بنیاد پر کسی کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا' جبکہ محتسب کو یہ اختیار حاصل تھا کہ جونہی اس کے علم میں بات آئے کہ فلاں شخص کسی برائی کا ارتکاب کر رہا ہے۔ وہ اس کے خلاف فوری کارروائی کرے" (۶۶)

ادارہ احتساب کی حیثیت بعض صورتوں میں قضاء کے برابر یا کم نہیں رہتی' بلکہ اسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفوق بھی حاصل ہے۔ اگرچہ تاریخ کے کسی نہ کسی دور میں بعض ملکوں اور شہروں میں قاضی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ از خود سرانجام دیتے تھے یا کہیں کہیں انہوں نے اپنے اختیارات میں محتسب کی ذمہ داریوں کو شامل کر لیا تھا' لیکن بنیادی طور پر جن دو باتوں میں محکمہ احتساب کو صیغہ قضاء پر فوقیت حاصل رہی' وہ یہ ہیں :

۱۔ "محتسب خود تلاش و تجسس کے بعد امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے متعلق مقدمات پکڑنے کا مجاز ہے۔ اس کے لئے دعویٰ ضروری نہیں' جبکہ عدلیہ کو یہ اختیار حاصل نہیں۔

۲۔ محتسب اپنے فرائض منصبی کو انجام دینے اور ازالہ منکرات میں سلطنت کے دباو اور سختی کو کام میں لا سکتا ہے' ایسا کرنے سے وہ جابر و ظالم نہیں کہلائے گا' لیکن قاضی کا منصب عدل و انصاف ہے۔ اس کے کام میں تحمل اور وقار کی ضرورت ہوتی ہے' لہٰذا اگر وہ احتساب کے معاملے میں ایسا کرے تو ظالم و جابر ہو گا" (٦٧)

محتسب کے کردار کو قاضی سے برتر اور افضل ثابت کرنے کے دو نمایاں پہلو ہیں' یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری انجام دینے کے لئے قاضی کو از خود کوئی اختیار حاصل نہیں ۔ اس کے برعکس محتسب بہ نفس نفیس' بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت حالات کا جائزہ لینے کا مجاز و مختار ہے۔ کوئی فریق اگر اس کے ہاں فریادی نہ ہو' تب بھی وہ زیادتی کرنے والے کے خلاف خود کارروائی کر سکتا ہے' جب کہ قاضی صرف ان مقدمات کی سماعت کرتا ہے جو اس کی عدالت میں باقاعدہ دائرہ ہوتے ہیں ۔ الحسبہ کا یہ پہلو اسے ادارہ قضاء سے افضل ثابت کرتا ہے۔

محتسب کا بنیادی کام اخلاق عامہ کی نگہداشت اور اسلامی اقدار کی ترویج و اشاعت ہے۔ وہ اس کی خاطر اپنے کردار کے ہر پہلو کو بروئے عمل لا سکتا ہے۔ اپنے اختیارات ہی استعمال نہیں کر سکتا' بلکہ لوگوں کو مرعوب کرنے اور انہیں منکرات سے روک دینے کے لئے قوت کا استعمال بھی کر سکتا ہے۔ قاضی کو ایسا کرنے کا حق حاصل نہیں اور یہ بات بھی الحسبہ کی حیثیت کو ادارہ قضاء سے برتر ظاہر کرتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳

محتسب اور شرطہ

الحسبہ کا تعلق بعض امتیازات کے ساتھ اگر ایک طرف محکمہ قضاء سے بہت قریب محسوس ہوتا ہے، تو دوسری طرف الشرطہ یعنی محکمہ پولیس کے ساتھ اس کے انتظامی یا قانونی الحاق کو نظر انداز کرنا مشکل ہے، کیونکہ ابتداً الحسبہ کے اصطلاحی مفہوم میں محتسب کے فرائض میں یہ ذمہ داریاں شامل تھیں۔ بعد میں جیسا کہ صراحتاً مذکور ہوا ہے، اس کلمہ کے معنی پولیس کے لئے بھی مخصوص ہو کر رہ گئے، یہاں تک کہ اسے براہ راست یا بالواسطہ طور پر بالخصوص اس پولیس کے لئے استعمال کیا جانے لگا، جو بازاروں میں نظم و ضبط عامہ پر مامور ہوتی تھی۔ ابن خلدون کی رائے میں:

> "محتسب کا محکمہ قضاء سے بہت قریبی تعلق تھا الحسبہ قضاء کے بالکل تابع ہوتا۔ اندلس اور مغربی مصر کے علاوہ دور بنی امیہ وغیرہ میں محتسبوں کی تقرریاں قاضی کی طرف سے ہوا کرتی تھی" (۱)

لیکن جہاں الحسبہ اور محکمہ قضاء ایک دوسرے سے ربط و ضبط رکھتے تھے، وہاں محتسب اور شرطہ کے درمیان مناصب کی تحدید کے علی الرغم کافی حد تک فرائض و اختیارات میں مماثلت و مشابہت رہی۔ شرطہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ:

> "جہاں محکمہ احتساب سے ان کا تعلق رہا، وہاں قاضیوں سے بھی ان کا سلسلہ ملتا تھا، اس لئے کہ قاضیوں کے فیصلوں کا نفاذ ان ہی کے ذریعہ ہوتا۔ عہد اموی میں یہ اجراء احکام اور نفاذ کے ذرائع رہے۔ عباسیہ دور میں انہیں کچھ اختیارات اور اقتدار بھی سونپ دیا گیا لیکن محتسب سے ممتاز" (۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انتظامی اور قانونی اعتبار سے شرطہ اور محتسب دو الگ الگ منصب اور محکمے رہے۔ ہر ایک کے فرائض اور ذمہ داریاں متعین تھیں۔ اختیارات کا استعمال بھی تقریباً مختلف اور علیحدہ علیحدہ تھا' مگر ان امتیازات کے باوجود محتسب اور شرطہ تعاون و اشتراک میں ایک دوسرے سے الگ نہ تھے۔ کہیں محتسب کو شرطہ کا اختیار حاصل تھا اور کہیں شرطہ کے دائرہ اختیارات میں محتسب کی ذمہ داریاں شامل تھیں۔

شرطہ کی تعریف اور معنوی تغیر

شرطہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اردو میں اس کے عام معنی موافق' سازگار' معاون یا پولیس کے ہیں۔ اصطلاحی مفہوم میں اس کا اطلاق سپاہی کے علاوہ پولیس افسر اور محکمہ پولیس پر بھی ہوتا چلا آیا ہے۔ ماہرین لغت کے نزدیک:

"شرطہ دراصل لشکر کا وہ حصہ ہے' جو لڑائی میں اترے اور مرنے کو تیار رہے" (۳)

اس تعریف کی مزید تصریح ان الفاظ میں ملتی ہے =

"شرطہ: پولیس' پولیس افسر' شرطہ (شاذ تر: شرطہ) جمع شرط ' کے اصل معنی منتخب افراد جو جنگ کی ابتدا کرتے ہیں اور محافظ دستے کے ہیں۔ آگے چل کر یہ کلمہ پولیس ژندار مری (Gendarmerie) کے معنوں میں استعمال ہونے لگا۔ پولیس کا کوئی ایک فرد بھی شرطہ یا شرطی (شرطی) کہلاتا ہے۔ صاحب شرطہ یعنی محافظ دستے کا امیر' یہ لقب ابتداء میں صوبے یا شہر کے حاکم (والی) کے لئے مخصوص تھا' جو تمام دینی و دنیوی امور کا فیصلہ کرتا تھا' لیکن عباسیوں کے عہد میں یہ لقب صرف اس خاص عامل کے لئے مخصوص ہو گیا' جس کے ذمہ نظم و نسق اور حفاظت عامہ کا کام ہوتا تھا' یعنی جس کے فرائض کوتوال یا سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ہوتے تھے" (۴)

ابن خلدون کے زمانے میں صاحب الشرطہ کو اندلس میں صاحب المدینہ' تونس میں حاکم اور ممالیک مصر کے ہاں "والی" کہتے تھے (۵) قلقشندی کے نزدیک بھی "صاحب الشرطہ" وہ شخص

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے' جسے اس کے زمانے میں والی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے (۶) انہوں نے شرطہ کے معنی "علامت" بتائے ہیں اور وضاحت کر دی ہے کہ اس سے اشراط الساعۃ قیامت کے علامات' مراد ہوتے ہیں (۷) قاموس المحیط میں ہے کہ شرطہ والی کے مددگاروں کو کہتے تھے اور انہیں اس نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا تھا کہ ان کے کپڑوں میں خاص ربن (Rebbon) یا بیج لگے ہوتے تھے' جن سے وہ دوسروں سے ممتاز رہیں (۸)

دلچسپ امر یہ ہے کہ اندلسی عربی میں رفتہ رفتہ شرطہ کے معنی پولیس کے سپاہی یا کانسٹیبل (Constable) سے بڑھ کر "جلاد" کے ہو گئے۔ الف لیلہ میں شرطی اور حرامی کے الفاظ بدمعاش اور شریر وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں اور موجودہ زمانے میں مصر کی عامی زبان میں شرطی جیب تراش کو کہتے ہیں لیکن شرطہ کی حقیقی تعریف وہی ہے جو ماہرین لغت نے کی ہے یعنی:

"خلفاء کے عہد میں لوگوں کی ایک جماعت جو ملکی نظم و نسق قائم رکھنے کے لئے صوبوں میں عمال کی مدد کرتی تھی" (۹)

صاحب الشرطہ اور صاحب المعونہ

تاریخی لحاظ سے الشرطہ' محکمہ قضاء اور الحسبہ کا مددگار رہا اور یہ قضاء کے ساتھ ہی وجود میں آ گیا تھا۔ بنی امیہ کے زمانے میں اس نے ایک الگ محکمہ کی شکل اختیار کر لی۔ عبدالملک بن مروان نے اسے ایک مستقل محکمہ کی حیثیت دی۔ اس وقت تک صاحب الشرطہ کا عہدہ بھی وجود میں آ چکا تھا۔ قلقشندی کی رائے میں اس منصب کو سب سے پہلے قائم کرنے والے' عمروؓ بن العاص ہوئے' جب آپ والی مصر تھے (۱۰)

بعض مورخین کا بیان ہے کہ شرطہ سے اول اول حضرت امیر معاویہ نے کام لیا' لیکن اگر شرطہ سے متعلق پہرہ داری اور چوروں کا تعاقب بھی ہو اور مفسدوں کے شر سے بچاو بھی تو اس کی بنیاد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے دور میں پڑ چکی تھی۔ حضرت عمرؓ بہ نفس نفیس رات کو پہرہ دیتے تھے۔ ان کا غلام اسلم ان کے ہمراہ ہوتا۔ بسا اوقات عبدالرحمٰنؓ بن عوف ان کے ہمراہ ہوتے۔ مرور ایام کے ساتھ مفسدین کی تعداد جب بڑھنے لگی اور ان کے مضر اثرات کا غلبہ ہونے لگا' تو خلفاء نے امن و امان کی خاطر شرطہ کا الگ محکمہ قائم کر دیا۔ ہر علاقے اور محلے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں شرطہ تعینات کر دیئے گئے۔ زیاد بن ابیہ کے عہد میں شرطہ کی حیثیت ایک لشکر کی سی ہو گئی۔ یہ نیزوں بھالوں سے مسلح ہوتے۔ انہیں معقول مشاہرہ ملتا' تاکہ دیانتداری سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں۔ المقریزی کا بیان ہے کہ:

"خلفاء ابتداء ہی سے دارالخلافت میں اپنی حفاظت کے لئے ایک دستہ رکھتے تھے' جو عموماً اس جگہ امن و امان قائم رکھتا' جہاں خلیفہ جاتا۔ رفتہ رفتہ اس دستے کو پولیس کی ابتدائی شکل سمجھا جانے لگا۔ شرطہ کی ایسی ہی جماعتیں ہر ایسے شہر میں موجود رہتی تھیں' جو اپنی اہمیت کی بناء پر عامل یا خلیفہ کے کسی نمائندے کا مرکز قرار پاتا۔ ان سے کم درجہ کے شہر میں شرطہ کی جگہ معونہ اس طرح کے فرائض انجام دیتی تھی اور ان جماعتوں کے سرداروں کو صاحب الشرطہ یا صاحب المعونہ کہتے تھے۔ مصر میں اس سردار کو والی' یعنی والی الاحداث و المعاون کہا جاتا تھا" (۱۱)

محتسب کے مددگار۔ شرطہ

قاضی اور محتسب کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام میں صاحب الشرطہ کی حیثیت انتظامی و قانونی ذمہ داریوں کے اعتبار سے مسلمہ رہی۔ یاقوت حموی کا بیان ہے کہ صاحب الشرطہ نہایت معزز اور ذمہ دار عہدے پر فائز ہوتا تھا۔ دارالخلافت میں وزیر اور حاجب کے بعد صاحب الشرطہ کی بہت قدر و منزلت تھی۔ دیگر شہروں میں والی (گورنر) کے بعد اگر کسی کا منصب اہمیت کا حامل تھا تو وہ صاحب الشرطہ کا (۱۲) اس کے اختیارات کافی وسیع تھے' اسے بہت اہم اور نازک ذمہ داریاں تفویض کی جاتی تھیں۔ بعض شہروں اور علاقوں میں وہ محتسب کے فرائض بھی سرانجام دیتا تھا۔ ابن خلدون نے صراحت کی ہے کہ:

"شرطہ کے دائرہ اختیارات میں عام پبلک نہ تھی' بلکہ وہی لوگ اس کی زد میں آتے تھے جو بدکردار و مشتبہ ہوں۔ بنی امیہ کی اندلسی حکومت میں اس محکمہ کی شان ہی کچھ نرالی ہو گئی۔ اس کا ایک حصہ خواص اور شاہی افسران اور ان کے متعلقین کی نگرانی کے لئے رہتا اور دوسرا عوام پر نظر رکھتا۔ ارکان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دولت اور خواص کے حلقے کا نگران افسر شاہی محل کے دروازے پر کرسی بچھائے بیٹھا رہتا اور اس کے ساتھ سٹولوں پر اس کے معاون کانسٹیبل ہوتے۔ یہ ڈیوٹی دن رات لگتی رہتی۔ صرف اونچے طبقے اور خاندانی لوگ اس منصب کے اہل قرار پاتے تھے۔ بغداد کا پولیس انچارج کمشنر یا گورنر کے درجے کا ہوتا تھا" (۱۳)

عہد مامون میں طاہر بن حسین ایک مدت تک صاحب الشرطہ کے عہدہ پر فائز رہا۔ پھر اسے جب خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا' تو اس کے فرائض منصبی میں یہ امور داخل تھے:

"حفظ نظام خلیفہ اور امیر کے ادھر ادھر جانے میں ساتھ رہتا' حفظ امن' قہوہ خانوں میخانوں اور قمارخانوں میں محتسب کی مدد کرتا' نماز پڑھنے کیلئے لوگوں کو پکڑنا اور دیگر امور مذہبی کی بجا آوری میں محتسب کا ہاتھ بٹانا' جرمانے وصول کرنا' قید خانوں اور قتل گاہوں میں احکامات کا آئینی طور پر نفاذ کرانا' خراج اور جزیہ کی وصولیابی میں مددگار بننا' اور اگر اس میں جبرواکراہ کی نوبت آئے تو جبرو اکراہ سے کام لینا' قید خانوں کے سلسلے میں ایک رجسٹر رکھنا اور ہر قیدی کا اس کے جرم کے مطابق اس میں اندراج کرنا" (۱۴)

ان فرائض کا ذکر یاقوت حموی نے بھی معجم الادباء میں کیا ہے۔ ان فرائض کا مطالعاتی تجزیہ کریں تو شرطہ اور محتسب اپنی ذمہ داریوں میں بعض اوقات ایک معلوم ہونے لگتے ہیں:

"خلیفہ جب کسی کو احتساب یا شرطہ کا انچارج مقرر کرتا تو اسے ہدایت کر دی جاتی کہ خلیفہ کو خفیہ امور سے مطلع کرنا تمہاری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اس کا خاص خیال رکھیں۔ چنانچہ صاحب الشرطہ مصر میں بادشاہ اور خلیفہ کے روبرو ہر صبح ایک رپورٹ پیش کرتا' جس میں قتل کی وارداتوں اور آگ لگنے کی خبروں وغیرہ کی تفصیلات درج ہوتیں۔ دارالخلافت میں صاحب الشرطہ کا تقرر خلیفہ خود کرتا اور صوبوں میں وہاں کے عمال" (۱۵)

اختیارات میں تطبیق و تفریق

یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ جس طرح بعض اوقات قاضی خود اپنے اختیارات میں توسیع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر لیتے تھے اور مفاد عامہ کی خاطر خلیفہ معترض نہ ہوتا تھا' اسی طرح شرطہ بھی اپنا دائرہ عمل ایسی ذمہ داریوں تک بڑھا لیتے تھے' جو محتسب کے فرائض سے متعلق ہوا کرتی تھیں۔ مثلاً عبدالعزیز بن مروان نے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن خدیج کو مصر کا قاضی بنایا تو انہوں نے یتامی کے اموال کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی۔ پولیس کا محکمہ بھی ان کے ماتحت تھا۔ یتامی کے اموال کی نگرانی اکثر و بیشتر صورتوں میں محتسب کے فرائض میں سے تھی۔ اس لحاظ سے عبدالرحمٰن بن معاویہ یہ فریضہ خود یا شرطہ کی مدد سے انجام دیتے تھے۔ اسی طرح:

"ہشام بن عبدالملک کے عہد میں قاضی مصر توبہ بن نمر نے اوقاف کا کام خود سنبھالا اور ۱۱۸ھ میں قاضی مقرر ہوتے ہی اعلان کیا کہ اوقاف کی آمدنی پر متولیوں اور ان کے خاندان کا نہیں' غرباء و مساکین کا حق ہے" (۱۶)

شرطہ کے وسیع تر اختیارات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکثر صورتوں میں محتسب کی ذمہ داریاں بھی محدود سطح پر ادا کرتا تھا۔ اس کے وظائف میں بہت سی باتیں شامل تھیں۔ مثلاً علاقے میں امن و امان کا قیام' فتنہ و فساد کا قلع قمع' برائیوں کا انسداد' احکام کے نفاذ میں قاضیوں کی امداد' حکومت کی طرف سے جاری ہونے والے قوانین کا نفاذ' غیر قانونی حرکات کے مرتکب افراد کی گرفتاری اور جرم ثابت ہونے تک ان کی کڑی نگرانی اور جرائم سے باز نہ آنے والوں کی تادیب وغیرہ۔ شرطہ کے یہ فرائض اکثر مولفین نے درج کئے ہیں (۱۷)۔ المقریزی کے بقول:

"صاحب الشرطہ کے ذمے یہ کام بھی تھا کہ وہ اپنے ماتحت عملے کا انتظام اور اس کی نگرانی کرے۔ نیز جرائم کی روک تھام کے لئے راتوں کا گشت لگائے" (۱۸)

ظاہر ہے کہ جرائم میں ایسی وارداتیں شامل ہوں گی' جن کا تعلق امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہے۔ شرطہ کی نظر سے گویا اخلاقی مجرم بھی نہ بچ سکتے تھے۔ یہ الگ بحث ہے کہ وہ دائرہ احتساب میں آنیوالے مجرموں سے کس قسم کا سلوک روا رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ:

"شہر پناہ میں داخل ہونے اور نکلنے والوں پر شرطہ کی نظر رہتی تھی۔ رہائی پانے والا کوئی قیدی اگر دوبارہ جرم کا ارتکاب کرتا تو شرطہ کو اختیار تھا کہ

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسے دوبارہ اسی کے گھر میں قید کر دے" (۱۹)

شرطہ کے اختیارات اور ذمہ داریوں کی تفصیلات سے بہت سی باتیں واضح ہوتی ہیں۔ مثلاً جرائم کی تفتیش اور مجرم کو سزا دینا' شرطہ کے عمومی فرائض میں داخل تھا اور صاحب الشرطہ کی طرف سے یہ فیصلہ عادۃ جاریہ یعنی عرف کے مطابق ہوتا تھا۔ اس کے مقابلے میں قاضی اور محتسب اپنے فیصلے شرع کے مطابق کرتے تھے۔ صاحب الشرطہ کا حلقہ اقتدار قاضی کے حلقہ اثر و نفوذ سے وسیع تر ہوتا تھا۔ وہ ماتحت عملے کی اطلاعات پر مظلوم کی فریاد کا انتظار کئے بغیر از خود تحقیقاتی کارروائی شروع کرنے کا مجاز تھا' جبکہ قاضی کو اس قسم کے اختیارات حاصل نہ تھے البتہ محتسب کی طرف سے اس نوع کی کارروائیاں خود بخود ہوتی رہتی تھیں۔ شرطہ مشتبہ افراد کو قید کر کے ان سے اعتراف جرم کرانے کے لئے ان پر سختی کرنے کا اختیار بھی رکھتا تھا اور محتسب کی کارروائی عین موقع پر منکرات کے مرتکب افراد کے خلاف ہوتی تھی۔ اسے مجرموں سے اعتراف جرم کے لئے کسی قسم کے تشدد سے کام لینا پڑتا تھا نہ اسے گواہوں کی ضرورت پیش آتی تھی۔ شرطہ اگر کسی کو اخلاقی جرم کا مرتکب پاتے تو موقع کی کارروائی کے بعد اسے چھوڑ سکتے تھے۔

فرائض اور ذمہ داریوں کا تجزیہ

بنیادی طور پر شرطہ سے مراد وہ حاکم یا والی ہے' جو دینی و دنیوی امور فیصل کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔ محتسب کی ذمہ داریاں چونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے متعلق رہی ہیں' جن کا تعلق دین سے ہے اور دنیا سے بھی۔ اس اعتبار سے شرطہ کے فرائض میں محتسب کی ذمہ داریاں شامل رہی ہیں' تو کچھ بعید نہیں۔ حاکم یا والی کے مددگار بھی شرطہ کہلاتے تھے اور ہر اچھے حاکم یا والی کی دلی خواہش ہوتی تھی کہ اس کے علاقے میں امن و امان ہو' لوگ چین کی نیند سوئیں' کوئی کسی کا حق غصب نہ کرے' معروفات کا چلن عام ہو اور عدل واحتساب کے عملی مظاہرے دیکھنے میں آئیں۔ چنانچہ شرطہ مجرموں کی نشاندہی تعاقب اور ان کے خلاف کارروائی میں ایسے افراد پر بھی کڑی نظر رکھتے رہے' جن سے اخلاقی گراوٹ کا اندیشہ ہو یا اخلاقی اقدار پامال کی جا رہی ہوں۔ یہ اختیارات محتسب کے فرائض سے مماثل تھے۔

شرطہ کا معنوی تغیر اپنی جگہ ہے۔ یہ بجا ہے کہ اندلس میں رفتہ رفتہ شرطہ کے معنی جلاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو کر رہ گئے یا مصر کی عامی زبان میں جیب تراش کو شرطی کہا جانے لگا' لیکن حقیقت یہ ہے کہ محتسب کے عملی کردار میں بھی بتدریج تبدیلی رونما ہوتی رہی۔ بعض محتسب منکرات کے خلاف تادیبی کارروائیوں میں انتہا درجے کی سختی کرنے لگے تھے اور عہد عباسیہ' فاطمین مصر اور ترکان عثمانی کے آخری زمانوں میں تو محتسبوں کے رشوت لینے کے واقعات بھی ملتے ہیں۔

ان تمام تر مشابہات کے باوجود الشرطہ اور الحسبہ کے مابین تحدید سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ شرطہ کی بعض کارروائیاں یقیناً زمرہ احتساب میں آتی ہیں اور الشرطہ والحسبہ ایک دوسرے کے مددگار محکمے نظر آتے ہیں۔ مگر اس سے انکار ممکن نہیں کہ ان میں اختیارات کے امتیازات واضح رہے۔ صاحب الشرطہ باقاعدہ مسلح اور لاو لشکر کے ساتھ ہوتا تھا اور اسے مجرموں پر تشدد کرنے' فرد جرم عائد کرنے اور سزا دینے تک کے اختیارات حاصل تھے۔ اس کی زیادہ تر ذمہ داری امن عامہ کا تحفظ رہی' جبکہ محتسب کے فرائض کا تعلق کامل طور پر اخلاقی برائیوں کا تدارک تھا۔ معروفات کی ترغیب و ترویج اس کے کردار کا منتہائے مقصود تھی۔ وہ اخلاقی حدود میں رہتے ہوئے لوگوں کو اخلاق کا پابند کرتا تھا اور اس ضمن میں اگر اسے شرطہ اور قاضی کی مدد درکار ہوتی تو اس کے حصول سے بھی قطعاً نہ چوکتا۔ صاحب الشرطہ قانونی و انتظامی طور پر محتسب کی مدد کرنے کا پابند تھا' جبکہ شرطہ کے لئے اس قسم کی اجازت کی ضرورت تھی نہ پابندیوں کی۔

شرطہ کے دائرہ اختیارات میں اکثر و بیشتر چوری' قتل' ڈاکے اور قانون شکنی کے مرتکب مجرمین ہی آتے تھے اور محتسب کے فرائض میں لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ترغیب و ترہیب شامل تھی۔ محتسب تارکین صلوٰۃ کے خلاف کارروائی کرتا' میخانوں اور قمار خانوں پر نظر رکھتا۔ جوئے باز' شرابی' شراب فروش اور دعوت گناہ دینے والے اس سے بچ کر نہ جا سکتے تھے۔ اخلاقی اور مذہبی امور کی بجا آوری ہی دراصل محتسب کا فرض منصبی تھی اور یہیں سے الشرطہ اور الحسبہ الگ الگ ہو جاتے تھے۔ الشرطہ کا مقصد عام قوانین کا تحفظ تھا اور محتسب کی حیثیت رد مظالم کے سلسلے میں والی مظالم کی تھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴

محتسب اور والی مظالم

مختلف اسلامی ملکوں میں عدلیہ کا دائرہ کار قریب قریب ہر دور میں بڑا وسیع رہا اور منصب قضاء کے اختیارات و فرائض' قاضی' محتسب اور والی مظالم کے درمیان منقسم تھے۔ قاضی بالعموم معاملات سے متعلق مقدمات اور قضیوں کا فیصلہ کرتا اور محتسب کی سرگرمیاں زیادہ تر اخلاق اور امن عامہ کے تحفظ کی عملی کارروائیوں تک محدود رہتیں۔ محتسب کو بسا اوقات امن و امان کی بحالی کے لئے از خود فوری احتیاطی تدابیر اختیار کرنا پڑتیں۔ قاضی اور محتسب کے مقابلے میں ایک عہدہ والی مظالم کا تھا' جس کا کام ان مقدمات کے فیصلے اور ان کا نفاذ تھا' جو قاضی اور محتسب کے اختیارات یا امکانات سے خارج تھے لیکن بعض محتسب' والی مظالم کا کردار بھی ادا کرتے تھے' جب کہ والیان مظالم کو ایک طرح سے خود مظالم کے تدارک کا اختیار حاصل تھا۔ شاید اسی تعلق خاطر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا گیا ہے:

"الحسبة واسطة بين احكام القضاء واحكام المظالم"۔ (۱)

ادارہ احتساب' قضاء اور مظالم کے درمیان ایک محکمہ ہے۔

دیوان المظالم

دیوان المظالم صیغہ عدالت کے متعلقات میں سے تھا اور اس کے دائرہ اختیار میں عام طور پر وہ تمام مقدمات آتے تھے' جن میں خلیفہ یا سلطان کے رشتہ داروں' حکومت کے افسروں' امراء یا مقتدر لوگوں میں سے کسی نے زیادتی کی ہو یا قاضی نے کسی مقدمہ کا صحیح فیصلہ نہ کیا ہو۔ ویسے اس عدالت میں بلا تخصیص ہر قسم کے فیصلوں کے خلاف اپیل ہو سکتی تھی۔ اشتیاق حسین قریشی نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"دیوان قضاء کا مخصوص کام گو دیوانی مقدمات کی سماعت تھا' لیکن محکمہ سیاست اور دیوان المظالم سے بھی اس کا کچھ نہ کچھ تعلق رہتا تھا۔ دراصل قضاء' قانون عام (Common Law) اور سیاست و مظالم انتظامی قانون (Adminstration law) کی اساس تھے" (۲)

بعض مولفین رد مظالم کے سلسلے میں بعثت سے پہلے کے حلف الفضول (۳) کا ذکر کرتے ہیں اور النویری کے حوالے سے تو یہاں تک کہا جاتا ہے کہ حضورؐ اس سلسلے کے مقدمات سننے کے لئے خود تشریف فرما ہوتے تھے (۴) وان کریمر (Von Kramer) کے بقول:

"المظالم کی ابتدا حضرت عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ خلافت میں ہو چکی تھی۔ انہوں نے محمد بن مسلمہ کو خاص اس امر پر مامور کیا تھا کہ وہ والیوں کے خلاف لوگوں کی شکایات سنیں۔ سعدؓ بن ابی وقاص اور عمروؓ بن العاص کے خلاف شکایات سنی گئیں اور دونوں کو زیادتی کا مرتکب پانے پر ظلم کا ازالہ کیا گیا" (۵)

مرافع کی سماعت اور ناظر المظالم

خلفائے راشدین کے دور میں دراصل خلفاء خود شکایات سنتے اور مقدمات فیصل کرتے تھے۔ اس کے بعد اموی دور میں کوئی باضابطہ عدالت مرافعہ نہ تھی۔ مرافعوں کی سماعت کے لئے ایک مجلس البتہ ضرور قائم تھی اور عدلیہ کا سارا انتظام "ناظر المظالم" کے تابع تھا' جس کا فرض تھا کہ غلط فیصلوں پر نظرثانی کی جائے۔ خدابخش کی تحقیق کے مطابق:

"خلفائے راشدین کے اتباع میں عبدالملک نے ایسی ہی مجلس کے قیام کا اعلان کیا اور وہ خود مرافعوں کی سماعت کرتا تھا" (۶)

پاکستان میں محتسب کا موجودہ نظام جو فرد کی ریاست کے خلاف شکایات کا عکاس ہے' بہت حد تک اس سے مشابہ ہے۔

عبدالملک کے عہد میں قائم ہونے والی مذکورہ مجلس میں پیچیدہ مسائل کے بارے میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قاضیوں سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ قاضی ابو ادریس اوزاعی کا اسم گرامی مشہور ہے' جو خلیفہ کو مشورے دیتے تھے (۷) عبدالملک کے بعد عمرؒ بن عبدالعزیز نے لوگوں کی شکائتیں اور مرافع سننے کا خصوصی اہتمام کیا اور وہ خود مرافع سنتے تھے (۸) عمرؒ بن عبدالعزیز کی پیروی دیگر اموی خلفاء نے کی۔ وان کریمر کے خیال میں:

"اسی ادارہ (مظالم) کو دیکھ کر سسلی کے نارمنی بادشاہ راجر نے اپنے ہاں بھی اسی قسم کی ایک مجلس تشکیل دی" (۹)

جہشیاری کا بیان ہے کہ :

"عمرؒ بن عبدالعزیز نے کوفہ کے عامل عبدالرحمٰن بن یزید کو مظالم کے بارے میں لکھا کہ اس سلسلے میں جو بھی حکم دیا جائے' اس پر فوراً عملدرآمد ہونا چاہیئے" (۱۰)

کتاب الوزراء میں تصریح کر دی گئی ہے کہ عمرؒ بن عبدالعزیز بہ نفس نفیس اس قسم کے تمام مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ تب سے یہ طریقہ رائج ہو گیا اور ایک مستقل محکمہ وجود میں آیا' جو "دیوان المظالم" مشہور ہوا۔

رد مظالم کے لئے عدالتیں

ابتداء میں المظالم کے لئے خلیفہ خود تخت عدل پر متمکن ہوتا تھا۔ لوگ عمال و ولاۃ کے خلاف اس کے سامنے شکایات پیش کرتے اور وہ موقع ہی پر منصف المزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فیصلے کر دیتا۔ متعلقہ حکام ان فیصلوں کی تعمیل اور نفاذ میں کسی قسم کے تساہل سے کام نہ لیتے (۱۱) خلفاء کے بعد یہ کام وزراء کے سپرد ہونے لگا اور صوبوں میں حاکم' شہروں کے والی یا قاضی ناظر المظالم کا کردار ادا کرنے لگے۔ کبھی المظالم کے لئے الگ سے بھی کسی کی تقرر کر دی جاتی اور:

"محتسب عام اخلاق کی نگہداشت کرنے اور کمزوروں کو ظالموں سے بچانے کی کوشش کرتے تھے" (۱۲)

اس لحاظ سے ظلم کے تدارک میں احتساب شامل تھا اور والی مظالم محتسب کا کردار بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ادا کرتا تھا۔ خلیفہ یا وزیر ابتداء میں خود لوگوں کی داد رسی کے لئے دن مقرر کر دیتے تھے۔ عمرؒ بن عبدالعزیز کے بعد دوسری صدی ہجری میں خلیفہ ہادی کا کردار بحیثیت ناظر المظالم نظر آتا ہے۔ تیسری صدی ہجری میں عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر المعتمد رد مظالم کے لئے بیٹھتا تھا۔ اور چوتھی صدی ہجری میں المقتدر باللہ کے وزیر علی بن عیسیٰ بن الجراح کو ناظر المظالم کی ذمہ داریاں تفویض تھیں (۱۳)

عباسی دور میں نظم و نسق سے متعلق بہت سے ترقی یافتہ اداروں کا قیام عمل میں آیا۔ ہر شہر میں قاضی مقرر ہوئے اور ہر قصبے میں نائب قاضی۔ بغداد کا قاضی' قاضی القضاۃ کہلاتا تھا۔ امیر علی کی پیش کردہ تفصیلات کے مطابق:

> "عباسی عہد میں اموی دور کی طرح قاضیوں کے محدود اور غیر محدود دونوں قسم کے اختیارات تھے۔ قاضیوں کا تقرر کبھی خلیفہ کرتے اور کبھی وزیر اور گورنر۔ قاضی کے فرائض اور اختیارات کم و بیش اموی دور جیسے ہی تھے۔ فوجداری یا تعزیری امور میں صاحب المظالم فصل خصومات کرتے تھے" (۱۴)

اور:

> "فوجداری کی اعلیٰ ترین عدالت مرافعہ دیوان الناظر فی المظالم تھی' یہی مجلس نظم و نسق اور محکمہ عدلیہ کی نگرانی بھی کرتی تھی" (۱۵)

الحسبہ اور المظالم' تفاوت و مشابہت

اس تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست کے ابتدائی دور میں عدلیہ اور دیوان المظالم میں چولی دامن کا ساتھ رہا' جب کہ الحسبہ اور المظالم میں بعض صورتوں میں فرق کے باوجود مشابہت رہی۔ اس کی تائید عدل و احتساب کے اس بنیادی طریق کار سے بھی ہو جاتی ہے کہ:

> "دیوان المظالم کی صدارت خود خلیفہ کرتے۔ خلیفہ کی عدم موجودگی میں عہدہ دار مجاز کو صدارت کا اختیار تھا۔ دیگر ارکان مجلس میں قاضی القضاۃ '

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حاجب، مملکت کے بڑے بڑے معتمدین اور بعض مفتی شامل ہوتے" (۱۶)

عباسی خلفاء میں مہدی، ہادی اور مامون وغیرہ کی مثالیں واضح ہیں کہ وہ عدل و احتساب کے متعلق عام شکایات اور مرافعوں کی سماعت خود کرتے۔ مہدی کے دور کے بعد صدر کا ایک خاص عہدہ مقرر ہوا اور صدر "ناظر المظالم" کا کردار بھی ادا کرتا تھا (۱۷) ۔ خلیفہ صدر کی بجائے کبھی وزیر تنفیذ یا والی کو بھی نامزد کر دیا کرتا تھا۔ بہر کیف یہ امر مسلمہ ہے کہ:

"عباسی خلفاء نے دیوان المظالم کی کبھی خود صدارت کی یا زیادہ تر وزیروں کو اس کام پر مامور کیا" (۱۸)

لیکن بنیادی طور پر ابتداء میں اس کی زیادہ تر ذمہ داری قضاء پر ڈالی گئی، جیسا کہ کہا جاتا ہے:

"خلفاء کے عہد میں قاضیوں کا کام یہ تھا کہ تنازعات کا تصفیہ کریں۔ بعض اوقات اس کام کے علاوہ خلیفہ ایسے کام بھی قاضی کے سپرد کر دیتا تھا، جن کے متعلق اسے اطمینان ہوتا کہ دوسروں کے مقابلے میں قاضی بہتر انجام دے سکتا ہے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ابو ادریس خولانی کو مظالم کی روک تھام اور مظلوموں کی داد رسی اور مجرموں کو سزا دینے کا کام سپرد کیا تھا۔ مامون الرشید نے قاضی یحییٰ بن اکثم اور معتصم نے قاضی احمد بن ابی داود کو یہ امور تفویض کئے تھے" (۱۹)

اس امر کی مزید تائید کئی اور مثالوں سے ہو جاتی ہے، مثلاً صوبوں، شہروں اور نواحی علاقوں میں عام طور پر المظالم کے فرائض قاضی انجام دیتے تھے۔ دیوان المظالم قضاہ کے سپرد تھا۔ جیسے چوتھی صدی ہجری میں المقتدر باللہ کے وزیر ابن مقلہ نے قاضی علی بن محمد التنوخی کو اہواز کے المظالم پر مامور کیا۔ پاک و ہند میں جب سلطان ناصر الدین نے دیوان المظالم قائم کیا، تو قاضی منہاج سراج اس کے صدر بنائے گئے (۲۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اصحاب علم و فن، بحیثیت والی مظالم

دیوان المظالم کی تاریخ میں اگرچہ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صیغہ قضاء کے علاوہ بھی لوگ اس پر مامور کئے جاتے رہے، لیکن ان کا شمار اصحاب علم و فضل ہی میں ہوتا تھا۔ مثلاً تیسری صدی ہجری میں فارس کے دیوان المظالم پر عمرو بن عثمان بن قنبر سیبویہ النحوی (م ۲۸۵ھ) فائز تھے۔ اسی صدی میں محمد بن حسان الضبی ایسے عالم فاضل کو خلیفہ مامون نے ۲۱۵ھ میں الجزیرہ، قنسرین، العواصم اور الثغور کے مظالم پر مقرر کیا اور پھر الموصل اور آرمینیہ بھی ان کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ المعتصم نے ۲۲۲ھ میں الرقہ کے مظالم پر انہیں فائز کیا اور الواثق نے انہیں اسی عہدہ پر برقرار رکھا۔ چھٹی صدی ہجری کے ایک ناظر المظالم یحییٰ بن سعید الشیبانی کاتب شاعر اور فقیہ ہونے کے علاوہ کلام اور ریاضی کے ماہر تھے۔

دیوان المظالم کا منظر اور طریق کار

پاک و ہند میں بھی مسلم حکمرانوں کا نظم و نسق ناظر المظالم سے خالی نظر نہیں آتا۔ سلاطین ہی عموماً دیوان المظالم کی ذمہ داریاں ادا کرتے تھے۔ قلقشندی نے دیوان المظالم کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

> "سلطان ایک اونچے سنہری تخت پر بیٹھتا اور اس کے اردگرد محافظ دستہ اور عہدہ دار ہوتے۔ سلطان کے برابر میں قاضی ممالک بیٹھتا جو سلطان کو قانونی مشورہ دیتا۔ عدالت کے جوان جب کارروائی کا آغاز کرتے تو مستغیث اپنی شکایت لے کر آگے بڑھتا۔ جس دن سلطان اجلاس نہ کرتا، دو حاجب عرضیاں وصول کرتے اور صدر حاجب کے ہاں روانہ کر دیتے۔ آخرکار یہ عرضیاں سلطان کے حضور پیش کر دی جاتیں، (۲۱)

ابن بطوطہ نے محمد تغلق کے بارے میں بتایا ہے کہ:

> "سلطان ہر جمعرات اور پیر کو مقدمات کی سماعت کے لئے بیٹھتا۔ طریق کارروائی یہ تھا کہ پہلے حاجب کے پاس شکایت جاتی۔ حاجب کے ہاں اگر اطمینان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بخش فیصلہ نہ ہوتا تو پھر مستغیث قاضی ممالک کے ہاں چلا آتا۔ اس کے بعد مرافعہ کی آخری منزل سلطان کی عدالت تھی اور مظلوم باسانی بادشاہ تک رسائی پا لیتا تھا" (۲۲)

دہلی میں سلطان کی عدم موجودگی میں وزراء دیوان المظالم کی ذمہ داریاں انجام دیتے تھے۔ سکندر لودھی کے زمانے میں وزیر دیوان المظالم کی صدارت کرتا۔ اس کے پاس قاضی معہ بارہ قابل فقہاء کے' مدد کے لئے موجود رہتے۔ سلطان باہر نکلتا تو بھی عامیوں کو اپنی تحریری شکایات اسے پیش کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آتی تھی۔ مغل بادشاہوں کے ہاں بھی یہی طریق مروج تھا:

"اکبر ہر صبح جھروکہ میں بیٹھ جاتا اور جس کو شکایت ہوتی وہ عرضی کا کاغذ ہاتھ سے بلند کرتا۔ تب اسے فوراً بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا جاتا" (۲۳)

معلوم ہوتا ہے کہ معمولی مقدمات کی سماعت مغل بادشاہ روزانہ دربار عام میں کرتے تھے' لیکن اہم مقدمات کی سماعت جن میں گواہوں کی شہادت لینا اور ان پر جرح کرنا ضروری ہوتا' وہ ہفتہ میں عموماً ایک دن ہوتی' جو عدل گستری کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ اس سلسلے میں اکبر نے پنجشنبہ' جہانگیر نے سہ شنبہ اور شاہ جہاں نے چہار شنبہ مختص کر رکھا تھا (۲۴) ہاکنز لکھتا ہے کہ :

"جہانگیر کی عدالت مرکز صداقت ہے اور وہ اس کام میں کم از کم ڈیڑھ پہر یعنی ساڑھے چار گھنٹے صرف کرتا ہے" (۲۵)

ڈیلائٹ کے بقول :

"جہانگیر ہفتے میں ایک بار سہ شنبہ کو کرسی عدالت پر بیٹھتا اور نہایت سکون کے ساتھ تمام دیوانی و فوجداری مقدمات جو اس کے حضور پیش ہوتے' سماعت کر کے فیصلہ کرتا۔ وہ دارالقضاۃ میں ہفتے میں ایک اور دن بھی اپنے قاضی القضاۃ کے ساتھ ضرور موجود رہتا' (۲۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برنیئر کے کہنے کے مطابق:

"اورنگ زیب ہفتے میں ایک دن عام اور تخلیہ میں دو گھنٹے ادنیٰ طبقوں سے منتخب کئے ہوئے دس اشخاص کی روزانہ عرض داشتیں، سنتا" (۲۷)

منہاج السراج نے سلاطین دہلی کی عدم موجودگی میں امیر داد کے دیوان المظالم کی صدارت کرنے کی نشاندہی کی ہے (۲۸) جبکہ ابو الفضل کا بیان ہے کہ بنیادی تقرری قاضی کی ہوتی تھی، لیکن اگر معلوم ہو کہ علم اور فیصلہ کے نفاذ کی قوت ایک شخص میں نہیں پائی جاتی تو ایک میر عدل بھی مقرر کر دیا جاتا تھا (۲۸)۔ درحقیقت بعض اہم شہروں میں میر عدل ہی مقرر کئے جاتے تھے۔ اس کے بعد قاضی مظالم کا نمبر آتا تھا۔ خود شاہان مغلیہ ہفتہ میں ایک دن مظالم کے مقدمات سنتے تھے۔ اس موقع پر عدالت کے افسران، قاضی عساکر اور فقہاء وغیرہ موجود رہتے۔ دیوان المظالم میں اور باتوں کے علاوہ سرکاری افسروں کی بے اعتدالیاں اور بے انصافیاں زیر بحث آتی تھیں۔ ناظر المظالم کے لئے عام عدالتوں کی باریکیوں اور قانونی موشگافیوں کی پابندی ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی، کیونکہ اس طریق کار سے انصاف کے نفاذ میں تاخیر کا اندیشہ لاحق رہتا تھا۔ ناظر المظالم مقدمات فوری طور پر نپٹا دیا کرتے تھے۔

رد مظالم کے مقاصد

خلفاء و سلاطین کے ہاں دیوان المظالم میں پیش ہونے والے متعدد واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عدالت کا حقیقی مقصد ضعیف کو قوی سے اس کا حق دلانا اور حکومت کے تصرفات میں اجتماعی عدل قائم کرنا تھا۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے تجزیہ کے مطابق:

"صرف بڑے لوگوں کے خلاف ہی نہیں بلکہ عام لوگوں حتی کہ عام قرضہ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف شکایات بھی دیوان مظالم میں دائر ہوتی تھیں، اور عام قرضہ وصول نہ ہونے پر بھی ناظر مظالم بلکہ بادشاہ تک سے داد رسی کی جا سکتی تھی۔ گویا ہر عامی کو جس معاملے میں بھی دقت پیش آتی اور اسے انصاف کے حصول میں ذرا دقت یا تاخیر ہوتی تو وہ دیوان المظالم کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ یہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے قاضی بھی انصاف میں تاخیر نہ کرتے تھے کہ کہیں ناظر المظالم تک اطلاع ہونے پر ان سے جواب نہ طلب کر لیا جائے" (۳۰)

اسلامی ریاست کے مختلف شعبوں پر بحث کرتے ہوئے ابن قیم محتسب' والی مظالم اور قاضی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"امر بالمعروف و نہی عن المنکر اجتماعی زندگی کے آداب و حفاظت اور نگرانی ناموس و آبرو اور امانت کے تحفظ کا کام حکومت کے جس شعبہ کے ذمے ہوتا ہے اسے محکمہ احتساب اور اس کے نگران کو محتسب کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے شعبہ احتساب کے اختیارات و فرائض کا دائرہ عمل امن عامہ کے تحفظ کی عملی کارروائیوں تک محدود ہوتا ہے۔ اسی طرح ارباب اختیار کے جبرواستبداد کے انسداد کیلئے بھی ایک علیحدہ شعبہ ہوتا ہے جس کے نگران کو والی المظالم کہا جاتا ہے اور اس کے سپرد ان مقدمات کے فیصلے اور ان کا نفاذ کرنا ہوتا ہے جو قاضی اور محتسب کے امکان اور اختیارات سے خارج ہوتے ہیں۔ تنازعات کا تصفیہ کرنے' حقوق و واجبات متعین کرنے' نکاح و طلاق اور نان و نفقہ جیسے مقدمات فیصل کرنے' معاہدوں کے جائز و ناجائز ہونے' غرضیکہ عام طور پر مذہبی معاملات سے تعلق رکھنے والے مقدمات اور قضیوں کا فیصلہ کرنے والے حاکم کو قاضی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے" (۳۱)

قضاء اور ولایۃ مظالم میں فرق

اس ضمن میں یہ واضح ہے کہ احتساب' قضاء اور مظالم' ان تینوں محکموں اور ان کے حدود کے تعین کے سلسلے میں شریعت کی طرف سے کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی اور یہ اسلامی ریاست اور برصغیر کے مسلم سلاطین کے مختلف ادوار میں ہر حکومت کا کام رہا کہ وہ اپنے مخصوص حالات کے مطابق محکموں کی تشکیل اور ان کے سربراہوں کے اختیارات و فرائض کا تعین کریں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور کی حکومتیں عدلیہ کے ان تینوں مذکورہ صیغوں میں اپنی اپنی سہولت کے پیش نظر ردوبدل کرتی رہیں۔ بسا اوقات محکمہ قضاء اور محکمہ تنفیذ کو اکٹھا کر دیا جاتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھا اور اسی طرح کبھی احتساب کو صیغہ قضا کے ساتھ منسلک کیا گیا۔ اس تعلق و فرق کے باوجود الماوردی نے عدالت قضاء و احتساب اور ولایۃ المظالم میں دس باتوں کا فرق بتایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ :

۱۔ "ناظر المظالم کے لئے بابیبت اور صاحب قوی و دبدبہ ہونا ضروری ہے' قاضی کے لئے نہیں۔

۲۔ ناظر المظالم کا تعلق امور واجبہ سے گزر کر جائز امور کو بھی مشتمل ہے' لہٰذا وہ قول و عمل دونوں اعتبار سے وسیع الاختیارات ہوگا۔

۳۔وہ ذرا دھمکا کر اور قرائن و شواہد حالیہ سے کام لے کر تفتیش و تحقیق واقعات اور حق و باطل میں امتیاز کر سکتا ہے۔ دوسرے حکام (قاضی اور محتسب) ایسا نہیں کر سکتے۔

۴۔ناظر المظالم' ظالم کی تادیب و اصلاح کر سکتا ہے۔

۵۔مقدمہ کی بابت زیادہ تحقیق و تنقیح کی ضرورت اور غوروفکر سے حالات کی اصلیت و اسباب کے ساتھ آشکارا ہونے کی امید ہو تو ناظر المظالم تصفیہ میں تاخیر کر سکتا ہے۔ دوسرے حکام (قاضی اور محتسب) ایسا نہیں کر سکتے' بے شک کوئی فریق فیصلہ میں عجلت کا طالب ہو۔

۶۔ ناظر المظالم مناسب سمجھے تو فریقین کو مصالحت پر مجبور کر سکتا ہے' لیکن قاضی دونوں کی رضامندی کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔

۷۔ فریقین اگر انصاف اور اعتراف حقوق پر آمادہ نہ ہوں تو ناظر المظالم انہیں پولیس کی حراست میں دے سکتا ہے۔ مقدمہ کی نوعیت قابل ضمانت ہو تو ضمانت پر رہا کر سکتا ہے تاکہ ایک دوسرے کی تکذیب سے باز آ کر انصاف قبول کر لیں۔

۸۔ مجہول الحال اور نامعقول لوگوں کی شہادت بھی ناظر المظالم کے ہاں سنی جا سکتی ہے۔

۹۔ شک کی صورت میں ناظر المظالم شاہدوں سے حلف لے سکتا ہے نیز ازالہ شک کی خاطر شاہدوں کی تعداد بڑھا سکتا ہے' مگر دوسرے حکام (قاضی اور محتسب) ایسا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکتے۔

۱۰۔ فریقین کے نزاع کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے ناظر المظالم ابتداً شاہدوں کے بیانات سن سکتا ہے۔ اس کے برخلاف قاضی اپنے طریقہ کار کے مطابق مدعی سے گواہ طلب کرتا ہے اور مدعی ہی کے کہنے پر ان کے بیانات لیتا ہے" (۳۲)

محتسب اور والی مظالم ۔ فرق اور مماثلت

محتسب اور والی مظالم کے کردار کو دیکھا جائے تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ محکمہ احتساب اور محکمہ مظالم میں مماثلت ہے اور تفاوت بھی۔ مماثلت قوت اقتدار کے رعب و مظاہرہ اور کھلم کھلا ظلم و عدوان کے معاملات کی سماعت سے ہے یعنی:دونوں کی وضع میں سلطنت کے مخصوص رعب و ہیبت کا دخل ہے اور ہر ایک کو کھلم کھلا تعدی کو روکنا اور نیک چلنی اور امن قائم کرنا جائز ہے۔

فرق بھی دو طرح سے ہے۔ ناظر المظالم ایسے مقدمات و معاملات کی سماعت کرتا ہے' جن کو نمٹانے سے قاضی عاجز ہو اور اپنے کو کمزور سمجھتا ہو' جبکہ محتسب ایسے امور کو دیکھتا ہے' جن سے قاضی کو روک دیا جائے یا وہ بہت معمولی اور چھوٹے چھوٹے ہوں اور قاضی کی عدالت میں انہیں پیش کرنا غیر مناسب ہو۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ولایتہ المظالم کا درجہ ادارہ قضاء سے برتر ہے اور محتسب کی حیثیت قاضی سے فروتر۔ اسی طرح ناظر المظالم کا رتبہ اعلیٰ ہے اور محتسب کا ادنیٰ۔ لہٰذا والی مظالم' قاضی اور محتسب کو فرمان بھیجے تو جائز ہے اور قاضی والی مظالم کو فرمان نہیں بھیج سکتا' البتہ محتسب کو بھیج سکتا ہے۔ محتسب ان دونوں میں سے کسی کو نہیں بھیج سکتا۔ الماوردی اور ابو یعلی نے فرق ثانی کو واضح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ:

> "والی مظالم حکم کر سکتا ہے اور محتسب حکم (فیصلہ) نہیں کر سکتا' کیونکہ ادارہ مظالم ایک برتر ادارہ ہونے کی حیثیت سے قاضی اور محتسب دونوں کا نگران ہے اور دونوں سے بازپرس کر سکتا ہے' قاضی صرف محتسب کی بازپرس کر سکتا ہے جبکہ محتسب کو ان دونوں میں سے کسی کی نگرانی اور بازپرس کا اختیار نہیں۔ بنابریں ناظر المظالم کو فیصلے دینے اور مقدمات سننے کا کامل اختیار ہے' جبکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب کو ایسا کوئی اختیار حاصل نہیں" (۳۳)

دیوان المظالم یا کورٹ آف اپیل

بہ نظر غائر دیکھا جائے تو عام قضاء کی عدالت قانونی پابندیوں کے اندر رہ کر کام کرتی تھی' لیکن والی مظالم کا دائرہ کار وسیع تھا اور اس کی عدالت عوام کی بھلائی کی خاطر عام قوانین کے علاوہ بھی ایکشن لے سکتی تھی۔ ایک جدید قول کہ دیوان المظالم دراصل کورٹ آف اپیل کا دوسرا نام ہے' کسی حد تک غلط نہیں۔

قاضی' محتسب اور ناظر المظالم کے باہمی تعلق کی نوعیت اور فرق جو عام عدالتوں اور محتسب کی عدالتوں کے درمیان اسلامی ریاست کے مختلف ادوار میں پائے جاتے تھے' بڑا واضح ہے۔ یہ امتیاز کہ قضاء' احتساب اور المظالم تین مختلف محکمے تھے' جو کبھی الگ الگ عہدیداروں کے ماتحت اور بسا اوقات دو محکمے ایک ہی شخصیت کے زیر نگران رہے' کسی توضیح کا محتاج نہیں اور یہ امر بھی واشگاف ہے کہ ان تینوں محکموں کے دائرہ عمل' طریق کار اور اختیارات میں گو بنیادی فرق کے باوجود مماثلت و مشابہت رہی' تاہم اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ یہ ملزموں کے معاملات کو دیکھتے تھے اور مجرم فریق کو سزا دینے کے بھی مجاز تھے۔ محتسب کے دائرہ کار میں آنیوالے معاملات کی نوعیت قاضی اور ناظر المظالم کے اختیارات کے مقابلے میں محدود و مخصوص تھی۔ ادارہ احتساب کے برعکس عام عدالتوں کا دائرہ عمل نہایت وسیع تھا۔ محتسب سے قطع نظر' قاضی اور والی مظالم کڑی سے کڑی سزائیں سنانے کا اختیار رکھتے تھے جیسا کہ امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ محتسب کو حدود و قصاص سے متعلق سزائیں دینے اور مقدمات کی سماعت کرنے کا اختیار نہ تھا:

"فان المحتسب لیس لہ القتل والقطع" (۳۴)

اس طرح عام دیوانی معاملات بھی محتسب کے ہاں نہیں لائے جا سکتے تھے۔ محتسب کے اختیارات میں محض وہ معاملات تھے' جو واضح طور پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تعریف میں آتے ہیں۔ وسیع تر معنوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اطلاق ناظر المظالم پر بھی ہو سکتا ہے تاہم محتسب' قاضی اور ناظر المظالم کا باہمی ربط و فرق اس مثال سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر قرض دار قرض ادا نہیں کرتا تو محتسب کے ہاں شکایت کر کے تدارک ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر قرضدار قرض سے انکار کر دے تو معاملہ محتسب کی دسترس سے نکل کر قاضی کے پاس جائیگا اور بالفرض قرضدار بڑا آدمی ہو اور قاضی معاملہ حل نہ کر سکے تو مقدمہ ناظر المظالم کو پہنچ جائے گا۔ یہ اور اس طرح کی متعدد مثالیں قاضی، محتسب اور ناظر المظالم کے فرائض و اختیارات کی تحدید کے لئے کافی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۴

تنفیذ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ا

شرائط محتسب

ادارہ احتساب اب تک کے مباحث کے مطابق چونکہ ایک نیم عدالتی، نیم انتظامی اور نیم پولیس کا ادارہ رہا ہے، اس لئے ایک محتسب میں کسی نہ کسی حد تک ان تمام شرائط (Qualifications) کا پایا جانا ضروری ہے، جو عدالت کے ایک قاضی، ایک اعلیٰ انتظامی عہدیدار اور ذمہ دار پولیس افسر میں ہونی چاہیں۔ اس ضمن میں فقہاء اسلام نے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے کئی قسم کی شرائط متعین کی ہیں۔ ان میں سے بعض کا درجہ لازمی اور ضروری شرائط کا ہے اور بعض شرائط بہتر اور مناسب ہیں۔ لازمی شرائط کو تو فقہی یا قانونی شرائط بھی کہا گیا ہے کہ ان کے بغیر کسی شخص کا محتسب کے عہدہ پر مقرر کیا جانا یا فائز ہونا ہی محل نظر ہے۔ ابن الاخوۃ کی رائے میں لازم ہے کہ محتسب:

(الف) مسلمان ہو۔

(ب) بالغ ہو۔

(ج) اور شریعت کے ضروری علم سے آگاہ ہو (۱)

امام غزالیؒ نے بعض شرائط میں محتسب کا مکلف ہونا بتایا ہے یعنی:

(الف) حدود شرع کے اندر کام کرنے والا

(ب) عادل

(ج) مدارج احتساب سے بخوبی آگاہ (۲)

موخرالذکر شرط "علم الاحتساب" سے آگہی کی ہے۔ اس کی تائید میں ایک طرف صاحب

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احیاء العلوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ محتسب کا اپنے علم میں کامل ہونا ضروری ہے' پیش کیا ہے' اس کے بعد حضرت حسن بصریؒ کا یہ قول دہرایا ہے کہ پہلے خود نیک عمل کرو' بعد میں لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو (۳)

فقہاء کے نزدیک لازمی شرائط کے علاوہ مزید تین شرائط کا محتسب میں پایا جانا بہتر اور مناسب ہے:

(الف) باکردار ہونا

(ب) صائب الرائے ہونا

(ج) حالات حاضرہ سے واقفیت (۴)

حاجی خلیفہ کے خیال میں علم الاحتساب انتہائی مشکل علوم میں سے ہے اور اس کا حصول صرف اس شخص کے لئے ممکن ہے' جو مضبوط سوجھ بوجھ اور درست فکر کا حامل ہو۔ ان کی رائے میں لوگ' ازمنہ اور احوال کسی ایک حالت پر نہیں رہتے' اس لئے لازمی طور پر ہر زمانے اور احوال کی سیاست مخصوص ہونی چاہیئے۔ علم الاحتساب کہ انتہائی مشکل امور میں سے ہے' محتسب کے منصب کے لئے وہی شخص موزوں ہو سکتا ہے جس میں قوت قدسیہ ہو اور جو خواہشات سے مبرا' جیسے عمرؓ بن الخطاب تھے کہ اس منصب کے حامل افراد میں نمایاں حیثیت و شہرت کے مالک ہوئے:

"وھذا العلم من ادق العلوم ولا یدرک الا من لہ فھم ثاقب وحدس صائب اذا الاشخاص و الازمان والاحوال لیست علی وتیرہ واحدۃ فلابد لکل واحد من الازمان و الاحوال سیاسۃ خاصۃ وذلک من اصعب الامور فلذلک لایلیق بمنصب الاحتساب الا من لہ قوۃ قدسیۃ مجردۃ عن الھوی کعمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب ولذلک کان علماء فی ھذا الشان" (۵)

الماوردی نے محتسب کیلئے مندرجہ ذیل شرائط بیان کی ہیں:

(الف) حریت

(ب) عدل

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ج) شجاعت

(د) دین کے معاملہ میں سختی

(ر) معاشرہ میں موجود منکرات کا علم (۶)

کم و بیش یہی شرائط قاضی ابویعلی الفراء نے دہرائی ہیں۔ البتہ حرا (آزاد) کی بجائے خبیراً یعنی اس کا باخبر ہونا بھی بتایا ہے۔ رقمطراز ہیں کہ محتسب:

"خبیرا عدلا ذا رای وصرامة وخشونة فی الدین وعلم بالمنکرات الظاهرة" (۷)

باخبر، عادل، ذی رائے، ذی عزم، دین میں تشدد اور منکرات کا علم جانتا ہو۔

بعض کے نزدیک محتسب کے لئے مجتہد اور مرد ہونا لازمی ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ محتسب کا مجتہد ہونا ضروری نہیں۔ نیز عورت بھی محتسب ہو سکتی ہے (۸) بہرکیف مجموعی طور پر محتسب کے شرائط میں اسلام، بلوغت، علم شریعت سے آگہی، حریت، عقل، عدالت اور انصاف پسندی کے علاوہ معاملہ فہمی، راست گوئی اور امانت داری وغیرہ ضروری ہیں جب کہ حرام امور سے اجتناب اور سریع الغضب ہونے سے گریز وغیرہ بھی شرائط محتسب میں داخل ہیں۔

قضاء اور احتساب کے اداروں کا چونکہ باہمی ربط و تعلق رہا ہے اس لئے محتسب کے لئے بھی قریب قریب وہی شرائط ہیں، جو قاضی کے لئے ضروری تھیں۔ بنا بریں کہیں قاضی اور کہیں شرطہ محتسب کا کردار ادا کرتے تھے، اس اعتبار سے محتسب کے شرائط میں قاضی کے علاوہ بہت حد تک شرائط شرطہ کو بھی مدنظر رکھا جانے لگا۔ چنانچہ اس تناظر میں فقہاء کی متعین کردہ محتسب کی شرائط ان ہی سے ممتاز و مماثل ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی رائے میں قاضی و محتسب ایسے لوگوں کو بنایا جائے، جو رشوت ستانی کی تہمت نہ لگائے گئے ہوں اور وہ مذہب اہل سنت والجماعت رکھتے ہیں:

"قاضی و محتسب جمع را باید ساخت کہ متہم بہ رشوت نباشد و تدین و مذہب اہل سنت و جماعت داشتہ باشد" (۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن فقہاء اسلام کی اکثریت اس شرط سے متفق نہیں کہ محتسب یا قاضی صرف اور صرف اہل سنت والجماعت ہی سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان کے نزدیک تو قاضی کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ وہ بے لوث اور صاحب کردار عالم ہو' اور بس۔ ہاں البتہ اس کا اسلامی قانون کی جزئیات سے مکمل طور پر آگاہ ہونا شرط اولیٰ ہے۔ محتسب کے لئے بھی فقط بے لوث اور صاحب کردار ہونا ضروری ہے۔ اسلامی قانون کی جزئیات سے کامل واقفیت کی شرط اس سے خاص نہیں۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے قول کے مطابق قاضی میں حسب ذیل پانچ شرائط اسے قاضی کامل کا درجہ عطا کرتی ہیں :

۱۔ تقرری سے قبل کے واقعات سے واقفیت
۲۔ حرص اور طمع سے متنفر
۳۔ بردباری' یہاں تک کہ مخالفین کے ساتھ بھی تحمل سے پیش آئے۔
۴۔ آئمہ فقہ کا متبع ہو۔
۵۔ اہل علم اور اہل الرائے سے میل جول رکھتا ہو (۱۰)

عرنوس کی رائے میں جس قاضی میں متذکرہ پانچ شرائط میں سے کسی ایک کی بھی کمی ہو' وہ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے نزدیک قاضی ناقص قرار پائے گا (۱۱)

زمانہ سلف میں عالم اسلام سے قطع نظر ہندوستان میں خدمت قضاء پر ایسے لوگ مقرر کئے جاتے تھے' جو بلند کردار اور فقہی معلومات میں یگانہ روزگار ہوں (۱۲) تاریخ پاک و ہند کے بعض بلاد کی مثالیں موجود ہیں' جہاں قضاء و احتساب کے صیغہ جات ایک ہی فرد یعنی قاضی کے سپرد رہے (۱۳) اس لحاظ سے محتسب کی بلند کرداری اس کی فقہی معلومات سے مزین و مشروط رہی۔ الماوردی اور قاضی ابویعلی الفراء نے صراحتاً لکھا ہے کہ محتسب کو اپنے علاقے کے لوگوں کی اکثریت کے مسلک کے مطابق احتساب کا حق حاصل ہے (۱۴)

قاضی کے جو شرائط (۱۵) مختلف کتب میں بیان کئے گئے ہیں' ان کی روشنی میں ضروری ہے کہ وہ ثقہ ہو' اور اصول فقہ' حدیث' قرآن اور نحو و لغت میں ماہر' منطق اور فرائض کا بھی علم رکھتا ہو (۱۶) جب کہ فقہاء نے محتسب کے لئے یہ شرائط ضروری نہیں بتائے۔ البتہ محتسب کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعض شرائط سے مکلف ہونا ضروری قرار دیا ہے' جو قاضی سے خاص ہیں مثلاً:

"امام ابو حنیفہؒ شافعیؒ اور امام مالکؒ تینوں کے خیال میں فصل خصومات کے لئے حاکم ایسا ہونا چاہئے' جو حدیث اور فقہ کا عالم ہونے کے ساتھ ساتھ عقل و خرد اور تقوی و پرہیزگاری سے بھی متصف ہو' (۱۷)

فقہاء نے محتسب کے لئے جو ضروری شرائط گنوائی ہیں' ان میں تقویٰ و پرہیزگاری کو نمایاں الفاظ میں رقم کیا ہے۔ علاوہ ازیں کچھ شرائط تو قاضی اور محتسب میں ایک سی بتائی ہیں' جیسا کہ :

"آزاد' مسلمان' عاقل' بالغ اور عادل" (۱۸)

یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ تقرری کے بعد اگر قاضی کی حرکات تقویٰ اور دیانت کے خلاف ہوں اور فسق و فجور پر دلالت کریں تو اسے معزول کر دینا چاہئے (۱۹) گویا تقویٰ و دیانتداری' محتسب و قاضی دونوں سے خاص ہیں۔

عرنوس نے تبصرۃ الاحکام کے حوالے سے قاضی کے لئے حسب ذیل شرائط کا بھی ذکر کیا ہے :

"مسلمان' عقل و خرد' مرد' آزاد' بالغ' عادل' صادق القول' امین' پاکباز' پرہیزگار' شبہات سے محفوظ' خوشی و ناخوشی کی حالت میں یکساں قابل اعتماد' عالم' جس کی قوت سامعہ' بینائی اور گویائی میں فرق نہ ہو" (۲۰)

الماوردی نے قاضی کے لئے حسب ذیل سات شرائط پیش کی ہیں :

۱۔ مرد اور بالغ

۲۔ بقدر عقل و خرد کا مالک کہ جس پر شرعی تکلیف کا مدار ہے' یعنی ذکاوت طبع اور واقفیت عامہ کا حامل ہو۔ تساہل پسندی بالکل نہ پائی جائے۔

۳۔ غلام نہیں بلکہ آزاد ہو۔

۴۔ مسلمان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۔ عدالت' یعنی صادق القول' امین' پاک دامن پرہیزگار' خوشنودی و خفگی میں یکساں مطمئن رہنے والا۔

۶۔ قوت سامعہ و باصرہ کی سلامتی' نیز رعب و دبدبہ کیلئے مناسب ہے کہ توانا و تندرست اور صحیح الاعضاء ہو۔

۷۔ علوم شرعیہ کے اصول سے واقف اور فروع میں اعلیٰ مہارت رکھتا ہو۔ گویا کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے علاوہ مسائل اجماع سے آگاہ ہو۔ قیاس سے واقف ہو اور مختلف فیہ مسائل میں اجتہاد کر سکتا ہو (۲۱)

دیگر فقہاء کے نزدیک قاضی کے شرائط میں حریت' علم' عقل' بلوغ' اسلام' عدالت اور انصاف پسندی کے علاوہ معاملہ فہمی' راست گوئی امانت داری' حرام امور سے مجتنب رہنا اور سریع الغضب نہ ہونا' ایسی صفات شامل ہیں۔ بعض کے ہاں صحیح الفہم کی شرط کے ساتھ کسی ان پڑھ کو بھی قاضی مقرر کرنے کی اجازت ہے۔ محتسب کی شرائط ان تمام سے قطعاً متصادم نہیں۔ کہیں جزئی طور پر موجود ہیں اور کہیں کلی طور پر۔

قاضی اور محتسب کے شرائط کے تقابل کے بعد جہاں تک محتسب اور شرطہ کی شرائط کا تعلق ہے' اس بارے میں بھی بعض تفصیلات ملتی ہیں۔ یاقوت حموی کا بیان ہے کہ شرطہ ایسے شخص کو بنایا جائے' جو صاحب اثر عالم و فاضل اور صاحب الرائے ہو (۲۲) مگر معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی عیب یا حسب نسب کا اعلیٰ نہ ہونا شرطہ کے عہدہ پر فائز ہونے میں کبھی کبھی مانع نہ تھا (۲۳) محتسب کے شرائط میں اول الذکر شرائط لازمی ملتی ہیں اور عہدہ احتساب پر تقرری کے لئے ان کا پایا جانا ایک زمانے تک ضروری بھی قرار دیا جاتا رہا۔ شرطہ کے لئے اگرچہ اعلیٰ حسب نسب یا جسمانی عیب سے متعلق شرائط خاص نہ تھیں' لیکن محتسب کے حسب نسب کو خصوصی طور پر اہمیت و اولیت دی جاتی رہی اور اس بات کا بطور خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ محتسب ممکنہ حد تک جسمانی عیوب سے پاک ہو۔ بنا بریں پولیس افسر کے لئے ضروری تھا کہ :

☆ متحمل مزاج اور بردبار ہونے کے ساتھ ساتھ بارعب'

☆ پر تمکنت اور باوقار ہو۔

☆ زیادہ باتوں سے اجتناب کرے اور کم گو ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

☆ مشتبہ لوگوں سے تشدد کیساتھ پیش آئے اور ان کی چالوں میں نہ پھنسے۔

☆ غور و فکر کا خوگر ہو۔

☆ عجلت پسندی سے دور رہے۔

☆ بیدار مغز ہو۔

☆ ہنسنے اور مسکرانے کی عادت قدرے کم ہو۔

☆ ماتحتوں پر کڑی نظر رکھے۔

☆ قید خانوں کی دیکھ بھال سے غافل نہ رہے اور اس کی بھی نگرانی رکھے کہ قیدیوں کے ہاں کیا کیا چیزیں آ جا رہی ہیں (۲۴)

پولیس افسر کی جو محولہ بالا صفات بیان کی گئی ہیں' وہ تقریباً تمام کی تمام محتسب کے شرائط پر منطبق ہوتی ہیں۔ محتسب کے شرائط میں اس کا متحمل مزاج' بردبار' بارعب' پر تمکنت' باوقار اور بیدار مغز ہونا بتایا جاتا ہے۔ محتسب بھی مشتبہ لوگوں پر کڑی نظر رکھتا ہے اور ایسے افراد کے خلاف انضباطی کارروائی میں تساہل پسندی سے کام نہیں لیتا۔ حالات پر اس کی گہری نظر رہتی ہے اور وہ معاملات کی کڑی نگرانی کرتا ہے۔ اس لحاظ سے محتسب کے شرائط بہت حد تک شرطہ کی صفات سے مماثلت و مطابقت رکھتے ہیں۔

لازمی شرائط ثلاثہ

محتسب کے لئے کچھ شرائط تو لازمی ہیں۔ ان شرائط کو بنیادی شرائط بھی کہا گیا ہے اور قانونی شرائط بھی۔ یہ لازمی یعنی بنیادی اور قانونی شرائط تین ہیں۔ اسلام' بلوغت اور علم شریعت کا جاننا۔

☆ اسلام

شرط اول محتسب کا مسلمان ہونا ہے' کیونکہ قرآن کا فیصلہ ہے:

"ان الدین عند اللہ الاسلام (۲۴)

(ترجمہ) بے شک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام (۲۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) پس جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے' اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے۔

رب باری تعالیٰ کا یہ بھی انتباہ ہے کہ جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے' ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ خسارے میں رہے گا:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین (۲۶)

(ترجمہ) اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

اسلام کے لغوی معنی ظاہری اور باطنی آلائشوں اور عیوب سے مبرا و ماوراء یعنی خالص و محفوظ ہونے' صلح و امان' سلامتی اور اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں اور بقول الامدی:

"اسلام کے شرعی معنی اس کے لغوی معنوں ہی سے نکلتے ہیں اور دونوں کا باہم مضبوط تعلق ہے" (۲۷)

ابن منظور افریقی نے صراحت کی ہے:

الاسلام من الشریعۃ اظھار الخضوع واظھار الشریعۃ والتزام کما اتی بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبذلک یحصن الدم ویستدفع المکروہ (۲۸)

اسلام کا اصطلاحی و شرعی مفہوم اطاعت وتسلیم' اظہار شریعت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے تمسک ہے۔

امام رازی نے اسلام کے چار معنی بتائے ہیں:

۱۔ الاسلام ھو الدخول فی الاسلام ای فی الانقیاد والمتابعۃ۔
اسلام کے معنی اطاعت و فرمانبرداری میں داخل ہو جانا ہے۔

۲۔ الاسلام معناہ اخلاص الدین والعقیدۃ۔
اسلام کے معنی دین اور عقیدے کا خالص کرنا ہے۔

۳۔ فی عرف الشرع فالاسلام ھو الایمان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عرف شرعی میں ایمان کا دوسرا نام اسلام ہے۔

۴۔ الاسلام عبارة عن الانقیاد (۲۹)

اسلام کا مطلب فرمانبرداری اور اطاعت ہے۔

اسلام ایک مختصر مگر جامع لفظ ہے اور اس کی اختصاریت اور جامعیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اسے "دین" کہا گیا ہے' جو کل زندگی کے دستورالعمل کی حیثیت سے اپنے اندر معنوی لحاظ سے انقیاد و اخلاص کا وسیع تر مفہوم رکھتا ہے۔ استعارتاً اور اصطلاحاً اس سے مراد ملت اور شریعت ہے۔ قرآن حکیم میں اس کے لئے دین الحق (۳۰) دین اللہ (۳۱) ' اور الدین القیم (۳۲) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ ۱۰ھ میں دین اسلام کے کامل ہونے کی نوید ان الفاظ میں سنائی گئی۔

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیک نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" (۳۳)

(ترجمہ) آج کے دن (اللہ نے) تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین پسند کیا۔

اور بقول امام ابو حنیفہ :

"لفظ دین کا اطلاق ایمان' اسلام اور جملہ احکام شریعہ پر ہوتا ہے" (۳۴)

اسی لئے سید شریف حسین جرجانی نے صراحت کر دی ہے کہ :

"دین (اسلام) اللہ کا مقرر کردہ وہ دستور حیات ہے جو اصحاب عقل و فکر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ لائحہ عمل کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے" (۳۵)

اسلام سے متعلق تمام آیات قرآنی (۳۶) نہ صرف اس دین کی عظمت کی گواہی دیتی ہیں' بلکہ ان سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان ہونا اللہ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے۔ فقہاء کرام نے محتسب کے لئے پہلی شرط "اسلام" عائد ہی اس لئے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مسلمان ہونا پسند ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان تسمع الا من یومن بایتنا فھم مسلمون (۳۷)

(ترجمہ) تم ان ہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں' پس وہی مسلمان (فرمانبردار) ہیں۔

اور مسلمان کی عظمت کا ثبوت یہ ہے :

ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین (۳۸)

(ترجمہ) کسی وقت کافر لوگ (بھی آرزو) کریں گے کہ اے کاش' وہ مسلمان ہوتے۔

اسلام کہ ایک دین ہے اور لغوی و تشریعی اعتبار سے یہ عقیدہ و اقرار اور عمل بھی' ضابطہ حیات ہے اور دستورالعمل بھی۔ اس میں عقائد' عبادات یعنی نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور جہاد اور معاملات کہ انفرادی' منزلی' اجتماعی' سیاسی' اقتصادی' عسکری' عدالتی' قومی اور بین الاقوامی ہوں' سب شامل ہیں۔ بناء بریں احتساب کا تعلق چونکہ امربالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے اور محتسب کا کردار اسلامی ریاست میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے متعلق ہے' اس لحاظ سے فقہاء کا قطعی فیصلہ ہے کہ اسلامی ریاست میں صرف مسلمان ہی محتسب ہو سکتا ہے۔ برعکس اس کے' اگر مسلمانوں کے احتساب کا فریضہ کافر انجام دینے لگیں تو اس سے اسلام اور مسلمانوں کی مغلوبیت کا پہلو نکلتا ہے۔ ابن جوزی کی تصریح کے مطابق امربالمعروف میں ایک قسم کا غلبہ ہے اور جسے حکم دیا جا رہا' اس پر حکمرانی ہے' چنانچہ کافر مومن کو بھلائی کا حکم نہیں دے سکتا' حالانکہ بھلائی کا حکم دینا حق ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ :

"کافر کو احتساب سے اس لئے روکا گیا ہے کہ اس میں ایک طرح کا غلبہ اور عزت ہے اور مسلمان اس عزت کے دین اور معرفت کی وجہ سے مستحق ہیں" (۳۹)

ابن جوزی کے علاوہ امام ابن تیمیہ' ابن قیم' امام غزالی' الماوردی اور قاضی ابویعلی الفراء وغیرہ نے بھی اپنی اپنی تالیفات (۴۰) میں اس امر پر بحث کی ہے کہ کافر محتسب نہیں ہو سکتا' لہٰذا کسی اسلامی ریاست میں محتسب کیلئے "اسلام" لازماً شرط اول ہے۔ امیر کبیر نے تو یہاں تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تصریح کر دی ہے کہ محتسب مسلمان' مکلف اور قدرت کا موصوف ہو' کیونکہ کافر کو احتساب کی قابلیت نہیں ہوتی (۴۱)

☆ بلوغت

محتسب کیلئے لازمی شرائط ثلاثہ میں بلوغت (۴۲) کو بھی بنیادی اور قانونی شرط قرار دیا گیا ہے۔ نیز یہ تصریح ملتی ہے کہ کوئی بالغ شخص ہی باشعور اور باعلم و باعمل ہو سکتا ہے۔ ابن جوزی نے محتسب کے شرائط میں اسی لئے اسلام کے ساتھ "بلوغت" کی شرط پیش کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ :

> "محتسب کا بالغ مسلمان اور برائی کو روکنے کی قدرت رکھنے والا ہونا ضروری ہے۔ ہوش مند بچہ جو قریب البلوغ ہو' برائی پر اگرچہ گرفت کر سکتا ہے' اسے اس کا ثواب بھی ہوگا' لیکن اس پر یہ واجب نہیں" (۴۳)

بلوغت اصل میں بالغ سے ہے۔ "بالغ" کے لغوی معنی "پہنچنے والا" کے ہیں' یعنی وہ جو شباب کو چھولے۔ اسلامی قانون میں بلوغت' عورت اور مرد دونوں کے لئے جسمانی قوی کی تکمیل پر موقوف ہے اور اگر بلوغ قوی کے آثار ظاہر میں موجود نہ ہوں تو ایک خاص عمر کو سن بلوغت (۴۴) قرار دیا جاتا ہے۔ کسی بھی مرد یا عورت کی طرف سے بلوغت کے دعویٰ کو فقہاء بعض شرائط یا اوصاف کی روشنی میں درست تسلیم کرتے ہیں (۴۵) اسلام میں قانونی حقوق کے لئے بلوغت شرط ہے اور ہر بالغ کو جو صحیح الدماغ (عاقل) ہو' مکلف تصور کیا جاتا ہے۔ یعنی اس پر مذہبی فرائض کی انجام دہی لازم ہو جاتی ہے اور وہ حدود و قصاص تک میں مسئول قرار پاتا ہے۔ ان تصریحات کو مدنظر رکھا جائے تو محتسب کے لازمی شرائط میں بلوغت کی شرط ہرگز بے معنی نظر نہیں آتی۔

☆ علم شریعت سے آگہی'

اسلام اور بلوغت کے بعد محتسب کے لئے تیسری اہم اور لازمی شرط "علم شریعت سے آگہی" ہے۔ ابن الاخوۃ کے نزدیک محتسب پر واجب ہے کہ وہ شریعت کا ضروری علم جانتا ہو (۴۶) ۔ ابن بسام کی رائے میں محتسب کو فقیہ ہونا چاہیئے یا بالفاظ دیگر فقیہ ہی محتسب ہو سکتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ شریعت کے احکام سے آگاہ ہوتا ہے (۴۷) یہ شرط یقیناً اس لئے رکھی گئی ہے کہ محتسب کا ہر عمل اور ہر اقدام شریعت کی تقویت اور استحکام کے لئے ہوتا ہے۔

اسلامی ریاست میں محتسب کے انتخاب اور تقرری کے وقت اس کی علم شریعت سے آگہی کی شرط کو مقدم گردانا جاتا رہا' جیسا کہ ایک غیر مسلم سیاح نے اپنے دورہ ایران کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے۔ اس کی رائے میں یہ ضروری شرط تھی کہ عہدہ احتساب کا امیدوار مومن' عادل اور احکام شریعت کا عالم ہو (۴۸)

امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ محتسب مکلف ہونا چاہئے' یعنی حدود شرع کے اندر کام کرنے والا ہو (۴۹) امام غزالیؒ محتسب کے مکلف ہونے کو شرط اول قرار دیتے ہیں' اور یہ اس لحاظ سے بھی درست ہے کہ عامل شریعت کوئی مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس شرط میں محتسب کے مسلمان اور بالغ ہونے کی شرائط بھی آ جاتی ہیں اور مزید یہ کہ علم شریعت سے آگہی' جو ہر عالم و عامل مسلمان کے لئے ضروری ہے اور محتسب پر بھی لازم۔

شریعت' عربی زبان کا اسم المصدر ہے' جس کی لفظی معنی ہیں: گھاٹ' 'پنگھٹ' وہ جگہ جہاں آسانی کے ساتھ پانی پینے کے لئے پہنچا' یا پہنچایا جا سکے' دریا اور سمندر کے کنارے' دہلیز' چوکھٹ' عادت' بیان' اظہار اور وضاحت (۵۰) ابن منظور افریقی کے مطابق اہل عرب صرف اس پانی کو شریعت کا نام دیتے ہیں' جو کھلے چشمے کی صورت میں ہو اور کبھی منقطع نہ ہوتا ہو (۵۱) لسان العرب ہی میں ہے کہ دین' ملت' منہاج' راستہ' مثال' نمونہ اور مذہب کو شریعت کہتے ہیں (۵۲) الزبیدی کے نزدیک:

> "شریعت اور شرع سے مراد وہ طریقہ زندگی (دین) ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے مقرر کر دے اور اس پر چلنے کا حکم دے' مثلاً نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور دیگر اعمال صالحہ" (۵۳)

بعض نے شریعت کے معنی "اظہار و بیان" بتائے ہیں (۵۴) اور بعض نے شریعت سے مراد وہ مذہبی راستہ لیا ہے' جس پر چل کر بندہ اپنی زندگی کے مکمل اظہار کے طور پر حکم خداوندی بجا لاتا ہے (۵۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب کے اختیارات و فرائض میں چونکہ وہ تمام امور و درجات شامل ہیں' جو شریعت کے معنوں کو محیط ہیں' اس لئے معنویت شریعت کے اعتبار سے محتسب کا علم شریعت سے آگاہ ہونا شرط ہے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ محتسب اوامر و نواہی کی خاطر دینی اقدار کی حفاظت کا فریضہ بجا لاتا ہے۔ انفرادی طور پر لوگوں کو احکام خداوندی کے مطابق زندگی گزارنے کا پابند کرتا ہے۔ خود امربالمعروف و نہی عن المنکر کا پابند ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی اعمال صالحہ کی تلقین کرتا ہے۔

شریعت کی ایک اصطلاحی تعریف بھی ہے اور اس میں کہا گیا ہے شریعت اور شرع سے مراد دین کے ذریعے دنیوی فلاح کا راستہ ہے' جو بقول تھانوی: اصلاح و تعمیر اور امن و سکون پر منتج ہو اور اگر یہ دینی و اخروی بھلائی کی خاطر ہے' تو اس کا منتہائے مقصود روح اور سیرت کی تعمیر ہوگا (۵۶) محتسب کا کردار بھی اصلاح و تعمیر اور امن و سکون کی غمازی کرتا ہے اور اس کے عمل احتساب سے روح اور سیرت کی تعمیر ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے محتسب کے شرائط میں علم شریعت کا جاننا فی الحقیقت بہت ضروری ہے۔

شریعت کا تعلق دین اور طریق زندگی سے ہے اور عمل احتساب شریعت کے قریب تر' بلکہ احکام شریعت پر عملدرآمد کا غماز۔ قرآن حکیم اور احادیث نبوی میں اس کی تصریح موجود ہے۔ قرآن میں لفظ "شریعت" اپنے مشتقات کی شکل میں چار مقامات پر وارد ہوا ہے:

"شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسی وعیسی ان اقیمو الدین ولاتتفرقوا فیہ" (۵۷)

(ترجمہ) اس (اللہ) نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ ہے) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

"ثم جعلنک علی شریعۃ من الامر فاتبعھا ولاتتبع اھواء الذین لایعلمون" (۵۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے راستے پر (قائم) کر دیا تو اسی (راستے) پر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا۔

"ام لھم شرکوا اشرعوا لھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ" (۵۹)

(ترجمہ) کیا ان کے وہ شریک ہیں' جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کا خدا نے حکم نہیں دیا۔

"لکل جعلنا منکم شرعۃ و منھاجا" (۶۰)

(ترجمہ) ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور طریقہ مقرر کر دیا ہے۔

موخرالذکر آیت کے ضمن میں تصریحاً حضرت عبداللہؓ بن عباس کا یہ قول دہرایا جاتا ہے کہ شرع سے مراد قرآن حکیم میں وارد ہونے والے احکام ہیں اور منہاج سے مقصود وہ مسائل شریعت جو حدیث نبویؐ میں آئے ہیں۔ نصوص قرآنیہ گویا بنیادی اصول اور اساسی عقائد مہیا کرتی ہیں' جب کہ احادیث نبویہ ان اصول و عقائد کی تفصیل اور ان کی عملی تطبیق کا لائحہ عمل ہیں (۶۱) اول الذکر آیت شریعت اسلامی کے نقطہ نظر اور دیگر شرائع سماویہ (یہودیت وعیسائیت) کے ساتھ اس کے تعلق اور مناسبت کی توجیہ و تعیین کرتی ہے (۶۲) چنانچہ تصریحاً کہتے ہیں کہ :

"شریعت کے معنی وہ امور ہیں' جو زمین اور اہل زمین سے تعلق رکھتے ہوں۔ اسی مناسبت سے شارع ایسے راستے کو کہا جاتا ہے' جو سیدھا اور محفوظ ہو۔ پس شریعت بھی بھلائی اور نیکی پر منتج ہونے والا ایک محفوظ اور سیدھا راستہ ہے" (۶۳)

اسلامی ریاست میں محتسب چونکہ امربالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت تمام امور فرداً فرداً اور بسا اوقات اجتماعاً' امت مسلمہ اور ملک و ملت کی فوز و فلاح' امن و سلامتی' بھلائی اور نیکی اور صراط مستقیم کی خاطر انجام دیتا ہے' اس لئے اس کے شرائط میں علم شریعت سے آگہی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور اس شرط کی رو سے محتسب کا کردار احکام شریعت کے تابع قرار پاتا ہے۔ ابن بسام نے جہاں محتسب کے لئے فقیہ ہونے کی شرط عائد کی ہے' وہاں یہ بھی تصریح کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دی ہے کہ وہ جس چیز کا حکم دے اور جس چیز سے روکے' اس کے بارے میں واقفیت تامہ رکھتا ہو' کیونکہ :

"الحسن ماحسنه الشرع' والقبیح ما قبحه الشرع۔ (۶۴)

اچھا وہ ہے' جسے شریعت نے اچھا قرار دیا ہو اور برا وہ ہے' جس کو شریعت برا کہے۔

صاحب نہایۃ الرتبہ کے نزدیک کتاب اللہ اور سنت نبویؐ کے سوا معروف و منکر کو پہچاننے کے لئے عقل کوئی پیمانہ نہیں' کیونکہ بعض اوقات کوئی جاہل اپنی عقل کے ذریعے کسی ایسی چیز کو اچھا سمجھ بیٹھتا ہے' جسے شریعت نے برا قرار دیا ہو' اور اس طرح وہ لاعلمی میں ایک ممنوع کام کا مرتکب ہو جاتا ہے (۶۵)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جہاں تک علم (شریعت) کا تعلق ہے تو اس سے مراد "احتساب کے مواقع" اس کے حدود اور اس کے فرائض جاننا ہے تاکہ شریعت کے حدود میں محدود رہا جا سکے :

"اما العلم فلیعلم مواقع الحسبة وحدودها ومجاریها وموانعها لیقتصر علی حد الشرع فیه" (۶۶)

شرعی حدود کے تعین کے لئے بھی علم شریعت سے آگہی ضروری ہے۔ چنانچہ ایک رائے یہ ہے کہ :

"لفظ شریعت یا شریعت اسلامیہ جب دنیا کے مروجہ قوانین کے مقابلے میں مستعمل ہو تو اس سے مراد وہ تمام احکام ہوتے ہیں' جن پر دین اسلام مشتمل ہے" (۶۷)

لیکن یہ شریعت کا وسیع تر اور مبسوط مفہوم ہے اور محتسب کے شرائط میں شریعت کے ضروری اور مناسب احکام جاننا ہی لازمی ہے۔ وہ احکام جو محتسب کو اس کے اختیارات و فرائض کی بجاآوری میں اس کی معاونت کر سکیں اور اس کے لئے رہنمائی کا کام دیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شریعت میں صرف وہی فعل واجب ہے' انسان جسے کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اس ضمن میں ابن قیم نے ایک قول پیش کیا ہے۔ یہ قول بعض کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بقول بعض حضرت عمرؓ سے منسوب ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے:

"من قلد رجلا علی عصابة وهو یجد فی تلک العصابة من هو ارضی منه فقد خان الله وخان رسوله وخان المومنین" (۶۸)

کسی جماعت پر ایک ایسے شخص کو مسلط کر دینا کہ اس میں اس سے زیادہ اچھے افراد موجود ہوں اللہ' اس کے رسول اور اہل ایمان کے ساتھ خیانت ہے۔

امام ابن تیمیہ نے اسی قول کو فرض کی بنیاد بناتے ہوئے تصریح فرمائی ہے کہ واجب وہ چیز ہے' جو موجود شئے سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

"اشکو الیک جلد الفاجر وعجز الثقة" (۶۹)

(اے اللہ) میں ایک فاجر کی جرات اور ایماندار کی کمزوری کے خلاف تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔

امام غزالیؒ نے محتسب کے لئے علم شریعت سے آگہی کی شرط کو اگرچہ ورع اور حسن خلق کے ساتھ مشروط کیا ہے' تاہم صراحت کر دی ہے کہ علم شریعت ہی کافی نہیں' محتسب کے شرائط میں ورع اور حسن خلق بھی ضروری ہیں۔ حسن خلق کو انہوں نے مقدم جانا ہے اور علم شریعت کو ورع کا پابند قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"والورع لیرد عه عن مخالفة معلومه فماکل من علم عمل بعلمه بل ربما یعلم انه مسرف فی الحسبه وزائد علی الحد الماذون فیه شرعا" (۷۰)

اور جہاں تک ورع (تقویٰ) کا تعلق ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے علم کی مخالفت سے باز رہے اور اس سے تجاوز نہ کرے' کیونکہ علم ہی کے ذریعے اسے یہ پتا چل سکتا ہے کہ وہ اپنے حدود سے تجاوز کر رہا ہے کہ نہیں؟

اس تمام بحث و استدلال کا حاصل یہ ہے کہ ضروری اور مناسب علم شریعت سے آگہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی شرط محتسب کیلئے اتنی ہی لازمی ہے جتنی کہ اس کا مسلمان اور بالغ ہونا۔ اسلامی شریعت کا ایک خصوصی امتیاز یہ ہے کہ اس کے اصول و مبادی اور ان سے مستنبط ہونے والی فروعات' انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی و محیط ہیں اور احکام شریعت حقوق اللہ' حقوق العباد اور مخلوط و مشترکہ حقوق کے تحفظ کیلئے ہیں' جنہیں تین ابواب میں تقسیم کیا جاتا ہے : عبادات' معاملات اور جنایات و عقوبات۔ محتسب کے اختیارات' فرائض اور ذمہ داریاں کسی نہ کسی طور ان ہی پر محیط ہیں۔ اس لحاظ سے بھی اس کا اسلام' بلوغت اور ضروری علم شریعت سے آگہی کے شرائط پر پورا اترنا لازمی ہے۔

اہم شرائط

محتسب کا بعض ایسی شرائط سے مشروط ہونا بھی ضروری ہے جو اگرچہ لازمی شرائط کے زمرہ میں نہیں آتیں مگر ان کا درجہ اہمیت کے اعتبار سے لازم کے قریب تر ہے' اسی لئے کچھ فقہاء کرام نے انہیں اہم شرائط گردانا ہے اور بعض انہیں لازمی شرائط میں شمار کرتے ہیں۔ ان میں پہلی شرط "حریت" ہے اور دوسری "عدل"۔

☆ حریت

الماوردی جیسے فقہاء کے ہاں محتسب کے لئے حریہ کی شرط ملتی ہے۔ حریہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مادہ ح رر ہے۔ عبرانی میں یہ حور hor آرامی میں حیر her یا حروطا heruta استعمال ہوتا ہے اور اس کا لغوی مفہوم ایک ہی ہے' یعنی آزادی' شرافت' حاکمیت میں آزادی۔ ابن منظور اور الزبیدی کے نزدیک :

> "الحر عبد کا نقیض ہے۔ گویا وہ شخص جو کسی کا غلام نہ ہو' یہ لفظ شریف کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ حر بین الحریہ او الحرورۃ وہ آدمی جس کی شرافت نمایاں ہو۔ نیز یہ ہر شئے کے بہترین حصے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے" (۷۲)

علامہ راغب نے حریہ کی دو قسمیں گنوائی ہیں ۔ اولاً کسی کا غلام نہ ہونا' جیسے قرآن مجید میں ہے :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"یایھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی' الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی" (۷۳)

(ترجمہ) اے ایمان والو! فرض ہوا تم پر قصاص' برابر کرنا مقتولوں میں' آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔

ثانیاً: صفات ذمیمہ یعنی حرص اور دنیوی مال و متاع کے لالچ سے آزاد ہونا اور اپنے آپ کو خدا کے لئے وقف کر دینا۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت مریم کی والدہ کے قول کے طور پر آیا ہے:

"رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا" (۷۴)

(ترجمہ) اے میرے رب! میں نے تیرے نذر کیا جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد ہو کر۔

حر' حرہ اور احرار وغیرہ کے الفاظ احادیث میں بھی بکثرت آئے ہیں۔ مثلاً دیت الحر یعنی حر (آزاد' شریف) کے خون بہا کے ذکر میں یا غلاموں کو آزاد کرنے کے سلسلے میں کوئی آقا اپنے غلام کو آزاد کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ میں اسے اللہ کی رضا جوئی کے لئے آزاد کرتا ہوں۔ کتب فقہ میں بھی جہاں آزاد اور غلام (حر اور عبد) کی بحث آتی ہے' اس کا ذکر موجود ہے۔

حریہ کی اس لغوی اور اصطلاحی تعریف کا اطلاق فی الحقیقت محتسب کی شرط کے طور پر کرنا اس کے معنوی مفہوم اور محتسب کے کردار کی غمازی کرتا ہے۔ چنانچہ محتسب کی تقرری کے وقت اگر یہ دیکھا جائے کہ وہ حریت سے متصف ہو' یعنی شہر یا علاقے کے بہترین لوگوں میں سے ہو۔ حرص اور دنیوی مال و متاع کے لالچ سے آزاد ہو۔ اور احتساب کا فریضہ انجام دینے کی خاطر اپنے آپ کو خدا کے لئے وقف کر دینے والا ہو یا اس کا فریضہ احتساب خوشنودی خدا کے لئے ہو اور وہ ہر قسم کی پابندی سے آزاد ہو کر محتسب کی ذمہ داریاں ادا کرتا ہو' تو اس کا یہ فعل عین اسلامی ہے اور حریت فکر و عمل کے عین مطابق۔

شرط حریہ کا استنباط تاریخی طور سے بھی ہوتا ہے' کیونکہ زمانہ قبل از اسلام عرب میں حریہ کی اصطلاح نہ صرف عبد کی ضد کے معنی میں استعمال ہوتی تھی' بلکہ اخلاقیات کی اصطلاح بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھی، جس کے مصداق وہ افراد ہوتے تھے، جو صفات حمیدہ اور اعلیٰ اخلاق کے حامل ہوتے تھے۔ اخلاقی اعتبار سے مرد حر کی برتری کی علامت اس کی مروت، سخاوت، اور اعلیٰ مقصد کے لئے جاں سپاری ہوتی تھی، جس کے گن نظم و نثر میں ہمیشہ گائے جاتے تھے۔ یونانی کتب کے عربی تراجم نے مسلمانوں کو جب یونانی مفکرین کے آزادی کے مسائل سے متعلق بعض احوال سے متعارف کرایا، تو حریہ کی اصطلاح تاریخی اعتبار سے اور بھی مروج ہو گئی، تا آنکہ الفارابی اور ابن سینا ایسے حکماء نے اپنی نگارشات میں اسے بطور سیاسی اصطلاح کے محدود مفہوم میں استعمال کیا۔ رفتہ رفتہ یہ اصطلاح تصوف میں بھی آ گئی۔ ابونصر السراج کی کتاب اللمع اور القشیری کے الرسالہ میں حریہ کا ذکر جادہ تصوف میں نشان راہ کے طور پر ملتا ہے۔ الرسالہ کے طفیل اس اصطلاح کو کتب تصوف میں ایک مستقل مقام حاصل ہوا اور اس کے معنی خدا اور اس کی بندگی کے سوا ہر شئے سے چھٹکارا پانا، قرار پائے۔ یہاں تک کہ ابن العربی نے حریہ کو کامل عبدیت کا نام دیا (۷۶)

ظہور اسلام کے وقت دنیا کے اکثر ممالک میں غلامی موجود تھی اور غلاموں کا درجہ آزاد انسانوں کے مقابلے میں نہ صرف کمتر تھا بلکہ ان کی حالت حیوانوں سے بھی بدتر تھی۔ اسلام نے غلامی کو اس وقت کی ایک عالمگیر، ناگزیر عادت سمجھ کر اس کا انسداد تدریجی طور پر قانونی اخلاقی، ترغیبی اور نفسیاتی انداز میں کیا، تاکہ اس قبیح رسم کا انسداد معاشرے کی روحانی امنگ بن جائے اور لوگ خود بخود اس سے نفرت کرنے لگیں۔ اسلام میں چونکہ غلامی پسندیدہ ادارہ نہیں، بلکہ انسان کی آزادی ایک محبوب نصب العین ہے، اس لئے مسلمانوں میں رفتہ رفتہ یہ رسم خود بخود مٹ گئی۔

اسلام ایک عالمگیر تبلیغی مذہب ہے، جس میں دینی مقاصد کو ترجیح و تفوق حاصل ہے۔ بنیادی دینی امور کے سوا تمام عام شہری حقوق سے ہر کسی کو متمتع ہونے کا حق دیا گیا ہے۔ اس کا باقاعدہ اعلان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں فرمایا۔ اور یہ بات ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کہہ دی گئی کہ اسلام میں حاکمیت اللہ کی ہے، انسان اس کے نائب ہیں۔ اسلام میں جو کچھ ہے، نیابت ہے، رعایا کا کوئی تصور نہیں، بلکہ اسلام میں سب آزاد اور برابر ہیں، البتہ دینی مقاصد کے اعتبار سے مسلم اور ذمی کا فرق ہے اور یہ تفاوت کسی غیر انسانی بنیاد پر نہیں، تمدنی بنیاد پر ہے۔ اسلام ہر قسم کے ذاتی و اجتماعی استحصال، استبداد اور تسلط کی نفی کرتا ہے اور اس میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترجیح کا اصول لیس لاحد علی احد فضل الا بدین او تقوی (۷۷) فضیلت کا معیار صرف دینداری اور تقویٰ ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ خود امیر کو عام افراد ملک پر کوئی تفوق نہیں۔ اسلام میں جمہور کو بشرائط یہ حق حاصل ہے کہ اپنے اولی الامر کو تبدیل کرنے کا مطالبہ کرے۔ گویا اسلام کا مقصد حریت کے ذریعے ظلم و استبداد کی بجائے عدل و انصاف کی حکومت ہے۔ محتسب اپنے طور پر ایک محدود سطح پر اپنی اخلاقی حکومت کا سربراہ ہوتا ہے' لہٰذا اگر اس کے لئے حریہ کی شرط رکھی گئی ہے تو یہ لغوی' اصطلاحی اور تاریخی اعتبار سے درست ہے۔

عدل:

اکثر مسلم مفکرین نے جن میں قاضی ابویعلی' ابوالحسن علی الماوردی کے علاوہ امام غزالیؒ شامل ہیں' محتسب کے شرائط میں عدل کو اہم قرار دیا ہے۔ یہ شرط اس لئے ضروری قرار پائی کہ ادارہ احتساب کبھی تو عدلیہ کا حصہ اور بسااوقات عدلیہ کے ماتحت رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ محتسب کا عادل ہونا لازمی ہے۔ ابن جوزی کا موقف یہ ہے کہ فاسق کو محاسبہ کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے قرآن کے اس حکم سے استدلال کیا ہے:

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (۷۸)

(ترجمہ) کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔

از روئے اشتقاق عدل کی اصطلاح اسم ذات اور اسم صفت دونوں شکلوں میں استعمال ہوتی رہی ہے' لیکن معنوی اعتبار سے یہ دونوں ایک دوسرے کے عین مطابق ہیں۔ اسم ذات کے طور پر عدل کے معنی انصاف یا داد رسی کے ہیں اور اسم صفت کی رو سے مستقیم' منصفانہ اور متوازن کے۔ اس طرح اس کا اطلاق جاندار اور غیر جاندار دونوں پر ہوتا ہے۔

عدل کا لفظ اپنی دونوں صورتوں میں مذہب' حکومت اور قانونی لغات میں مستعمل ہے۔ معتزلہ کے عقائد میں خدا کا عدل ان کے مذہب کے پانچ بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے اور قاضی کے لئے لازم ہے کہ وہ عدل (قسط) سے فیصلہ دے' لیکن مادی انصاف کا تخیل فقہ کے نظریات میں زیادہ دخل نہیں رکھتا' اگرچہ شکایتوں کی تحقیقات میں اس پر زور دیا گیا ہے' جو اسم صفت اس عدل (اسم ذات) کے عین مطابق ہے' وہ عادل ہے۔ اس صفت کے طور پر عدل خاص

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طور پر ایک فقہی تصور کو ظاہر کرتا ہے اور اس کا اطلاق متعدد شکلوں میں کیا جاتا ہے' تاہم مالکی فقیہ ابن رشد کا کہنا بجا ہے کہ اس اصطلاح کی متفق علیہ تعریف نہیں کی جا سکتی۔ مزید برآں اس اصطلاح کی جو مختلف تعریفیں مرتب کی گئی ہیں' وہ بہت زیادہ وسیع اور غیر معین ہیں۔

الماوردی کے ہاں کیفیت عدل یعنی عدالت کو اخلاقی اور دین کمال کی ایک حالت بتایا گیا ہے۔ ابن رشد کے نزدیک اس کی شرط یہ ہے کہ انسان کبائر کا مرتکب نہ ہو اور صغائر سے بھی اجتناب کرے' لیکن ایک خیال یہ ہے کہ اس قسم کی کیفیت چونکہ بہت ہی استثنائی صورتوں میں صرف اولیاء اللہ میں پائی جا سکتی ہے' اس لئے عدالت سے انسان کی صرف وہ حالت مراد ہے' جس میں کہ وہ عام طور پر اخلاقی اور شرعی احکام کی پابندی کرنے والا ہو۔ یہی وہ تصور ہے جسے بالاخر قبول کر لیا گیا اور شاید یہی وجہ ہے کہ الماوردی' ابو یعلی اور امام غزالیؒ نے محتسب کے شرائط میں اسے نمایاں جگہ دی ہے۔

ابن قیم کا بیان ہے کہ تمام اسلامی ولایات کا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اور ان اداروں کے سربراہ بمنزلہ امین اور گواہ ہیں' جن سے عدل کی توقع کی جا سکتی ہے' جیسے امیر حاکم اور محتسب (۷۹)۔ صاحب الطرق الحکمیہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ تمام ولایات (اداروں) کا دارومدار جن میں ولایۃ الحسبہ شامل ہے' صدق و عدل پر ہے۔ صدق اور عدل کیا ہیں؟

"الصدق فی الاخبار' و العدل فی الانشا" (۸۰)

اخبار (خبر دینے) میں سچائی اور انشا (عمل) میں انصاف۔

محتسب کے لئے گویا یہ شرط ہے کہ وہ عادل ہو' قول و فعل میں سچا ہو۔ صدق اور عدل کتاب اللہ اور سنت رسولؐ دونوں میں ساتھی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا" (۸۰)

(ترجمہ) تیرے رب کا کلام صدق اور عدل میں ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ظالم امراء کا ذکر آیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"من صدقتم بکذبهم و اعانهم فی ظلمهم' فلیس منی' ولست منه ولا یرد علی الحوض" (۸۲)

جو ان کے کذب اور ظلم میں ان کا ساتھ دے' وہ میری امت سے نہیں' نہ ہی میرا اس کے ساتھ کوئی رشتہ ہے اور نہ ہی وہ میرے پاس حوض کوثر پر آ سکتا ہے۔

قرآن حکیم کی اسی نوع کی آیات اور احادیث نبویؐ سے استدلال کرتے ہوئے ابن قیم یہ واضح موقف اختیار کرتے ہیں کہ محتسب کے لئے عدل کی شرط نہایت اہم ہے' لہٰذا حاکم وقت پر لازم ہے کہ وہ اپنی ریاست کے اداروں کے لئے اہل عدل میں سے بہتر سے بہتر اشخاص کی خدمات حاصل کرے۔

"ولهذا یجب علی کل ولی امر ان یستعین فی الایته باهل الصدق والعدل" (۸۳)

انسانی زندگی میں عدل کی اس سے بڑھ کر اور اہمیت کیا ہو سکتی ہے کہ رب کائنات نے اسے اپنے احکام کے نزول کا مقصد قرار دیا ہے۔ دراصل عدل ایک ایسی جامع اور اخلاقی خوبی ہے کہ اس کے بغیر کسی شخصیت کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی' اسی لئے قرآن کا فیصلہ ہے:

"واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل" (۸۴)

(ترجمہ) اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کا فیصلہ کرو۔

"واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی" (۸۵)

(ترجمہ) اور جب تم اپنی زبان سے کوئی بات نکالو تو عدل سے کام لو' چاہے وہ تمہارا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔

ایک اور آیت میں ہے'

"ان الله یحب المقسطین" (۸۶)

(ترجمہ) بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورہ المائدۃ ہی کی ایک اور آیت میں انتباہ کیا گیا ہے کہ خبردار کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے' کیونکہ عدل تقویٰ کے زیادہ قریب ہے (۸۷) اور امام غزالی کہتے ہیں کہ محتسب اگر تقویٰ سے واقف ہے تو اس کا ہر کام نفسانی خواہشات کے ماتحت ہو گا (۸۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"واما القسطون فکانوا لجھنم خطبا" (۸۹)

(ترجمہ) اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوئے دوزخ کا ایندھن۔

احتساب کا تعلق چونکہ عدل سے ہے اور عدل کا فرد اور معاشرے کی اصلاح سے' اس اعتبار سے محتسب کے لئے عدل کی شرط میں بہت سی ایسی خوبیاں سمٹ آتی ہیں جو مرقع اخلاقیات میں شمار ہوتی ہیں۔

قانون اسلام کی تدوین کی کوشش اپنے موخر ترین مراحل میں وہ تھی' جو سلطنت عثمانیہ میں انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں بروئے کار لائی گئی۔ اس میں عدل کی حسب ذیل تعریف ملتی ہے :

"عدل وہ ہے' جس میں خیر کے رجحانات شر کے رجحانات پر غالب ہوں" (۹۰)

اس مفہوم میں عادل ایسے شخص کو کہتے ہیں' جو لازماً دین اسلام کے مطابق اچھے اخلاق رکھتا ہو۔ یہ کیفیت یا حالت اس کے قدرتی رجحانات کا نتیجہ ہو خواہ وہبی یا اکتسابی یا اس کیلئے یہ کافی ہے کہ اسے قوت ارادی کے ذریعے حاصل کیا جائے۔ اسم ذات کے طور پر عدل سے مراد نیک اخلاق رکھنے والا شخص لئے جاتے ہیں اور اس کا اطلاق بہر صورت بطور شرط محتسب پر کیا جا سکتا ہے۔

عدالت' فقہ کے مختلف شعبوں سے متعلق ہے۔ اجتماعی قانون کے نظریے کی رو سے عدالۃ ان اہم شرائط میں سے ہے' جو شریعت کے اصول کے مطابق تسلیم شدہ فرائض اجتماعی بجا لانے کے لئے ضروری ہیں۔ محتسب کی ذمہ داریوں میں یہ چیز شامل ہے۔ رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ عدل کی اصطلاح میں جب توسیع ہوئی اور معاشی و معاشرتی انصاف کا مفہوم بھی اس میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

داخل ہو گیا تو یہ کسی فرد واحد کی کیفیت عدلیہ تک محدود نہ رہا' بلکہ اجتماعی حالت انصاف بھی اس میں دخیل ہو گئی۔

محتسب کے لئے شرط عدل کا مفہوم اس سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ سکوں پر یہ لفظ اکثر اپنی مختلف صورتوں میں ضرب کیا جاتا رہا ہے' جس کے معنی ہیں کہ وہ صحیح طور پر وزن شدہ اور رائج الوقت (عدلی) ہیں۔ بنا بریں علم مسکوکات میں عدل کا مفہوم پورے وزن کا ہے۔ چنانچہ بعض ملکوں کے سکوں پر یہ لفظ اپنی مختصر شکل "ع" میں ضرب کر دیا جاتا ہے اور اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ صحیح طور پر وزن شدہ اور رائج الوقت (عدلی) ہیں۔ ہر دور کے محتسب کے فرائض میں یہ بات نمایاں دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ اوزان و پیمانوں کی باقاعدہ پڑتال کرتا تھا۔ اس اعتبار سے بھی عدل کی شرط کا اس پر فقہی اعتبار سے منطبق کیا جانا' تاریخی اعتبار سے درست ہے (۹۱)

مناسب شرائط

محتسب کا باکردار اور صائب الرائے ہونا بہتر اور مناسب شرائط میں داخل ہے۔ فقہ کی مختلف کتابوں میں جو شرائط مجموعی طور پر مذکور ہیں' مثلاً علم' عقل' بلوغت' اسلام' معروف سے رغبت اور منکرات سے اجتناب وغیرہ' وہ تمام کی تمام ایک لحاظ سے اگرچہ محتسب کو باکردار ثابت کرتی ہیں اور الماوردی اور ابو یعلی الفراء کی شرائط محتسب یعنی حریت' عدل' شجاعت تشدد فی الدین اور منکرات سے واقفیت وغیرہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہیں' تاہم مناسب شرائط میں شرط "دینداری" ان سب کا احاطہ کرتی ہے۔

دینداری

امام غزالیؒ نے محتسب کی اس شرط کے بارے میں بلیغ اشارات کئے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ دین دار شخص ہی احتساب کر سکتا ہے' البتہ اس کے متعلق علماء مختلف الرائے ہیں اور میرے خیال میں ایسا نہیں ہے' کیونکہ اگر نیک آدمی ہی حساب کتاب کرے گا تو پھر اس دنیا میں کون آدمی ایسا ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو' لہٰذا احتساب کرنے والا کہاں سے آئے گا؟ اس کے بعد حضرت سعیدؒ بن جبیر کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"ان لم یامر بالمعروف ولم ینہ عن المنکر الا من لا یکون فیہ شی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لم یامر احد بشی فاعجب ....." (۹۲)

صاحب احیاء العلوم نے حضرت حسن بصریؒ کا ایک قول بھی نقل کیا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اول پاک کرے' پھر احتساب کا فریضہ انجام دے' خود احتسابی کے بغیر شیطان اسے گمراہ کر سکتا ہے تاکہ احتساب کے دروازے بند رہیں۔ اسی حوالے سے امام غزالیؒ نے شرط دینداری پیش کی ہے اور بتایا ہے کہ احتساب دو طریقوں سے ہونا چاہیئے۔ اول نصائح اور وعظ کے ذریعے' دوم بالجبر۔ ان دونوں طریقوں کو اختیار کرنے میں دینداری بہت ضروری ہے۔ دیندار شخص وہ ہے جو پہلے خود اپنا محاسبہ کرے یعنی جن منکرات سے روکے' اول خود کو ان سے پاک کرے' ورنہ اس کی نصیحت کا اثر تو درکنار' لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے۔

امام غزالیؒ نے اس موقع پر اس مشاہدہ سے استدلال کیا ہے' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی شب ہوا۔ آپ نے ایک گروہ کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کٹے ہوئے دیکھا اور دریافت فرمایا کہ ایسا کیوں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کو نصائح کرتے تھے' لیکن خود فسق و فجور میں مبتلا رہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو ایک بار ندا آئی کہ اول خود راہ راست اختیار کرو' بعد میں دوسروں کو راہ راست دکھاو' ورنہ ندامت ہوگی (۹۳) گویا دینداری کا وصف کہ خود احتسابی سے جسے جلا ملتی ہے' انسان کو باعمل و باکردار بنا دیتا ہے اور اس کا محتسب کے شرائط میں شامل ہونا بہتر اور مناسب ہے۔

خود احتسابی کے علاوہ امانتداری' وفائے عہد' اظہار حق' شجاعت' توکل' پاکبازی' ایثار' صبروتحمل' حق پر قائم رہنا' استغنا' بردباری' سریع الغضب نہ ہونا' خود داری و وقار اور عدل و انصاف ایسے اوصاف کسی انسان میں نہ صرف دینداری کی بدولت پیدا ہوتے ہیں بلکہ اسے حقیقی معنوں میں دیندار بھی بنا دیتے ہیں۔

سچائی

زبان' دل اور عمل میں کامل ہم آہنگی کا نام سچائی ہے اور اس ہم آہنگی پر تمام اخلاق و معاملات کی درستی کا مدار ہے۔ محتسب کا تعلق چونکہ اخلاق عامہ سے ہے' لہٰذا اس کے شرائط

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں مکارم اخلاق کا ہونا ہرگز غیر ضروری نہیں' بلکہ ایک لحاظ سے افضل ہے۔ ان میں سچائی سر فہرست ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین" (۹۴)

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ کا خوف رکھو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو

یہ آیت دراصل ان تین صحابہ کے بارے میں ہے' جو اپنی غفلت اور سستی کے باعث غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکے' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر انہوں نے اپنی کوتاہیوں پر عذر نہیں تراشے' بلکہ صاف صاف اصل صورت حال پیش کر دی۔ اسی صداقت نے انہیں نجات بخشی اور اسی کے نتیجے میں ان کی مقبولیت اور بھلائی کی یہ داستان قیامت تک قرآن میں دہرائی جاتی رہے گی۔

"انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصدقون" (۹۵)

(ترجمہ) دراصل مومن تو وہی ہیں' جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے' پھر ذرا شک اور تردد میں نہ پڑے اور خدا کی راہ میں جان و مال سے لڑے۔ یہی لوگ سچے (مومن) ہیں۔

اللہ رب العزت کے نزدیک انبیاء کے بعد صدیقین کا مرتبہ ہے (۹۶) اور صدیق سے مراد وہ پاکباز انسان ہے' جو اپنے جذبات' گفتار' کردار اور رویے میں نہایت سچا اور راست باز ہو اور اس کی زندگی کا ہر رخ اخلاق کامل کا آئینہ دار ہو۔ ابن قیم نے اسلامی ولایات (اداروں) کے سربراہ بمنزل امین اور گواہ قرار دیئے ہیں اور صراحت کر دی ہے کہ ان سے سچائی اور دیانتداری ہی مطلوب ہے۔

"وجمیع الولایات الاسلامیۃ : مقصودھا الامر بالمعروف والنھی عن المنکر' لکن من المتولین من یکون بمنزلۃ الشاھد الموتمن والمطلوب منہ : الصدق" (۹۷)

لہٰذا تمام ولایات کے سربراہ سچائی سے مشروط ہونا ضروری ہیں۔ ابن قیم نے اس فرمان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبویؐ سے بھی استدلال کیا ہے کہ :

"علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر" (۹۸) ۔

سچائی پر عمل کرو اس لئے کہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

آگے چل کر صاحب الطرق الحکمیہ نے تو یہ واضح موقف اختیار کیا ہے کہ ولایۃ الحسبہ کا انحصار صدق و عدل پر ہے (۹۹) گویا انہوں نے عدل کے ساتھ ساتھ سچائی کو محتسب کے شرائط میں لازم کر دیا ہے اور اسے اہم قرار دیا ہے۔

صبر و تحمل

ابن جوزی کے نزدیک محتسب میں محاسبہ کی طاقت ہونا شرط ہے کیونکہ عاجز تو برائی کو صرف اپنے دل سے برا سمجھتا ہے (۱۰۰) لیکن بعض فقہاء اور مفکرین کے خیال میں محتسب کو عمل احتساب میں ابتداً زیادہ سخت گیر واقع نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے لئے صبر و تحمل اور بردباری ایک مناسب شرط ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والا معاشرے میں منکرات کو دیکھ کر نہ صرف افسردہ و رنجیدہ ہوتا ہے' بلکہ کبھی کبھی غم و غصے میں آ جاتا ہے۔ اس حالت میں بقول امام غزالیؒ :

"صبر ضروری ہے' کیونکہ جو آدمی رنج و مصیبت میں صبر نہ کرے وہ محتسب نہ ہو گا" (۱۰۱)

سخت سے سخت حالات میں اپنے ذاتی جذبات پر یابو پانا اور قدرت رکھنے کے باوجود انتقام نہ لینا' صبر و تحمل ہے۔ یہ خدائی صفت ہے اور اللہ کے اولوالعزم انبیاء و رسل کی بھی' جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ان ابرھیم لحلیم اوہ منیب۔ (۱۰۲)

(ترجمہ) حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم بڑے ہی بردبار نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے۔

اور حضور سید المرسلین رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں کہا گیا ہے :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"فبما رحمة من الله لنت لهم" (۱۰۳)

(ترجمہ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ لوگوں کیلئے بڑے رحمت (نرم مزاج) واقع ہوئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ قرآن نے جن اخلاقی خوبیوں پر زور دیا ہے' ان میں صبر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ صبر ایک اخلاقی خوبی ہی نہیں' دوسری اخلاقی خوبیوں کی ایک جامع اساس بھی ہے۔ قرآن نے صبر کو عالی ہمت رسولوں کی صفت بتایا ہے (۱۰۴) اور تلقین کی ہے:

"یایها الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون" (۱۰۵)

(ترجمہ) اے ایمان والوں' صبر اختیار کرو اور صبر میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو' اور مقابلہ کرنے کے لئے مستعد رہو اور اللہ کا خوف رکھو تاکہ تم فلاح پا سکو۔

صبر کا قرآنی مفہوم نہایت وسیع ہے اور اس کے تین نمایاں پہلو ہیں: اولاً جذبات و خواہشات پر قابو رکھنا' ثانیاً سخت سے سخت حالات میں حق پر ڈٹے رہنا' نیز اپنے اصولوں پر کامل یقین رکھنا اور ثالثاً راہ حق کی مشکلات کو برداشت کرتے رہنا:

"واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغدوة والعشی یریدون وجهه' ولاتعد عیناک عنهم تریدزینة الحیوة الدنیا" (۱۰۶)

(ترجمہ) اور اپنے آپ کو ان لوگوں کیساتھ روکے رکھیئے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں' اس کی رضا کے طالب بنے ہوئے۔ ان کی طرف سے کبھی نگاہیں نہ پھیریئے کہ آپ دنیا کی آرائشیں چاہنے لگیں۔

امام ابن تیمیہ کے خیال میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے (محتسب) کے لئے ضروری ہے کہ وہ حلم و بردباری سے کام لے اور اس راہ میں اسے جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑے' ان پر صبر و عزیمت کا مظاہرہ کرے' کیونکہ اس راہ میں مصائب و تکالیف سے دوچار ہونا لابدی امر ہے (۱۰۸) اس ضمن میں امام موصوف نے قرآن کی اس آیت سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استدلال کیا ہے' جس میں حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

"وامر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور" (۱۰۹)

(ترجمہ) نیکی کی تلقین کرنا' برائی سے روکنا اور (اس راہ میں) جو مصائب پیش آئیں ان پر صبر کرنا' بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

صبروتحمل اور بردباری انسان کو غصے میں نہیں آنے دیتے۔ اس حالت میں محتسب ٹھنڈے دل اور کامل غوروخوض سے منکرات کے مرتکب لوگوں کی اصلاح کر سکتا ہے۔ چنانچہ امام غزالیؒ نے ایک طرف تو محتسب کے لئے صبر کی شرط رکھی ہے اور دوسری طرف مناسب قرار دیا ہے کہ محتسب خوش طبع ہو۔ ان کا کہنا ہے کہ خوش طبعی نہ ہوگی تو اسے ہر بات پر غصہ آئے گا اور ایسی حالت میں محتسب خدا کو بھول جائے گا۔ حد سے زیادہ تجاوز کر کے نفسانیت میں قدم بڑھائے گا اور اس صورت میں وہ گنہگار ہوگا (۱۱۰) ابن تیمیہ رقمطراز ہیں :

"فلابد من هذه الثلاثة العلم والرفق والصبر' العلم قبل الامر والنهی والرفق معه والصبر بعده" (۱۱۱)۔

علم' رفق (نرمی و شفقت) اور صبر تینوں دعوت دین کیلئے ضروری ہیں۔ علم' امربالمعروف و نہی عن المنکر سے پہلے آتا ہے۔ رفق کا تعلق اس کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور صبر کی منزل اس کے بعد آتی ہے۔

امام ابن تیمیہ کے بقول امور احتساب میں علم' رفق اور صبر تینوں صفات ہمرکاب ہیں اور یہی بات بعض اسلاف کے آثار میں مرفوعاً روایت ہوئی ہے۔ قاضی ابویعلی نے تصریح فرمائی ہے کہ:

"صرف اس شخص کو امربالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیئے جو ان باتوں کا پورا پورا فہم و ادراک رکھتا ہو' جن کا وہ حکم دے رہا ہے اور جن سے وہ منع کر رہا ہے' اس دعوت کے کام میں وہ نرمی سے کام لیتا ہواور بردباری اور عالی ظرفی کا مظاہرہ کرتا ہو' (۱۱۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب کے لئے صبروتحمل کی شرط اس لئے بھی مناسب ہے کہ وہ فریضہ احتساب صرف اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر سرانجام دیتا ہے اور اس میں اس کی خواہشات نفسانی کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ صبروتحمل کے قریب تر رہنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان غصے سے اجتناب کرے۔ چنانچہ فقہاء کرام اس مشہور واقعہ کو بطور استشہاد پیش کرتے ہیں' جس کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب ایک کافر کو زمین پر پٹخ دیا تو اس کافر نے آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسے چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اب اگر میں تجھے قتل کرتا ہوں تو یہ میری ذاتی خواہش کے ماتحت ہوگا' خدا کے لئے نہیں۔

اعتدال

محتسب کے لئے اعتدال کی شرط بھی غیر مناسب نہیں۔ وہ عمل احتساب کے دوران حلیمی و بردباری اور سخت گیری کی درمیانی راہ اختیار کر سکتا ہے۔ اسلام نے ہر معاملہ میں اعتدال اختیار کرنے اور افراط و تفریط سے بچنے کی تاکید و تلقین کی ہے۔ اعتدال کا تعلق گویا دین اور دنیوی دونوں اعتبار سے زندگی کے تمام شعبوں سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها وابتغ بين ذلک سبيلا (۱۱۳)

(ترجمہ) اور اپنی نماز نہ بہت بلند آواز میں پڑھو اور نہ بہت زیادہ پست آواز میں' بلکہ درمیانی راہ اختیار کرو۔

"ولا تجعل يدک مغلولة الى عنقک ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا" (۱۱۴)

(ترجمہ) نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو (کہ سب کچھ دے ڈالو) اور ملامت زدہ اور عاجز ہو کر رہ جاؤ۔

"والذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلک قواما" (۱۱۵)

(ترجمہ) اور (خدا کے نیک بندے) جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی اور بخل سے کام لیتے ہیں' بلکہ ان کے درمیان اعتدال کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتھ خرچ کرتے ہیں۔

"واقصد فی مشیک" (۱۱۶)

(ترجمہ) اور رفتار میں اعتدال اختیار کئے رہو۔

محتسب کے فرائض و اختیارات میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے امور شامل ہیں۔ وہ اگر خود اعتدال پسند ہو تو اپنی ذمہ داریاں بحسن و خوبی ادا کر سکتا ہے۔

ایثار و توکل

محتسب میں ایثار و توکل کا پایا جانا بھی مناسب اور بہتر شرائط میں سے ہے۔ یہ دونوں صفات ایک انسان کو استغناء کی دولت سے مالا مال کر دیتی ہیں۔ ایثار کیا ہے؟ اپنے ذاتی مفاد کو تج کر دوسرے کی ضرورت کو پورا کرنا اور کسی کے کام آنا' ایثار ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

"ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ' فاولئک ھم المفلحون" (۱۱۷)

(ترجمہ) اور وہ اپنی جان پر ان کو ترجیح دیتے ہیں' خواہ انہیں شدید احتیاج ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچا تو وہی کامیاب ہوا۔

مدینہ کے انصار نے اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھ کر تنگی و ترشی برداشت کر کے مہاجرین کی ضرورتیں پوری کیں اور ہر معاملہ میں ان کو اپنی ذات پر مقدم رکھا۔ یہ ایثار کی بہترین مثال ہے۔ خدا پر قناعت کرنے اور بھروسہ رکھنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا اور کارسازی کے لئے خود خدا غیب سے ایسے انتظامات فرما دیتا ہے کہ قانع کو اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ ارشاد خداوندی ہے:

"ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" (۱۱۸)

(ترجمہ) اور جو کوئی اللہ پر توکل رکھے' تو اللہ اس کے لئے کافی ہوگا۔

"وما لنا الا نتوکل علی اللہ وقد ھدنا سبلنا ولنصبرن علی ماء اذیتمونا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون" (۱۱۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) اور ہم کیوں نہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں' جبکہ ہماری زندگی کی راہوں میں اس نے ہماری رہنمائی کی ۔ جو تکلیفیں تم ہمیں دے رہے ہو' ان پر ہم صبر کریں گے اور توکل کرنے والوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

دونوں ہاتھوں سے مال و دولت سمیٹنا اور عیش و عشرت کے سامان فراہم کر لینا' ہرگز استغناء نہیں' بلکہ استغناء تو یہ ہے کہ انسان دنیوی زندگی کی اس شان و شوکت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ اس کے لئے فقط رزق حلال بہتر ہے۔ قرآن میں ہے :

"ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک خیر وابقی" (۱۲۰)

(ترجمہ) اور نگاہ بھی نہ اٹھاو' دنیوی زندگی اور اس شان و شوکت کی طرف جو ہم نے ان میں سے مختلف گروہوں کو دے رکھی ہے' وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لئے دی ہے اور تیرے رب کا دیا ہوا حلال رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

انکساری

ایثار و توکل اور استغناء سے انسان میں سادگی اور انکساری پیدا ہوتی ہے اور وہ طمع و تکبر کو قریب بھی بھٹکنے نہیں دیتا۔ امام غزالیؒ کی رائے میں محتسب کے لئے جہاں ضروری ہے کہ وہ حریص نہ ہو' کیونکہ طمع کی زیادتی اسے عمل احتساب سے روکے گی (۱۲۱) وہاں محتسب ایک اعلیٰ منصب پر فائز ہونے کے باوجود منکسر المزاج نظر آئے گا۔ قرآن کا انتباہ واضح ہے :

"ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحا" (۱۲۲) ۔

(ترجمہ) اور تکبر میں لوگوں سے اپنے گال نہ پھیلا اور نہ زمین پر اکڑ کر چل۔

تکبر سے اجتناب اس لئے بھی ضروری ہے' کیونکہ:

"وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا" (۱۲۳)

(ترجمہ) اللہ کے پیارے بندے زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"والذین هم لفروجهم حافظون" (۱۲۴)

(ترجمہ) اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

خودداری

اخلاقیات میں خوداری کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ بعض فقہاء نے اسے بطور شرط محتسب کے لئے مناسب اور بہتر قرار دیا ہے۔ خودداری اس چیز کا نام نہیں کہ انسان اپنی انا کی تسکین کی خاطر دوسرے کو خاطر ہی میں نہ لائے بلکہ خوددار تو قرآن کی نظر میں وہ ہے' جو بے ہودگی میں الجھنے کی بجائے اپنا دامن بچاتے ہوئے گزر جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"واذا مروا باللغو مروا کراما" (۱۲۵)۔

(ترجمہ) اور جب کسی بے ہودگی پر سے ان کا گزر ہوتا ہے تو وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

اسلام نے خوددار شخص کی ایک علامت یہ بتائی ہے کہ وہ انتہائی تنگ دست اور حاجت مند ہونے کے باوجود کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے نہ اپنی ضرورت کا اظہار کرتا ہے (۱۲۶) محتسب کی اپنی ایک حیثیت ہوتی ہے۔ اس کا اپنا ایک وقار ہوتا ہے۔ وہ اگر خودداری سے متصف نہ ہو تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بطریق احسن سرانجام نہیں دے سکتا۔ چنانچہ خودداری بھی اس کے لئے ایک مناسب شرط ہے۔

امانت و دیانت

احتساب کا تعلق معاملات اور اخلاق سے ہے' جس کے لئے امانت و دیانت ضروری ہے۔ امانت کے مفہوم میں ہر قسم کی امانت شام ہے' یعنی مال و دولت کی امانت' ذمہ داری اور عہدہ کی امانت' رائے اور مشورہ کی امانت۔ امانت کی یہی شرط کسی شخص کے باکردار ہونے کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ قرآن کا بیان ہے :

"ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا" (۱۲۷)

(ترجمہ) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے حوالے کر دو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب کے لئے امانت و دیانت ایسی مناسب شرط ہے کہ ضروری کا درجہ حاصل کر جاتی ہے۔ محتسب ایک لحاظ سے امین ہوتا ہے۔ وہ احتساب کی ذمہ داری کو امانت کے طور پر نبھاتا ہے اور منکرات کے خلاف جہاد کر کے اس عہدہ کی امانت میں دیانت کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا امانت و دیانت بھی اس کے لئے ایک مناسب' بہتر اور ضروری شرط ہے۔

ایفائے عہد

امانت کے ساتھ ساتھ ایفائے عہد کی شرط انسان کے باکردار ہونے کی ضامن ہے۔ یہ عہد اپنے آپ سے ہو سکتا ہے۔ معاشرے اور امہ سے بھی۔ اسلام نے اہل وفا کو نیک لوگوں میں شمار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"والموفون بعهدهم اذا عهدوا" (۱۲۸)

(ترجمہ) اور نیک لوگ وہ ہیں کہ جب عہد کریں تو اسے پورا کریں۔

ایک اور آیت میں تلقین کی گئی ہے:

"واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا" (۱۲۹)

(ترجمہ) اور عہد پورا کرو' یقیناً عہد کے بارے میں جواب دہی ہوگی۔

محتسب رضائے الٰہی کی خاطر فریضہ احتساب انجام دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ سے معاشرے کی اصلاح کا عہد کرتا ہے' اس لئے اسے خود بھی ایفائے عہد سے مشروط ہونا چاہئے۔

حق گوئی و بیباکی

حق بات کہنا ایک ایمانی صفت ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے حق بات کہنے والا ایک طرح سے خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"يجاهدون فى سبيل الله ولايخافون لومة لائم". (۱۳۰)

(ترجمہ) وہ خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور حدیث نبویؐ ہے کہ بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے ۔ ۔ قرآن و حدیث کے ان ارشادات کی روشنی میں حق گوئی و بیباکی محتسب کے لئے ایک ایسی شرط ہے' جو اسے اپنا عملی کردار نہایت بے خوفی سے ادا کرنے میں مدد دیتی ہے۔ محتسب معروفات کے تحفظ اور منکرات کے سد باب میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کے اثر ورسوخ اور سفارش کو خاطر میں نہیں لاتا۔ چنانچہ حق گوئی و بیباکی اس کے شرائط میں مناسب جگہ پاتی ہے۔

اختلافی شرائط

لازمی شرائط ثلاثہ کے بعد مناسب اور بہتر شرائط کا کسی محتسب میں پایا جانا بھی ضروری ہے۔ مناسب اور بہتر شرائط درحقیقت مکارم اخلاق میں سے ہیں۔ فقہاء کے نزدیک ان فضائل اخلاق کو ضمناً محتسب کے شرائط میں شامل کیا جانا چاہیئے۔ رذائل اخلاق میں جھوٹ' وعدہ خلافی' خیانت' غرور' خودستائی' ثویت' حسد' بخل اور فضول خرچی وغیرہ داخل ہیں۔ اسلام نے چونکہ سختی سے تاکید کی ہے کہ فرد اور معاشرے پر ان رذائل اخلاق کا سایہ بھی نہیں پڑنا چاہیئے' اس لئے محتسب کی شخصیت فضائل اخلاق ہی کا مرقع ہو سکتی ہے' یعنی کوئی جھوٹا' وعدہ خلاف' خائن' حاسد' بخیل' فضول خرچ' خودستائی اور دورخ پن کا حامل شخص محتسب بننے کا اہل نہیں۔ اس ضمن میں امام غزالیؒ نے حضرت حسن بصریؒ کے اس قول سے استشاد کیا ہے کہ :

> "آدمی اپنے کو اول پاک کرے' اس کے بعد فریضہ احتساب انجام دے' اس لئے کہ شیطان اسے گمراہ کر سکتا ہے تاکہ احتساب کے دروازے بند ہو جائیں" (۱۳۱)

لیکن خود احتسابی کے عمل سے گزر کر وہی شخص کندن بن سکتا ہے جس میں اسلام' بلوغت اور شریعت کے ضروری علم سے آگاہی ایسی لازمی شرائط ثلاثہ کے علاوہ حریت و عدل' ایسی اہم اور دینداری' سچائی' صبروتحمل' اعتدال' ایثار و توکل' استغناء' انکساری' خودداری' امانت و دیانت' ایفائے عہد اور حق گوئی و بیباکی ایسی مناسب اور بہتر صفات بھی موجود ہوں۔ ان لازمی' اہم اور مناسب و بہتر شرائط سے قطع نظر بعض اختلافی شرائط بھی ہیں مثلاً محتسب کا مجتہد ہونا۔ اور کیا عورت محتسب ہو سکتی ہے یا نہیں؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجتہد ہونا

محتسب کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ ابوالحسن علی الماوردی نے ابو سعید الاصطخری کا ایک قول نقل کیا ہے جس کے مطابق محتسب کا مجتہد ہونا اس لئے ضروری ہے کہ جو امور فقہاء کے نزدیک منکرات میں مختلف فیہ ہیں' ان میں اجتہاد کا حق حاصل ہے' مگر محتسب اپنے اجتہاد رائے پر لوگوں کو مجبور نہیں کر سکتا (۱۳۲)

ابتداء میں اکثر مذاہب کے اصول اس بات کے متقاضی تھے کہ قاضی ایسا شخص ہونا چاہئے' جو اپنے اجتہاد کی بناء پر زیر بحث مسئلہ کے فیصلے کے لئے قرآن و سنت سے صحیح استخراج کر سکے' یعنی مجتہد ہو۔ بعدازاں جب یہ خیال عام ہو گیا کہ اجتہاد کی صلاحیت اور استخراج کی اہلیت کے حامل اہل علم باقی نہیں رہے تو اسلاف کے نظائر پر انحصار کرتے ہوئے یہ شرط حذف کر دی گئی۔ محتسب کو بھی چونکہ نیم عدالتی اور نیم انتظامی قسم کی ذمہ داریاں تفویض رہی ہیں' اسلئے بعض فقہاء کے نزدیک محتسب کے لئے ان شرائط کا التزام رہا' جو قاضی کے لئے ضروری ہیں۔ امام شافعی کی رائے میں قاضی کو مجتہد ہونا چاہئے۔ امام ابوحنیفہ کے خیال میں یہ شرط غیر ضروری ہے (۱۳۳) الماوردی کا بھی کہنا ہے کہ محتسب کا مجتہد ہونا شرط نہیں' غیر مجتہد بھی کہ متفق علیہ منکرات سے واقف ہو' محتسب ہو سکتا ہے (۱۳۴) اسی موقف کو قاضی ابو یعلی نے بھی اپنی کتاب' الاحکام السلطانیہ' میں وضاحت سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے (۱۳۵)

عورت محتسب ہو سکتی ہے؟

بعض اصحاب کی رائے میں مجتہد سے قطع نظر محتسب کا مرد ہونا ضروری ہے' لیکن احناف کے ہاں غالباً یہ شرط غیر ضروری ہے' کیونکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت ان صورتوں میں قاضی بن کر مقدمات کی سماعت اور فیصلے کر سکتی ہے جن میں عورتوں کی شہادت کی اجازت ہے۔ ظاہر ہے کہ احتساب ایک نیم عدالتی منصب ہے اور عدالت کے ماتحت' اس میں عورت کا محتسب ہونا ان کے ہاں کیوں کر ناجائز ہو سکتا ہے۔ پھر یہ بھی مشہور ہے کہ :

> "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں سمراؓ بنت نہیک الاسدیہ نامی ایک خاتون فریضہ احتساب انجام دیتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے شفاء انصاریہ کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کے ایک بازار کا محتسب مقرر کیا تھا" (۱۳۶)

لیکن مشہور مالکی فقیہ قاضی ابوبکر بن العربی اس کے حق میں نہیں ہیں۔ انہوں نے اس روایت کی سختی سے تردید کی ہے اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ یہ روایت بالکل غلط اور من گھڑت ہے (۱۳۷) قرطبی بھی ابن العربی کے حق میں ہیں (۱۳۸)

امام مالک کے علاوہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک عورت کو عہدہ قضاء سپرد نہیں کیا جا سکتا مگر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جن معاملات میں عورت کی گواہی قابل قبول ہے' ان میں عورت کو قاضی بھی بنایا جا سکتا ہے۔ عرنوس نے ابن جریر الطبری کی رائے نقل کی ہے کہ عورت کو تمام معاملات میں قاضی مقرر کیا جا سکتا ہے (۱۳۹) محتسب کا عہدہ تو قاضی سے کم تر درجے کا ہے۔ وہ اگر امام ابو حنیفہ اور الطبری کے نزدیک قاضی بن سکتی ہے تو محتسب کیوں نہیں ہو سکتی۔

عام یا ان پڑھ کی شرط

امام ابو حنیفہ کے خیال میں مجبوری کی صورت میں کسی عام آدمی کو بھی قاضی بنایا جا سکتا ہے (۱۴۰) اس اعتبار سے ایک عام یا ان پڑھ آدمی بھی محتسب مقرر کیا جا سکتا ہے' بشرطیکہ صحیح الفہم ہو اور اس شہر میں جہاں اس کی تقرری عمل میں لائی جا رہی ہے' اس سے زیادہ کوئی باصلاحیت نہ ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

فرائض و اختیارات

حقوق اللہ کا احتساب

ادارہ احتساب کے قیام کا بنیادی مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ فقہاء اسلام نے اس کی تنظیم اور اقدامات کی متعدد تفصیلات بیان کی ہیں۔ الماوردی کے بقول: احتساب اور قضاء و مظالم کی وضع اور فرق کے بعد جاننا چاہئے کہ احتساب کی دو فصلیں ہیں :

۱۔ امر بالمعروف
۲۔ نہی عن المنکر

پہلی فصل یعنی امر بالمعروف کی مزید تین اقسام ہیں۔

اول: خالصتاً حقوق اللہ سے متعلق معاملات میں اچھائی کا حکم۔
دوم: کلیتا حقوق اللہ سے تعلق رکھنے والے معاملات میں نیکی کا حکم۔
سوم: اچھائی اور نیکی کا حکم ان معاملات میں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد' دونوں سے متعلق و مشترک ہیں :

"فاما الامر بالمعروف فینقسم ثلاثة اقساماً احدها مایتعلق بحقوق الله تعالی والثانی مایتعلق بحقوق الادمیین والثالث مایکون مشترکا بینها" (۱)

اول الذکر دو قسموں کے معاملات کے پھر دو پہلو ہیں کہ نیکی اور اچھائی کا حکم فرد کو دیا جائے یا پورے معاشرے کو؟

اسی طرح دوسری فصل نہی عن المنکر کی بھی تین قسمیں ہیں: پہلی قسم ان ممنوعات میں جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خالصتاً حقوق اللہ سے متعلق ہیں۔ اس کے بھی تین ہی پہلو ہیں: عبادات' شریعت اور لوگوں کے باہمی تعلقات سے متعلق معاملات:

"فاما النهی عنها فی حقوق الله تعالی فعلی ثلاثة اقسام احدها ماتعلق بالعبادات والثانی ما تعلق بالمخطورات والثالث ماتعلق بالمعاملات" (۲)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی احتساب کے ضمن میں محتسب کے دائرہ اختیار میں آنے والے امور و مسائل کی فہرست کافی طویل ہے۔ ان میں سے اول الذکر وہ معاملات ہیں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ اور ان میں چند ایک یہ ہیں:

نماز جمعہ کی فرضیت

کسی علاقہ کے لوگ نماز جمعہ کی فرضیت کے باوجود اگر اسے چھوڑ دیں تو محتسب پر یہ واجب ہے کہ وہ اس کا اہتمام کرائے اور علاقہ کے لوگوں کو نماز جمعہ کی ادائیگی پر مجبور کرے' لیکن اگر معاملے کی نوعیت اجتہادی ہو اور علاقہ کے لوگوں نے کسی اجتہادی دلیل کی بناء پر نماز جمعہ قائم کرنے یا ترک کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہو تو محتسب ان کی اجتہادی رائے کے خلاف فیصلہ دینے کا مجاز نہیں' کیونکہ صرف قاضی ہی اجتہادی مسائل میں رائے کا اظہار کر سکتا ہے اور اس صورت میں محتسب کی بجائے اسی کی اجتہادی رائے واجب العمل ہو گی۔ الماوردی نے اس مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حقوق اللہ کی دو نوع ہیں اور ان میں سے:

"احدهما یلزم الامر به فی الجماعة دون الانفراد کترک لجمعة فی وطن مسکون فان کانوا عددا قد اتفق علی انعقاد الجمعة بهم کالاربعین فما زاد فواجب ان یاخذهم باقامتها ویامرهم بفعلها ویودب علی الاخلال بها وان کانوا عددا قد اختلف فی انعقاد الجمعة بهم فله ولهم اربعة احوال (۳)

ایک یہ ہے کہ امر بالمعروف کا لزوم افراد کی بجائے جماعت کے لئے ہو' جیسے وطن سکونت میں جماعت کا ترک کرنا۔ پس اگر چالیس یا اس سے زائد افراد ہوں کہ بالاتفاق جمعہ ہو سکتا ہے' تو محتسب پر واجب ہے کہ ان کو انعقاد جمعہ کا حکم دے اور کوتاہی کرنے پر تادیب کر دے۔ چالیس سے کم افراد ہوں تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جمعہ منعقد ہونے میں اختلاف ہے اور اس کی چار صورتیں ہیں:

الاحکام السلطانیہ کے مطابق پہلی صورت تو یہ ہے کہ محتسب اور قوم کے مذہب میں اتنے لوگوں سے جمعہ منعقد ہو سکتا ہو تو محتسب پر اس کی تعمیل کرنا اور کوتاہی کرنے والوں کو سزا دینا واجب ہے' مگر یہ اتنی نہیں' جتنی کہ بالاجماع وجوب کے تارکین کو۔ محتسب اور قوم یعنی دونوں کے مذہب میں اتنے افراد کی موجودگی نماز جمعہ کو ساقط کر دیتی ہو تو اس دوسری صورت میں انعقاد کا حکم نہ دینا' بلکہ منعقد کرنے پر منع کرنا ہی بہتر ہے۔ تیسری صورت قوم کے مذہب میں جمعہ ہو سکنے اور محتسب کے نزدیک نہ ہونے کی ہے۔ اس کے پیش نظر محتسب تعرض کرے نہ انعقاد کا حکم دے۔ آخری اور چوتھی امکانی صورت یہ ہے کہ محتسب کے مذہب میں اتنے افراد سے جمعہ کا انعقاد ضروری ہو اور قوم کے مذہب میں اس کی ممانعت پائی جائے تو اس میں باوجود امتداد زمانہ اور افراد کی کمی بیشی کے' جمعہ کا ترک بالاستمرار لازم آتا ہے۔ ایسی حالت میں علماء شافعیہ کے بھی دو قول ہیں۔ ان میں سے:

"احدهما وهو مقتضى قول ابى سعيد الاصطخرى انه يجوز له ان يامرهم باقاماتها اعتبارا بالصحة لئلا ينشا الصغير على تركها فيظن انها تسقط مع زيادة العدد كما تسقط بنقصانه فقد راعى زيادة مثل هذا فى صلاة الناس فى جامعى البصرة والكوفة فانهم كانوا اذا صلوا فى صحنه فرفعوا من السجود مسحوا جباهم من التراب فامر بالقاء الحصى فى صحن المسجد الجامع وقا لست آمن ان يطول الزمان فيظن الصغير اذا ان مسح الجبهة من اثر السجود سنة فى الصلاة" (۴)۔

ابو سعید الاصطخری کے قول کا اقتضاء ہے کہ بہ لحاظ مصلحت جمعہ کے انعقاد کا حکم دے سکتا ہے کہ کہیں آنے والی نسلیں قلت تعداد کی طرح کثرت تعداد کی صورت میں جمعہ کو ساقط نہ سمجھنے لگیں' کیونکہ زیاد نے بصرہ و کوفہ کی جامع مسجدوں میں اس قسم کی بات ملحوظ رکھی تھی۔ لوگ جب صحن میں نماز پڑھتے تو سجدہ سے اٹھ کر اپنی پیشانیوں سے مٹی صاف کیا کرتے تھے۔ زیاد نے صحن میں کنکریاں ڈلوا دیں اور کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ امتداد زمانہ کے بعد آئندہ نسلیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سمجھیں گی کہ پیشانیوں کو صاف کرنا نماز میں مسنون ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ محتسب تعرض نہ کرے' اس لئے کہ اپنے مذہب و عقیدہ پر مامور کرنے اور اجتہادی مسئلہ میں اپنے اجتہاد پر مواخذہ کرنے کا اسے حق حاصل نہیں' درآں حالیکہ ان کا اعتقاد یہ ہو کہ اعداد کی کمی جمعہ کی صحت کو مانع ہے:

"لایتعرض لامرهم بها لانه لیس له حمل الناس علی اعتقاده ولا ان یاخذهم فی الدین برایه مع تسویغ الاجتهاد فیه وانهم یعتقدون ان نقصان العدد یمنع من اجزاء الجمعة" (۵)

نماز عید

محتسب نماز عید کے انعقاد کا حکم دے سکتا ہے' البتہ اس کا یہ اقدام کہ حقوق لازمہ سے ہے یا حقوق جائزہ سے' شوافع کے اس امر پر مبنی ہے کہ نماز عید کو مسنون قرار دیا جائے یا فرض کفایہ؟

"فان قیل انها مسنونة کان الامر بها ندبا وان قیل انها من فروض الکفایة کان الامر بها حتما" (۶)

اگر یہ کہا جائے کہ نماز عید مسنون ہے تو اس کا امر مندوب اور فرض کفایہ کہیں تو واجب ہے۔

اذان اور نماز باجماعت

مساجد میں اذان کہنا اور نماز باجماعت ادا کرنا دراصل ان شعائر اسلامی اور علامات تعبد میں سے ہے' جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دارالسلام اور دارالشرک میں مابہ الامتیاز قرار دیا' لہٰذا الماوردی کے بقول:

"فاذا اجتمع اهل بلد او محلة علی تعطیل الجماعة فی مساجدهم و ترک الاذان فی اوقات صلاتهم' کان المحتسب مندوبا الی امرهم بالاذان والجماعة فی الصلوات" (۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"جب کسی شہر یا بستی کے لوگ اپنی مساجد میں نماز باجماعت پڑھنا چھوڑ دیں اور اذان ترک کر دیں تو محتسب کیلئے مستحب ہے کہ انہیں اذان اور باجماعت نماز کا حکم دے۔

لیکن کیا یہ امر مستحب ہی ہے یا محتسب پر واجب۔ شوافع اس بارے میں مختلف الرائے ہیں۔ تاہم سوال یہ ہے کہ کسی شہر یا علاقہ کے لوگ بالاتفاق اذان اور اقامت جماعت کو چھوڑ دیں تو حاکم وقت پر ان سے محاربہ لازم ہے یا نہیں؟ صاحب احکام السلطانیہ کا بیان ہے کہ اگر شخصی طور پر افراد' نماز جمعہ یا اذان و اقامت جماعت عادتاً ترک کر رہے ہوں تو اس پر کارروائی واجب ہے اور عادتاً ایسا نہ کر رہے ہوں تو محتسب کو چاہئے کہ تعرض نہ کرے کیونکہ مندوبات اعذار سے ساقط ہو جاتے ہیں:

"فاما من ترک صلاة الجمعة من آحاد من الناس او ترک الاذان و الاقامة لصلاته فلا اعتراض للمحتسب عليه اذا لم يجعله عادة والفالانها من الندب الذی يسقط بالاعذار الا ان يقترن به استرابة او يجعله الفا وعادة ويخاف تعدی ذلک الی غيره فی الاقتداء به فيراعی حکم المصلحة به فی زجره عما استهان به من سنن عبادته ويکون وعيده علی ترک الجماعة معتبرا الشواهد حاله [۸] ....."

الماوردی نے گویا یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ اگر کوئی شک یا عادت کی وجہ سے ایسا کرے یا اندیشہ ہو کہ دوسرے لوگ تارک نماز کی اقتداء کریں گے تو محتسب مصلحتاً اس کو ادائے سنن میں کسل مندی پر زجر و توبیخ کر سکتا ہے' البتہ زجر کے مراتب بہ اعتبار حالات ہونا ضروری نہیں' جیسا کہ حضورؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

"میرا ارادہ ہے کہ میں صحابہ کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اور پھر اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اور خود ان لوگوں کے گھروں پر جا کر جو نماز میں شریک نہ ہوں' آگ لگا دوں" [۹]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسی ارشاد کے پیش نظر النوری نے تو یہاں تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہہ دیا ہے کہ بے عذر شرعی تارک صوم و صلوٰۃ کو محتسب زبردست زجر و توبیخ کے علاوہ عبرتناک سزا بھی دے سکتا ہے (۱۰)

نماز میں تاخیر

حقوق اللہ کی دوسری نوع کا تعلق جماعت یا معاشرے کی بجائے افراد سے ہے' یعنی وہ امور جن کے مامور انفرادی طور پر مختلف لوگ ہیں۔ اس ضمن میں نماز تاخیر کا مسئلہ نہایت اہم اور سر فہرست ہے۔ فقہاء اسلام چونکہ تاخیر و تعجیل کی فضیلت میں اختلاف رکھتے ہیں' اس لئے حقوق اللہ میں محتسب کے لئے یہ بڑا نازک مسئلہ ہے۔

قاضی ابو یعلی اور الماوردی کا کہنا ہے کہ وقت باقی ہو اور کوئی نماز میں تاخیر کرے تو اس پر محتسب کو معترض نہیں ہونا چاہئے۔ وقت ختم ہونے پر اول تو اسے باور کرایا جائے کہ وہ نماز پڑھ لے' اگر جواب میں بھول کا عذر ہو تو تادیب کی ضرورت نہیں اور یاد آنے پر پڑھنے کی فقط تاکید کافی ہے اور بالفرض کوئی سستی و کسل مندی کا اعتراف کرلے تو محتسب تادیب کر سکتا ہے:

"واما ما یامر بہ آحاد الناس وافرادھم فکتا خیر الصلاۃ حتی یخرج وقتھا فیذکر بھا ویامر بفعلھا ویراعی جوابہ عنھا فان قال ترکتھا نسیانا حثہ علی فعلھا بعد ذکرہ ولم یود بہ وان قال ترکتھا لتوان وھو ان ادبہ زجرا واخذہ بفعلھا جبرا ولا اعتراض علی من اخرھا والوقت باق لاختلاف الفقھاء فی فضل التاخیر" (۱۱)۔

کسی علاقے کے لوگ بالاتفاق دیر سے نماز پڑھتے ہوں اور محتسب کے نزدیک تعجیل افضل ہو تو کیا وہ تعجیل کا حکم دے سکتا ہے؟ اس بارے میں کہتے ہیں کہ بالاتفاق تاخیر سے بچوں کے ذہن میں یہ بات راسخ ہونے کا اندیشہ ہے کہ موخر وقت ہی نماز کا وقت ہے اور محتسب کے لئے مناسب یہی ہے کہ اگر کچھ لوگ نماز میں تاخیر کرنے والوں میں سے ہوں تو ان سے ان کے مذہب میں تاخیر سے کچھ تعرض نہ کرے (۱۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نماز سے متعلق دیگر مسائل

اسی طرح اذان اور نماز میں قنوت پڑھنا مذہب محتسب کے خلاف ہو' تو بھی اسے اختیار نہیں کہ ایسا کرنے والوں پر اعتراض کرے کیونکہ ان مسائل میں اجتہاد کو دخل ہے اور دونوں طرح کی گنجائش موجود:

"فاما الاذان والقنوت فی الصلاۃ اذا خالف فیہ رای المحتسب فلا اعتراض لہ فیہ بامر ولا نھی وان کان یری خلافہ اذا کان مایفعل مسوغا فی الاجتہاد" (۱۳)

طہارت کے بعض مسائل بھی محتسب کے مذہب کے خلاف ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر مائع یعنی بہنے والی شئے سے نجاست زائل کرنا' پاک شئے ملے ہوئے پانی سے وضو کرنا' پورے سر سے کم مسح' بقدر درہم نجاست کو معاف سمجھنا وغیرہ۔ ان میں محتسب بامر یا نہی کچھ تعرض نہ کرے۔

"وکان لہ فی اعتراضہ علیھم فی الوضوء نبیذ التمر عند عدم الماء وجھان (۱۴) ....."

اور پانی نہ ہونے پر نبیذ تمر سے وضو کرنے پر (محتسب کے) معترض ہونے کی دو وجوہ ہیں۔

ایک اندیشہ تو یہ ہے کہ نبیذ تمر سے وضو کو ہر طرح سے مباح سمجھا جانے لگے گا اور دوسرے بعض اوقات نبیذ پی کر مدہوش ہو جانے کو بھی معیوب تصور نہیں کیا جائے گا (۱۵)

ممنوعات کا احتساب

نہی عن المنکر کے ایک شعبے کا تعلق بھی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' خالصتاً حقوق اللہ سے ہے اور اس میں عبادات اور شریعت دونوں شامل ہیں۔ ان معاملات سے متعلق بھی وہ امور و مسائل جو محتسب کے اختیارات میں آ سکتے ہیں' ان کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ عبادات میں شریعت کے مقرر کردہ طریقوں کے خلاف کام کرنا' ان میں سر فہرست ہے۔ مثلاً جہری نمازوں میں آہستہ تلاوت یا سری نمازوں کی تعداد میں کمی بیشی۔ اس طرح کے معاملات میں محتسب از خود اقدامات کرنے کا مجاز ہے۔ اس ضمن میں اسے مناسب تنبیہہ یا سزا کا بھی اختیار حاصل ہے۔

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فقہاء اسلام نے ممنوعات کی متعدد اقسام اور ان کے احتساب کی تفصیلات لکھی ہیں۔ امام غزالیؒ نے یہ اصول پیش کیا ہے کہ کسی امام یا مجتہد کے اقوال کے خلاف کام کرنا حرام ہے اور یہ مسلمہ ہے (۱۶) الماوردی نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی عبادت کے طور طریقے اور ان کے اوصاف مسنونہ میں تبدیلی کرے' مثلاً جہری نماز میں اسرار یا سری نمازوں میں جہر کرنے لگے یا اذان و نماز میں غیر مسنون ادعیہ زیادہ کر دے تو محتسب کو اختیار حاصل ہے کہ فاعل کا فعل کسی واجب التقلید امام کے قول کے مطابق نہ ہونے پر اسے روکے اور معائد کو سزا دے (۱۷) اسی طرح :

"اذا اخل تطهير جسده او ثوبه او موضع صلاته انكره عليه اذا تحقق كذلك منه" (۱۸)

جب کوئی جسم' کپڑے اور نماز کی جگہ ٹھیک طور سے پاک صاف نہ کرے اور بالتحقیق معلوم ہو جائے تو (محتسب کو) اسے منع کرنا چاہیئے۔

لیکن صاحب احکام السلطانیہ الماوردی نے یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ محض کسی کے متہم کرنے اور گمان کر لینے پر مواخذہ درست نہیں۔ جیسا کہ ایک محتسب کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے ایک شخص کو مسجد میں جوتا پہنے داخل ہوتے دیکھ کر سوال کیا کہ تو اسے پہن کر بیت الخلاء میں داخل ہوا ہے؟ اس نے انکار کیا تو محتسب نے قسم کھانے کو کہا "وهذا جهل من فاعله تعدى فيه احكام الحسبه و غلب فيه سوء الظنه" (۱۹) اور یہ جہالت اور احکام احتساب میں تعدی اور سوء ظنی ہے۔

قبلہ کے بارے میں اجتہاد کسی طرح درست نہیں۔ امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ جو قبلہ کے بارے میں اجتہاد کرے اور کوئی آدمی قبلہ کے بتائے ہوئے رخ کی طرف پیٹھ کر کے نماز پڑھنے لگے تو وہ گنہگار ہے' خواہ کچھ لوگ اسے ٹھیک کہنے لگیں (۲۰) نوری کا کہنا ہے کہ پیشاب کر کے استنجا نہ کرنا' کپڑوں کی نجاست سے ملوث ہو جانے کی عادت اپنا لینا' غسل جنابت سے مجتنب رہنا' صوم و صلوٰۃ کی پابندی سے اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھنا' رمضان المبارک میں بر سر عام کھانا پینا' اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی برتنا' بے عذر شرعی تارکین کے ایسے تمام عذار محتسب کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں اور وہ ان پر گرفت اور زجر و توبیخ کر سکتا ہے اور سزائیں بھی دے سکتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۲۱) مگر ان معاملات میں بھی عمل احتساب کے دوران بدگمانی اچھی بات نہیں:

"وھکذا الوطن برجل انه یترک الغسل من الجنابة او یترک الصلاة والصیام لم یواخذ بالتهم ولم یعاملة یالانکار ولکن یجوز له بالتهمة ان یعنط ویحذر من عذاب الله علی اسقاط حقوق ولاخلال بمفروضاته فان رآه یاکل فی شهر رمضان لم یقدم علی تادیبه الا بعد سواله عن سبب اکله اذا التبست احواله فرعاکان مریضا او مسافرا ویلزمه السوال۔ (۲۲)

مقصد کہنے کا یہ ہے کہ کسی کے متعلق محض غسل جنابت نہ کرنے اور نماز و روزہ چھوڑنے کا گمان کر کے مواخذہ کرنا درست نہیں' البتہ محتسب کو تہمت کی وجہ سے ایسا کرنے والوں کو وعظ و نصیحت کرنی چاہئے اور حقوق اللہ چھوڑنے اور ان میں کوتاہی کرنے پر عذاب الٰہی سے ڈرانا چاہئے۔ محتسب اگر کسی کو رمضان میں کھاتا دیکھے تو فوراً تادیب کی بجائے پہلے اس کا حال احوال معلوم کرے۔ ممکن ہے وہ مریض یا مسافر ہو۔ پھر حالت کے مطابق علی الاعلان کھانے پینے سے روک دے۔ عذر پیش کرنے والے کے قول میں شک ہو تو معاملے کو اس کے ایمان پر چھوڑ دینا بہتر ہے اور کوئی عذر نہ بتانے پر محتسب کو کھلم کھلا ڈانٹ ڈپٹ اور عبرتناک سزا تک کا اختیار حاصل ہے۔ نیز جہلا کو جنہیں حالت عذر وغیرعذر میں فرق معلوم نہ ہو' ایسی ممنوعات کا ارتکاب کرنے والوں کی اقتداء نہیں کرنی چاہئے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جو چیزیں بالکل ظاہری طور پر ناجائز ہیں ان کو فوراً روکنا چاہئے۔

"وھو کل منکر موجود فی الحال ظاهر للمحتسب بغیر تجس معلوم کونه منکرا بغیر اجتهاد (۲۳)

نماز اور روزے کے بعد اسلام کا اہم رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کسی شخص پر واجب ہو اور اس کے باوجود وہ ادائیگی سے گریزاں ہو' تو اس بارے میں محتسب کے اختیارات اور ذمہ داریاں کیا ہیں؟ فقہاء نے اس کی بھی تفصیل لکھی ہے۔ کہتے ہیں کہ اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ ہو تو اس کی وصولیابی عامل صدقہ کے ذمہ ہے اور وہ اسے جبراً وصول کرنے کا مجاز ہے۔ اسے بلا عذر کوتاہی کرنے والوں کو سزا دینے کا بھی اختیار ہے اور اگر اموال باطنہ کی زکوٰۃ ہو تو ایک احتمال یہ ہے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کا انتظام محتسب سے متعلق ہے' کیونکہ عامل اموال باطنہ کی زکوٰۃ پر تعرض نہیں کر سکتا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ عامل صدقہ سے متعلق ہے' اس لئے ان کی زکوٰۃ اسے ہی دی جائے تو درست ہے۔ الماوردی نے تصریح کی ہے کہ :

"اس میں تادیب کے مدارج اس کے زکوٰۃ نہ دینے کے مدارج پر ہونے چاہئیں۔ خفیہ ادا کرنے کا مدعی ہو تو اس کے ایمان پر چھوڑ دیا جائے اور اگر کسی کو صدقہ مانگتے ہوئے دیکھے اور محتسب کو اس کا غنی ہونا مال یا عمل سے معلوم ہو تو روک دے اور تادیب کرے۔ اس تادیب کا اختیار عامل صدقہ کی بہ نسبت محتسب کو زیادہ ہے" (۲۴)

حضرت عمرؓ کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے بھی ایسے لوگوں کو تادیب فرمائی۔ الاحکام السلطانیہ میں ہے کہ ظاہری حالت سے کوئی غنی معلوم ہو اور لوگوں سے وہ دست سوال دراز کرتا ہوا پایا جائے تو محتسب کا فرض ہے کہ اسے منع نہ کرے بلکہ بتائے کہ غنی کا سوال کرنا حرام ہے۔ یہ احتیاط اس لئے لازم ہے کہ ممکن ہے مانگنے والا باطن میں فقیر ہو (۲۵) تنومند اور تندرست شخص کو جو کام کرنے کا اہل ہو' مانگتے ہوئے دیکھ کر اسے روکنا اور محنت و مزدوری کا حکم دینا بھی محتسب کی ذمہ داری ہے۔ اس پر بھی سوالی باز نہ آئے تو محتسب کو تعزیر کا اختیار ہے تاکہ سوال کرنے والا دست کش ہو جائے (۲۶) غنی بالمال یا بالعمل سوال سے باز نہ آئے تو اس کا مال جبراً اس سے لے کر اس پر خرچ کرنا یا اسے جبراً مزدوری پر لگا کر اس کی اجرت اس پر خرچ کرنا محتسب کے حیطہ اختیار سے باہر ہے' اس لئے کہ ایسا حکم حکام ہی دے سکتے ہیں۔ لہٰذا محتسب کو چاہئے کہ اسے حاکم کے رو برو پیش کرے۔ حاکم خود اس کا انتظام کر سکتا ہے یا محتسب کو اختیار دے سکتا ہے (۲۷) الغرض صدقات و خیرات دینے والوں کے خلاف کہ غنا اور ثروت کے قرائن اور اسباب محتسب کے نزدیک جمع ہو جائیں تو اسے دولت پر احتساب کا اختیار ہے۔

فقہی مسائل میں چونکہ حکام مختلف نظریات رکھتے ہیں' اس لئے تنبیہہ ضروری نہیں' البتہ امام غزالیؒ کے نزدیک بدعتی کو ضرور کی جائے مگر جہاں اہل سنت زیادہ اور وہ کم ہوں نیز ایسے موقع پر جھگڑے کا اندیشہ ہو تو محتسب کو چاہئے کہ معاملہ حاکم وقت پر چھوڑ دے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"فاعلم انا لاجل هذا التعارض نقول ينظر الى البلدة التى فيها اظهرت تلك البدعة فان كانت البدعة غريبة والناس كلهم على السنة فلهم الحسبه عليه بغير اذن السلطان و ان انقسم اهل البلد الى اهل البدعة واهل السنة وكان فى الاعتراض تحريک فتنة بالمقاتلة فليس للاحاد الحسبة فى المذاهب الا بنصب السلطان" (۲۸)

بعض نااہل اور جاہل علماء غلط سلط فقہی مسائل لوگوں میں بیان کرتے ہیں۔ وعظ میں غلط روایات لاتے اور ان کی ناپسندیدہ تاویلات سے اس حد تک کام لیتے ہیں کہ عامتہ المسلمین میں ہیجان پیدا ہوتا ہے اور غلط اقوال کی اشاعت سے گمراہی بھی پھیلتی ہے۔ الماوردی اور النوری دونوں کے نزدیک یہ امور محتسب کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ یہ گویا علماء سو کے احتساب کی طرف اشارہ ہے۔ محتسب کو چاہئے:

"واذا وجد من يتصدى لعلم الشرع وليس من اهله من فقيه او واعظ ولم يامن اغترار الناس به فى سوء تاويل او تحريف جواب انكر عليه التصدى كما ليس هو من اهله واظهر يمرد لئلا يغتر به ومن اشكل عليه امره لم يقدم عليه بالانكار الا بعد الاختيار" (۲۹)

جب کوئی نااہل علمی باتوں مثلاً فقہ یا وعظ میں مشغول ہو اور اس کی غلط تاویلات سے لوگوں کے گمراہ ہونے اور غیر صحیح جوابات دینے کا اندیشہ ہو تو اسے منع کر کے تمام کو مطلع کر دیا جائے' تاکہ کوئی دھوکے میں مبتلا نہ ہو اور جس کی حالت ٹھیک طور سے معلوم نہ ہو' اسے امتحان سے پہلے منع نہ کرے۔

اس ضمن میں الماوردی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ذکر کیا ہے کہ آپ حسن بصریؒ کے پاس سے گزرے' جو لوگوں سے علمی گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کا امتحان لیا۔ سوال کیا کہ دین کا ستون کیا ہے؟ حسن بصریؒ نے عرض کی: ورع۔ پھر پوچھا کہ دین کی آفت کس سے ہے؟ جواب ملا: طمع سے۔ تب حضرت علیکرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اب آپ بیان جاری رکھ سکتے ہیں (۳۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ اس نظریے کے قائل ہیں کہ آدمی جس امام کا چاہے مقلد ہو جائے۔ امام غزالیؒ کے نزدیک یہ قطعی غلط ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہر آدمی کو اپنے خیال کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی صرف امام شافعی کو افضل جانے تو ان کی مخالفت کرنا صرف خواہشات نفسانی کے ماتحت ہوگا' لیکن ایسے لوگ جو خداوند عالم کو جسمانی قرار دیتے ہیں یا اس کے دیدار کے قائل ہیں' ان کو تنبیہہ ضروری ہے۔ مالکی اور حنفی المذہب لوگوں کا خواہ احتساب نہ کریں' لیکن بدعتی کا احتساب ضروری ہے (۳۱) صاحب احکام السلطانیہ کا کہنا ہے :

"لو ابتدع بعض المنتبین الی العلم قولا خرق بہ الاجمع و خالف فیہ النص ورد قولہ علماء عصرہ علیہ وزجرہ عنہ فان اقلع وتاب فالسلطلان بتھدیب الدین احق (۳۲)

متبین علم میں سے اگر کوئی شخص بدعت پھیلائے' اجماع اور نص کے خلاف باتیں کرے اور علمائے عصر اس کے خلاف ہوں تو (محتسب کو چاہیئے کہ) اسے منع کرے اور دھمکائے۔ رک جائے تو فبہا ورنہ سلطان کا کام ہے کہ دین کی حفاظت کرے۔

اسی طرح کوئی مفسر' قرآن کی ظاہری تاویل سے عدول کر کے بہ تکلف نئے معانی تراش کر بیان کرے یا کوئی راوی منکر احادیث روایت کرنے میں متفرد ہو اور دل ان سے متنفر ہوں تو محتسب کا فرض ہے کہ اسے ممانعت کرے' لیکن محتسب کو یہ اختیار اس صورت میں حاصل ہو گا کہ وہ خود عالم ہو۔ حق و باطل معانی و روایات سے آگاہ ہو یا علمائے عصر بالاتفاق اس کا ابطال کریں اور اس کے قول کو بدعت کہیں اور محتسب کو توجہ دلائیں تو ان کے بالاتفاق قول پر اعتماد کر کے منع کرے۔

"وانما تعرض بعض المفسرین لکتاب اللہ تعالی بتاویل عدل فیہ عن ظاھر النزیل الی باطن بدعہ تتکلف لہ غمض معاینہ ان تفرد بعض الرواۃ باحادیث مناکیر تنفر منھا النفوس او یفسد بھا التاویل کان علی المحتسب۔ ذلک والمنع منہ وھذا انما یصح منہ انکارہ اذا تمیز عند الصحیح من الفاسد والحق من الباطل وذلک من احد وجھین اما ان یکون بقوتہ فی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

العلم واجتهادہ فیہ حتی لایخفی علیہ اما بان یتفق علماء الوقت علی انکارہ وابتداعہ فیستعدونہ فیہ فیعول فی الانکار علی اقاویلھم فی المنع منہ علی اتفاقھم (۳۳)

بدعت اور خلاف شرع اعلانیہ جرائم کا مرتکب نرمی اور پھر سختی سے منع نہ ہو تو محتسب کو اختیار حاصل ہے کہ اسے سزا دے اور اگر وہ خود اس کو سزا دینے پر قادر نہ ہو تو قاضی بقول بعض حاکم کو خبر کر دے۔ حاکم اس کے سزا دینے میں بلاوجہ تاخیر کرے تو اس پر بارہ روز کی سزا واجب ہے۔ حاکم بھی سزا دہی پر قادر نہ ہو' تب امیر یا اس کے نائب کو مطلع کرے اور جو امیر باوجود قدرت کے سزا دہی میں تاخیر کرے تو اس پر وہی سزا ہے جو حاکم پر ہے اور جب بادشاہ باوجود قدرت و علم کے سزا دہی میں تاخیر کرے تو اس کے وزراء و خواص کو سزا دینے کے واسطے کہنا چاہیئے (۳۴) مدینہ کانفرنس کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ :

"بدعت سیئہ کے اعلانیہ اظہار یا اشاعت کو روکنا محتسب کے اگر بس میں نہ ہو تو امام یا اس کے نائب کو خبر کر دے تاکہ وہ بلا تخصیص امیر و غریب اور وزیر و حاکم سزا دے۔ حاکم لوگوں کو خلاف شرع باتوں سے منع نہ کرے تو اسے سال میں تین روز کی سزا دی جائے گی" (۳۵)

فرض احتساب' امثال صحابہ سے استدلال

حقوق اللہ سے متعلق احتساب کی متعدد مثالیں عہد رسالت اور خلفائے راشدین کے عہد میں بھی ملتی ہیں۔ امثال صحابہ سے یہ استدلال' اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ جو چیز مذہب و اخلاق کو صحیح اصول پر قائم رکھتی ہے' شریعت کی اصطلاح میں اسی کا نام احتساب ہے اور اسے فرض سمجھ کر ادا کرنے والا ہی محتسب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے مختلف مدارج قائم فرما دیئے تھے۔ چنانچہ آپ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا :

"من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان" (۳۶)

تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے۔ اگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس میں اتنی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کا انکار کرے اور یہ بھی نہیں کر سکتا تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔

صحابہؓ کے زمانے میں چونکہ تمام اخلاقی طاقتیں زندہ تھیں' اس لئے اس مقدس دور میں آخری درجہ کے سوا احتساب کے دیگر تمام مدارج قائم تھے۔ ہر صحابی اپنی جگہ محتسب تھا اور محسوب بھی۔ ارشاد ربانی ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم" (۳۷)

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم اپنی خبر لو۔ اگر کوئی گمراہ ہوتا ہے تو وہ تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا' بشرطیکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔

مفسرین و محدثین کے بقول اس آیت سے یہ غلط فہمی ہو سکتی تھی کہ جب معاملہ اپنی ہی فکر کرنے کا ہے تو پھر امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور تبلیغ دعوت الی الحق کی ضرورت ہی کیا تھی؟ مگر اس کی وضاحت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرما دی۔ آپ نے مذکورہ آیت پڑھی اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ:

"تم لوگ یہ آیت پڑھتے ہو اور اس کی مراد نہیں سمجھتے۔ میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے کہ اگر لوگ اپنے درمیان منکرات و فواحش ہوتے دیکھیں اور اس پر اپنی طرف سے ناراضگی کا اظہار نہ کریں تو بعید نہیں کہ ان گناہوں کی پاداش میں دونوں شامل کر لئے جائیں" (۳۸)

اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے ہاں حقوق اللہ کے ضمن میں محتسب اور محسوب کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ روایت ہے کہ ایک بار حضرت عائشہؓ کے بھائی عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر ان کے پاس تشریف لائے اور جلدی سے وضو کر کے نماز کے لئے چلے گئے۔ حضرت عائشہؓ نے ٹوکا کہ وضو اچھی طرح سے کیا کرو' کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے میں نے سنا ہے کہ وضو میں جو عضو نہ بھیگے' اس پر جہنم کی پھٹکار ہو (۳۹) سنن ابی داود میں ہے کہ ایک مرتبہ نماز جمعہ کی صف بندی میں اس قدر کشمکش ہوئی کہ آگے کے لوگ پیچھے اور پیچھے کے لوگ آگے ہو گئے۔ حضرت انس بن مالک سے یہ بے ترتیبی دیکھی نہ گئی۔ فرمایا کہ ہم لوگ عہد نبوت میں اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے احتراز کیا کرتے تھے (۴۰)

نماز کے لئے خشوع و خضوع از بس ضروری ہے۔ علی بن عبدالرحمٰن المعری کا بیان ہے کہ ایک بار میں نماز میں کنکریوں سے کھیل رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے دیکھا تو منع کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ اختیار کرو (۴۱) یعنی خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو۔ اسی طرح ایک مرتبہ انہوں نے ایک اور آدمی کو دیکھا' جو نماز کے دوران بائیں طرف ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ آپ نے تنبیہہ فرمائی کہ یوں نہ بیٹھو' یہ ان لوگوں کی نشست ہے جن کو عذاب دیا جائے گا (۴۲) اسی طرح زیاد بن صبیح الحق نماز میں کمر پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ نماز میں پھانسی کی یہ وضع؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اس سے منع فرمایا ہے (۴۳)

حضرت معاذؓ اپنی قوم کے امام تھے' لیکن ان کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت کا ثواب ضائع نہ ہو۔ چنانچہ رسالت مآب کے ساتھ نماز پڑھ لیتے اور پھر اپنی مسجد میں آکر امامت کراتے۔ ایک روز اسی طرح امامت کی اور سورۃ البقرۃ پڑھنا شروع کی۔ ایک کاروباری صحابی نے تھک کر علیحدہ نماز پڑھ لی۔ اس پر دوسرے صحابی نے انہیں سرزنش کی کہ تم منافق ہو گئے (۴۴)

امام احمد بن حنبل کی ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ ایک دفعہ کسی گھر میں مہمان اتریں تو صاحب خانہ کی دو جواں سال بیٹیوں کو بے چادر نماز پڑھتے دیکھا۔ تاکید فرمائی کہ آئندہ کوئی لڑکی چادر اوڑھے بنا نماز نہ پڑھا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فرمایا ہے (۴۵)

ایک بار ایک صحابیہ خوشبو لگا کر مسجد میں گئیں۔ پلٹیں تو راستے میں حضرت ابو ہریرہؓ سے سامنا ہو گیا۔ انہوں نے سوال کیا کہ خوشبو مسجد میں جانے کے لئے لگائی تھی؟ اثبات میں جواب ملنے پر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ خوشبو لگا کر مسجد میں جانے والی عورت کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی' جب تک پلٹ کر غسل جنابت نہ کر لے (۴۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روایت کے مطابق ایک بار حضرت عبداللہ بن حارث اس حالت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے بال گندھے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود پیچھے کھڑے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھی تو بال کھولنے لگے۔ ابن حارث نے نماز سے فراغت پائی تو ابن مسعود نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس طرح نماز پڑھتا ہے' اس کی حالت ایسے شخص کی سی ہوتی ہے جو نماز پڑھے مگر اس کی مشکیں کسی ہوئی ہوں (۴۷)

حضرت ابو تمیمہ ہجیمی کا معمول تھا کہ روزانہ نماز فجر کے بعد وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اس دوران اگر کوئی آیت سجدہ آ جاتی تو سجدہ بھی کرتے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر کو معلوم ہوا تو آپ نے منع فرمایا اور انہیں یہ بات بتائی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ وہ نماز کے بعد طلوع آفتاب سے قبل ہرگز سجدہ نہ کرتے تھے (۴۸)

ایک بار حضرت حذیفہؓ مدائن میں ایک چبوترے پر چڑھ کر امامت کرنے لگے تو ابن مسعودؓ نے ان کا دامن پکڑ کر کھینچ لیا اور سوال کیا کہ آپ کو خبر نہیں' عہد نبوت میں لوگوں کو اس سے روکا جاتا تھا؟ ابوحذیفہؓ بولے کہ: آپ نے کہا تو مجھے یاد آیا (۴۹)

تاریخ اسلام میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں' جن سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے نہایت دلیری اور حق گوئی کے ساتھ حقوق العباد کے ضمن میں فریضہ احتساب کو ادا کیا۔ عہد نبوت میں دستور تھا کہ عیدگاہ میں منبر ساتھ نہیں جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید کے بعد خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ بنی امیہ نے یہ دونوں طریقے بدل دیئے۔ ایک بار مروان نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا چاہا تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مروان! تم نے سنت کی مخالفت کی۔ عیدگاہ میں منبر ساتھ لائے اور خطبہ نماز سے پہلے پڑھا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ بھی موجود تھے۔ بولے: یہ کون ہے؟ اس نے تو اپنا حق ادا کر دیا (۵۰)

سنن ابی داود میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں چار رکعت نماز ادا کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے ٹوکا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس جگہ صرف دو رکعت نماز پڑھی ہے اور اسی کو محبوب رکھتا ہوں (۵۱)

حضرت یحییٰ بن سعید بن العاص نے اپنی زوجہ کو طلاق بائن دی تو مدینہ کے گورنر مروان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بن الحکم نے انہیں گھر سے رخصت کر دیا۔ حضرت عائشہؓ کے علم میں یہ بات لائی گئی تو کہلا بھیجا کہ خدا سے ڈرو اور عورت کو سسرال ہی میں رہنے دو۔ مروان بن الحکم نے جواب دیا کہ طلاق بائن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو حضرت فاطمہؓ بنت قیس کو گھر میں نہیں رہنے دیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ اگر اس موقع پر تم فاطمہ کی حدیث پر عمل نہ کرو تو کوئی ہرج نہیں (۵۲) یہ اور اس نوع کی متعدد احادیث اور اقوال صحابہ سے استنباط کرتے ہوئے فقہاء کرام نے محتسب کے فرائض و اختیارات میں حقوق اللہ کے حوالے سے اس کی ذمہ داریوں کا تعین کیا ہے اور وہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ محتسب کو اس کے فرائض واختیارات میں حقوق العباد میں شامل امور ومسائل کا بھی احساس دلاتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳

حقوق العباد کا احتساب

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضمن میں جو احکام حقوق العباد سے متعلق ہیں' ان کی دو قسمیں ہیں: عام اور خاص۔ اول الذکر میں اجتماعی مفادات کے حامل اقدامات کو دخل ہے' جبکہ ثانی الذکر سے مراد ایک دوسرے کے حقوق و دیون ہیں۔ پہلی نوع کا ذکر فقہاء کے ہاں بکثرت ملتا ہے اور اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

مساجد کی ویرانی

تاریخ اسلام کے مطابق قاضی ایک عرصہ تک مساجد میں بیٹھ کر مقدمات فیصل کرتے رہے۔ عباسیوں کے عہد میں قاضیوں کو مسجدوں میں ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ اس کی اغلباً وجہ یہ تھی کہ اہل معاملہ کی آمدورفت سے' جن میں عورتیں اور بچے شامل ہوتے تھے' مساجد کی حرمت اور وقار کو قائم رکھنا دشوار ہوگیا تھا۔ چنانچہ محتسب کو مساجد کے نظام کی دیکھ بھال' صفائی ستھرائی اور آداب مساجد کی ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ انہیں ممکنہ اختیارات سے نوازا گیا کہ وہ مسجدوں کو دنیوی مشاغل کا گہوارہ نہ بننے دیں۔ نیز خیال رکھیں کہ مسجدوں کے قرب و جوار میں شور وغیرہ نہ ہو۔ ان اختیارات کی رو سے مسجد کی دینی روایت کو قائم رکھنا محتسب کی ذمہ داری قرار پا گئی۔

الماوردی کے نزدیک علاقہ کی مسجد یا جامع مسجد ویران ہو جائے تو اس کی تعمیر نو کسی خاص شخص کے ذمے نہیں' بلکہ محتسب اصلاح و مرمت کے اخراجات برداشت کرنے کے اہل قریب ترین لوگوں کو اجتماعی طور پر ایسا کرنے پر' بشرطیکہ بیت المال میں مسجد کی مرمت یا تعمیر نو کے اخراجات کی گنجائش مفقود ہو' مجبور کر سکتا ہے۔ لوگ خود اس کی ذمہ داری قبول کر لیں' تو محتسب سے یہ فریضہ امر ساقط ہو جاتا ہے [1] یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"لوگ اگر پرانی یا شکستہ عمارات کو گرا کر از سر نو تعمیر کرنا چاہیں تو جن کا تعلق عامتہ الناس سے ہے' جیسے شہر پناہ یا جامع مسجد' انہیں والی حکومت کی اجازت کے بغیر تعمیر نہیں کر سکتے۔ محتسب کی اجازت اس سلسلے میں ناکافی ہو گی' البتہ محلوں کی مساجد کے لئے والی حکومت کی اجازت لازمی نہیں۔ جدید مساجد کی تعمیر کی بجائے صرف منہدم شدہ مسجدوں کی تعمیر پر' محتسب لوگوں کو مجبور کر سکتا ہے" (۲)

رفاہ عام

حقوق العباد کے سلسلے میں اسلامی حکومت کے محتسب کو مختلف ادوار میں متفرق اختیارات حاصل رہے اور وہ ٹاون ایریا بلدیہ' اور میونسپلٹی کے چیئرمین کے اختیارات کے علاوہ کارپوریشن کے میئر کی طرح احکامات جاری کرنے کا بھی مکمل اختیار و اقتدار رکھتا تھا۔ النویری کا بیان ہے کہ مضرت کا ہونا کلیتا محتسب کی رائے پر مفرض ہے اور وہ پورے طور سے اجتہاد عرفی کر سکتا ہے:

"ان لہ اجتھاد رایہ فیما تعلق بالمعروف دون الشرع۔ (۳)

کسی شہر کی نہر بند ہو جائے' شہر پناہ گر جائے یا حاجت مند مسافروں کی اعانت نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں کہ بیت المال میں سرمایہ موجود ہو اور اس کے خرچ کرنے سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے' محتسب اس سرمایہ سے نہر کی مرمت' شہر پناہ کی تعمیر اور مسافروں کی حاجت روائی کا حکم دے سکتا ہے:

"فکا لبلد اذا تعطل شربہ او انھدم سورہ او کان یطرقہ بنو السبیل من ذوی الحاجات مکفوا عن معونتھم فان کان بیت المال مال لم یتوجہ علیھم فیہ ضرر امر باصلاح شربھم وبناء سورھم وبمعونۃ بنی السبیل فی الاجتیازبھم لانھا حقوق تلزم بیت المال دونھم۔ (۴)

الاحکام السلطانیہ میں تصریح موجود ہے کہ اصحاب مقدرت ان منہدم شدہ یا مرمت طلب عمارتوں کو نہ بنائیں اور شہر میں قیام ممکن ہو' پانی خواہ کم ہو' مگر ضرورت پوری ہو جاتی ہو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو گریز ممکن ہے' البتہ پانی نہ ہونے اور شہر پناہ ٹوٹنے سے سکونت و قیام کے آثار ناممکن دکھائی دیں اور سرحدی مقام ہونے کی صورت میں نقل مکانی کے اندیشے سے دارالاسلام کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو والی حکومت کے لئے ایسی عمارات کو معطل چھوڑے رکھنا جائز نہیں۔ چنانچہ محتسب کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان حوادث سے سلطان کو مطلع کرے اور اصحاب مقدرت کو ان کے انتظام و اصلاح کی ترغیب دے۔

سرحدی مقام نہ ہو تو حکم میں اتنی سختی نہیں اور محتسب کو بھی باشندوں سے جبراً اصلاح کرانے کا اختیار نہیں ۔ یہ ذمہ داری ہر حال میں حاکم وقت کی ہے۔ حاکم وقت کے پاس سرمایہ نہ ہو تو محتسب متاثرین کو نقل مکانی یا اصلاح کا اختیار دے سکتا ہے۔ متاثرین اگر اصلاح کا بار اٹھانے پر رضامند ہو جائیں تو جو وہ بطیّب خاطر دیں' تھوڑا یا بہت' محتسب کو قبول کرنا ہوگا۔ بہتر ہے کہ بقول الماوردی: محتسب اعلان کر دے کہ جس قدر تم آسانی اور خوشی سے دے سکتے ہو' دو اور جو تہی داماں ہو وہ کام میں ہاتھ بٹا کر مدد کرے۔ ان اقرار و مواعید کے بعد محتسب کو چاہئے کہ بہ لحاظ مصلحت ہر جماعت میں ایک ضامن مقرر کر دے' تاکہ جو ذمہ داری اس جماعت نے قبول کی ہے' وقت پر پوری ہو سکے (۵)

-وان کان مثل هذا الضمان لایلزم فی المعاملات الخاصة لان حکم مانم من المصالح موسع فکان حکم الضمان فیه اوسع واذا عمت هذه المصلحة لم یکن للمحتسب ان یتقدم بالقیام بها حتی یستاذن السلطان فیها لئلا یصیر بالتفرد مفتاتا علیه اذ لیست هذه المصلحة من معهود حسبة فان قلت و شق استئذن السلطان فیها او خیف زیادة الضرر لبعد استئذانه جاز الشروع فیها من غیر استئذان- (۶) ۔

اور معاملات خاصہ میں ایسے ضامن کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مصالح عامہ کے حکم میں وسعت ہے۔ لہٰذا اس کے ضمان میں بھی وسعت ہے۔ اس تمام کارروائی کے بعد محتسب کو چاہئے کہ کام کرنے میں خود پیشقدمی نہ کرے' پہلے سلطان سے اجازت لے تاکہ خارج از اختیارات کارروائی لازم نہ آئے' کیونکہ یہ کام احتساب کے فرائض سے جدا ہے اور اگر اجازت حاصل کرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دشوار ہو یا حصول اجازت تک مضرت بڑھنے کا خطرہ ہو تو بغیر اجازت ہی کام شروع کر سکتا ہے۔

الماوردی کے علاوہ یہ تصریح النویری کے ہاں بھی ملتی ہے کہ کسی شہر کی نہر وغیرہ بند ہو جائے یا کنویں غلاظت سے بھر جائیں' شہرپناہ کے گرنے کے آثار ہویدا ہوں' حاجت مند مسافر گزریں اور ان کی اعانت اور ماویٰ و مسکن کا بندوبست نہ ہو' مساجد منہدم ہو رہی ہوں' سراوں اور مسافر خانوں کی حالتیں تسلی بخش نہ ہوں تو سرکاری خزانوں سے ان مخارج کو اس شرط پر ادا کیا جائے کہ اس سے مسلمانوں کو مضرت پہنچے نہ دیگر اہم کام رکیں (۷)' وگرنہ بقول الماوردی محتسب اس کے اخراجات کا کفیل دولت مند عناصر کو مقرر کر دے۔ اس کے ساتھ ہی الاحکام السلطانیہ میں لکھا ہے کہ :

> "اگر کسی شہر یا آبادی میں پانی کی قلت اور آب رسانی کے وسائل میں کمی کی وجہ سے وہاں قیام ممکن نہ ہو یا وہاں کی شہرپناہ کو منہدم ہوتے دیکھ کر لوگ ترک سکونت پر آمادہ ہوں اور اس سے دارالاسلام کو گزند پہنچنے کا اندیشہ ہو تو محتسب کا فرض ہے کہ ارباب حل و عقد کو باقاعدہ اس کی سرکاری طور پر اطلاع دے اور ذی حیثیت مسلمانوں کی اس طرف توجہ مبذول کرائے تاکہ وہ اس کی درستی کا بار اپنے ذمہ لیں" (۸)

ہمسایوں کے حقوق

بعض منکرات محض حقوق الناس سے متعلق ہیں۔ مثال کے طور پر کوئی شخص اپنے ہمسائے کی حد یا مکان کے صحن میں کچھ تعمیر کرے یا اس کی دیوار پر اپنا شہتیر رکھوا دے تو محتسب صرف استغاثہ کی صورت میں دخل اندازی کر سکتا ہے کیونکہ فریقین میں معافی یا کسی مطالبہ کی منظوری پر باہمی مصلحت ہو سکتی ہے۔ استغاثہ ہو تو محتسب کا فرض ہے کہ تعدی کرنے والے سے اس کا حق دلائے اور ضرورت محسوس کرے تو حسب حال تادیب کرے' لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ آپس میں منکر حقوق نہ ہوں۔ منکر حقوق ہوں تو ان کا مقدمہ حاکم طے کرے۔ ہمسایہ اگر اس کی تعدی کو باقی رکھے اور اس کے گرانے کے متعلق اپنے حق کو معاف کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دے تو اسے اس کے بعد بھی اس مطالبہ کا حق رہتا ہے۔ مطالبہ کرے تو تعدی کرنے والے کو حکم دیا جائے کہ اپنی تعمیر منہدم کر دے (۹) یاد رہے:

"ولو کان قد ابتدا البناء ووضع الاجذاع باذن الجار ثم رجع الجار فی اذنه لم یوخذ الثانی بهدمه" (۱۰)۔

اگر ابتدا ہی سے اس کی اجازت سے کوئی چیز تعمیر کی ہے یا شہتیر رکھا ہے تو اب اس کو اپنی اجازت سے رجوع کرنے کا حق نہیں ہے۔ لہٰذا تعمیر وغیرہ گرانے کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔

تاریخ کے بعض واقعات کے مطابق حدود معینہ سے باہر نکلے ہوئے مکانوں کے چھجے اور عامہ خلائق کے لئے عمارتوں کے تکلیف رساں چھجے، گھروں سے باہر نکلنے والے ایسے پرنالے اور نالیاں جن سے گزرنے والوں کو ایذا پہنچے یا کمروں و دالانوں میں ایسے دروازے اور کھڑکیاں جن سے ہمسایوں کی پردہ داری یا ان کے گھروں کے راز فاش ہوں، ہمسایہ کے استغاثہ کے بعد محتسب ان معاملات میں دخل اندازی کر سکتا ہے:

"ولو انشرت اغصان الشجرة الی دار جاره کان للجار ان یستعدی المحتسب حتی یعدیه علی صاحب الشجرة لیاخذه بازالة ما انتشر من اغصانها فی داره ولا تادیب علیه لان انتشارها لیس من فعله ولو انتشرت عروق الشجرة تحت الارض حتی دخلت فی قرار ارض الجار لم یوخذ بقلعها ولم یمنع الجار من التصرف فی قرار ارضه وان قطعها" (۱۱)۔

اگر درخت کی شاخیں ہمسائے کے مکان پر پھیل جائیں تو وہ محتسب سے کہہ کر انہیں قطع کرانے پر مجبور کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی سزا نہیں، کیونکہ شاخوں کا پھیلنا اس کا فعل نہیں اور جب درخت کی جڑیں پھیل کر ہمسائے کی زمین میں داخل ہو جائیں تو محتسب ان کو قطع کرنے پر مجبور کر سکتا۔ ہاں اپنی زمین میں ہر طرح کا تصرف کر سکتا ہے۔

کوئی شخص اپنی زمین میں تنور نصب کرتا ہے اور اس کے دھوئیں سے ہمسائے کو اذیت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو تو اسے اعتراض یا ممانعت کا حق نہیں۔

"واذا نصب المالک تنورا فی داره فتاذی الجار بدخانه لم یعترض علیه ولم یمنع منه" (۱۲)

اور اسی طرح کوئی اپنے مکان میں چکی نصب کر لے یا لوہاروں اور دھوبیوں کو جگہ دے تو بھی کوئی ممانعت نہیں کر سکتا' کیونکہ ہر شخص کو اپنی ملک میں تصرف کرنے کا حق ہے اور ان کاموں کے بدون چارہ بھی نہیں:

"وکذلک لو نصب فی داره رحی او وضع فیها حدادین او قصارین لم یمنع لان للناس التصرف فی املاکهم بما احبوا وما یجد الناس من مثل هذا بدا" (۱۳)

ناجائز تجاوزات

ایک طرف تو مکانوں کی گرتی ہوئی دیواروں اور خطرناک منزلوں کو گرا دینے کی طرف مالکان کی توجہ مبذول کرانا محتسب کی ذمہ داری رہی ہے' دوسری طرف وہ ملبہ کو جس سے عبور اور مرور میں کلفت ہو' جلد سے جلد ہٹانے کی ہدایات کرتا تھا (۱۴) اس کی تائید یاقوت حموی نے کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مالک مکان کو ایسی عمارت گرانے کا حکم دینا' جو کمزور ہو چکی ہو اور گرنے والی ہو' محتسب کے دائرہ اختیار میں رہا ہے (۱۵) الماوردی کا بیان ہے کہ راستے کی دکانوں سے متعلق محتسب پر یہ انتظام لازم ہے کہ جن سے گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو' انہیں رہنے دے اور جن سے مضرت ہو' ان کو اٹھا دے۔ امام ابو حنیفہ اسے استغاثہ پر موقوف فرماتے ہیں۔ الاحکام السلطانیہ میں لکھا ہے کہ:

"محتسب راستے میں عمارت بنانے کی ممانعت کر سکتا ہے' خواہ راستہ کشادہ ہی کیوں نہ ہو اور اگر کوئی اس کے باوجود عمارت تعمیر کر لے تو وہ اسے منہدم بھی کرا سکتا ہے۔ اگرچہ مسجد ہی کیوں نہ ہو' کیونکہ راستے چلنے کی منفعت کیلئے ہوتے ہیں' تعمیرات کیلئے نہیں" (۱۶)

ابن خلدون نے تصریح کی ہے کہ بازاروں میں فٹ پاتھ پر کرسیاں اور بنچ یا مونڈھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رکھے ہوں، جن سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہو، محتسب انہیں ہٹوا دیتا تھا (۱۷)۔ راستوں اور عام گزرگاہ میں ایسی عمارت بنانے کے خلاف اقدامات کرنا، جو باعث آزار ہوں، محتسب کو انہیں منہدم کرانے کا اختیار تھا (۱۸)۔ سنڈاسوں اور پائخانوں کی اس محل پر تعمیر سے کہ اذیت کا کھٹکا نہ ہو تو رہنے دیتا، ورنہ مسمار کرنے کا حکم دیتا (۱۹)۔

لوگ اگر بوقت ضرورت اپنی چیزیں یا سامان عمارت سڑک پر ڈال دیں کہ تھوڑی دیر کے بعد منتقل کر لیں گے اور ان کے اس اقدام سے دوسروں کو تکلیف بھی نہ ہوتی ہو تو محتسب اس معاملے میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ مضرت کی صورت میں اسے مداخلت کا اختیار ہے۔ اسی طرح چھجے نکالنے، چھتے بنانے، پر نالے لگانے، سنڈاس کے کنویں ہٹانے کا حکم ہے۔ مضرت نہ ہو تو محتسب رہنے دے وگرنہ ممانعت کر دے اور مضرت و عدم مضرت اپنے اجتہاد سے معلوم کرے، کیونکہ یہ اجتہاد عرفی ہے، شرعی نہیں:

"ویجتهد المحتسب رایه فیما ضر ومالم یضر لانه من الاجتهاد العرفی دون الشرعی" (۲۰)

اجتہاد شرعی و اجتہاد عرفی

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اجتہاد کی ان دونوں قسموں میں فرق کیا ہے؟ اجتہاد شرعی تو وہ ہے، جس کی اصل کا حکم شریعت سے ثابت ہو اور اجتہاد عرفی کہ اس کی اصل کا حکم عرف پر مبنی ہو:

"والفرق بین الاجتهادین ان الاجتهاد الشرعی ما روعی فیه اصل ثبت حکمه بالشرع والاجتهاد العرفی ما روعی فیه اصل ثبت حکمه بالعرف" (۲۱)

مزید امتیاز ان امثال سے واضح ہو جاتا ہے، جو محتسب کے دائرہ اختیار سے متعلق ہیں۔ الماوردی کا بیان ہے کہ مردے مملوکہ زمین یا مباح زمین میں دفن کر دیئے جائیں تو محتسب کے اختیار سے متعلق ہے کہ انہیں وہاں سے کسی کو منتقل نہ کرنے دے۔ مغصوبہ زمین میں اگر دفن کئے گئے ہوں تو مالک اراضی انہیں منتقل کرا سکتا ہے۔ لیکن زمین میں نمی یا سیلاب آ جائے تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منتقلی کے جواز میں اختلاف ہے۔ زبیری جائز کہتے ہیں۔ دیگر علماء کی رائے ان کے برعکس ہے:

"ولو الی الحسبة ان یمنع من نقل الموتی من قبورهم اذا دفنوا فی ملک او مباح الا من ارض مغصوبة فیکون لمالکها ان یاخذ من دفنه فیما ینقله منها واختلف فی جواز نقلهم من ارض قد لحقها سیل او ندی فجوزه الزبیری واباحه غیره" (۲۲)

حفظان صحت

صحت عامہ اور اس کی بقاء سے متعلق تمام تدابیر بھی ایک زمانے میں محتسب کے دائرہ اختیار میں رہیں۔ عہد حاضر میں ریستورانوں' ہوٹلوں اور کھانے پینے کی دکانوں میں اس نقطہ نگاہ سے تحفظ کے جو شرائط ہیں' ان سے کہیں زیادہ عہود اسلامیہ میں ان کا خیال رکھا جاتا تھا۔ زہیر طحان نے اپنے ایک مضمون "المحتسب' مسئول النظافة" میں اس کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ابتدائیہ میں رقمطراز ہیں:

"لقد کان المحتسب مسئول النظافة' وکان له اعوان یدعون بالعرفاء' ووظیفته تطابق فی ایامنا موظف التموین وشرطی البلدیة والمفتش القضائی مجتمعین معا فکان یتفقد نظافة البلد' ومراقبة السوقة والاسواق وکشف انواع المغش والتدلیس لاصحاب الحرف والصناعات فی بیعاتهم ومعاملاتهم" (۲۳)۔

یاقوت حموی کے بقول: راستوں میں لوگوں کو تھوکنے سے روکنا' مدارس میں اساتذہ کو منع کرنا کہ وہ طالب علموں کو زیادہ زد و کوب نہ کریں' اور کھانے پینے اور روزمرہ استعمال کی دوسری اشیاء میں ملاوٹ اور دھوکہ دہی کا سد باب کرنا' محتسب کی ذمہ داری تھی۔ مختلف زمانوں اور مختلف حکومتوں میں محتسب بعض اوقات دکانداروں کے ہاں سے کسی بچے کو بھیج کر کوئی چیز منگواتے۔ اس کے وزن اور ملاوٹ کی آزمائش کرنے اور ملاوٹ یا کمی پانے پر فوراً سزا دیتے (۲۴)

محتسب کی یہ ذمہ داری بھی تھی کہ وہ آٹا گوندھنے والوں اور کیک بسکٹ اور پیسٹریاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیچنے والوں کو وقتاً فوقتاً چیک کرتے رہیں۔ آٹا گوندھنے والوں کو بطور خاص ہدایت تھی کہ وہ اپنے منہ کو ڈھانپ کر رکھا کریں' ممکن ہے انہیں چھینک آجائے یا وہ کوئی بات کریں تو اس کے جراثیم یا اثرات آٹے میں شامل ہو کر مضرت رساں ثابت ہوں۔

محتسب یہ بھی دیکھتا تھا کہ آٹا گوندھنے والے نے اپنی پیشانی پر سفید پٹی باندھی ہے یا نہیں' اس لئے کہ کہیں پسینے کے قطرات آٹے میں شامل ہو کر حفظان صحت کیلئے تو مضر نہیں ہو رہے؟ کہنیوں سے لے کر پہنچے تک کے بال منڈھے ہوئے رکھنا اس کے لئے لازمی تھا اور محتسب باقاعدہ اس کی نگرانی کرتا تھا (۲۵)

> "ہوٹل یا بیکری کے لئے جب آٹا گوندھا جا رہا ہو تو ضروری تھا کہ آٹا گوندھنے والے کے پاس کوئی دوسرا شخص کھڑا مور چھل ہلا رہا ہو' ورنہ محتسب چالان کر سکتا تھا" (۲۶)

علاوہ ازیں محتسب ہوٹل میں پکنے والے کھانوں کو بہ نفس نفیس موقع پر چیک کر سکتا تھا۔ اسے اختیار تھا کہ آگ پہ رکھی دیگچیوں کو کھلوا کے دیکھے کہ جو کچھ پک رہا ہے' صحت کے اصولوں کے عین مطابق ہے یا نہیں (۲۷) مذبح کا بھی وہ اکثر گشت لگاتا اور دیکھتا کہ ذبیحہ حلال کے تقاضے پورے کئے جا رہے ہیں یا نہیں۔ وہ گوشت پر مہر لگاتا' تب اسے فروخت کیا جا سکتا تھا (۲۸) دوافروشوں اور عطاروں کی نگرانی اس کے فرائض میں شامل تھی۔ صرف مفرحات خالص فروخت کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ مرکبات میں نقلی ادویہ کی آمیزش پر وہ چالان کر سکتا تھا۔ کسی حکیم یا ڈاکٹر کی سوء تدبیر اور غفلت سے کسی مریض کی موت واقع ہو جائے تو محتسب اس کو دیت دینے پر مجبور کر سکتا تھا (۲۹)

باہمی حقوق

حقوق العباد میں خاص سے مراد باہمی حقوق ودیون ہیں' جنہیں ادا کرنے میں تاخیر کی جائے تو محتسب حکماً دلا سکتا ہے' بشرطیکہ صاحب حق مطالبہ کرے اور صاحب ذمہ میں قدرت ہو۔ محتسب کو اس معاملے میں کسی فرد یا فریق کو قید کرنے کی اجازت نہیں' کیونکہ قید کرنا حکم کے زمرہ میں آتا ہے' جس کا محتسب مجاز نہیں' البتہ وہ صاحب حق کی طرح اس کو روک ٹوک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے:

"واما الخاص فکا لحقوق اذا مطلت والدیون اذا اخرت فللمحتسب ان یامر بالخروج منها مع المکنة اذا استعداء اصحاب الحقوق ولیس له ان یحبس بها لان الحبس حکم ولا ان یلازم علیها لان لصاحب الحق ان یلازم" (۳۰)

محتسب اقارب کے نفقات ادا کرنے پر مواخذہ نہیں کر سکتا' کیونکہ اس میں اجتہاد شرعی لازم آتا ہے' جس سے یہ بات معلوم کرنی ہوتی ہے کہ کس کے لئے واجب ہے اور کس پر واجب ہے۔ حاکم نے اگر ان کی مقداریں متعین کر دی ہوں تو محتسب کو مواخذہ کا اختیار ہے:

"وکذلک کفالة من تجب کفالفته من الصغار والاعتراض له فیها حتی یحکم بها الحاکم فیجوز حینئذ للمحتسب ان یامر بالقیام بها علی الشروط المتعلقة فیها (۳۱)

اور یہی حکم کفالت واجبہ یعنی چھوٹے بچوں کی کفالت کا ہے کہ محتسب حکم حاکم کے بغیر کچھ تعرض نہ کرے۔ حکم کے بعد بلحاظ شرائط انتظام کرنے کا مجاز ہے۔

الماوردی کا بیان ہے کہ محتسب وصیتوں اور امانتوں کے قبول کرنے پر کسی کو مجبور نہ کرے' ہاں وہ علی العموم سب کو خیر خواہی' تعاون اور پرہیزگاری کا حکم دے سکتا ہے:

"واما قبول الوصایا والودائع فلیس له ان یامر فیها اعیان الناس و احادهم ویجوز ان یامر بها علی العموم حثا علی التعاون بالبر والتقوی" (۳۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴

مشترکہ حقوق کا احتساب

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو باتیں حقوق اللہ اور حقوق العباد میں مشترک ہیں' ان کا خاطر خواہ تذکرہ بھی فقہاء اسلام کے ہاں ملتا ہے۔ الماوردی' ابو یعلی' النویری اور امام غزالی وغیرہم کے علاوہ مورخین اسلام میں ابن خلدون نے مشترکہ حقوق کے احتساب کی متعدد مثالیں پیش کی ہیں۔ امام غزالیؒ نے یہاں تک تصریح کر دی ہے کہ:

> "غلام کو مالک' مرد کو عورت' بیوی کو شوہر اور رعیت کو بادشاہ سے احتساب کرنا چاہیئے' کیونکہ وہ سب ایک دوسرے کے لئے حقوق رکھتے ہیں۔ اسی طرح شاگرد اپنے استاد سے محاسبہ کر سکتا ہے' کیونکہ وہ اس کا دینی ولی ہے' بلکہ اس پر تو سب سے زیادہ اس لئے واجب ہے کہ بے عمل استاد ہی دین اور علم کی خرابی کا موجب بنتا ہے" (۱)

یاقوت حموی کے ہاں الحسبہ کی نوعیت و وظائف میں قلیوں اور کشتی والوں کو زیادہ بوجھ لادنے سے روکنے' جانوروں کے ساتھ بے رحمی کا سلوک کرنے سے ممانعت' مدارس میں اساتذہ کو روکنا کہ وہ طالبعلموں کو زیادہ زد و کوب نہ کریں' کھانے پینے اور روزمرہ ضروریات کی دیگر اشیاء میں ملاوٹ اور دھوکہ دہی کے سدباب' اوزان اور پیمانوں کی نگرانی' کم تولنے اور ناپنے کی ممانعت' نرخوں کی نگرانی' شاہراہوں سڑکوں' گزرگاہوں اور عام اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں پر مخرب الاخلاق حرکات کی روک تھام مثلاً شراب نوشی' جوا' مجمع لگا کر لوگوں کو بے وقوف بنانا' عورتوں پر آوازیں کسنا اور انہیں چھیڑنا اور دیگر ناشائستہ حرکات پر نظر رکھنا ایسے امور بھی محتسب کی ذمہ داریوں' اختیارات اور فرائض میں ملتے ہیں (۲) اور یہ تمام امور مشترکہ حقوق میں آتے ہیں۔ معجم الادباء کے مولف کے بقول بعض مصنفین نے پیدائش و اموات اور میراث کی رجسٹری'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یتامی کے مال کی نگرانی اور فوجی رسد کو بھی الحسبہ کے تحت بتایا ہے' لیکن یہ درست نہیں (۳)

طویل قرات

عام مسجدوں اور جامع مسجدوں کے امام اگر نماز کے دوران اتنی طویل قرات کرتے ہوں کہ ضعفاء برداشت نہ کر سکیں یا لوگوں کے کاروبار میں حرج واقع ہوتا ہو تو محتسب کو اختیار ہے کہ وہ آئمہ کو اپنی یہ روش ترک کرنے پر مجبور کرے۔ الماوردی نے اس ضمن میں معاذؓ بن جبل کی مثال پیش کی ہے' جو نماز میں اپنے لوگوں کے ساتھ طویل قرات کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی صحابی نے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: افتان انت یا معاذ (۴)' اے معاذ کیا تم فتنہ پھیلاتے ہو؟

قرات میں طوالت اختیار کرنے والے کو محتسب منع کر سکتا ہے' لیکن اگر امام پھر بھی باز نہ آئے تو محتسب سزا دینے کا مجاز نہیں۔ البتہ اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ اس امام کو علیحدہ کر دے اور اس کی جگہ مناسب قرات پڑھنے والے کی تقرری ہو (۵)

قاضی پر احتساب

عہدہ قضاء قبول کرنا آسان ہے' مگر اس کی نازک ذمہ داریاں اور فرائض ادا کرنا بہت مشکل۔ شاید یہی وجہ تھی کہ قرون اولیٰ میں جید' متقی اور نیکوکار لوگ بھی اسے قبول کرنے سے ہچکچاتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار حضرت ابو مسعود انصاریؓ حلقہ قائم کئے بیٹھے تھے۔ دو آدمیوں نے سوال کیا کہ اس حلقے میں کون ہے' جو ہمارا فیصلہ کرے گا؟ ایک شخص نے اثبات میں جواب دیا تو حضرت ابو مسعودؓ نے انہیں کنکری اٹھا کر ماری اور فرمایا کہ عہدہ قضاء کو جلدی سے قبول کرنا مکروہ ہے (۶)

قاضی اپنے دروازے پر دربان مقرر کرے' دادخواہ مقدمات لے کر آئیں اور وہ تصفیہ نہ کرے یا اس میں تاخیر سے کام لے تو اس سے خلل پیدا ہوتا ہے اور دادخواہوں کو مشکلات و مضرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ الماوردی کا بیان ہے کہ مقدمات میں بلا عذر تاخیر کرنے یا تصفیہ نہ کرنے والے قاضی سے محتسب بازپرس اور فرائض منصبی کو بہ حسن و خوبی انجام دینے کی تاکید کر سکتا ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ محتسب' قاضی کے رفعت مراتب کا خیال کر کے اس فرض کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کوتاہی سے چشم پوشی نہ کرے۔ اس ضمن میں الاحکام السلطانیہ میں ایک مثال پیش کی گئی ہے کہ :

"ابراہیم بن بطحا' محتسب بغداد' قاضی القضاۃ ابو عمر بن حمار کے مکان سے گزرنے لگے تو اہل مقدمات کو ان کے انتظار میں دروازے پر بیٹھے دیکھا۔ دن کافی نکل آنے سے دھوپ میں گرمی آ گئی تھی۔ انہوں نے دربان کو بلایا اور کہا کہ قاضی القضاۃ کو دھوپ میں بیٹھے ہوئے اہل مقدمات کی تکالیف سے آگاہ کرو اور انہیں کہو کہ آ کر انہیں اپنی تاخیر کا عذر بیان کریں۔ ان کی شکایات سنیں یا انہیں پھر کسی اور وقت آنے کی درخواست کریں" (۷)

خدام کی حق تلفی

النویری کے بیان کے مطابق خدام' غلام اور باندیوں کے حقوق اگر تلف ہو رہے ہوں اور ان پر بانواع مختلف مخدوموں اور آقاؤں کی طرف سے زیادتیاں ہوتی ہوں تو محتسب کو چاہئے کہ ان کی فہمائش کرے (۸) الماوردی نے تصریح کی ہے کہ کسی غلام کا آقا بالفرض اس سے اتنا کام لیتا ہے کہ وہ اسے ہمیشہ انجام دینے سے عاجز ہو تو جب تک غلام استغاثہ نہ کرے' محتسب آقا کو بطور نصیحت کے روکے اور اگر محتسب سے دادخواہی کا طالب ہو' تو پھر آقا کو سختی سے ممانعت اور تنبیہہ کرے :

"واذا کان فی سادۃ العبید من یستعملھم فیما یطیقون الدوام علیہ کان منعھم والانکار علیھم موقوفا علی استعداء العبید علی وجہ الانکار والعظۃ فاذا استعدود منع حینئذ وزجر (۹)۔

الاحکام السلطانیہ کے مطابق اگر غلام شاکی ہو کہ اس کا آقا' اس کے روٹی کپڑے کا بالکل خیال نہیں کرتا تو محتسب کو بازپرس کا اختیار ہے۔ وہ آقا کو غلام کے یہ حقوق پورے کرنے کی تلقین کر سکتا ہے۔ غلام روٹی کپڑے میں کمی بیشی کی شکایت کرے تو یہ محتسب کے اختیارات سے خارج ہے کیونکہ ان کی مقدار معین کرنے میں اجتہاد شرعی کی ضرورت ہے اور اصل کے لازم کرنے میں اجتہاد شرعی کی ضرورت نہیں کیونکہ مطلقاً معین کرنا منصوص علیہ ہے اور خاص

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقدار منصوص علیہ نہیں (۱۰)

انسداد بے رحمی حیوانات

خدام اور غلاموں سے قطع نظر مواشی پر زیادہ بوجھ لادنے کے انسداد کے لئے محتسب کے ہاں استغاثہ یا کسی کی شکایت ضروری نہیں۔ مالکان مویشی جانوروں سے پورا کام لیتے ہیں، مگر ان کو چارہ پانی وغیرہ مناسب نہیں دیتے النویری کے بقول محتسب کو ایسے مالکان سے مواخذہ کا حق واختیار حاصل ہے:

"وارباب البهائم یاخذهم بعلوفتها اذا اقصروا فیها" (۱۱)

الماوردی نے تصریح کی ہے کہ مویشیوں سے ایسا کام لیا جائے کہ دواماً اس کو نہ کر سکیں تو محتسب بغیر کسی استغاثہ یا شکایت کے اس کا انسداد اور آئندہ سے اس کی ممانعت کر سکتا ہے:

"واذا کان ارباب المواشی من لتعملها فیما لایطیق الدوام علیه انکره المحتسب علیه ومنعه منه وان لم یکن فیه مستعد الیه" (۱۲)۔

مالک مویشی کا دعویٰ ہو کہ اس کا جانور اتنا بوجھ اٹھانے یا کام کرنے کا متحمل ہے تو محتسب کو اس کے امتحان کا اختیار حاصل ہے۔ اس میں گو اجتہاد کی ضرورت ہے، لیکن یہ عرفی ہے۔ محتسب کو اجتہاد شرعی کی تو ممانعت ہے، اجتہاد عرفی کی نہیں، اور محتسب لوگوں کے عرف و رواج سے مالک مویشی کے دعویٰ کی تصدیق کر سکتا ہے (۱۳) جانوروں پر ظلم کے احتساب کی ویسے بھی اسلام میں تلقین کی گئی ہے۔ سنن ابی داود میں ہے کہ :

"حضرت انس بن مالک، حکم بن ایوب کے پاس آئے۔ دیکھا کہ چند نوجوان مرغی کو باندھ کر تیر کا نشانہ لگا رہے ہیں۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے" (۱۴)

زیادہ بوجھ کی ممانعت

یاقوت حموی نے الحسبہ کے باب میں قلیوں اور کشتی والوں کو زیادہ بوجھ لادنے سے روکنا اور جانوروں کے ساتھ بے رحمی کے سلوک سے منع کرنا، محتسب کے فرائض میں سے بتایا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) الماوردی کے بقول ملاحوں کو کشتیوں میں اتنا سامان لادنے کی کہ اس میں وسعت نہ ہو اور غرقابی کا خطرہ لاحق ہو جائے' محتسب کو ممانعت کا اختیار ہے۔ اسی طرح وہ تیز ہواوں میں کشتی لے جانے سے بھی روک سکتا ہے:

"وللمحتسب ان یمنع ارباب السفن من حمل مالا تسعہ ویخاف منہ غرقھا وکذلک یمنعھم من المسیر عند اشتداد الریح [۱۶]

لقطہ کی کفالت

ابن خلدون کی رائے میں محتسب کو چاہیئے کہ بوجھ ڈھونے والوں اور کشتی والوں کو بوجھ اور مال کی زیادتی سے روکے اور اگر کوئی پڑی ہوئی چیز یا کھویا ہوا جانور کسی کے ہاتھ لگ جائے تو اس کی کفالت پوری پوری اس کے ذمہ ہے اور اس میں کوتاہی اور تقصیر پر محتسب کو مواخذہ کا حق ہے:

"ومنع الحمالین واھل الفن من الاکثار فی السفن" [۱۷]

الاحکام السلطانیہ میں ہے کہ جس شخص کو لقطہ (پڑی ہوئی شئے) ملے اور وہ اس کی کفالت میں کوتاہی کرے تو محتسب کی ذمہ داری ہے کہ اٹھانے والے کو اس کے اٹھانے کے حقوق یعنی کفالت وغیرہ کی مکمل ادائیگی کا حکم دے یا اسے کسی اور کفیل کے حوالے کرنے کی تلقین کرے۔ اسی طرح بھٹکے ہوئے جانور کی کفالت اس کے پانے والے سے کرائے:

"ویکون ضامنا للضالۃ بالتقصیر ولایکون بہ ضامنا اللقیط واذا اسلم الضالۃ الی غیرہ ضمنھا ولایضمن للقیط بالتسلم الی غیرہ" [۱۹]

اگر جانور اس کی کوتاہی سے ہلاک ہو جائے تو وہ ضامن ہوتا ہے اور لقطہ ضائع ہو جائے تو ضامن نہیں ہوتا۔ بھٹکا ہوا جانور کسی کو دے دے تو ضامن ہوتا ہے اور لقطہ کو دینے سے ضامن نہیں ہوتا۔

شادی اور پردہ کے مسائل

غیرشادی شدہ لڑکیاں محتسب سے شکایت کریں کہ ان کے ولی (باپ بھائی وغیرہ) کسی وجہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے ان کی شادی نہیں کر رہے' تو وہ مداخلت کر سکتا ہے۔ محتسب کی مداخلت ولی کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ ایسی لڑکیوں کی فوراً مناسب جگہ شادی کرا دیں (۲۰) اسی طرح بیوہ عورتیں نکاح کی طالب ہوں تو محتسب ان کے اولیاء کو کفو میں شادی کا حکم دینے کا مجاز ہے:

"فکاخذ الاولیاء بنکاح الایامی من اکفائھن اذا طلبن" (۲۱)

جن عورتوں پر عدت واجب ہو' محتسب ان کو عدت کے احکام کی پابندی کرانے کا پابند ہے اور وہ خلاف ورزی کرنے والی خواتین کو سزا بھی دے سکتا ہے:

"والزام النساء احکام العدد اذا فورقن وله تادیب من خالف فی العدة من النساء (۲۲)

لیکن اگر عورتوں کے ولی نکاح کرانے کی ذمہ داری قبول نہ کریں یا ادا نہ کریں تو محتسب کو تادیب کا اختیار نہیں:

"ولیس له تادیب من امتنع من الاولیاء" (۲۳)

محتسب کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ خواتین کو گھروں سے باہر بناؤ سنگھار سے روکے۔ النویری کے بقول محتسب عورتوں کو سرخی پاؤڈر کے استعمال سے منع کر سکتا ہے' البتہ مہندی کے استعمال پر کوئی روک نہیں (۲۴) اسی طرح محتسب خواتین کو پردے کی تلقین کر سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بار حفصہ بنت عبدالرحمٰن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئیں۔ حضرت عمرؓ یا حضرت عائشہؓ نے دیکھتے ہی غصہ سے دوپٹہ پھاڑ ڈالا۔ پھر فرمایا کہ تم نہیں جانتیں کہ سورۃ نور میں کیا احکام نازل ہوئے ہیں؟ اس کے بعد کڑھائی کیا ہوا دوسرا دوپٹہ منگوایا اور اوڑھا دیا (۲۵)

خواتین کے لئے چادر اور چار دیواری کا انتظام و انصرام کرنا بھی محتسب کے دائرہ اختیار میں رہا ہے۔ محتسب اپنے تقریباً ہر دور میں خواتین کو پردے کی تلقین کرتا تھا اور اس کی باقاعدگی سے پابندی کراتا تھا۔ اسی لئے الماوردی نے لکھا ہے کہ اگر کشتی میں مرد اور عورتیں دونوں سوار ہوں تو محتسب کو چاہئے کہ ان کے درمیان پردہ ڈلوا دے اور کشتیوں میں وسعت ہو تو خواتین کے لئے بول و براز کی جگہ کا انتظام کرائے تاکہ بوقت ضرورت بے پردگی نہ ہو:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"واذا حمل فيها الرجال والنساء حجز بينهم بحائل واذا اتسعت السفن نصب للنساء مخارج للبراز لئلا يتبرجن عند الحاجة" (۲۶)

محل شبہ اور فہمائش

محظورات سے متعلق نہی کی ایک صورت لوگوں کو محل شبہ اور تہمت سے روکنا ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شبہ والی چیز کو چھوڑ کر غیر شبہ والی کو اختیار کرو (۲۷) اسی لئے فقہاء اسلام کہتے ہیں کہ محتسب کو محظورات کی تادیب میں عجلت سے کام نہیں لینا چاہئے، ممکن ہے کہ کسی کے ساتھ اس کی محرم ہو۔ بہتر ہے کہ پہلے نہی کے مرتکب کو منع کیا جائے۔ النویری کا بیان ہے کہ:

> "محتسب اگر ایک مرد کو کسی عورت کے ساتھ ایسی جگہ کھڑا دیکھے جہاں عوام کی آمدورفت جاری رہتی ہے تو وہ اسے مشکوک حالت پر محمول کرتے ہوئے زجر و توبیخ کر سکتا ہے اور خالی جگہ پر تو اسے مرد عورت دونوں کو روکنے کا پورا پورا اختیار حاصل ہے" (۲۸)

لیکن احتیاط کا اقتضاء یہی ہے کہ محل تہمت سے بچانے کے لئے فہمائش ضرور کر دے کہ محرم ہو تو بھی لوگوں کے بدگمان ہونے کا اندیشہ ہے اور اجنبی ہوں تو انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔ ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو عورتوں کے ساتھ پھرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ ایک شخص کو انہوں نے عورتوں کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا تو اسے درے لگائے۔ تب اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم اگر میں نے اچھا کام کیا تو آپ نے مجھ پر ظلم ڈھایا اور برا کام کیا تو آپ نے مجھے قبل از وقت مطلع کیوں نہ کیا؟ اس پر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم میری ہدایت کے وقت موجود نہ تھے؟ اس شخص نے نفی میں جواب دیا، جسے سنتے ہی حضرت عمرؓ نے درہ اس کے سامنے ڈال دیا اور کہا کہ مجھ سے بدلہ لے لو۔ اس نے کہا کہ آج نہیں لیتا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا معاف کر دو۔ اس نے معافی دینے سے بھی انکار کر دیا۔ اگلے روز اس شخص کا پھر حضرت عمرؓ سے سامنا ہوا تو آپ کا رنگ بدل گیا۔ اس نے کہا: امیرالمومنین شاید آپ پر میری بات کا اثر ہوا ہے۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ اس نے کہا: میں خدا کو گواہ کرتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ میں نے آپ کو معاف کر دیا (۲۹)

الاحکام السلطانیہ میں یہ واقعہ لکھنے کے بعد الماوردی نے تجویز پیش کی ہے کہ محتسب کو تادیب میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی ابوالازہر نامی ایک بزرگ کا بیان کردہ واقعہ دہرایا ہے۔ کہتے ہیں کہ ابن عائشہ نے ایک مرد کو برسرعام ایک عورت سے مصروف گفتگو پایا تو ٹوکا کہ اگر یہ تیری محرم ہے تو بڑے شرم کی بات ہے کہ تم لوگوں کے سامنے اس سے باتیں کرنے میں لطف لے رہے ہو اور اگر نامحرم ہے تو اور بھی بری بات ہے۔ یہ کہہ کر واپس آ گئے اور ابھی لوگوں کے ساتھ بات چیت میں مشغول تھے کہ انہیں ایک رقعہ ملا' جس پر لکھا تھا

ان التی ابعرتنی سحرا اکلمها رسول
ادت الی رسالة کادت لها نفسی تسیل
من فاتر الا لحاظ یجذب خصره ردف ثقیل
متکبا قوس الصبی یرمی ولیس له رسیل
فلو ان اذنک بیننا حتی تسمع مانقول
لرایت ما استعبحت من امری هو الحسن الجمیل (۳۰)

"وہ ایک پیغام بر ہے' جسے آج تم نے مجھ سے باتیں کرتے دیکھا۔ اس نے مجھے ایک ایسا خط لاکر دیا' جس کی وجہ سے میں مرا جا رہا تھا۔ یہ خط میری محبوبہ کی طرف سے تھا' جس کی نگاہیں غلط' کمر پتلی اور سرین موٹے ہیں۔ وہ جوش جوانی میں کمان بن کر تیر کے بغیر شکار کرتی ہے۔ کاش تم قدرے توقف کر کے ہماری باتوں کو سن لیتے تو میری جس بات کو برا سمجھا' وہ تمہیں اچھی معلوم ہوتی"

ابن عائشہ نے یہ خط بغور ملاحظہ کیا۔ تحریر ابو نواس کی تھی۔ اس پر ابن عائشہ متاسف ہوا کہ ابو نواس سے خوامخواہ تعرض کیا۔ الماوردی نے تصریح کی ہے کہ ابن عائشہ کا ایسے امور کو اس قدر منع کرنا کافی ہے' لیکن محتسب جو اسی کے لئے مامور ہوتا ہے' اتنی بات سے سبکدوش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو جاتا' کیونکہ ابو نواس کے قول سے بتصریح فسق و فجور کی بات معلوم نہیں ہوتی۔ ممکن ہے وہ اس کی محرم ہو۔ طرزکلام اور شواہد حال گو فجور پر دال ہیں' تاہم ابو نواس ایسے انسان کے لئے بھی یہ نامناسب بات ہے (۳۱)

محتسب کو محض شبہ پر داروگیر کا اختیار نہیں۔ منکرات کو دیکھتے ہوئے بھی تامل و تفتیش لازم ہیں۔ تحقیق سے پہلے تعرض سے اغماض اور شواہد حالات کا اندازہ انتہائی ضروری ہے۔ جیسا کہ ابن ابی الزناد ہاشم بن عروہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے طواف کے دوران کسی شخص کو ایک حسین وجمیل عورت کو اپنے کندھوں پر اٹھائے یہ شعر پڑھتے سنا:

قدت لهذی جملا ذلولا موطا اتبع السهولا
اعدلها بالكف ان تميلا احذر ان تسقط اوتزولا
ارجو بذاک نائلا جزيلا (۳۲)

"میں اس کا سدھایا ہوا مطیع اونٹ ہوں۔ ہر جگہ بے تکلف جاتا ہوں اور اس ڈر سے کہ یہ گر نہ پڑے' اپنے کندھوں پر اس کا وزن برابر سنبھالتا ہوں اور اپنے اس کام سے مجھے بہترین صلہ کی توقع ہے"

حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے' یہ کون ہے' جس کو تو اپنا حج بخش رہا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: امیرالمومنین' یہ میری بیوی ہے۔ احمق ہے' اپنے عمل سے مجھے غصہ دلاتی ہے۔ پرخور ہے' دسترخواں پر کچھ نہیں چھوڑتی۔ سڑا گوشت تک کھا جاتی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اس کو طلاق کیوں نہیں دے دیتا۔ اس نے کہا کہ خوبصورت ہے' اس سے علیحدگی کیوں کر ہو؟ بچوں کی ماں ہے' اسے کیسے چھوڑا جائے؟ تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو جان' تیرا کام جانے (۳۳)

النویری کے بقول حضرت عمرؓ نے محض شبہ پر داروگیر کی بجائے عورت کا حال معلوم کر کے فیصلہ کیا (۳۴) الماوردی کے بقول: ابو زید کہتے ہیں کہ یہ مرغام یعنی مختلط الحواس تھا۔ حضرت عمرؓ نے تفتیش سے قبل اسے کچھ نہ کہا اور جب شبہ جاتا رہا تو آپ نرم پڑ گئے (۳۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تجسّس اور تفتیش

محتسب کو صرف اسی وقت احتساب کا اختیار حاصل ہے، جب کوئی امر منکر بغیر کسی خاص تجسّس کے اس پر ظاہر ہو جائے۔ قرآن حکیم میں تجسّس کی ممانعت کی گئی ہے۔ چنانچہ حکم عام ہے۔ ولا تجسسوا (۳۶) اور کھوج نہ لگایا کرو۔ اس مضمون کی متعدد احادیث کے علاوہ خلفائے راشدین کی سیرت میں بھی اس نوعیت کے متعلق تصریحات و واقعات ملتے ہیں کہ کسی کی پوشیدہ باتوں کا کھوج نہیں لگانا چاہیئے۔ صحابہ کرامؓ چھپ کر جرم کرنے والوں سے درگزر فرماتے رہے اور انہوں نے ہمیشہ قرآن کے مذکورہ حکم کی تعمیل میں پردہ پوشی کی۔ مشہور واقعہ ہے کہ :

"حضرت عمرؓ ایک بار دیوار پر چڑھ کر ایک شخص کے گھر میں داخل ہوئے اور اسے امر منکر سے روکا۔ اس پر صاحب خانہ نے کہا کہ اے امیر المومنین ! اگر میں ایک معصیت کا مرتکب ہوا ہوں تو آپ نے تین باتیں ایسی کی ہیں: اولاً حکم خداوندی ولاتجسسوا کے برخلاف آپ نے جاسوسی فرمائی۔ ثانیاً وآتوالبیوت من ابوابھا کے صریح حکم کی خلاف ورزی میں دیوار پر چڑھ کر کسی کے گھر میں داخل ہوئے اور ثالثاً لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانوا وتسلموا علی اھلھا کے مطابق آپ نے سلام نہیں کیا۔ اس پر آپ نے اہل خانہ سے توبہ کرا لینے پر اکتفا کیا اور حد جاری نہ کی" (۳۷)

الماوردی نے اس واقعہ کو قدرے صراحت سے الاحکام السلطانیہ میں قلمبند کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ ایک مجلس میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ لوگ شراب نوشی کر رہے ہیں۔ جھونپڑیوں میں آگ روشن تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں شراب پینے سے روکا تھا، تم باز نہیں آئے۔ جھونپڑیوں میں آگ روشن کرنے کی ممانعت کی تھی، تم نے منع کرنے کے باوجود روشن کی۔ اس پر انہوں نے کہا:

"یا امیر المومنین قد نھاک اللہ عن التجسس فتجسست ونھاک عن الدخول بغیر اذن فدخلت" (۳۷)

اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے تجسّس سے روکا ہے اور آپ تجسّس کرتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلا اجازت مکان میں داخل ہونے سے منع کیا ہے اور آپ بغیر اذن داخل ہوئے ہیں

یہ سن کر حضرت عمر خاموش ہوگئے' پھر فرمایا: هتان بهاتين وانصرف ولم يتعرض لهم (۳۸) قصور ان دونوں کے عوض سمجھے جائیں۔ ان پر معترض نہ ہوئے اور واپس چلے گئے۔

امام غزالیؒ نے اس قسم کے واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک رات حضرت عمرؓ ' عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے ہمراہ مدینہ منورہ میں گشت فرما رہے تھے کہ کسی گھر سے روشنی نظر آئی۔ آپ وہاں پہنچے اور اندر سے اول فول آوازیں سنیں۔ ابن عوف سے سوال کیا کہ معلوم ہے' کس کا گھر ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا : ربیعہ بن امیہ بن خلف کا ہے اور یہ لوگ اس وقت غالباً پینے پلانے کا شغل کر رہے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے رائے لی تو انہوں نے جواباً فرمایا : اللہ تعالی نے تجسّس سے منع کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ ' عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے ہمراہ واپس تشریف لے آئے اور ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا (۳۹)

فقہاء اسلام کی رائے میں محظورات جب تک ہویدا نہ ہوں' محتسب کو کسی قسم کی کارروائی کا اختیار حاصل نہیں۔ اس کا تجسّس کرنا نص کی گویا خلاف ورزی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ محتسب پردہ دری نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ کسی شخص سے کوئی برا فعل سرزد ہو تو اس کی پردہ پوشی کی جائے' کیونکہ ظاہر کرنے والے کے لئے اللہ تعالی کی انتقامی حد موجود ہوتی ہے۔

آثار و علامات سے کسی کا چپکے چپکے محظور کی تیاری کرنا معلوم ہو تو اس کی ایک صورت ولا تجسس کے برعکس تفتیش کی ہے۔ مثلاً کسی سچے اور معتبر شخص کی زبانی معلوم ہو کہ کوئی آدمی ایک عورت کے پاس خلوت میں زنا کی غرض سے آتا ہے یا کسی کو قتل کرنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں محتسب کو تفتیش و تحقیق کا اختیار ہے' تاکہ ناقابل تلافی جرم اور عصمت دری نہ ہونے پائے۔ محتسب کے علاوہ متطوع کو بھی اس قسم کے معاملات کی چھان بین اور روک تھام کی اجازت ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"مغیرہ بن شعبہ کے متعلق بعض لوگوں کا بیان ہے کہ بصرہ میں ان کے پاس بنو ہلال کی ایک عورت ام جمیل بنت محجم بن اقعم آیا کرتی تھی۔ اس کا شوہر حجاج بن عبید بنو ثقیف سے تھا۔ ابوبکرہ بن مسروح، سہل بن معبد، نافع بن حارث اور زیاد بن عبید کو خبر ہوئی تو وہ گھات میں لگے رہے۔ ایک روز جب وہ مغیرہ کے ہاں آئی تو وہ موقع کے مطابق فوراً اندر داخل ہو گئے اور پھر حضرت عمرؓ کے سامنے شہادت کے لئے پیش ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے کسی ناخوشی کا اظہار نہیں کیا۔ ساتھ ہی شہادت مکمل نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف جاری کر دی" (۴۰)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ کوئی آدمی غیر عورت کے پاس تنہائی میں بیٹھا ہو تو اس سے احتساب کرنا ضروری ہے، کیونکہ وہ تنہائی گناہ ہے (۴۱) الماوردی نے صراحتاً لکھا ہے کہ مکان سے کسی جماعت کی نامناسب آوازیں اور شور سننے میں آئے تو محتسب کو اندر داخل ہونے کی بجائے باہر ہی سے منع کرنے کا اختیار ہے، کیونکہ امر منکر ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں اندرونی حالت سے تعرض کرنا اس کی ذمہ داری نہیں:

"فمن سمع اصوات ملاة منكرة من دار تظاهر اهلها بصواتهم انكرها خارج الدار ولم يهجم عليهم بالدخول لان المنكر ظاهر وليس عليه ان يكشف عما سواء من الباطن" (۴۲)۔

شراب اور آلات موسیقی پر احتساب

حضرت عمرؓ کے حد جاری کرنے کے واقعہ سے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اس بارے میں دیگر صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کہ امام وقت خود کسی کو امر منکر بجا لاتا دیکھے تو کیا مرتکب پر حد جاری کر سکتا ہے یا نہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہیں، جب تک دو گواہ موجود نہ ہوں، ایسا کرنا غلط ہے (۴۳)

امام غزالیؒ کے اس بیان پر کہ اگر کوئی شخص شراب چھپا کر لے جا رہا ہو، اس کا تجسس بھی نہیں کرنا چاہئے (۴۴) زبیدی نے تصریح کی ہے کہ کسی کے گھر سے مشروبات کی بو آتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محسوس ہو لیکن احتمال ہے کہ مشروبات منیہ نہیں تو ان کو لنڈھانے کا خیال ترک کر دیا جائے لیکن محتسب کے گھر میں داخل ہوتے ہی کوئی شراب کی بوتل دامن میں چھپا لے اور جام و مینا منتشر کر دے یا آلات ملاہی کو کپڑوں سے ڈھانک لے تو باوجودیکہ یہ سب ایک فاسق فاجر کر رہا ہے' مگر جب تک قرائن قویہ اس کے موید نہ ہوں' اس پر داروگیر کی اجازت نہیں۔ اس لئے کہ ممکن ہے جسے شراب سمجھا جا رہا ہو' سرکہ ہو یا کوئی اور غیر نہی عنہ مشروب (۴۵) الماوردی کی تصریح کے مطابق:

"حد و تعزیر سے قطع نظر جس نے ارتکاب منہیات کے وقت دروازے بند کر لئے اور گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر شراب نوشی کا مرتکب ہوا یا آلات ملاہی سے دل بہلایا' ایسی شکل میں بھی بلا اذن شرعاً جائز اور مناسب نہیں۔ ہاں البتہ عور' قرنا اور مزامیر کے نغمات کی آوازیں گھر سے باہر سنائی دیں تو محتسب شرعاً ایسے گھر میں داخل ہو کر آلات ملاہی کو تلف کرنے کا مجاز ہے' (۴۶)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ شراب کی بو آ جائے اور یقین ہو کہ چھپا کر لے جانے والا شراب ہی لے کر جا رہا ہے تو اس کا پھینک دینا واجب ہے۔ اسی طرح کوئی آدمی بربط چھپائے لئے جا رہا ہو اور نظر آ جائے تو اس کو توڑ دینا چاہیئے۔ یقین نہ ہو تو محتسب کو چاہیئے کہ نظرانداز کر دے (۴۷) لیکن اگر علی الاعلان شراب نوشی کی جا رہی ہو اور شرابیوں کی گالم گلوچ اور سب وشتم کی آوازیں برسرعام چلنے والوں کو سنائی دیں تو محتسب کو اس پر احتساب کا اختیار ہی نہیں' بلکہ یہ اس کی ذمہ داری ہے۔

سنن ابی داود میں ہے کہ ایک بار حضرت عمرؓ نے ایک بچے کے پاوں میں گھنگھرو دیکھا تو کاٹ ڈالا اور کہا کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا ہے کہ ہر گھنگھرو کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ نے بھی ایک لڑکی کے گھنگھرو کٹوا ڈالے تھے (۴۸) النویری نے لکھا ہے کہ:

"آلات موسیقی کو کھلے بندوں استعمال کرنے پر محتسب یہ کرے کہ ان کے ایک ایک حصے کو ایک دوسرے سے اس طرح جدا کر دے کہ لکڑی کے ٹکڑے معلوم ہونے لگیں" (۴۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احتساب کے لئے ضروری ہے کہ امر منکر کا وقوع ہو رہا ہو۔ الماوردی نے تصریح کی ہے کہ اگر ایک شخص شراب پی کر فارغ ہو چکا ہو تو اس کے احتساب کا ہر ایک کو اختیار نہیں ہے یا مثلاً قرائن سے معلوم ہو کہ کوئی شخص رات کو شراب خوری کی تیاریاں کر رہا ہے' فرش فروش کے انتظامات مکمل ہیں' ارباب نشاط کو دعوت نامے بھیجے جا چکے ہوں تو اول اسے صرف وعظ و نصیحت سے روکنے کی کوشش کی جائے۔ وہ اپنے ارادہ سے انکار کر دے تو پند و نصیحت ضروری نہیں' کیونکہ انکار کے باوجود پند و نصیحت سے کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی کا رنگ آ جاتا ہے' جس کی اسلام نے اجازت نہیں دی۔ لہٰذا محتسب کو احتساب کا اسی وقت حق حاصل ہے' جب کوئی امر منکر بغیر خاص تجسّس کے اس پر ظاہر ہو جائے۔ کوئی شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے منکر کا ارتکاب کرتا ہے' تو کسی پر ٹوہ لگانا اور تجسّس کرنا واجب نہیں۔

امام غزالیؒ کا بیان ہے کہ ایک آدمی گناہ کر چکا ہو یا کر رہا ہو تو ایسی حالت میں اسے نصائح کر کے رنجیدہ کرنا اچھا نہیں۔ مثلاً شرعی حدود لگانا محتسب کا کام نہیں' بلکہ حاکم شرع کا کام ہے۔ اسی طرح کوئی آدمی شراب پینے کا اعادہ کرے تو محتسب کو چاہیئے کہ اسے تکلیف نہ پہنچائے' بلکہ تنبیہہ کر دے اور اگر وہ اس سے باز رہنے کا وعدہ کرے تو اس شخص پر بدگمانی نہیں کرنی چاہیئے۔

"ان یکون موجودا فی الحال وھو احتراز ایضا عن الحسبۃ علی من فرغ من شرب الخمر فان ذلک لیس الی الاحاد وقد انقرض المنکر واحتراز عما سیوجد فی ثانی الحال کمن یعلم بقرینۃ حالہ انہ عازم علی الشرب فی لیلتہ فلاحسبۃ علیہ الا بالوعظ وان انکر عزمہ علیہ لم یجز وعظہ ایضا فان فیہ اساءۃ ظن بالمسلم وربما صدق فی قولہ وربما لایقدم علی ماعزم علیہ لعائق ویتنبہ للدقیقۃ التی ذکرناھا وھو ان الخلوۃ بالاجنبیۃ معصیۃ فاجرۃ وکذا الوقوف علی باب حمام النساء وما یجری مجراہ" (۵۰)

کھلے بندوں اگر شراب پائی جائے اور اس کا مالک مسلمان ہو' تو محتسب کا فرض ہے کہ اس کی ساری شراب بہا دے اور اسے تادیب کرے۔ شراب رکھنے والا ذمی ہو تو محتسب اسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علی الاعلان شراب رکھنے پر سزا دے سکتا ہے' البتہ اس کی شراب گرانے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ گرانے کے خلاف ہیں' کیونکہ ان کے نزدیک یہ ذمیوں کا حق اور مال مضمون ہے۔ امام شافعی کے نزدیک شراب بہا دی جائے' اس لئے کہ یہ مسلمان کے لئے مال مضمون ہے نہ کافر کے لئے (۵۱)

گڑیوں اور نبیذ کا معاملہ

نبیذ وہ آب زلال ہے جو چھوارے اور کشمش وغیرہ کو بھگو کے نکالا جائے' اس کی حلت اور حرمت میں چونکہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا اختلاف ہے' اس لئے اکثر فقہاء کی رائے میں محتسب کو اس کے گرانے کا حق نہیں' لیکن علی الاعلان اس کا رکھنا اور پینا محل تہمت اور شبہ ہے' چنانچہ محتسب فہمائش کر سکتا ہے (۵۲)

الاحکام السلطانیہ کے اس اقتباس کے مطابق اگر کوئی نبیذ کو علی الاعلان رکھے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر مسلمانوں کی ملک ثابت ہو سکتی ہے' لہٰذا گرانا ممنوع ہے۔ البتہ محتسب اظہار پر تادیب کر سکتا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک خمر کی طرح مال نہیں ہے۔ گرا دے تو ضمان لازم نہیں آتا۔ پس محتسب شواہد حال کا لحاظ رکھ کر اظہار پر ممانعت کرے اور شراب بنانے کے واسطے ہو تو زجر کرے اور جب تک مجتہد حاکم گرانے کا حکم نہ دے' نہ گرائے تاکہ مرافعہ کی صورت میں اس کو ضمان نہ دینا پڑے۔ کوئی غیر مسلم بر سرعام بحالت نشہ ہذیان بک رہا ہو یا لڑائی جھگڑا کر رہا ہو تو محتسب تعزیری سزا دے سکتا ہے' حد کی سزا نہیں۔

گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت اور عدم اجازت' دونوں پہلو ہیں۔ الماوردی کے بقول گڑیوں سے مقصود معصیت نہیں ہوتی' ان سے لڑکیوں کو تربیت اولاد دی جاتی ہے اور اس کے ساتھ معصیت کا جز یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی بہ صورت صنم بنائے جاتے ہیں:

"واما اللعب فليس يقصد بها المعاصى وانما يقصد بها الف البنات لتربية الاولاد وفيها وجه من وجوه التدبير تقارنه معصية بتصوير ذوات الازواج ومشابهة الاصنام۔ (۵۳)

الاحکام السلطانیہ کے مولف کی رائے میں گڑیوں کے معاملے میں مقتضائے قرائن سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باقی رکھنا یا نہ رکھنا' جیسا مناسب ہو' محتسب کرے۔ اس ضمن میں انھوں نے بطور استدلال لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو وہ گڑیوں سے کھیل رہی تھیں' آپ نے انہیں منع نہیں فرمایا (۵۴) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو سعید الاصطخری الشافعی خلیفہ مقتدر کے عہد میں بغداد کے محتسب تھے۔ ایک روز داذی کے بازار سے گزرے' تو اسے ہٹا دیا اور کہا کہ یہ نبیذ کے کام آتا ہے' جو حرام ہے اور گڑیوں کے بازار کو رہنے دیا۔ اس کی ممانعت نہیں کی کہ حضرت عائشہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گڑیوں سے کھیل رہی تھیں' آپ نے منع نہیں فرمایا:

"ان ابا سعید الاصطخری' من اصحاب الشافعی' قلد حسبة بغداد فی ایام المقتدر۔ فازال سوق الداذی ومنع منها' وقال: لاتصلح الا للنبیذ المحرم۔ واقر سوق اللعب ولم یمنع منها ... وقال۔ قد کانت عائشة رضی الله عنها تلعب بالبنات بمشهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا ینکره علیها (۵۵)"۔

قاضی ابو یعلی اور الماوردی دونوں کے نزدیک گڑیوں سے متعلق ابو سعید الاصطخری کا قول بعید از اجتہاد نہیں' لیکن سوق الداذی سے متعلق بعید ہے' کیونکہ اسے شاذ و نادر دوا میں بھی استعمال کرتے ہیں:

"وذلک ان الداذی الاغلب من حاله انه لایستعمل الا فی النبیذ۔ وقد یجوز ان یستعمل نادرا فی الدواء وهو بعید" (۵۶)

الماوردی نے تصریح کی ہے کہ جس کے نزدیک نبیذ مباح ہے' داذی کا فروخت کرنا جائز اور غیر مکروہ ہے اور جو نبیذ کو حرام سمجھتا ہے' وہ اور چیزوں میں جائز الاستعمال ہونے کی وجہ سے اس کی بیع جائز رکھتا ہے اور اغلب استعمال کی وجہ سے مکروہ کہتا ہے۔ ابو سعید کا منع کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ اس کی بیع حرام سمجھتے ہیں' بلکہ علی الاعلان کھلم کھلا متفق علیہ مباح اشیاء کی طرح مستقل بازار لگا کر فروخت کرنے کی ممانعت کی ہے' تاکہ لوگوں کے نزدیک اس میں اور متفق علیہ مباحات میں فرق رہے' کیونکہ بعض اور مباحات بھی ایسے ہیں' کہ ان کو علی الاعلان کرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برا ہے' جیسے اپنی بیوی اور باندی سے مباشرت کرنا (۵۷) یہی رائے قاضی ابو یعلی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ولیس یمنع انکار المجاهرة ببعض المباحات' کما ینکر المجاهرة بالمباح من مباشرة الازواج الاماء" (۵۸)۔

غیر مشروع معاملات

زنا اور بیع فاسد وغیرہ غیر مشروع معاملات میں شامل ہیں۔ ان نامشروع افعال پر متعاقد (۵۹) رضامند ہو جائیں اور اگر کوئی فعل بالاتفاق ممنوع ہو تو محتسب پر ان کو شرم دلانا اور روکنا واجب ہے کہ تادیب میں بحیثیت شدت حرمت اور عدم شدت میں فرق رکھے:

"کالشراء والبیوع الفاسدة ' وما منع الشرع منه مع تراضی المتعاقدین به' فاذا کان متفقا علی خطره ' فعلی والی الحسبة انکاره والمنع منه والزجر علیه' وامره فی التادیب مختلف بحسب الاحوال وشدة الخطر" (۶۰)

فقہاء اسلام بعض افعال کی حرمت و اباحت میں اختلاف رکھتے ہیں۔ جب یہ صورت حال درپیش ہو' تو محتسب تعرض کا مجاز نہیں جن میں اختلاف بہت ضعیف ہو اور اس سے متفق علیہ حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو' جیسے نقد معاملے میں سود لینا کہ اس میں نہایت کمزور اختلاف ہے اور یہ ذریعہ ہو سکتا ہے ادھار معاملے میں سود لینے کا' جس کی حرمت بالاتفاق ہے۔ حسب بیان سابق دونوں باتیں محتسب کے دائرہ اختیار میں ہیں (۶۱)

عقد نکاح اگرچہ ان معاملات میں نہیں' لیکن ان کے قریب قریب ضرور ہے۔ کوئی نکاح بالاتفاق علماء حرام ہو تو محتسب اس کو روک سکتا ہے اور فقہاء میں اختلاف ہو تو بقول الماوردی اور قاضی ابو یعلی بہتر ہے کہ تعرض نہ کرے۔ اگر خلاف بہت کمزور ہو اور وہ متفق علیہ حرام کے ارتکاب کا ذریعہ' مثلاً متعہ' کیونکہ بعض اوقات زنا کو مباح سمجھنے کا ذریعہ ہوتا ہے تو اس کو روکنے کے متعلق دو رائے ہیں۔ الماوردی کی رائے میں محتسب کو چاہیئے کہ ان میں بجائے تنبیہہ کرنے کے متفق علیہ معاملات کی ترغیب دے (۶۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تاجروں پر احتساب

بیع و ثمن میں دغل اور کھوٹ کرنا بھی غیر مشروع معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔ محتسب کو ان کے انسداد کے اختیارات حاصل ہیں۔ چنانچہ تاجروں پر احتساب کے سلسلے میں اس طرح کے متعدد امور شامل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واضح طور پر ارشاد ہے کہ: من غش لیس منا (۶۳) جو ہیراپھیری اور دھوکہ بازی کرے' وہ ہم میں سے نہیں۔ غش کے معنی ہیراپھیری' دھوکہ بازی اور ملاوٹ کے ہیں۔ امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ غش کے مفہوم میں حسب ذیل چیزیں شامل ہیں:

(الف) سودا فروخت کرتے وقت اس کا عیب چھپانا

(ب) دکھایا گیا سودا نہ دینا یا اسے تبدیل کر لینا

(ج) ہوٹل کے کھانوں میں عام معیار سے کم درجہ کے سامان کا استعمال

(د) کھوٹے سکے بنانا اور انہیں چلانے کی کوشش کرنا

(ہ) عطریات میں ملاوٹ

(ر) کیمیاوی طریقوں سے مصنوعی سونا یا چاندی سازی وغیرہ (۶۴)

الماوردی نے تصریح کی ہے کہ کھوٹ مشتری کے لئے نقصان دہ ہو اور مشتری کو معلوم نہ ہو سکے تو اس کی حرمت شدید اور گناہ عظیم ہے۔ محتسب کو اس صورت میں مجرم کو سخت سزا دینے کا اختیار ہے اور اگر مشتری کو کھوٹ کا علم ہو جائے تو اس کا گناہ خفیف ہے۔ محتسب تاجر کو نرمی سے روک سکتا ہے۔ مشتری آگے فروخت کرنے کے لئے خریدتا ہے تو بائع کے ساتھ وہ خریدنے کا مجرم ہے کیونکہ یہ خارج از امکان نہیں کہ وہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرے جو اس کی خرابی سے ناواقف ہو۔ بالفرض وہ اپنے استعمال کے لئے خریدنا چاہتا ہو تو صرف بائع کو تنبیہہ کی جائے اور یہی حکم ثمن میں کھوٹ ملانے کا ہے (۶۵) قاضی ابو یعلی کی بھی قریب قریب یہی رائے ہے۔ رقمطراز ہیں:

"فان کان هذا الغش بتدلیس علی المشتری ویخفی علیه' فهو اغلظ المغشوش تحریما۔ والانکار علیه اغلظ' والتادیب فیه اشد۔ وان کان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لایخفی علی المشتری کان اخف مائما والین انکارا وینظر فی مشتریہ فان اشتراہ غیرہ۔ توجہ الانکار علی البائع بغشہ' وعلی المشتری بابتیاعہ۔ لانہ قد یبیعہ علی من لایعلم بغشہ۔ وان کان اشتزہ لیستعملہ خرج المشتری من جملۃ الانکار' وتفرد البائع وحدہ" (۶۶)

الماوردی' قاضی ابو یعلی اور النویری کی رائے میں محتسب' نقلی روپے پیسے بنانے اور جعلی نوٹ چھاپنے والوں اور دودھ گھی وغیرہ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ اور کھوٹ کرنے والوں کو سخت سے سخت سزا دینے کا مجاز ہے (۶۷) بعض لوگ دودھ دینے والے جانور کو فروخت کرنے سے قبل اس کا دودھ دوہنا ترک کر دیتے ہیں تاکہ تھن بڑھ جائیں اور خریدار کو دھوکہ ہو۔ فانہ نوع من التدلیس (۶۸) یہ بھی ایک طرح کی فریب کاری ہے اور محتسب کو اس میں مداخلت کا اختیار ہے (۶۹)

اوزان اور پیمانوں پر احتساب

ناپ تول اور پیمائش کم کرنے کا قطعی انسداد کرنا محتسب کا اہم فریضہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی سخت وعید فرمائی ہے۔ یاقوت حموی کے بیان کے مطابق: کھانے پینے کی اشیاء اور دوسری استعمال کی اشیاء میں ملاوٹ اور دھوکہ دہی کا سدباب کرنا' اوزان اور پیمانوں کی نگرانی تاکہ دکاندار تولنے اور ناپنے میں کمی نہ کریں' محتسب کے فرائض میں داخل ہے (۷۰) ابو یعلی کے الفاظ ہیں:

"ومما یتاکد علی المحتسب: المنع من التطفیف' والبخس فی المکاییل' والموازین والفجات ولیکن الادب علیہ اظہر واکثر" (۷۱)

کسی دکاندار یا تاجر کے باٹ یا پیمانے میں کمی کا شبہ ہو تو بقول الماوردی' محتسب اسے چیک کر سکتا ہے اور مہر شدہ باٹ یا پیمانے سے ملا کر دیکھ سکتا ہے۔ کوئی غیر مہر شدہ اوزان یا پیمانے استعمال کر رہا ہو اور وہ معاملات کرتا ہوا پایا جائے تو اس پر دو جرموں کی سزا ہوگی۔ ایک غیرمہر شدہ پیمانے استعمال کرنے کی کہ یہ بحق سرکار ہے اور دوسری کم تولنے یا کم ناپنے کی جو بحق شریعت ہے۔ غیرمہر شدہ پیمانہ یا وزن پورا ہونے کی صورت میں وہ صرف اول الذکر سزا کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مستوجب ہو گا (۷۲)

سرکاری مہر شدہ کے مثل جعلی باٹ یا نقلی پیمانہ بنانے اور جعلی درہم ، دینار بنانے میں فقہاء کے نزدیک کوئی فرق نہیں۔ اوزان و پیمانے اور جعلی درہم و دینار ناقص بھی رہ جائیں تو محتسب کی پڑتال پر سزا دونوں حیثیتوں سے ہوگی۔ تحقیق سرکار جعلسازی اور دوسری تحقیق شریعت۔ الماوردی کی رائے میں دوسری سزا پہلی سے سخت ہونی چاہیئے (۷۳) بنابریں جعل کیا ہو' لیکن کمی نہ نکلے تو اول الذکر سزا یعنی تحقیق سرکار کا اطلاق ہو گا (۷۴) النویری نے تصریح کی ہے کہ ناپ تول کی چیزوں میں محتسب کو مداخلت کرنے اور پیمانے اور باٹ کی جانچ پڑتال کا مکمل اختیار حاصل ہے۔ اسے چاہیئے کہ حکم قرآنی ویل للمطففین الذین اذا کتالوا علی الناس یستوفون (۷۵) کے مطابق مکمل انسداد کرے اور اوزان و پیمانوں پر اپنی مہر توثیق ثبت کر دے (۷۶)

کاروبار تجارت میں توسیع کی کئی صورتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ اس حالت میں تنہا محتسب کے لئے ناپ تول اور پیمائش کی جانچ پرکھ مشکل ہی نہیں' ناممکن بھی ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت حال کے پیش نظر فقہاء کرام کے خیال میں محتسب شہر میں کاروبار کی ترقی کے باعث نظریہ ضرورت کے تحت ناپ تول کرنے اور روپے پیسے کو پرکھنے والوں کا انتخاب و تقرر کر سکتا ہے۔ بیت المال سے ایسے افراد کی بشرط گنجائش تنخواہیں بھی مقرر کی جا سکتی ہیں۔ تنخواہوں کی گنجائش نہ ہو تو اجرت معین کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ الاحکام السلطانیہ میں ہے کہ پہلے حکام ان لوگوں کا بطور خاص اہتمام کر کے ان کے نام رجسٹروں میں لکھ لیا کرتے تھے' جس سے اصل کارکنوں اور دیگر غیر معتبر لوگوں کا پتا چل جاتا تھا (۷۷) یہ اقدام گویا فریب و دغل کو روکنے کے لئے ہے' جیسا کہ تصریح موجود ہے کہ :

> "اگر منتخب شدہ لوگوں میں سے کسی کی بابت یہ معلوم ہو کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتا ہے' یا زیادہ اجرت مانگتا ہے تو محتسب کو چاہیئے کہ اسے تادیب کرے اور برخاست کردے۔ نیز آئندہ کے لئے اس پر اشیاء کی ناپ تول کی قطعی ممانعت ہو" (۷۸)

اور یہی رائے قاضی ابو یعلی کی ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"فان ظهر من احد هولاء المختارين للكيل والوزن تحيف فی تطغيف او ممايلة فی زياده ـ ادب و اخرج من جملة المختارين، ومنع ان يتعرض للوساطة بين الناس" (۷۹)۔

منڈیوں اور بازاروں میں خرید و فروخت کے لئے اگر دلال مقرر کرنا مقصود ہو، تو محتسب اس سلسلے میں امانت دار افراد مقرر کر سکتا ہے۔ الماوردی کے خیال میں یہ وہ امور ہیں، جن کا انتظام والی کو زیب دیتا ہے، لیکن وہ نہ کرے تو محتسبوں کو کرنا چاہئے (۸۰) زمینوں کی تقسیم اور پیمائش کے لئے بہتر ہے کہ بجائے محتسب کے، قاضی مقرر کرے، کیونکہ بعض اوقات قاضی غائب اور یتیم کے مال میں نائب کر دیا جاتا ہے:

"فاما اختيار القساام والزراع فالقضاة اخص باختيارهم من ولاة الحسبة۔ لانهم قد يستنابون فی اموال الايتاام والمغيب" (۸۱)

کوئی شخص اگر شہروں اور نواح میں غیر مروج اوزان اور پیمانوں کے باوجود کسی سے معاملہ کرتا ہے تو محتسب کو اسے روکنے کا اختیار ہے، مگر معاملہ کرنے والے اس کی مداخلت قبول کرنے پر رضامند نہ ہوں تو اسے در پے ہونے کی ضرورت نہیں (۸۲)

ناپ تول کی جانچ پڑتال میں نزاع کے اندیشے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ محتسب کی کارروائی درست ہو اور بقول قاضی ابو یعلی اور الماوردی طرفین سے انکار و تجاحد تک نوبت جا پہنچے تو اس صورت میں بہتر ہے کہ قاضی تصفیہ کرے، اس لئے کہ احکام کا تعلق اسی سے ہے۔ محتسب کو صرف تادیب کا حق حاصل ہے۔ قاضی بھی تادیب کرے تو ناجائز نہیں:

"واذا وقع فی التطفيف تخاصم، جاز ان ينظر فيه المحتسب، ان لم يكن مع التخاصم فيه تجاحد وتناكر۔ فان افضى الى التجاحد والتناكر كان القضاة احق بالنظر فيه من ولاة الحسبة۔ لانهم بالاحكاام احق، وكان التاديب فيه الى المحتسب۔ فان تولاه الحاكم جاز لاتصاله بحكمه" (۸۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیشہ وروں کی نگرانی

تین قسم کے پیشہ وروں کی نگرانی محتسب سے متعلق ہے۔ ایک وہ جن کے کام میں افراط و تفریط کا اندیشہ ہو۔ دوسرے جن کے کام میں امانت و خیانت کا پہلو نکلے اور آخری وہ جو کام کو عمدہ اور ردی کر سکیں۔ پہلی قسم میں طبیب و معلمین' دوسری میں سنار' جلاہے' دھوبی اور رنگریز اور تیسری قسم میں عام پیشہ ور لوگ شامل ہیں۔

اطباء پر بھاری اور نازک ذمہ داریاں عائد ہیں۔ کسی طبیب کی افراط و تفریط سے مرض کے اشتداد یا جان کے ضیاع کا اندیشہ ہوتا ہے "وللمعلمین الطرائق التی ینشاء الصغار علیها" (۸۴) اور معلمین کی تربیت پر بچوں کی آئندہ اچھی بری زندگی اور عادات و اخلاق کا مدار ہے کہ اس کے بعد تبدیل ہونا سخت دشوار ہے۔ الماوردی کی رائے میں جو شخص خوب عالم دیندار اور اچھے خصائل سے آراستہ ہو' اسے چاہئے کہ طب یا تعلیم کے پیشے کو برقرار رکھے اور ایسا نہ ہو تو محتسب کو اختیار ہے کہ اس کو ممانعت کر دے' وہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو خباثت نفس اور بد خصائل کی تخم ریزی ہوگی:

"لما یفسد به النفوس وتخبث به الاداب" (۸۵)

سنار' جلاہے' دھوبی اور رنگریز بسا اوقات لوگوں کی چیزیں لے کر فرار ہو جاتے ہیں۔ محتسب کو اختیار ہے کہ صرف معتبر امانت داروں کو ان پیشوں کے اپنانے کی اجازت دے۔ کسی پیشہ ور کی جانب سے ایک مرتبہ بھی خیانت ظاہر ہو جائے تو محتسب اس اس پیشہ کو جاری رکھنے کی ممانعت کر سکتا ہے نیز محتسب کو خائن پیشہ ور کے مذموم فعل کی تشہیر کا بھی حق حاصل ہے تاکہ ناواقف لوگ مزید اس کے دھوکے میں گرفتار نہ ہوں۔ قاضی ابو یعلی کے الفاظ ہیں:

"والقصارین والصباغین' لانهم ربما هربوا باموال الناس' فیراعی اهل الثقة والامانة منهم' فیقرهم ویبعد من ظهرت خیانته ویشهر امره - لئلا یغتر به من لایعرفه" (۸۶)

الماوردی نے ایک ایسا قول پیش کیا ہے' جس کی رو سے دوسری قسم کے ان پیشہ وروں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا انتظام محکمہ پولیس سے متعلق ہو تو بہتر ہے۔ اس کے صحیح ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا' کیونکہ خیانت سرقہ کے تابع ہے:

"ان الحماۃ وولاۃ المعونۃ اخص بالنظر فی احوال ھولاء من ولاۃ الحسبۃ ۔ لان الخیانۃ تابعۃ السرقۃ" (۸۷)

پیشہ وروں کی تیسری قسم میں وہ تمام اہل ہنر داخل ہیں جو کسی کام کو عمدگی سے پایہ تکمیل کو پہنچا سکتے ہیں یا اسے ردی بھی کر دیتے ہیں۔ فقہاء کا کہنا ہے کہ ان کا احتساب صرف محتسب کے ذمے ہے۔ اس کا فرض ہے کہ ردی اور خراب کام کرنے کی ممانعت کر دے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ کسی کی شکایت پر وہ یہ کارروائی کرے (۸۸) الاحکام السلطانیہ میں ہے کہ :

"اگر کوئی خاص پیشہ ور کام خراب کرنے کا عادی ہو جائے تو محتسب استغاثہ کرنے پر اس سے مواخذہ کرے۔ تاوان دلانے کی صورت ہو تو اگر اس شئے کی قیمت محض اندازے پر موقوف ہے تو یہ کارروائی محتسب کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ اس کا اختیار صرف قاضی کو ہے۔ قیمت کا اندازہ لگانے کی ضرورت نہ پڑے' بلکہ اس کے مثل شئے دینا ہو کہ جس میں اجتہاد نزاع نہیں ہوتا تو محتسب کی کارروائی درست ہو گی کہ اس پر تاوان عائد کرے اور جرم کی سزا دے' کیونکہ محتسب کا کام حقوق کی نگہداشت کرنا اور تعدی پر سزا دینا ہے" (۸۹)

قیمتوں پر احتساب

محتسب صرف اوزان و پیمانے اور قیمتیں چیک کر سکتا ہے۔ لیکن اسے غلوں اور دوسری چیزوں کا نرخ متعین کرنے کا اختیار نہیں' خواہ موسم ارزانی کا ہو یا گرانی کا:

"ولا یجوز ان یسعر علی الناس الاقوات ولا غیرھا۔ فی رخص ولا غلاء" (۹۰)

امام مالک کی رائے ہے کہ گرانی کے زمانے میں صرف غلوں کا نرخ مقرر و معین کرنا جائز ہے (۹۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خرید و فروخت اور عورتیں

عام بازاروں میں کوئی ایسا شخص ہو کہ اس سے صرف عورتیں معاملہ کریں تو محتسب پر دکاندار کی تحقیق لازم ہے۔ نیک چلن ثابت ہونے پر تعرض کی ضرورت نہیں۔ بدچلن معلوم ہونے پر معاملہ کرنے کی ممانعت کے علاوہ سزا دینے کا بھی مجاز ہے:

"واذا كان في اسهل الاسواق من يختص بمعاملة النساء راعى المحتسب سيرته وامانته فاذا تحققها منه اقره على معاملتهن وان ظهرت منه الريبة وبان عليه الفجور منعه من معاملتهن وادبه على التعرض لهن" (۹۲)

ایک قول یہ ہے کہ سزا افسران پولیس دیں اور ممانعت محتسب کرے، کیونکہ یہ فعل زنا کے توابع (موانع) میں سے ہے:

"ان الحماة وولاة المعونة اخص بانكار ذلك ۔ لانه من موانع الزنا" (۹۳)

احتساب کے چند نازک درجے

کسی امر منکر کا منکر ہونا اجتہادی امر ہو، مثلاً امام شافعی کے مسلک کے مطابق گوہ کا کھانا جائز ہے، مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک نہیں۔ چنانچہ ایک حنفی محتسب گوہ استعمال کرنے والے شافعی سے اس کا احتساب نہیں کر سکتا۔

نبیذ کا استعمال احناف نے جائز رکھا ہے۔ ایک شافعی محتسب کو اس حنفی سے احتساب کا حق حاصل نہیں (۹۴) البتہ ایک شافعی کسی شافعی کو نبیذ استعمال کرتا دیکھے یا ایک حنفی محتسب حنفی کو گوہ کا گوشت کھاتا دیکھے تو اس کے احتساب میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض کی رائے میں محتسب اپنی رائے اور اجتہاد کا پابند بنا سکتا ہے اور بعض اس کے خلاف ہیں۔ لیکن امام غزالیؒ نے اس کی اجازت دی ہے:

"والا ظهر ان له الحسبة والانكار" (۹۵)

اسی طرح ایک بدکار مگر بہرہ آدمی کسی اجنبیہ سے صحبت کرنے کا ارتکاب کرے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب کو معلوم ہو جائے کہ اس بہرے کے باپ نے اس کا نکاح بچپن میں اس عورت سے کر دیا تھا اور یہ اس کی منکوحہ ہے' مگر اسے معلوم ہے نہ وہ اس کو بتا سکتا ہے' اس لئے کہ وہ بہرہ ہے یا وہ اس کی زبان نہیں سمجھتا۔ چونکہ وہ صحبت کرنے والا اس عورت کو اجنبیہ سمجھ کر یہ فعل کر رہا ہے' اس لئے آخرت میں دارو گیر ہو گی۔ ایسی صورت میں حکم ہے کہ محتسب عورت کو منع کر سکتا ہے تو کر دے۔

کسی شہر میں اہل بدعت' اہل سنت معتزلی اور رافضی وغیرہ سب ہی رہتے ہیں۔ معتزلی خلق قرآن اور عدم رویت باری کا پروپیگنڈہ کرتا ہے' رافضی متعہ کا یا بدعتی سجدہ قبور اور دیگر امور مناہی کا ارتکاب' تو ایک متبع سنت حنفی محتسب کے عمل احتساب پر فتنوں کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ اس لئے محتسب کو احتساب کا بالکل اختیار نہیں' بلکہ یہ حکومت کے ہاتھ میں ہو گا۔ حکومت حق سمجھ کے احتساب کرائے تو محتسب کر سکتا ہے' ورنہ نہیں (۹۶)

احیاء علوم الدین کے مطابق محتسب کسی دیوانے یا ناسمجھ لڑکے کو کسی جانور کے ساتھ مجامعت کرتا دیکھے تو اسے روکے۔ اگرچہ دیوانہ یا ناسمجھ دونوں حدود شرع میں نہیں آتے' لیکن شرعی نکتہ کے لحاظ سے یہ فعل بد ہے' لہٰذا انہیں روکنا ضروری ہے۔ اسی طرح محتسب پاگل کو شراب پیتا دیکھے تو اسے منع کرے۔ کوئی سمجھدار آدمی گناہ کر رہا ہو' خواہ وہ گناہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو' اس سے احتساب ضروری ہے۔ مثلاً حمام میں شرمگاہ کھول کر عورتوں کو دکھانا' تنہائی میں عورتوں سے باتیں کرنا' سونے کی انگوٹھی اور ریشمی لباس پہننا اور چاندی کے برتن استعمال کرنا وغیرہ۔ یہ سب گناہان صغیرہ ہیں' تاہم ان کا احتساب ضروری ہے (۹۷)

محتسب کی کئی اور قسم کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی ہیں۔ مثلاً مشترکہ حقوق میں لوگوں کے گھروں میں تانک جھانک کی ممانعت اس کے دائرہ اختیار میں ہے۔ الماوردی کے بقول جس کا مکان بلند ہو' اس پر چھت کی چار دیواری بنانا لازم نہیں' لیکن لازم ہے کہ دوسروں کی طرف نہ جھانکے:

"ولایلزم من علا بناوہ ان یستر سطحہ وانما یلزم ان لایشرف علی غیرہ" (۹۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور قاضی ابو یعلی رقمطراز ہیں:

"فکا لمنع من الاشراف علی منازل الناس، ویکرہ من علا بناوہ ان یستر سطحہ" (۹۹)

محتسب ذمیوں کو مسلمانوں سے بلند مکانات تعمیر کرنے کی ممانعت کر سکتا ہے، لیکن اگر وہ اونچے مکانات کے مالک ہو چکے ہوں تو رہنے دے، البتہ انہیں مسلمانوں کے مکانات کی طرف دیکھنے سے منع کر دے۔ الاحکام السلطانیہ میں ہے کہ ذمیوں سے شرائط معاہدہ پوری کرانا محتسب کے اختیار میں ہے۔ مثلاً لباس اور ہیئت میں فرق رکھنا، عزیر و مسیح کے متعلق کچھ نہ کہنا۔ اگر کوئی مسلمان کو گالی دے یا اذیت پہنچائے تو محتسب کی ذمہ داری ہے کہ اسے منع کرے اور پھر بھی باز نہ آئے تو تادیب کرے (۱۰۰)

مردے مملوکہ زمین یا مباح زمین میں دفن کر دیئے جائیں اور کوئی انہیں منتقل کرنا چاہے تو محتسب اسے ایسا کرنے سے روک سکتا ہے اور اگر معضوبہ زمین میں دفن ہو تو مالک زمین منتقل کرا سکتا ہے۔ زمین میں نمی یا سیلاب آ جانے کی صورت میں مردے کی منتقلی کے جواز میں اختلاف ہے۔ زبیری جائز اور بعض علماء ناجائز کہتے ہیں:

"واختلف فی جواز نقلبم من ارض قد لحقبا سیل او ندی فجوزہ الزبیری واباہ غیرہ" (۱۰۱)

مردوں کے خصاب لگانے پر محتسب اعتراض کر سکتا ہے۔ قاضی ابو یعلی کے علاوہ الماوردی نے تصریح کی ہے کہ بوڑھوں کو سیاہ خضاب لگانے سے منع کرنا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے، لیکن اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جانے والے مجاہدین کو اس عمل سے نہیں روک سکتا، کیونکہ انہیں اجازت ہے۔ اور نہ ہی وہ خواتین کو ممانعت کر سکتا ہے۔

"ویمنع من خضاب الشیب بالسواد الا للمجاھدۃ فی سبیل اللہ ویودب من یصبغ بہ للنساء" (۱۰۲)

الاحکام السلطانیہ میں ہے کہ محتسب مختلف اقسام کا خضاب بنانے والوں کو سزا دینے کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجاز ہے' البتہ وہ مہندی اور کتم (۱۰۳) کے خضاب پر اعتراض نہیں کر سکتا' اس لئے کہ یہ جائز ہے:

"ولا یمنع من الخضاب بالحناء والکتم" (۳ : ۱)

کہانت یعنی غیب کی باتیں بتانے والوں کا محاسبہ کرنا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔ وہ انہیں منع کر سکتا ہے۔ اسی طرح بقول الماوردی اور قاضی ابو یعلی اسے چاہئے کہ کھیلوں سے کمانے کی ممانعت کر دے اور اس معاملے میں لین دین کرنے والوں کو سزا دے:

"ویمنع من التکسب بالکھانۃ واللھو' ویودب علیہ الاخذ والمحطی" (۱۰۵)

محتسب کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ آدمیوں اور چوپایوں کو خصی کرنے کی ممانعت کر دے۔ وہ اس پر تادیب کا مجاز ہے:

"ویمنع من خصاء الادمیین والبائم' ویودب علیہ" (۱۰۶)

اس صورت میں قصاص یا دیت واجب ہو تو محتسب کو چاہئے کہ صاحب حق کو دلائے' لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ انکار و نزاع نہ ہو:

"وان استحق فیہ قود او دیۃ استوفاد لمستحقہ مالم یکن فیہ تناکر وتنازع" (۱۰۲)

انکار و نزاع کی صورت میں معاملہ محتسب کے دائرہ اختیار سے نکل کر حاکم فیصلہ تک پہنچ جاتا ہے' لہٰذا محتسب کو ایسی حالت میں اجازت نہیں کہ فیصلہ کرے۔

امام غزالیؒ کے نزدیک محتسب منکر کے روکنے پر اسی وقت زور اور طاقت سے کام لے' جب منکر کا مرتکب خود اس کو ترک نہ کر دے۔ مثلاً اگر کوئی بہ حالت جنابت مسجد میں بیٹھا ہے تو اس کو دھکے دے کر یا گھسیٹ کر باہر نہ کرے۔ شراب پینے والا خود شراب لنڈھا دے یا آلات ملاہی توڑ ڈالے یا ریشمی کپڑے پہننے والا خود ہی تنبیہہ کے بعد اتار دے تو محتسب کو طاقت اور اختیار سے کام نہیں لینا چاہئے اسی طرح ضرورت بھر اکتفا کرے یعنی ہاتھ پکڑ کر نکالنے سے کوئی اس حالت میں مسجد سے نکل جائے تو اس کی ڈاڑھی نہ نوچے' پاؤں سے پکڑ کر مت گھسیٹے' ریشمی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کپڑوں کو نہ پھاڑے اور آلات مناہی کو نذر آتش نہ کرے' بلکہ کپڑے کی سیون ادھیڑ دے اور آلات ملاہی کو ناقابل استعمال بنا دے' شراب بہا دی جائے اور برتن نہ ٹوٹیں تو یہ صورت بہتر ہے۔

"قرآن کو غلط پڑھنے' موذنوں کو اذانوں میں الفاظ ضرورت سے زیادہ کھینچ کے ادا کرنے یا پورے سینے کو اذان میں حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے وقت پھیر لینا یا وقت سے پہلے اذان دینا' جمعہ کے دن دواوں' کہانی قصے اور تعویذ بیچنے والوں کا ہجوم کے ساتھ حلقے بنا بنا کر بیٹھنا اور سائلوں کا اشعار پڑھ پڑھ کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا' لڑکوں کا سڑکوں پر کھیلنا اور مستورات کا مسجدوں میں آنا' یہ سب محتسب کی مداخلت کو روا رکھتے ہیں" (۱۰۸)

محتسب کو تشہیر کا اختیار ہے۔ المقریزی اور قلقشندی کی تصریحات کے مطابق محتسب کھوٹ کرنے والوں کو آئندہ کاروبار سے روک دیا کرتا تھا۔ نیز اس کے حدود اختیار میں تھا کہ بذریعہ ڈھنڈورچی اعلان کرا دے کہ فلاں فلاں شخص نے یہ جرم کئے ہیں اور ان کو یہ یہ سزائیں دی گئی ہیں۔ اس سے غرض یہ ہوتی تھی کہ دوسروں کو سبق اور عبرت حاصل ہو (۱۰۹) النویری کے بقول :

"سنار' دھوبی' رنگریز اور درزی وغیرہ خاص طور سے اس کی نظر میں رہتے تھے' اس لئے کہ اکثر بددیانت قسم کے لوگ مال کے لئے فرار اختیار کر لیا کرتے ہیں' کسی سے بددیانتی کا اظہار ہوتا تو محتسب اسے اپنا پیشہ جاری رکھنے سے روک دیا کرتا تھا" (۱۱۰)

بید درے وغیرہ لگانا' سختیاں کرنا اور قید کر دینا وغیرہ قسم کے تمام اختیارات محتسب کو حاصل تھے۔ کبھی کبھی کھوٹ اور بددیانتی کرنے والوں کو وہ اونٹ اور گدھے پر سوار کراتا۔ اس طرح کہ اس کی پیٹھ سواری کے منہ کی طرف ہو۔ ایسی حالت میں اسے بازاروں میں گشت کراتا نیز اس کو ایسا لباس پہنایا جاتا جس میں گھنٹیاں اور طرح طرح کی کوڑیاں اور چیتھڑے' لومڑی کی دمیں اور سیپیاں لٹکتی ہوتیں اور ملزم کی ایک خاص ہیئت بن جاتی۔ اس کے سر پر نوکدار ٹوپی رکھ دی جاتی۔ لڑکے اس کے پیچھے پیچھے شور مچاتے اور سخت سے سخت فقرے پھبتیاں اور کریہہ الفاظ استعمال کرتے (۱۱۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۵

تاریخ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ا

عہد رسالت میں احتساب

مذاہب عالم کی تاریخ میں اسلام کو امتیاز حاصل ہے کہ یہ عقائد و عبادات کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ اپنے پیروؤں کے لئے تزکیہ اخلاق اور ان کی اخروی فوز و فلاح کے ساتھ ساتھ ان کی جملہ دنیوی ضروریات کا بھی کفیل ہے۔ یہ دین انسانیت ہے اور مسلمانوں کی روحانی تربیت کے علاوہ ان کی مادی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی۔ امت مسلمہ کے لئے ایک دستور حیات اور اس کے لئے قانونی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ اس میں ہر مسلمان کے لئے اصولی قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اسی کا نام شریعت ہے۔ اس کی تاسیس کی ابتداء بعثت نبویؐ سے ہوئی اور تکمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت پر، یعنی ۲۳ سال کی مدت میں حسب ضرورت اور بتدریج، اس کی چار شاخیں ہیں: عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق عامہ۔

اول الذکر دو یعنی عقائد و عبادات، خدا اور بندے کے درمیان تعلقات اور تزکیہ روح و اخلاق سے متعلق ہیں اور موخر الذکر معاملات اور اخلاق کا تعلق انسانوں کے باہمی تعلقات سے ہے۔ عقائد میں توحید، رسالت، ملائکہ، قیامت، حشرونشر، اور سزا و جزا پر ایمان شامل ہیں اور عبادات میں نماز، روزہ، حج، اور زکوۃ پر عمل۔ حلال و حرام کے ضوابط بھی اسی سے متعلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی یہ ہے کہ اس کے احکام اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی اطاعت کی جائے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اسی اطاعت و فرمانبرداری کا نام خیر، نیکی، تقویٰ اور عمل صالح ہے، جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے الحبہ کی بحث میں لکھا ہے:

"وعبادته تكون بطاعته وطاعة رسوله وذلك هو الخير والبر والتقوى والحسنات والقربات والباقيات الصالحات والعمل الصالح" (۱)

وصیت، وقف، نکاح، طلاق، حدود و تعزیرات، تجارت، لین دین، اور معاشرتی زندگی سے

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

متعلق قواعد و ضوابط معاملات میں آتے ہیں اور اخلاق کا دائرہ انسانوں کے ایک دوسرے کے ساتھ اخلاقی ذمہ داریوں اور اخلاقی فرائض کو محیط ہے۔ الحسبہ کا تعلق اسی آخری شاخ سے ہے۔

بعثت نبوی ؐ سے قبل نظام عمدیت

الحسبہ کو دین اسلام میں ایک اہم ستون کی حیثیت حاصل رہی۔ اس کے لئے انبیاء کرام مبعوث ہوئے اور مرسلین عظام بھیجے گئے۔ قبل از اسلام عربوں میں عمدیت کا نظام پایا جاتا تھا۔ عمدیت سے مراد تھی: مختلف خانہ بدوش قبیلوں کا باہمی میل جول اور اس کے نتائج۔ زمانہ حال کی اصطلاح میں ریاست یا مملکت کا ابھی وجود نہ تھا اور نہ ہی عدل گستری کے لئے کوئی منظم حکومت قائم تھی۔ حکومت اصل میں عمومی عملدرآمد اور رسم و رواج کا نام تھا۔ لوگوں کے باہمی جھگڑوں اور مناقشوں کے تصفیے قدیم رسم و رواج کے مطابق ہوتے تھے۔ اس کی نشاندہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے:

"یاسائب انظر اخلاقک التی کنت تصنعها فی الجاهلیة فاجعلها فی الاسلام۔ (۲)

اے سائب! ان اچھے اخلاق کی پابندی کرو جن کو تم ایام جاہلیت میں پیش نظر رکھتے تھے۔ ان کو اسلام میں بھی روا رکھو۔

بعثت رسول مقبول ؐ سے پہلے انصاف کے لئے عرب میں تین طریقے تھے: پنچ، کاہن اور تحکیم ۔ فصل خصومات کے لئے قبیلہ داری پنچ مقرر ہوتے تھے۔ ان کے رو برو فریقین کی حاضری ہوتی اور پنچ کا فیصلہ قطعی قرار پاتا (۳) کاہن مذہبی پیشوا یا علم غیب کے مدعی، جن کے فیصلوں کو ایک طرح سے خدائی سمجھا جاتا تھا اور ان کے خلاف مرافعہ کی چارہ جوئی ممکن نہ تھی (۴) پنچ اور کاہن کے علاوہ بعض شخصیات ثالث یا حکم کا درجہ رکھتی تھیں۔ بنی تمیم کے سردار موروثی طور پر سارے عرب کے حکم مانے جاتے تھے (۵) عدل و احتساب کا عمل ان تینوں ذرائع سے ہی ممکن تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اول دستور اسلامی میں دفعات احتساب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں جاہلیت کے اکثر ادارے اور بیشتر رسم و رواج معطل و منسوخ کر دیئے گئے یا ان میں تبدیلیاں کر دی گئیں اور ظہور اسلام کے نتیجے میں جو عالمگیر تحریک پیدا ہوئی' اس نے دنیا کو ایک نیا تصور حیات پیش کیا۔ یوں مکہ مکرمہ میں مسلم معاشرہ کی ابتدا ہوئی' لیکن یہ باقاعدہ ریاست یا مملکت سے محروم تھا۔ ہجرت نبویؐ کے بعد مدینہ منورہ میں اسلامی نظم مملکت کے نقوش ابھرے جو رفتہ رفتہ روشن' گہرے اور جاندار دکھائی دینے لگے۔

عہد رسالتؐ میں جس دستور پر مملکت یا رسالت کی تشکیل ہوئی' خوش قسمتی سے اس کا اصل متن لفظ بہ لفظ اب تک محفوظ و دستیاب ہے۔ یہ ۵۲ دفعات پر مشتمل ہے اور اس میں عدل و احتساب کے متعلق صراحت کر دی گئی ہے کہ انصار کا ہر قبیلہ اجتماعی طور پر اپنے تمام افراد کے ناجائز افعال کے مکافات کا ذمہ دار ہے۔ انصاف متضرر کے ہاتھ میں نہ ہوگا' بلکہ پوری جماعت کا فریضہ سمجھا جائے گا اور اس میں کسی رشتہ داری یا قرابت کو دخل نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہوں اس سلسلے کی دفعات:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ هذا كتاب من محمد النبی (رسول الله) بين المومنين والمسلمين من قريش و (اهل) يثرب ومن تبعهم فلحق بهم وجاهد معهم۔

۲۔ انهم امة واحدة من دون الناس

۳۔ المهاجرون من قريش على ربعتهم۔ يتعاقلون بينهم وهم يفدون عليهم بالمعروف والقسط بين المومنين۔

۴۔ بنو عوف على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى۔ وكل طائفة تفدى عانيها بالمعروف والقسط بين المومنين۔

۵۔ وبنو الحارث (بين الخروج) على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المومنین۔

۶۔ وبنو ساعدة علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولی۔ وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المومنین۔

۷۔ وبنو جشم علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولی۔ وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المومنین۔

۸۔ وبنو النجار علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولی۔ وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المومنین۔

۹۔ وبنو عمرو بن عوف علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولی۔ وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المومنین۔

۱۰۔ وبنو النبیت علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولی۔ وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المومنین۔

۱۱) وبنو الاوس علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولی۔ وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المومنین۔

۱۲/الف) وان المومنین لایترکون مفرحا بینهم ان یعطوه بالمعروف فی فداء او عقل۔

۱۲/ب) وان لایخالف مومن مولی مومن دونه(۶)

اس دستور کی رو سے الحبہ کی ذمہ داری کسی ایک فرد پر نہیں ڈالی گئی تھی' بلکہ اسے اجتماعی اقدام قرار دیا گیا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ تمام لوگ ایک دوسرے کی مذموم حرکات پر نظر رکھیں اور اصلاح معاشرہ میں پیش پیش رہیں۔ انصاف کے حصول کے لئے ضروری تھا کہ اس کے تقاضے بحسن و خوبی پورے کئے جائیں اور کسی فرد کو یہ شکوہ و شکایت نہ رہے کہ اس کے ساتھ ظلم یا نا انصافی کی گئی ہے نیز قرابت یا رشتہ داریوں کی بناء پر کئے جانے والے فیصلے کسی صورت میں قرین انصاف نہ سمجھے جا سکتے تھے' لہٰذا عدل و انصاف اور احتساب کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے عہد رسالت ؐ کے اس اولین اسلامی دستور کی دفعات اصلاح معاشرہ کی ضامن تھیں۔ ان دفعات میں افراد کے ناجائز افعال کے مکافات کا ذکر الحبہ کے اصطلاحی مفہوم و معانی پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عملدر آمد کی طرف ایک بلیغ اشارہ ہے۔ بعد ازاں ۱۰ھ میں جبل الرحمۃ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ' جسے عالم اسلام کے ایک عظیم الشان منشور اساسی کی حیثیت حاصل ہے' عدل و احتساب کے لئے ایک اہم پروانہ اور عالمی انسانی حقوق کے لئے ایک بہت بڑی ضمانت تھا' جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے تین بنیادی حقوق ہیں : یعنی جان' مال اور آبرو' اور یہ قابل احترام ہیں' پس :

(الف) "امانتیں اور قرض لوٹا دیئے جائیں۔

(ب) زمانہ جاہلیت کا سود ممنوع ہے اور سب سے پہلے میں (محمدؐ رسول اللہ) حضرت عباسؓ کا سود کالعدم قرار دیتا ہوں۔

(ج) سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں" (۷)

عہد نبویؐ کے صیغہ جات

عہد نبویؐ میں نظم مملکت کے سلسلہ میں جو صیغہ جات قائم ہوئے' ان میں ایک قضاء ہے اور دوسرا الحسبہ۔ تاریخ اسلام میں الحسبہ کے اولین قیام کے متعلق مورخین کی مختلف آراء ہیں' لیکن اکثریت اس پر متفق ہے کہ اس اہم کام کی ضرورت کو آغاز اسلام ہی سے محسوس کر لیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے قولاً اور عملاً اس کا اجراء فرمایا۔ اس اعتبار سے تاریخ اسلام کے اولین محتسب آپ ہی تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حقیقی مقصد دعوت توحید اور تزکیہ نفس کے علاوہ اصلاح اخلاق تھا۔ باقی تمام امور ضمنی تھے اور صرف اس حد تک کہ مذکورہ بالا مقاصد کے حصول اور قیام امن میں معاون ثابت ہوں۔ اسلام دنیا میں شہنشاہیت کی بجائے جمہوری خلافت قائم کرنے کے لئے آیا تھا اور اپنے ہمراہ قانون اور انسانوں کی دنیوی و اخروی فلاح کی ضامن ایک دائمی شریعت لایا تھا اور اس قانون اور شریعت کے تحفظ و بقاء نفاذ اور قیام کے لئے ایک نظام کی ضرورت تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس جملہ مذہبی و انتظامی امور کا مرجع تھی۔ تاہم آپ کے لئے تنہا اسلام کی عظیم الشان مذہبی ذمہ داریوں کو سرانجام دینا اور پھر انتظامی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امور کا بھی متکفل ہونا' اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔ چنانچہ آپ نے محاصل کی وصولی' مقدمات کے فیصل' اصلاح احوال' تزکیہ اخلاق اور قیام عدل کے لئے مختلف مقام پر حکام و ولا ۃ مقرر فرمائے:

"باذانؓ بن سامان کی تقرری والی یمن' شہرؓ بن باذان کی والی صنعاء اور ان کے بعد خالدؓ بن سعید بن العاص کی اسی شہر میں تقرری ہوئی۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ مخزومی کو کندہ اور صدف کا والی بنایا گیا' مگر وہ روانگی سے قبل ہی وفات پا گئے۔ حضرموت کی ولایت زیادؓ بن لبید انصاری' جند کی معاذؓ بن جبل' نجران کی عمروؓ بن حزم' تیمار کی یزیدؓ بن ابی سفیان' مکہ مکرمہ کی عتابؓ بن اسید' ہمان کی عمروؓ بن العاص اور بحرین کی ولایت علاءؓ بن حضرمی کے سپرد ہوئی۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب کو متولی اخماس یمن بنایا گیا" (۸)

ہر حاکم محتسب

مذکورہ اکابر صحابہؓ میں سے ہر حاکم یا والی اپنی جگہ محتسب بھی تھا۔ کتب سیرت میں اگرچہ فوج' قوم کے اخلاق و عادات کی اصلاح' بیع و شراء اور معاملات اور دادرسی کے لئے کسی باقاعدہ محکمہ کی تاسیس کا ذکر نہیں ملتا' تاہم یہ امر یقینی ہے کہ اس کی بنیاد عہد نبویؐ میں رکھ دی گئی تھی۔ اکابر صحابہؓ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس ان امور کی نگرانی فرماتے اور لوگوں کو جزئیات اخلاق کی تعلیم دیتے تھے۔ اس اعتبار سے آپ کی حیثیت محتسب اعلیٰ کی تھی۔

اہل سوق' محتسب اور سزا

معاملات اور اخلاق عامہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی متعدد فروگزاشتوں پر مواخذہ فرمایا۔ تجارت اور لین دین کے متعلق آپ نے بہت سی اصلاحات جاری فرمائیں جن پر سختی سے عملدرآمد ہوا۔ احادیث میں ہے کہ جو لوگ تخمینہ سے زیادہ غلہ خریدنے لگے تھے' عہد رسالتؐ میں انہیں پابند کیا گیا کہ وہ اسے اپنے گھروں میں منتقل کرنے سے قبل خود اپنے ہاتھوں سے بیچ دیں۔ حضرت سالمؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:

رایت الناس یضربون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتروا الطعام جزا فان یبیعوہ فی یوہ الی رحالھم (۹)

میں نے عہد رسالت میں دیکھا کہ لوگ غلہ کے ڈھیر (بغیر وزن کے) خرید لیتے اور اسے اپنے ٹھکانوں پر لے جانے سے پہلے فروخت کر دیتے تو ان کو ضرب لگائی جاتی تھی۔

اس حدیث کے بارے میں سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ اہل سوق پر محتسب مقرر کرنے کی اصل ہے اور اس سے یہ اجازت بھی مستنبط ہوتی ہے کہ اگر تاجر اپنے معاملات میں احکام شرعی کی خلاف ورزی کریں تو انہیں سزا بھی دی جا سکتی ہے (۱۰) امام نووی کے نزدیک جہاں یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ ولی امر کو بیع فاسد کرنے والے شخص کو ضرب وغیرہ کی تعزیری سزا دینے کا اختیار حاصل ہے (۱۱) وہاں اس امر کی طرف بھی بلیغ اشارہ ہے کہ عہد رسالت ؐ میں الحسبہ کے متعلق امور طے پانے لگے تھے۔

رسول اللہ، بحیثیت محتسب اعلیٰ

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغرض معائنہ بازار تشریف لے گئے۔ ایک جگہ گندم کا ڈھیر نظر آیا۔ آپ نے دست مبارک اس میں ڈالا تو کچھ نمی سی محسوس فرمائی۔ دکاندار سے جواب طلبی کی تو اس نے عذر پیش کیا کہ غلہ بارش سے بھیگ گیا تھا۔ تب آپ ؐ نے تنبیہہ کے طور پر استفسار فرمایا کہ اسے اوپر کیوں نہیں کر لیا؟ اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص اس طرح کی ہیرا پھیری یا دھوکہ بازی کرے، وہ ہم میں سے نہیں (۱۲) ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں (۱۳)

ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار تشریف لے گئے تو کسی شخص کو ایک چیز تولتے ہوئے دیکھا اور ارشاد فرمایا: اتزن و ارجع (۱۴) اچھی طرح اور جھکتا ہوا تولو۔ حضرت عبداللہ ؓ بن عمر کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرامؓ کو بھی بغرض احتساب بازار کی طرف بھیجا کرتے تھے (۱۵)

عمال کا احتساب

عہد رسالتؐ کے احتساب کے متعلق احادیث میں متعدد واقعات ملتے ہیں۔ فرائض احتساب میں سب سے مقدم فرض چونکہ عمال کا احتساب ہے' اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف بطور خاص توجہ مبذول فرمائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عمال زکوٰۃ اور صدقہ وصول کر کے لاتے تو رسول کریمؐ بہ نفس نفیس جائزہ لیتے کہ اس کام میں کوئی ناجائز طریقہ تو اختیار نہیں کیا گیا۔ ایک مرتبہ ابن الیلتہؓ صدقہ وصول کر کے لائے اور کہا کہ مال کا یہ حصہ مسلمانوں کا ہے اور اس میں سے اتنا مجھے ملا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تمہیں یہ ہدیہ کیوں نہ مل سکا۔ اس کے بعد ایک عام خطبہ دیا' جس میں اس کی سخت ممانعت فرمائی (۱۶)

ناانصافی کا ازالہ' فیصلے کی صورت میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک دور میں روحانیت کا غلبہ تھا اور صحابہ کرامؓ کے درمیان تنازعات قریب قریب مفقود تھے' اس لئے آپ کی خدمت میں بہت کم مقدمات پیش ہوتے۔ لوگ زیادہ تر آپ کے پاس احکام شرعیہ معلوم کرنے کے لئے حاضری دیتے۔ لیکن بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی کے ساتھ ہونیوالی ناانصافی یا زیادتی کا ازالہ فیصلے کی صورت میں فرمایا۔ جیسا کہ الماوردی نے لکھا ہے کہ زبیرؓ بن عوام اور ایک انصاری کے درمیان زمین کی سیرابی پر جھگڑا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسق انت یا زبیر ثم الانصاری یعنی زبیر' پہلے تم سیراب کرو' پھر انصاری۔ اس پر انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ یہ بات آپ کو ناگوار گزری۔ آپ نے فرمایا: یا زبیر واجرہ علی بطنہ حتی یبلغ الماء الی الکعبین' اے زبیر پانی کو آنے دینا' یہاں تک کہ ٹخنوں تک آ جائے' چاہے اس کے لئے تجھے اس کے پیٹ پر سے پانی گزارنا پڑے۔ اس کے بعد انصاری کو پانی دینا (۱۷) یہ الفاظ آپ نے تادیباً ارشاد فرمائے۔

اس طرح کے بعض اور واقعات بھی کتب حدیث و سیرت میں بکھرے ملتے ہیں۔ عبدالحی الکتانی نے تصریح کی ہے کہ اسلامی مملکت جب مدینہ سے باہر تک پھیل گئی تو عمل احتساب کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اس عہدہ پر مستقل تقرریاں عمل میں لائی گئیں۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کو مدینہ منورہ اور حضرت سعیدؓ بن العاص کو مکہ مکرمہ کا محتسب مقرر کیا گیا (۱۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

خلافت راشدہ میں احتساب

قرن اول میں تدین اور انصاف پسندی کا دور دورہ تھا' اس لئے الحسبہ کی بہت کم ضرورت پیش آتی رہی۔ اکھڑ مزاج اعرابی تک وعظ و سرزنش سے متاثر ہو کر ظلم و زیادتی سے باز آ جاتے تھے۔ ہر کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے آگاہ تھا۔ عہد نبوی ؐ کے بعد جو تھوڑے بہت تنازعات اٹھتے' خلفائے راشدین کے دور میں عمل احتساب سے فوراً نپٹا دیئے جاتے۔

عہد صدیقی (۱۱ھ ۔ ۱۳ھ)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا دو سالہ مختصر دور خلافت شدید قسم کے ہنگامی حالات سے دوچار رہا۔ جنگیں' بغاوتیں اور شورشیں اس عہد کا عنوان ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے انہیں فرو کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ ساتھ ہی آپ ؓ نے عہد نبوی ؐ سے جاری کسی کام یا نظام میں تبدیلی کی ضرورت محسوس فرمائی نہ ان سے سرمو تجاوز کیا۔ دراصل پہلے سے قائم شدہ نظام کو بدلنے کی کوئی خاص ضرورت بھی نہ تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ تمام اہم امور اکابر صحابہ ؓ کے مشورے سے انجام دیتے تھے۔ ابن سعد کے بقول:

> "اگر کوئی معاملہ پیش آ جاتا تو حضرت ابوبکر ؓ اہل الرائے اور فقہاء صحابہ سے مشورہ کرتے اور مہاجرین و انصار میں سے چند ممتاز صحابہ حضرت عمر ؓ' عثمان ؓ' علی ؓ' عبدالرحمٰن ؓ بن عوف' معاذ ؓ بن جبل' ابی ؓ بن کعب اور زید ؓ بن ثابت کی مجلس مشاورت بلا لیتے" (۱)

جزیرۃ العرب کی اس وقت تک حدود کے اعتبار سے کوئی خاص تقسیم نہ تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے انتظامی سہولت کے خیال سے اسلامی ریاست کو مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' طائف' صنعاء' نجران' حضرموت' بحرین اور دومتہ الجندل کے مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا اور متعلقہ احکام کے انتخاب میں غایت درجہ احتیاط فرمائی۔ حکومت کے عہدوں کے لئے ان ہی بزرگ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحابہؓ کا انتخاب کیا جو بارگاہ رسالتؐ کے تربیت یافتہ تھے۔ عتابؓ بن اسید کو مکہ، عثمانؓ بن ابی العاص کو طائف، مہاجرؓ بن ابی امیہ کو صنعاء اور زیادؓ بن لبید کو زبید کا حاکم بنایا گیا۔ نیز عہد نبویؐ کے حکام و ولاۃ کو بھی ان کے عہدوں پر رہنے دیا۔ نئے حکام کی تقرری کے وقت انہیں نصیحت کی گئی کہ :

"جو خدا سے ڈرتا ہے، خدا اس کے گناہ کم اور اجر دوبالا کر دیتا ہے۔ بے شک بندگان خدا کی خیرخواہی بہترین تقویٰ ہے اور تم خدا کی ایسی راہ میں ہو، جس میں افراط و تفریط اور ایسی چیزوں سے غفلت کی گنجائش نہیں، جس میں مذہب کے استحکام اور مملکت کی حفاظت مضمر ہے۔ اس لئے سستی و تغافل کو راہ نہ دینا" (۲)

عہد صدیقی کا ہر حاکم اور والی اپنی جگہ محتسب تھا۔ عہد رسالت کے نظام حکومت کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چونکہ جوں کا توں بحال رکھا، اس لئے یہ امر یقینی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے کے محتسب ہی اپنے مفوضہ فرائض کے ساتھ عہد صدیقی میں بھی بجنسہ و علیٰ حالہ باقی و قائم رہے۔ خود حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سارا وقت مسلمانوں کی اصلاح و فلاح کی تدابیر میں گزرتا اور اس میں معاملات کی چھان بین اور اخلاق عامہ یعنی الحسبہ کے متعلق امور شامل تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں حدیث تو کیا، باقاعدہ جمع القرآن کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی تھی، اس کے باوجود آپ نے بلاتاخیر قرآن و حدیث کے احکام نافذ فرمائے اور کوئی خاص قانون یا ضابطہ بنانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ کہیں مشکل اگر پیش آتی تو صحابہ کو جمع فرما کر استفسار فرماتے کہ اس معاملے میں کسی کو کوئی حدیث یاد ہے؟ حضرت عمرؓ کو باقاعدہ آپ نے قاضی مقرر فرمایا، مگر ایک سال تک کسی مقدمہ کی نوبت نہ آ سکی۔ اسی لحاظ سے لوگوں کا معیار اخلاق میں بہتر اور بلند تھا۔ لوگوں کے حقوق و فرائض کی ذمہ داری حاکم ہی پر عائد تھی اور اس بارے میں حضرت ابوبکرؓ کا نظریہ تھا کہ :

"جو ایسا حاکم مقرر کرے کہ وہ رعایا کے حقوق کی حفاظت نہ کر سکے تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایسے مقتدر اعلیٰ پر خدا کی لعنت ہے۔ اللہ اس کو جہنم میں جھونک دے گا' چاہے وہ فرائض و نوافل ادا کرتا ہو" (۳)

عہد فاروقی (۱۳ھ - ۲۴ھ)

الحبہ کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ کا موقف یہ تھا کہ ظلم ہونے سے پہلے پیش بندی کر لی جائے۔ اس کے لئے ایک طرف تو آپؓ نے حکام کی تنخواہوں میں اضافہ کیا' دوسری طرف انہیں سادہ زندگی اختیار کرنے کی تلقین کی اور ان کو اس کا پابند بنایا:

"روزانہ پیش آنیوالے مسائل کا فیصلہ کرنے کیلئے اہل الرائے صحابہ کی ایک مجلس شوریٰ موجود تھی جس کے ارکان میں حضرت علیؓ' عبدالرحمٰنؓ بن عوف' معاذؓ' بن جبل' ابیؓ بن کعب اور زیدؓ بن ثابت شامل تھے" (۴)

حضرت عمر فاروقؓ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے' تو نظم مملکت قدرے مختصر تھا۔ آپ کے دور میں اس نظام میں نہایت وسعت پیدا ہوئی۔ چنانچہ انتظامی ضرورتوں کے پیش نظر آپ نے تمام مفتوحہ ممالک کو آٹھ بڑے صوبوں مکہ' مدینہ' شام' جزیرہ' بصرہ' کوفہ' مصر اور فلسطین میں تقسیم کر دیا۔ مشرق میں خراسان' آذربائیجان اور فارس کے تین صوبے ان کے علاوہ تھے۔ طبری کا بیان ہے کہ ہر صوبہ میں حاکم اعلیٰ' میر منشی' دفتر فوج کا منشی' کلکٹر' افسر پولیس' خزانچی اور قاضی ہوتے تھے۔ بعض حالات میں سپہ سالار بھی الگ ہوتا تھا۔ اضلاع میں صرف کلکٹر' افسر خزانہ اور قاضی ہوتے تھے (۵)

عمال و حکام کے انتخاب سے زیادہ دشوار مرحلہ ان کے اختیارات اور ان کے احتساب کا ہے۔ اس باب میں حضرت عمر فاروقؓ کا اصول تھا کہ ہر عامل کو تقرری کے وقت ایک پروانہ عنایت فرماتے' جس میں اس کے اختیارات کی تصریح ہوتی تھی۔ عامل اپنے صوبے میں جاتا تو وہاں کی جامع مسجد میں یہ پروانہ اجتماع عام میں پڑھ کر سنایا جاتا تھا (۶) اس میں اس بات کی صراحت ہوتی تھی کہ عامل اپنے حدود سے تجاوز نہیں کر پائے گا اور حقوق اللہ' اور حقوق العباد اور مشترکہ حقوق کی پاسداری کرے گا۔

شاہ ولی اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ جب کسی کو عامل بناتے' اس پر چار شرائط لازم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے (۷) اور یہ وہی شرائط ہیں' جن کا ذکر امام ابو یوسف نے کیا ہے' یعنی: ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا' باریک کپڑے پہننا نہ عمدہ کھانا تناول کرنا اور:

"اہل حاجت کیلئے اپنا دروازہ ہمیشہ وا رکھنا۔ خبردار کوئی دربان نہ ہو" (۸)

سیوطی نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کو اگر پتا چل جاتا کہ کسی عامل نے مریض کی عیادت نہیں کی اور کمزور آدمی اس تک رسائی نہیں پا سکا تو آپ اسے اس کے عہدہ سے الگ کر دیتے (۹)

عہد فاروقی کے آغاز میں بعض انتظامی دشواریوں کے باعث انتظامی اور عدالتی صیغہ جات ایک رہے' لیکن جب نظام حکومت میں توسیع ہوئی تو قضاء کا محکمہ مستقل کر دیا گیا۔ تمام اضلاع میں قاضیوں کی عدالتیں قائم ہوئیں۔ قاضیوں کی تقرریاں عمل میں لائی گئیں اور قضاء کے اصول و آئین پر الگ سے فرمان جاری ہوا' جس میں تلقین کی گئی کہ کمزور انصاف سے مایوس نہ ہو (۱۰) الحسبہ کو قضاء کے ماتحت رکھا گیا اور قضاء کے انتخاب میں ایسے لوگوں کی تقرریاں کی گئیں جو علم' تقویٰ' دیانت' ذہانت اور قوت فیصلہ میں مشہور تھے۔ مثلاً زیدؓ بن ثابت کو مدینہ اور عبداللہؓ بن مسعود کو کوفہ کا قاضی و محتسب بنایا گیا۔ ان کے علاوہ قاضی شریح' جمیل بن العمر' ابو مریم الحنفی' سلمان بن ربیعہ الباہلی' عبدالرحمٰن بن ربیعہ' ابو قرہ الکندی اور عمران بن الحصین عہد فاروقی کے مشہور قاضی و محتسب تھے۔ ابن عبدالبر کی تصریح کے مطابق حضرت عمرؓ کو شاید اس بات کا احساس تھا کہ آپ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باعث عمل احتساب پر زیادہ توجہ نہیں دے سکیں گے' اس لئے آپ نے عبداللہؓ بن عتبہ بن مسعود الہذلی کو مدینہ اور حضرت سائب بن یزید کو نائب محتسب مقرر فرمایا (۱۱)

یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ فوجداری مقدمات کے لئے حضرت عمرؓ نے الگ کوئی جدا محکمہ قائم نہیں کیا۔ زنا اور سرقہ ایسے مقدمات تو قضاۃ ہی کے ہاں فیصل ہوتے تھے' البتہ ابتدائی قسم کی تمام کارروائی پولیس کرتی تھی:

"پولیس کا صیغہ عہد فاروقی میں مستقل طور پر قائم ہوا اور اس وقت اس کا نام احداث تھا" (۱۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

افسران پولیس کو صاحب الاحداث کہتے تھے۔ بحرین میں یہ عہدہ قدامہ بن مظعون اور حضرت ابو ہریرہؓ کے سپرد رہا۔ شبلی نعمانی کی تحقیق کے مطابق حضرت عمرؓ نے:

"قدامہ کو تحصیل مالگزاری کی خدمت دی اور حضرت ابو ہریرہؓ کو تصریح کے ساتھ پولیس کے اختیارات دیئے۔ احتساب کے متعلق جو کام ہیں۔ مثلاً دکاندار ترازو میں دھوکہ نہ دینے پائیں۔ کوئی شخص سڑک پر مکان نہ بنائے۔ جانوروں پر زیادہ بوجھ نہ لادا جائے۔ شراب اعلانیہ نہ بکنے پائے وغیرہ وغیرہ' ان تمام امور کا کافی انتظام تھا اور اس کے لئے ہر جگہ اہل کار افسر مقرر تھے" (۱۳)

یہ تمام امور چونکہ محتسب کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں' اس لئے بعض مورخین کی رائے میں حضرت عمرؓ ہی نے باقاعدہ احتساب کا مستقل صیغہ قائم کیا۔ بعض کی رائے میں یہ خدمت بھی صاحب الاحداث کے متعلق تھی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے بازار کی نگرانی کے لئے عبداللہؓ بن عتبہ کو مقرر فرمایا (۱۴) اور صاحب کنز العمال' کے بقول: حضرت عمرؓ کے دور میں جیل خانے کی ایجاد عہدہ احتساب کا ماخذ ہے (۱۵)

الماوردی اور قاضی ابو یعلی کے بیان کے مطابق حضرت عمرؓ نے جا بجا محتسب مقرر فرمائے۔ مشہور صحابی محمدؓ بن مسلمہ انصاری کو جن کی حیثیت عہد نبویؐ میں انسپکٹر جنرل پولیس کی تھی' عہد فاروقی میں ادارہ نظرفی المظالم (احتساب) کا سربراہ بنایا گیا۔ مختلف صوبوں اور علاقوں کے دورے اور صوبائی و ضلعی محتسبوں کی نگرانی کے علاوہ حضرت عمرؓ خود بھی احتساب کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ ادارہ مظالم کی ذمہ داریاں انہیں تفویض تھیں (۱۶)

اخلاق عامہ اور اسلامی اقدار کی ترویج کے لئے حضرت عمرؓ نے متعدد اقدامات کئے اور خود بھی محتسب کا فریضہ انجام دیا۔ سعدؓ بن ابی وقاص ایسے عظیم صحابی کے مکان کا دروازہ بازار کی طرف کھلتا تھا' جس میں ہر وقت آوازیں آتی رہتی تھیں۔ سعدؓ بن ابی وقاص نے وہ دروازہ بند کرا دیا۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو آپ نے آدمی بھیج کر وہ دروازہ جلوا دیا (۱۷) کہ لوگوں کو فریاد کے لئے کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اسی طرح گورنر مصر عمروؓ بن العاص کے بیٹے نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک قبطی کو محض اس بناء پر کوڑے مارے کہ وہ گھڑ دوڑ میں اس سے آگے نکل گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے تینوں کو مدینہ طلب کیا اور قصاص میں قبطی سے عمروؓ بن العاص کے بیٹے کو کوڑے لگوائے' پھر فرمایا کہ ایک کوڑا گورنر کے سر پر بھی مارو۔ قبطی اس پر راضی نہ ہوا اور کہا کہ میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ تب حضرت عمرؓ' عمروؓ بن العاص سے مخاطب ہوئے کہ تم نے کب سے لوگوں کو غلام سمجھ لیا ہے' ان کی ماوں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے عرض کی کہ مجھے اس زیادتی کا علم نہیں ہو سکا اور نہ ہی قبطی نے مجھ سے شکایت کی (۱۸)

یہ تمام واقعات احتساب سے متعلق ہیں اور ان سے واضح ہوتا ہے کہ عہد فاروقی میں حکام وولاۃ پر از خود یہ ذمہ داری عائد تھی کہ وہ عدل و انصاف اور اخلاق عامہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے حالات پر نظر رکھیں۔ حکام اگر تساہل سے کام لیتے تھے یا انہیں کسی کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا علم نہیں ہوتا تھا' تو سائل کو خلیفہ سے براہ راست شکایت کا حق حاصل تھا۔ ایک بار حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ عمروؓ بن العاص نے مسجد میں توسیع کی خاطر ایک غیر مسلم بڑھیا کا مکان اس کی رضامندی کے بغیر بھاری قیمت پر خرید کر استعمال کر لیا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ مسجد کا وہ حصہ گرا کر بڑھیا کا مکان تعمیر کر کے اسے واپس کر دیا جائے (۱۹)

حضرت عمرؓ راتوں کو محتسب بن کر مدینہ منورہ کا گشت لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی سیرت کا یہ گوشہ زبان زد خاص و عام ہے کہ آپ کے ہاتھ میں درہ (۲۰) ہوتا اور آپ شارع عام اور بازاروں میں گشت لگاتے اور کسی کا کھوٹ کرنا یا ملاوٹ کرنا محقق ہو جاتا تو بلاحفظ مراتب اس کی دادگیری کرتے اور سزا دیتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک عورت کو اپنے گھر میں شوہر کے فراق میں شعر گنگناتے سنا۔ اس کے بعد آپ نے تمام حکام کو یہ فرمان جاری کیا کہ کسی فوجی کو چار ماہ سے زیادہ دارالحرب یا میدان کارزار میں نہ روکا جائے (۲۱)

عہد فاروقی میں اخلاق عامہ کی خاطر شعراء پر یہ پابندی عائد کی گئی کہ وہ خواتین کا نام لے کر تشبیبی اشعار نظم نہ کیا کریں۔ مشہور شاعر حطیئہ کو اس بات پر سزا دی گئی کہ وہ لوگوں کی ہجو کرنے میں نہایت مبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے۔ شبلی کا بیان ہے کہ زبرقان بن بدر نے حطیئہ کے ہجو لکھنے پر حضرت عمرؓ سے اس کی شکایت کی۔ زبرقان نے یہ موقف اختیار کیا کہ شعروشاعری نہایت لطیف و نازک مضمون ہے' اس کے اسالیب' اشارے' کنایے اور استعارے سمجھنا ہر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شخص کے بس کی بات نہیں۔ اگرچہ حضرت عمرؓ خود شعر و شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے' اس کے باوجود آپ نے زیر شکایت ہجو کے بارے میں عرب کے مسلم الثبوت شاعر حضرت حسانؓ بن ثابت سے ماہرانہ رائے طلب کی اور پھر حطیئہ کے لئے سزائے قید کا حکم جاری کیا (۲۲)

الحسبہ سے متعلق متعدد واضح مثالیں بھی عہد فاروقی میں ملتی ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ خود بحیثیت محتسب اعلیٰ فوری کارروائی فرماتے تھے۔ ایک بار کوئی شخص دودھ میں پانی ملا کر فروخت کر رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کا سارا دودھ ضبط کر کے زمین پر بہا دیا (۲۳) مدینہ کے دو مشہور نوجوانوں نصر بن الحجاج اور ابوذئب کے حسن و جمال اور مردانہ وجاہت کے چرچے بعض خواتین کی زبانوں پر ہونے لگے۔ حضرت عمرؓ کو علم ہوا تو آپ نے ان دونوں کی شہر بدری کا حکم صادر فرمایا (۲۴) ایک شخص نے سرکاری مہر کا جعلی ثنیٰ تیار کر کے' اس کی مدد سے ایک فرضی حکمنامہ لکھ کر بیت المال سے کچھ رقم خرد برد کرلی۔ حضرت عمرؓ نے مسلسل تین دن تک اسے روزانہ سو سو کوڑے لگوائے (۲۵) ایک بار صبیغ بن عسل نے دین میں بعض بدعات نکالنے کی جسارت کی تو آپ نے اسے اپنی طاقت سے بڑھ کر مارا (۲۶)

عمل احتساب میں حضرت عمر فاروقؓ کے نزدیک ادنیٰ و اعلیٰ اور خویش و بیگانہ سب برابر تھے۔ کوئی شخص اخلاقی جرم کی پاداش میں سزائے احتساب سے بچ نہیں سکتا تھا۔ ارکان حکومت تک کو علی الاعلان سزا دی جاتی تھی۔ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو شراب پینے کے جرم میں اپنے دست مبارک سے اسی کوڑے مارے' جس کے صدمے سے اس کا انتقال ہو گیا (۲۷) قدامہؓ بن مظعون کو بھی جو آپ کے سالے اور معزز صحابی تھے' اسی جرم میں اسی کوڑے لگوائے گئے (۲۸)

عہد عثمانی (۲۴ھ ۔ ۳۵ھ)

حضرت عثمانؓ نے عہد فاروقی کے نظام حکومت کو علیٰ حالہ قائم رکھا' البتہ انتظامی ضروریات اور حالات کے مطابق اس میں بعض ناگزیر تبدیلیاں کیں اور جن جن صیغوں میں گنجائش تھی' انہیں ترقی سے ہمکنار کیا۔ آپ کی حیثیت بھی محتسب اعلیٰ کی تھی اور آپ عمال کے اعمال و احتساب پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ رعایا کے حالات کی ہر وقت آپ کو خبر رہتی تھی۔ حج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے موقع پر تمام عمال کو جمع کرتے اور جس عامل کے خلاف شکایت پیش ہوتی' اس کی تحقیقات کر کے فوری طور پر ازالہ فرماتے۔ خود فرماتے ہیں کہ:

"مجھے معلوم ہے کہ بعض عمال بے وجہ لوگوں پر زیادتی کرتے ہیں' اس لئے اعلان عام ہے کہ کسی کو مجھ سے یا میرے کسی عامل سے کوئی شکایت ہو تو وہ حج کے موقع پر بیان کرے۔ میں کامل تدارک کر کے مظلوم کو اس کا حق دلاوں گا" (۲۹)

عمل احتساب ہی کے سلسلہ میں ۲۹ھ میں ابو موسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کی حکومت سے معزول کیا گیا۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ ایک بار ابو موسیٰ اشعریؓ کی سواری میں ایک عمدہ ترکی گھوڑا تھا اور چالیس خچران کا سامان لئے جا رہے تھے کہ ایک شخص نے بڑھ کر ان کی باگ پکڑ لی۔ سوال کیا کہ اے ابو موسیٰ! قول و فعل میں اتنا تضاد؟ آپ ہمیں تو پیدل چلنے کا ثواب حاصل کرنے کی تلقین فرماتے ہیں اور خود عمدہ ترکی گھوڑے پر سواری کرتے ہیں؟ ابو موسیٰ کو اس پر غصہ آ گیا' انہوں نے باگ پکڑنے والے کو ایک کوڑا دے مارا۔ لوگ شکایت لے کر حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ آپ نے ابو موسیٰ کو فوراً معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہؓ بن عامر کو بصرہ کا والی بنا دیا (۳۰)

عہد عثمانی میں گو دور فاروقی جیسا سخت احتساب نہیں رہا تھا' تاہم جہاں بدعنوانی نظر آتی' اسے نظر انداز نہ کیا جاتا۔ حضرت عثمانؓ' اصول اسلام' اخلاق عامہ یا حکومت کے نظام پر اثر انداز ہونے والی کسی حرکت کو برداشت کرنے کے حق میں نہ تھے۔ ان کے نزدیک والی کا احتساب' رعایا کے احتساب پر مقدم تھا۔ ولید بن عقبہ کو شراب نوشی کے جرم میں آپ نے ۳۰ھ میں کوفہ کی ولایت سے برطرف کیا۔ ان کی جگہ سعیدؓ بن العاص کی تقرری عمل میں لائی گئی' لیکن جب لوگوں نے ان کی بھی شکایات کیں تو انہیں بھی سبکدوش کر دیا گیا۔ سعدؓ بن ابی وقاص عہد عثمانی میں محض اس بناء پر کہ بیت المال کا قرض ادا نہ کر سکے تھے' احتساب کی گرفت میں آئے اور انہیں اپنے عہدہ سے معزول ہونا پڑا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عہد مرتضوی (۳۵ھ - ۴۰ھ)

بعض مورخین کے نزدیک عثمانی دور میں کچھ بدعنوانیاں راہ پا گئی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انہیں دور کر کے عہد فاروقی کے نظم و نسق کو علیٰ حالہ بحال کرنے کی حتی المقدور سعی کی۔ صوبوں کی تقسیم وہی رکھی' البتہ عمال تبدیل کر دیئے اور سب سے زیادہ توجہ عمال کے اخلاق کی نگرانی پر دی۔ عمال کو وقتاً فوقتاً قیام عدل اور رعایا کے ساتھ لطف و شفقت اور ان کے اخلاق کی بہتری کے احکام بھیجتے رہتے تھے اور ہمیشہ ہدایت فرمائی کہ خبردار کوئی شخص کسی کے ساتھ زیادتی کا مرتکب نہ ہو اور اخلاق عامہ کا پاس کرے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود خلیفہ ہی نہیں' محتسب اعلیٰ کی حیثیت سے عمال کے اعمال و افعال کا احتساب بھی فرماتے تھے:

> "منذر بن جارود والی اصطخر کے متعلق جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ رعایا کی فوز و فلاح کی بجائے زیادہ تر وقت سیروشکار میں گزارتے ہیں' تو انہیں طلب کیا' فرائض منصبی میں غفلت برتنے کی تحقیقات کرائی اور اس کے بعد انہیں معزول کر دیا" (۳۱)

ایک اور عامل کے متعلق شکایت ملنے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے لکھا کہ :

> "تم عیش و تنعم کی زندگی بسر کرتے ہو۔ بخورات اور روغنیات کا زیادہ استعمال کرتے ہو' تمہارے دسترخوان پر الوان نعمت ہوتے ہیں۔ منبر پر تم صدیقین کا وعظ کہتے ہو اور حکومت میں تمہارا اہل اباحت کا عمل ہے۔ پس گناہوں سے توبہ کر کے اپنے نفس کی اصلاح کرو اور خدا کے حقوق ادا کرو" (۳۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳

اموی دور میں احتساب

خلافت راشدہ کے بعد اموی دور کا آغاز ہوا۔ اس دوران بھی عدل و انصاف اور الحسبہ کے تقاضے پورے کرنے کی کوششیں کی جاتی رہیں۔ سلطنت امویہ کے بانی امیر معاویہؓ نے صوبوں کی تقسیم اور ان کا وہی نظام قائم رکھا' جو عہد فاروقی میں تھا۔ مغرب کے نئے مفتوحہ علاقے مصر اور مشرقی خراسان کے ماتحت کر دیئے گئے اور باقی نظام میں کوئی خاص تغیر رونما نہیں ہونے دیا۔

امیر معاویہؓ (۴۱ھ - ۶۰ھ)

حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت شخصی تھی۔ اس میں خلافت راشدہ کی طرح مہاجرین و انصار کی مجلس شوریٰ تو نہ تھی' تاہم عرب کے اکثر نامور مدبر اس میں شامل تھے۔ عمروؓ بن العاص' مغیرہؓ بن شعبہ اور زیاد بن ابی سفیان کے اسمائے گرامی اس سلسلے میں سرفہرست ملتے ہیں۔ صیغہ پولیس کو امیر معاویہؓ نے بطور خاص ترقی دی۔ امن و امان کا یہ حال تھا کہ کوئی راہ گیر راستے میں گری پڑی شئے کو اٹھانے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ رات کو عورتیں اپنے گھروں میں تنہا دروازے کھول کر سوتی تھیں۔ والی عراق زیاد کا دعویٰ تھا کہ کوفہ سے خراسان تک اگر کسی کا ایک ٹکڑا ضائع ہو جائے تو مجھے پتا چل جاتا ہے کہ کس نے لیا ہے۔

محتسب کی ذمہ داریاں امیر معاویہؓ خود ادا کرتے تھے۔ عدل و انصاف کے قیام اور رعایا کی داد رسی کا انہیں اس قدر احساس تھا کہ بقول المسعودی:

> "دربار میں آنے سے پہلے روزانہ مسجد میں جا کر رعایا کی تکالیف و شکایات سنتے۔ کمزور' ناتواں' دیہاتی عورتوں' بچوں اور لاوارث' ہر طبقہ کے لوگوں کو آزادی حاصل تھی کہ وہ ان کے سامنے پیش ہو کر بلا خوف و خطر اپنی شکائتیں پیش کر سکتے ہیں۔ امیر معاویہؓ فی الفور ان کی شکایات کا ازالہ فرماتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد دربار میں تشریف لے جاتے اور اشراف کو باریاب کرتے ہوئے کہتے کہ تم لوگ اشراف اس لئے ہو کہ تمہیں کم مرتبہ لوگوں پر یعنی جو دربار تک رسائی نہیں پا سکتے' شرف و برتری حاصل ہے' لہٰذا تمہیں چاہئے کہ جو لوگ میرے پاس نہیں پہنچ سکتے ان کی ضروریات مجھ سے بیان کیا کرو" (۱)

حضرت امیر معاویہؓ اصلاح احوال' اخلاق عامہ اور امن و امان پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کا حکم تھا کہ دمشق کے تمام مخرب الاخلاق لوگوں کے نام کی فہرست تیار کی جائے۔ زیاد نے جعد بن قیس کو ایسے ہی افراد کی نگرانی پر مامور کر رکھا تھا۔

ایک شخصی حکمران ہونے کے باوجود امیر معاویہؓ کو احساس تھا کہ انہیں امت کے ایک خادم کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔ چنانچہ ایک بار ابو مسلم خولانی نے انہیں السلام علیکم ایھا الاجیر یعنی اے ملازم السلام علیکم کہہ کر خطاب کیا' تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک ہی کہا ہے۔

امیر معاویہؓ کے بعد عنان حکومت یزید نے سنبھالی۔ اس کے دور میں سیاسی مظالم ہوئے اور نظم حکومت درہم برہم رہا' لہٰذا اس کے دور میں عدل و احتساب کی مثالیں شاذ ہی ملتی ہیں۔

عبدالملک (۶۵ھ - ۸۶ھ)

اموی حکمران عبدالملک کے دور کی سیاسی چپقلش سے قطع نظر دیوان مظالم برقرار رہا۔ مسلمانوں نے بڑی بڑی فتوحات کیں۔ بلاذری کا بیان ہے کہ سندھ پر حملے کی وجہ ایک مظلوم عورت کی فریاد تھی۔ محمد بن قاسم نے سندھ میں عدل و احتساب کی ان گنت مثالیں قائم کیں۔ یہاں تک کہ اس کی موت کی خبر سن کر ہندو اس کی یاد میں اس کا بت بنا کر پوجنے لگے (۲)

سلطنت کے حالات پر عبدالملک کی گہری نظر رہتی تھی۔ ایک عام عورت تک کو اس کے دربار میں رسائی پانے کا اختیار تھا۔ سیوطی نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں ایک عورت کو بھائی کے ورثہ میں سے فقط ایک دینار ملا' تو اس نے خلیفہ سے براہ راست شکایت کی کہ چھ سو دینار نقد ترکہ میں سے اسے صرف ایک دینار ہی کیوں ملا ہے؟ عبدالملک نے امام شعبی کو بلایا اور مسئلہ دریافت کیا۔ امام شعبی نے تفصیل بتائی کہ متوفی کی دو بیٹیوں کے دو ثلث یعنی چار سو دینار' والدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا چھٹا حصہ گویا ایک سو دینار' بیوی کا آٹھواں حصہ' پچھتر اشرفیاں اور بھائیوں کا حصہ چوبیس دینار' کل ۵ سو ۹۹ دینار ہوئے۔ باقی ایک دینار بچا' سو وہ متوفی کی اس بہن کا ہے (۳) خلیفہ عبدالملک نے یہ ساری تفصیل جاننے کے بعد سائلہ کو مطمئن کر دیا۔ الغرض محتسب کا فرض خود ادا کیا کہ کہیں کسی سے ناانصافی تو نہیں ہو رہی یا کسی پر زیادتی تو نہیں کی جا رہی۔

خلیفہ عبدالملک کے زمانے میں قاضی' محتسب کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتا تھا اور اس صورت میں کوئی بڑے سے بڑا عہدیدار ہی کیوں نہ ہو' مرعوب نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ حاکم وقت کے احتساب میں قطعاً رو رعایت سے کام لیتا نہ اپنی سبکدوشی یا تنزلی کی پرواہ کرتا۔ الکندی المصری نے لکھا ہے کہ ایک بار خود خلیفہ عبدالملک اپنے چچا زاد بھائی کے خلاف مقدمہ لے کر قاضی خیر بن نعیم کی عدالت میں پیش ہوا اور ان کے ساتھ فرش پر بیٹھ گیا۔ قاضی کو خلیفہ کی یہ بات ناگوار گزری۔ اس نے فریق مخالف کے ساتھ کھڑا ہونے کو کہا تو عبدالملک مقدمہ چھوڑ کر چلا گیا (۴) قاضی نے حاکم وقت کے جانے کا ذرا برابر خیال نہ کیا اور ضابطے کی تمام کارروائی مکمل کی۔

ابن عائشہ کا ایک بیان سیوطی نے نقل کیا ہے کہ دنیا کے کسی حصے سے جب کبھی کوئی شخص عبدالملک کے پاس آتا' وہ اسے اپنے سامنے چار باتوں سے اجتناب کی تلقین کرتا۔ اولاً جھوٹ نہ بولا جائے' کیونکہ جھوٹے کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوتی' ثانیاً میری تعریف میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لینا' اس لئے کہ میں اپنے حال اور ضمیر سے خود واقف ہوں۔ ثالثاً میرے استفسار کے بغیر کوئی جواب نہ دینا کیونکہ یہ محض وقت کا ضیاع ہے۔ اور رابعاً میری رعیت پر مجھے برا گمیختہ نہ کرنا' کیونکہ میرا ان پر مہربان رہنا ضروری ہے (۵)

ولید اول (۸۶ھ - ۹۶ھ)

عبدالملک کے بعد اس کے بیٹے ولید اول نے اقتدار سنبھالا' اس کے بارے میں طبری کا بیان ہے کہ اپنے دور میں اشیاء کے نرخوں کی نگرانی خود کرتا تھا۔ بازاروں میں جا کر چیزوں کی قیمتیں دریافت کرنا اور انہیں کم کرانا اس کا معمول تھا (۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلیمان بن عبدالملک (۹۶ھ ۔ ۹۹ھ)

سلیمان بن عبدالملک سریر آرائے سلطنت ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ اموی خلفاء نماز عموماً تاخیر سے پڑھا کرتے تھے۔ سلیمان نے اپنے دور (۹۶ھ ۔ ۹۹ھ) میں یہ روایت ختم کر دی کہ رعایا بھی نماز کی ادائیگی میں تاخیر کو کہیں معمول نہ بنا لے۔ اس نے اول وقت نماز کا اہتمام کیا(۷) خود پابندی کی اور اس کی پابندی بھی کرائی۔

عمرؒ بن عبدالعزیز (۹۹ھ ۔ ۱۰۱ھ)

اموی دور کے بعض حکمرانوں کی سہل پسندی اور چشم پوشی کے باعث کئی اموی عمال ظلم و جور کے خوگر ہو گئے تھے جس کے نتیجہ میں احتساب کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ عمرؒ بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے رد مظالم اور عدل و انصاف میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کی یاد تازہ کر دی۔ جاگیرداری نظام' اخلاق عامہ کی ترویج میں رکاوٹ بن رہا تھا۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے بنی امیہ کے تمام امراء سے جاگیریں چھین لیں اور خود بھی اپنی جاگیر لوٹا دی۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ:

> " حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی بیوی کو اپنے والد عبدالملک کی طرف سے ایک بیش قیمت پتھر ملا تھا۔ آپ نے بیوی سے کہا کہ اسے بیت المال میں جمع کرا دو' ورنہ مجھے چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاو۔ اطاعت شعار بیوی نے وہ پتھر فی الفور بیت المال میں جمع کرا دیا" (۸)

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے امیر معاویہؓ اور یزید کے دور سے لے کر اپنے خلیفہ ہونے تک تمام مظالم کا سد باب کیا۔ ابن سعد کے الفاظ ہیں:

> "ما زال عمر بن عبدالعزیز یرد المظالم من ادن معاویة الی ان استخلف اخرج بین ایدی ورثة معاویة ویزید بن معاویة حقوقا" (۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حجاج کے خاندان نے اپنے مخالفین اور کمزور لوگوں پر بہت ستم ڈھائے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے حجاج کے سارے خاندان کو یمن کی طرف جلا وطن کر دیا (۱۰) جلا وطنی کے بعد عامل یمن کو لکھا کہ میں تمہارے پاس آل عقیل کو بھیج رہا ہوں' انہیں اپنی حکومت کے بدترین علاقوں میں ادھر ادھر منتشر کر دو (۱۱) عبداللہ بن الحکم نے مزید بتایا ہے کہ جو لوگ حجاج کے ہم قبیلہ یا اس کی ماتحتی میں کام کر چکے تھے' ان کو ہر قسم کے ملکی حقوق سے محروم کر دیا گیا (۱۲) امام غزالیؒ نے تصریح کی ہے کہ عمرؓ بن عبدالعزیز نے ایک شخص کو عامل بنایا۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ حجاج بن یوسف کا عامل رہا ہے تو آپ نے اسے معزول کر دیا۔ اس نے صفائی پیش کی کہ میں نے تو حجاج کے عہد میں بہت تھوڑے دن کام کیا تھا۔ عمرؓ بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ خواہ ایک روز ہی کیوں نہ ہو (۱۳)

احتساب کے عمل کو موثر اور تیز کرنے کے لئے حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے الحسبہ کی ذمہ داریاں خود سنبھالیں اور اپنی طرف سے بدنام عمال سے حکومت کو چھٹکارا دلانے کے ساتھ ساتھ دیگر عمال کی اصلاح کے لئے ایک عام فرمان جاری کیا (۱۴) کوفہ کے والی عبدالحمید کو لکھا گیا کہ وسوسہ شیطانی اور حکومت کے ظلم و جور کے بعد انسان کی بقاء نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میرا خط ملتے ہی ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو (۱۵) سابق اموی حکمرانوں کے دور میں اگر رعایا میں سے کسی سے کوئی چیز ناجائز طور پر ہتھیائی گئی تھی' تو وہ عمرؓ بن عبدالعزیز کے عمل احتساب کے خوف سے فی الفور اس کے مالکان کو لوٹا دی گئی اور اس سلسلے میں زیادہ تردد کیا گیا نہ کوئی خاص ثبوت طلب کئے گئے۔ عراق کے بیت المال سے اس قدر مال و اشیاء لوگوں کو واپس کی گئیں کہ خالی ہو گیا' یہاں تک کہ شام سے مال منگوانا پڑا:

> "کتب الینا عمر بن عبدالعزیز بالعراق فی ردالمظالم الی اهلها فرد دناها حتی انفدنا ما فی بیت مال العراق' وحتی حمل الینا عمر المال من الشام۔ (۱۶)

اہل سمرقند نے عمرؓ بن عبدالعزیز سے شکایت کی کہ اموی جرنیل قتیبہ بن مسلم نے ان کے شہر پر دھوکے سے قبضہ کیا تھا۔ شکایت موصول ہوتے ہی عمرؓ بن عبدالعزیز نے سلیمان کو لکھا کہ فیصلے کے لئے فوراً قاضی مقرر کر دیا جائے۔ قاضی ناجی کے سامنے مقدمہ پیش ہوا تو اس نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ دیا کہ عرب سمرقند خالی کر دیں اور باہر پڑاو ڈالیں۔ پھر برابر کا مقابلہ ہو۔ فریقین چاہیں تو مصالحت کر لیں یا کسی ایک کا بزور شمشیر شہر پر قبضہ ہو جائے (۱۷)

ظلم و جور کے جتنے وسیلے تھے' عمرؒ بن عبدالعزیز نے سب یک قلم مسدود کر دیئے۔ ظلم کا ایک طریقہ یہ تھا کہ عمال چیزوں کے نرخ گھٹا کر انہیں کم قیمت پر خرید لیا کرتے تھے۔ عمرؒ بن عبدالعزیز نے قانون بنا دیا کہ کوئی عامل رعایا کا مال کم قیمت پر نہیں خرید سکتا۔ فارس کے عہدیداروں کے متعلق اسی قسم کی شکایت ملی تو آپ نے بشر بن صفوان' عبداللہ بن عجلان اور خالد بن سالم کو تحقیقات کے لئے بھیجا (۱۸)

مصر سے ایک قبطی عورت نے حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو ایک خط لکھا کہ میرے گھر کی دیوار نیچی ہے اور بعض اہل محلہ میری مرغیاں چرا کر لے جاتے ہیں۔ آپ نے گورنر مصر کو تحریری حکم بھیجا کہ فوراً جا کر اپنی نگرانی میں قبطی عورت کے گھر کی دیوار اونچی کرادو (۱۹)

عمرؒ بن عبدالعزیز نے حکومت کے ہر شعبہ میں اصلاحات کیں۔ بعض امویوں کے تساہل سے جو امور جادہ شریعت سے ہٹ گئے تھے' انہیں دوبارہ اس راہ پر گامزن کیا "عمال کے نام ان کے فرامین میں احیائے شریعت اور استیصال بدعت کی تاکید ہوتی تھی" (۲۰) عقائد و عبادات اور اخلاقیات وغیرہ میں تغیرات کی مختلف صورتیں رونما ہو رہی تھیں۔ عمرؒ بن عبدالعزیز نے انہیں پوری شدت کے ساتھ روکا۔ عقائد میں معبد جہنی اور غیلان دمشقی نے قضا و قدر کا پیچیدہ مسئلہ چھیڑا تو عمرؒ بن عبدالعزیز نے ان سے توبہ کرائی (۲۱) نیز محدثین و فقہاء کو لکھا کہ وہ ان خیالات کو قبول نہ کریں (۲۲)

بعض اموی عمال بالخصوص حجاج وغیرہ نماز کے وقت کی پابندی میں غفلت سے کام لیتے تھے۔ عمرؒ بن عبدالعزیز نے تمام عمال کے نام فرمان جاری کیا کہ نماز کے وقت ہر قسم کے کاروبار کو معطل کر دیا جایا کرے۔ نماز کو ضائع کرنے والا شخص دوسرے فرائض اور زیادہ ضائع کرنے والا ہو گا (۲۳)

اخلاق عامہ کے بگاڑ میں شراب فروشی ' شراب نوشی بھی شامل ہیں۔ عمرؒ بن عبدالعزیز کے دور میں عیش و تنعم اور شراب کا رواج ہو چلا تھا۔ آپ نے اس کے انسداد کا پورا انتظام کیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ کوئی ذمی مسلمانوں کے شہر میں شراب نہ لائے (۲۴) بعض حیلہ جو نبیذ کے بہانے شراب پیتے تھے۔ ان کے بارے میں عمرؒ بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ لوگ شراب پی کر بدمستی میں نہایت برے کام کرتے ہیں' جو چھپ کر پیئے گا' خدا اس کو بھی عذاب دینے والا ہے (۲۵)

اہل عجم کے اثر سے اسلام کی تعلیم کے خلاف مسلمانوں میں بہت سی عادات و رسوم' لہو و لعب کی تفریحات اور عیش و تنعم کے لوازمات پیدا ہو چکے تھے۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے خود ایک محتسب اعلیٰ کی حیثیت سے انہیں سختی سے روکا۔ ابن سعد کے بیان کے مطابق عمرؒ بن عبدالعزیز کو جب معلوم ہوا کہ خواتین جنازے کے ساتھ بال بکھیرے نوحہ کرتی ہوئی نکلتی ہیں تو اس نے عمال کو فرمان بھیجا کہ مسلمانوں کو اس سے روکا جائے (۲۶)

عمرؒ بن عبدالعزیز کا دور شروع ہونے سے پہلے کئی قسم کی اخلاقی برائیاں راہ پا چکی تھیں۔ ایسے حماموں کا عام رواج ہو گیا تھا جن میں عورتیں اور مرد بے باکانہ غسل کرتے تھے اور پردے بلکہ شرم و حیاء کا بھی لحاظ نہ رکھا جاتا تھا۔ "عمرؒ بن عبدالعزیز نے عورتوں کو حمام جانے سے روک دیا اور مردوں کو حکم دیا کہ وہ بغیر تہ بند کے حمام میں غسل نہ کیا کریں (۲۷) ابن جوزی نے تصریح کی ہے کہ اس حکم کی خلاف ورزی پر باقاعدہ سزا دی جاتی تھی (۲۸) اس زمانے میں حمام کی دیواروں پر خلاف شرع تصویریں بھی بنی ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ عمرؒ بن عبدالعزیز نے خود انہیں اپنے ہاتھ سے مٹایا اور فرمایا کہ اگر مصور کا نام مجھے معلوم ہوتا تو میں اسے ضرور سزا دیتا (۲۹) پولیس کے لئے حکم تھا کہ اس کے اہل کار جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوں اور جو شخص پٹیاں جمائے ہوئے گزرے' اس کے بال کاٹ دیا کریں (۳۰)

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کا عہد ایسی ہی کئی اور مثالوں سے عبارت ہے' جن سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے عدل و احسان پر پورا پورا عمل کیا۔ عدل تو بیت المال سے دلوایا یا قرآن و سنت کے مطابق احکام سے اور احسان اپنی طرف سے۔ ان کے دور کا احتساب عدل و احسان ہی سے عبارت تھا۔ ان کی حکومت سپین سے برصغیر پاک و ہند تک پھیلی ہوئی تھی' لیکن کیا مجال کہ کسی کو کسی پر ظلم کرنے کی جسارت ہو۔ عمال خود بھی ہر وقت اپنے احتساب کے لئے تیار رہتے تھے اور غلط کام کے لئے جاہ و حشمت اور اختیارات سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ خلیفہ کے اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گھر کا عالم یہ تھا کہ ان کے ایک بیٹے کے کپڑے پھٹ چکے تھے' جنہیں پہن کر وہ مکتب جاتا۔ ہم مکتب اس کا مذاق اڑاتے۔ بیٹے نے اس صورت حال سے اپنے والد کو آگاہ کیا تو عمرؒ بن عبدالعزیز نے مجبوراً خازن سے ایک ماہ کی پیشگی تنخواہ کی درخواست کی جواب ملا "فاذا امر تمونا بالجور فانا لا نعمل لکم" (۳۱) یعنی آپ ہمیں حکم دیتے ہیں' ہم آپ کی اطاعت کرتے رہیں گے' لیکن اگر ظلم و جور کا حکم دیں گے تو نہیں مانیں گے۔ فتاوی غیاثیہ میں ہے کہ اس کے بعد خازن نے عمرؒ بن عبدالعزیز کو لکھا کہ پہلے آپ یہ ضمانت دیں کہ مہینہ ختم ہونے تک آپ زندہ رہیں گے تو میں پیشگی تنخواہ دینے کے لئے تیار ہوں (۳۲) اس جواب پر عمرؒ بن عبدالعزیز نے اپنے بیٹے سے معذرت کر لی اور کہا کہ بیٹا ان ہی پھٹے پرانے کپڑوں میں مکتب جایا کرو' تمہارا باپ تمہیں نئے کپڑے دینے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

ہشام بن عبدالملک (۱۰۵ھ - ۱۲۵ھ)

عمرؒ بن عبدالعزیز کے بعد ان کے دور کا نظام عدل و احتساب برقرار نہ رہ سکا' لیکن ہشام بن عبدالملک نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی' تو اپنے عہد میں احیاء شریعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے اخلاق عامہ کی نگہداشت پر بھی توجہ مرکوز رکھی۔ اس کے ایوان عدالت میں مسلم و غیر مسلم سب برابر تھے۔ وابستگان دولت تک میں سے کوئی دست تعدی دراز کرنے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔

> "ایک مرتبہ ایک نصرانی نے ہشام کے لڑکے محمد کے غلام کو کسی بات پر مارا۔ وہ زخمی ہو گیا۔ محمد کے خواجہ سرا نے اس کے بدلے میں نصرانی کو زدوکوب کیا۔ وہ زخمی ہو گیا۔ ہشام کو اطلاع ہوئی تو اس نے فوراً خواجہ سرا کو طلب کیا۔ خواجہ سرا نے محمد بن ہشام کے دامن میں پناہ لینا چاہی' لیکن ہشام کی سزا سے نہ بچ سکا۔ ہشام نے اپنے لڑکے کو بھی اس پر تنبیہہ کی" (۳۳)

ہشام بن عبدالملک طبعاً متین و سنجیدہ تھا۔ لہو و لعب سے اسے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ رعایا کو بھی اس قسم کے مشاغل سے روکنا اس کی عادت تھی اور وہ اس پر احتساب کرتا تھا۔ المسعودی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بوڑھا شخص اس جرم میں ہشام کے سامنے پیش کیا گیا کہ وہ گانے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والی عورتوں' شراب و کباب اور مزا میر میں دلچسپی رکھتا تھا۔ ہشام نے اسے دیکھ کر کہا کہ طنبورہ اس کے سر پر مار کر توڑ دو۔ چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی (۳۴) رعایا کے اخلاقی نگہداشت اور الحسبہ کی یہ ایک عمدہ سزا ہے' جو امویوں کے آخری دور میں ملتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴

عباسی دور میں احتساب

اموی عہد کے بعد عباسی دور (۱۳۲ھ ۔ ۶۵۶ھ) میں عدل و احتساب کی روایات زندہ و برقرار رہیں۔ عام مورخین اس پر متفق الرائے ہیں کہ الحسبہ کے نظام کا باقاعدہ اجراء اور اس کے لئے الگ محکمے کا قیام دور عباسیہ میں عمل میں آیا' مگر کس عباسی خلیفہ کے دور میں اس کی شروعات ہوئیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ احتساب کا صیغہ سب سے پہلے ہارون الرشید نے قائم کیا۔ کچھ مورخین مہدی اور چند ہادی کے حق میں ہیں۔ بعض اسے مامون کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مرجح تو یہی ہے کہ منصور کے عہد میں الحسبہ کا قیام عمل میں آیا اور بغداد' دمشق اور قاہرہ وغیرہ میں احتساب کے باقاعدہ محکمے قائم ہوئے۔ چنانچہ طبری نے لکھا ہے کہ منصور نے محمد بن زکریا یمنی کو بغداد کا محتسب مقرر کیا (۱) جب کہ:

> "اندلس میں منذر بن سعید اپنے احکام میں بڑے متشدد تھے اور قوانین احتساب کے اجراء و نفاذ میں مطلق نرمی کے روادار نہ تھے۔ اقامت احکام میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔ احتساب میں خلیفہ تک کو نہ چھوڑتے تھے" (۲)

تاریخ اسلام کے اوراق بتاتے ہیں کہ دمشق کے سلطان اتابک نے نجم الدین انصاری کو الحسبہ کی ذمہ داریاں تفویض کیں تو انہوں نے سب سے پہلے احتساب کا فرض اس طرح ادا کیا کہ خود بادشاہ سے کہا کہ آپ اس بچھونے سے اٹھ بیٹھئے اور اس مسند اور تکیہ کو علیحدہ کر دیجئے کہ یہ دونوں چیزیں ریشم کی ہیں۔ آپ انگوٹھی بھی اتار دیجئے کہ یہ سونے کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ریشم اور سونا دونوں چیزیں مردوں پر حرام کی ہیں۔ یہ سنتے ہی سلطان نے فوراً اپنی مسند اٹھانے کا حکم دیا اور انگلی سے انگوٹھی بھی اتار دی (۳)

اخشیدیوں کے دور میں محمد بن سعد قرطبی مصر کے محتسب تھے۔ مصر میں جب قحط پڑا اور غلے کا کنٹرول کر دیا گیا تو خلیفہ المعز کی طرف سے اس کا انچارج محتسب ہوا۔ محتسب نے فوراً غلہ کی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کر دی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو جعفر المنصور (۱۳۶ھ ۔ ۱۵۸ھ)

سلطنت عباسیہ کو سب سے زیادہ ابو جعفر المنصور نے مستحکم کیا۔ اس کے دور (۱۳۶ھ ۔ ۱۵۸ھ) میں لوگوں کو آزادی حاصل تھی کہ جس کو عامل یا اس کے کسی کارندے سے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ بلا روک ٹوک خلیفہ سے اس کے خلاف شکایت کر سکتا ہے۔ خطیب بغدادی کے بیان کے مطابق المنصور کا قول تھا کہ خلیفہ کو صرف تقویٰ درست رکھ سکتا ہے' اور رعایا کو عدل۔ سلطان سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے' لیکن اس کے لئے عفو و درگزر زیادہ مناسب ہے۔ اور وہ بڑا کم عقل ہے' جو اپنے زیردستوں پر ظلم کرے (۴)

المنصور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ ارکان سلطنت چار ہیں جن کے بغیر حکومت نہیں چل سکتی: اول قاضی' کہ بغیر خوف لومہ لائم منصفانہ فیصلے کرنے والا ہو۔ دوم پولیس جو قوی کے مقابلے میں کمزور کا ساتھ دے۔ سوم تحصیلدار کہ رعایا پر ظلم و جور کے بغیر خراج وصول کرے اور چہارم وقائع نویس' جس کا فرض ہی صحیح اطلاعات بہم پہنچانا ہے (۵) ان ہی چار اصولوں کو المنصور نے جہانبانی و کشور کشائی میں رہنما بنایا اور اپنے عہد میں احتساب اور مقام عدل کی حتی المقدور کوششیں کیں۔ طبری نے لکھا ہے کہ:

> "ایک مرتبہ کسی عامل کے خلاف دیہاتی کی شکایت پر المنصور نے اسے اختیار دیا کہ تم عامل کو باندھ کر میرے پاس لے آو" (۶)

عامل تو عامل' خلیفہ المنصور کی اپنی ذات بھی احتساب سے بالا نہ تھی۔ شیر ارسلان کا بیان ہے کہ ایک بار خلیفہ نے مزدوروں سے سامان اٹھوایا' لیکن بخل سے کام لیتے ہوئے مزدوری کم دی۔ مزدور فوراً قاضی کے پاس جا پہنچے۔ قاضی نے منصور کو عدالت میں طلب کیا۔ وہ اپنے وزیر ربیع کے ہمراہ حاضر ہوا۔ قاضی خلیفہ کے احترام میں کھڑا ہوا نہ اس کے آنے کی پرواہ کی' بلکہ چادر اپنے گرد لپیٹ لی۔ پھر فریقین کی حاضری کا حکم دیا اور ان کے بیانات سن کر خلیفہ کے خلاف ڈگری دے دی۔ المنصور احتساب کے اس عمل پر اتنا خوش ہوا کہ اس نے قاضی کو دس ہزار روپے بطور انعام دیئے (۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المہدی (۱۵۸ھ ۔ ۱۶۹ھ)

المنصور کے بعد المہدی خلیفہ بنا۔ اس نے اپنے دور (۱۵۸ھ ۔ ۱۶۹ھ) کی ابتداء تمام باغی قیدیوں کی رہائی سے کی۔ اس نے ضبط شدہ جائیدادیں لوگوں کو واگزار کر دیں اور علوی قیدیوں کو نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ ان کے لئے وظائف بھی مقرر کئے۔ یوں اس نے اپنے عہد حکومت کی ابتداء اخلاق اور عفو و درگزر سے کی اور عدل وانصاف اور احتساب سے نظم مملکت چلانے کا عہد کیا۔ "حکومت کے جزئی سے جزئی امور پر بھی خلیفہ نگاہ رکھتا" (۸) اور روزانہ مظالم کی تحقیقات کے لئے بیٹھتا" (۹) تاکہ "نظام حکومت میں خلل نہ آنے پائے" (۱۰) مظلوموں کی داد رسی کے لئے اس کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا۔ ابن طقطقی کے الفاظ میں:

"کان یجلس فی کل وقت لرد المظالم" (۱۱)

المہدی عباسی عقائد میں بہت پختہ اور مذہب کے معاملہ میں نہایت متشدد تھا۔ عقائد اسلامی میں کسی قسم کی آزادی اور رخنہ اندازی اسے پسند نہ تھی' اس کے زمانے میں عجمیوں کے اثر سے ملاحدہ کی ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی' جو اپنے عقائد کی تشہیر کرتی۔ اس جماعت نے اچھا خاصا ذخیرہ مواد بھی جمع کر لیا تھا۔ خلیفہ کو خبر ہوئی تو اس نے تلاش کر کے اس جماعت کے لوگوں کو قتل کرایا اور ان کی کتابیں تک جلوا ڈالیں (۱۲)

المہدی کے دور میں قاضی عبدالجبار کی تقرری باقاعدہ ایک محتسب کی حیثیت سے ہوئی تھی' وہ امور عامہ اور بالخصوص لوگوں کے اخلاقیات پر گہری نظر رکھتا تھا۔ محتسب کے فرائض میں یہ بات شامل تھی کہ لوگ گمراہ نہ ہوں۔ امر بالمعروف پر عمل پیرا رہیں اور نہی عن المنکر سے اجتناب کریں۔

ہادی (۱۶۹ھ ۔ ۱۷۰ھ)

عہد عباسیہ میں موسیٰ بن المہدی' ہادی کے لقب سے خلیفہ ہوا۔ اس نے اپنے دور (۱۶۹ھ ۔ ۱۷۰ھ) کے نامور وزیر فضل بن ربیع کو حکم دیا کہ داد رسی کے لئے کسی شخص کو میرے پاس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنے سے نہ روکا جائے۔ نیز میرے سامنے کوئی ایسا معاملہ پیش نہ ہو' جو تحقیقات کے بعد غلط نکلے' اس لئے کہ یہ حکمران اور رعایا دونوں کے لئے نقصان دہ ہے (۱۳) اس نے امام تجوید و قرات نافع بن عبدالرحمٰن کو محتسب کا عہدہ تفویض کیا۔ نیز انہیں سختی سے ہدایت کی کہ عامتہ المسلمین کے اخلاق پر کڑی نگاہ رکھیں اور انہیں معروفات و منکرات کے فرق سے آگاہ کرتے رہیں۔

ہارون الرشید (۱۷۰ھ - ۱۹۳ھ)

ہادی کے بعد ہارون الرشید عباسی خلیفہ بنا' جس کا عہد حکومت (۱۷۰ھ - ۱۹۳ھ) مورخین کی نظر میں زریں دور تھا۔ ابن طقطقی نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید کے زمانے میں بڑی رونقیں اور بڑی بھلائیاں تھیں۔ سلطنت کا رقبہ بڑا وسیع' حکومت نہایت مضبوط' ملک شاد و آباد اور خزانہ معمور تھا۔ رعایا مرفہ الحال اور فارغ البال تھی۔ اس نے مملکت کے استحکام' عدل و انصاف کے قیام اور رعایا کی فوز و فلاح کے بہت سے کام انجام دیئے۔ اموی دور میں عمال پر کوئی خاص احتساب نہ تھا' خراج کی تحصیل میں بالعموم سختی برتی جاتی تھی اور شرعی محاصل کے علاوہ اور بہت سے ناجائز ٹیکس وصول کئے جاتے تھے:

> "ہارون الرشید نے اس نظام کی اصلاح کے لئے قاضی ابو یوسف سے خراج کا قانون مرتب کرایا' جس میں نہ صرف خراج و صدقات وغیرہ محاصل حکومت درج تھے' بلکہ رعایا کے تعلقات کی نوعیت' ذمی اور مسلمان رعایا کے حقوق و فرائض' حکومت کے عمال اور عہدیداروں کے اختیارات' ان کی ذمہ داریاں اور نگرانی' نیز اسلامی اصول حکمرانی سے متعلق متعدد مفید ہدایات شامل تھیں" (۱۴)

خلیفہ ہارون الرشید نے اس قانون کے اصولوں کو رہنما بنایا اور خراج کی وصولی میں سختی کو یک قلم موقوف کر دیا (۱۵) سواد کے علاقہ میں خراج کی مقررہ شرح سے زیادہ جو دسواں حصہ وصول کیا جاتا تھا' اس کی ممانعت کر دی (۱۶) عمال کی تقرری کے وقت انہیں عدل و انصاف کی ہدایات جاری کی جانے لگیں۔ خلیفہ ظالم اور خائن عمال کو عبرت آموز سزائیں دیتا تھا (۱۷) گویا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمال حکومت کے احتساب پر اس کی گرفت کافی مضبوط تھی۔

طبری نے لکھا ہے کہ ایک نامور اور مقتدر عباسی امیر علی بن عیسیٰ کے جو روستم سے مسلمان اور ذمی اور ادنیٰ و اعلیٰ سب عاجز آ چکے تھے' کیونکہ وہ خراسان کے اعیان و عمائد تک کی تذلیل و تحقیر کرنے اور ناجائز رقوم وصول کرنے سے باز نہ آتا تھا۔ اگرچہ اسے ہارون الرشید کا قرب حاصل تھا' لیکن جب خلیفہ کو اس کی زیادتیوں کی خبر ہوئی' تو اس نے اسے بڑی ذلت کے ساتھ معزول کر کے ہرثمہ بن اعین کو اس کی جگہ والی خراسان مقرر کر دیا (۱۸) معزولی کے وقت علی بن عیسیٰ کو ہدایت کی گئی کہ مسلمانوں اور ذمیوں سے جس قدر مال ناجائز طور پر حاصل کیا گیا ہے' اسے مستحقین میں واپس کر دیا جائے' ورنہ تمہیں اور تمہارے متعلقین کو عبرتناک سزا دی جائے گی۔ طبری کا بیان ہے کہ ہرثمہ کو والی خراسان بنایا گیا تو ہارون الرشید نے اسے لکھا کہ :

> "میں تمہیں خراسان اور اس کے تمام ماتحت علاقوں کا حاکم مقرر کرتا ہوں اور تمہیں خدا کے خوف' اس کی اطاعت' اس کے احکام کی رعایت اور ان کی حفاظت کا حکم دیتا ہوں۔ جملہ امور میں کتاب (قرآن) کو اپنا رہنما بناؤ۔ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔ مشتبہ امور میں خود فیصلہ کرنے کی بجائے دین کے واقف کاروں اور کتاب اللہ کے عالموں سے پوچھو" (۱۹)

اس فرمان میں وہ تمام ذمہ داریاں موجود تھیں' جو ایک محتسب کے فرائض کا حصہ ہو سکتی ہیں۔ خود ہارون الرشید کی حیثیت محتسب اعلیٰ کی رہی۔ وہ معاملات سلطنت پر نظر رکھتا تھا لوگوں کے حقوق کی نگرانی کی فکر اسے ہر وقت دامن گیر رہتی تھی۔ ایسے تمام امور اس کی نگاہ میں رہتے تھے' جن سے لوگوں کو حکومت کے کارندوں یا اپنے ہی بھائیوں سے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

مامون (۱۹۸ھ ۔ ۲۱۸ھ)

ہارون الرشید کے بعد محمد امین بن ہارون تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس کے دور (۱۹۳ھ ۔ ۱۹۸ھ) میں عدل و احتساب کی عباسی روایات برقرار نہ رہ سکیں' کیونکہ محمد الامین تدبر و سیاست سے خالی اور عیش و عشرت کا دلدادہ تھا (۲۰) اس کے برعکس عبداللہ بن ہارون الملقب بہ مامون

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے دور (۱۹۸ھ ۔ ۲۱۸ھ) میں ہارون الرشید کے عہد کو زندہ کرنے کی از سر نو کوششیں کی گئیں۔

مورخین لکھتے ہیں کہ مامون کے زمانے میں عباسی حکومت کو کافی عروج حاصل ہوا۔ فضل بن سہل کی وزارت کے دور تک تو مامون کو بذات خود امور مملکت اور معاملات رعایا کی طرف توجہ دینے کا موقع نہ مل سکا کیونکہ ابن سہل خلیفہ کو حالات سے عموماً بے خبر رکھتا تھا' لیکن جونہی امام علی رضا کی ولی عہدی کے بعد بغداد سے مامون کی حکومت اٹھی' تو اس نے اسے چوکنا کر دیا۔ تب مامون نے خراسان سے بغداد کا سفر کیا۔ اثنائے راہ ہر مقام کے احوال و واقعات سے کامل واقفیت حاصل کی اور باشندوں کی بہتری اور عدل و انصاف بہم پہنچانے کی تدابیر کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا (۲۱) اس کے بعد مامون نے مصر اور شام کے لئے رخت سفر باندھا اور ایسے ہی امور انجام دیئے (۲۲)

عدل و انصاف کے قیام اور ظلم و جور کے انسداد میں مامون نے حتی المقدور سعی کی۔ "اتوار کے دن صبح سے ظہر تک رعایا کی شکایات براہ راست سنتا" (۲۳) اس کے ایوان عدالت میں ادنیٰ و اعلیٰ سب برابر تھے۔ کسی کے عہدے اور نسب کا لحاظ نہیں کیا جاتا تھا:

> "ایک مرتبہ ایک شکستہ حال بوڑھی عورت نے استغاثہ دائر کیا کہ مامون کے لڑکے عباس نے اس کی جائیداد پر غاصبانہ قبضہ جما لیا ہے۔ مامون نے بیٹے کو بوڑھی عورت کے برابر کھڑا کر کے فریقین کے دلائل سنے اور فیصلہ اپنے بیٹے کے خلاف دیا" (۲۴)

مامون کے عہد میں اس طرح کے عدل و احتساب سے متعلق کئی مثالیں بھی ملتی ہیں' جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ رد مظالم میں کسی کے ساتھ اس کے عہدے یا مال و دولت کی بناء پر امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ احتساب میں خلیفہ کی حیثیت بھی ایک عام شخص کی ہو کر رہ گئی تھی۔

> "خدام نے مامون کی آمد پر قالین بچھوانے کی کوشش کی مگر قاضی نے یہ کہتے ہوئے قالین اٹھوا دیا کہ عدالت احتساب میں مدعی اور مدعا علیہ دونوں برابر ہوتے ہیں اور کسی کے ساتھ امتیازی برتاو نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مامون نے قاضی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی حق پرستی کے صلے میں اس کی تنخواہ بڑھا دی" (۲۵)

مامون کے عہد میں قاضی، محتسب کا کردار بھی ادا کرتے تھے اور یہ ان کی ذمہ داری تھی کہ عمال کے ظلم و جور پر کڑی نظر رکھیں۔ کسی قسم کی زیادتی پر وہ سزا دینے کے بھی مجاز تھے، اور ہر طرح کی ناانصافی کا ازالہ کرتے تھے:

"ایک مرتبہ کوئی سپاہی کسی شخص کو بیگار میں پکڑ لایا۔ مامون کو پتا چلا تو اس نے سپاہی کو برطرف کر دیا" (۲۶)

خلیفہ مامون کا یہ قول کہ بغاوت ہمیشہ عمال کی زیادتیوں کے نتیجے میں ہوتی ہے (۲۷) ایک لحاظ سے الحبہ کی روح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے عمال کو ہر وقت قیام عدل اور ظلم و زیادتی سے باز رکھنے کی ہدایت کرتا تھا۔ اس کا اندازہ ان توضیحات سے ہوتا ہے جو اس نے عمال کے خلاف داد خواہوں کی عرضیوں پر لکھے۔ مثال کے طور پر ہشام کو لکھا کہ زبردست کو دبانا اور زیردست سے دب جانا شریف کی پہچان ہے۔ ابو عباد کو مطلع کیا کہ حق و باطل میں کوئی رشتہ نہیں۔ حمید طوسی کو تنبیہہ کی کہ تقرب درگاہ پر نازاں نہ ہو، حق میں تم اور ادنیٰ غلام دونوں برابر ہیں۔ ابن الفضل طوسی کو یہ تحریر بھیجی کہ تمھارا بدتمیز اور درشت خو ہونا گوارا ہے، لیکن رعایا پر ظلم کرنا برداشت نہیں، اور عمرو بن مسعدہ کو تلقین کی کہ اپنی دولت کو عدل سے آباد کرو کہ عدل ظلم کو ڈھا دینے والا ہے (۲۸) شبلی رقمطراز ہیں:

"مامون کی فیاضانہ زندگی پر اگر کچھ نکتہ چینی ہو سکتی ہے تو یہ کہ اس کا رحم و انصاف اعتدال کی حد سے بڑھ گیا تھا، جس کا اثر یہ ہوا کہ اس نے اپنے ذاتی حقوق کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ بد زبان شعراء اس کی ہجو میں لکھتے تھے۔ خود اس کے خدام گستاخیاں کرتے تھے، لیکن اس کو مطلق پروا نہ ہوتی تھی" (۲۹)

واثق باللہ (۲۲۷ھ - ۲۳۲ھ)

ابو جعفر ہارون الملقب بہ واثق باللہ کے دور (۲۲۷ھ - ۲۳۲ھ) میں بھی احتساب کی جستہ جستہ مثالیں ملتی ہیں۔ خلیفہ کو خود محتسب اعلیٰ کی حیثیت حاصل تھی، جبکہ عمال اور قاضی محتسب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے فرائض ادا کرتے تھے۔ طبری کا بیان ہے کہ واثق باللہ نے انتظامی امور میں اصلاحات کیں۔ اس کے عہد میں امراء و اراکین دولت کا جن میں اکثریت کاتبوں (نائب وزراء) کی تھی' استغناء بہت بڑھ گیا تھا اور رعایا کی دولت سے ان کے خزانے معمور تھے۔ واثق نے محتسب اعلیٰ کی حیثیت سے تمام خائن اور مستبد کاتبوں پر بھاری جرمانے عائد کئے۔ چنانچہ احمد بن اسرائیل سے اسی ہزار دینار' ایتاخ ترکی کے کاتب سلیمان بن وہب سے چار لاکھ' حسن بن وہب سے چودہ ہزار' احمد بن خصیب اور اس کے کاتبوں سے ایک کروڑ' ابراہیم بن رباح اور اس کے کاتبوں سے ایک لاکھ' نجاح سے ساٹھ ہزار اور ابو الوزیر سے ایک لاکھ چالیس ہزار دینار وصول کئے گئے (۳۰) اس طرح اس نے خیانت کا انسداد کیا۔

متوکل علی اللہ (۲۳۲ھ ۔ ۲۴۶ھ)

متوکل علی اللہ کا عہد (۲۳۲ھ ۔ ۲۴۶ھ) بھلائیوں' خوبیوں سرسبزی و شادابی اور فارغ البالی کے لحاظ سے عہد سرور تھا۔ المسعودی نے تصریح کی ہے کہ خواص و عوام اس عباسی خلیفہ سے خوش تھے۔ راستوں کا امن و امان بحال اور چیزوں کی ارزانی تھی۔ متوکل خود ان امور کی دیکھ بھال کرتا تھا (۳۱) عقیدہ میں وہ نہایت راسخ تھا۔ خطیب کے بقول:

> "اس نے لوگوں کو غیر مسنون طریقوں سے ہٹا کر سنت کے صراط مستقیم پر لگایا اور رویت باری اور خلق قرآن کے مناظرات کا انسداد کیا" (۳۲)

سنت بنوی ؐ کا احیاء اور احادیث رسول ؐ کی اشاعت متوکل علی اللہ کے عظیم کارناموں میں سے ہیں۔

المنتصر باللہ (۲۴۷ھ ۔ ۲۴۸ھ)

محمد بن جعفر الملقب بہ المنتصر باللہ کی حلیمی و بردباری اپنی جگہ ہے' لیکن اپنے دور (۲۴۷ھ ۔ ۲۴۸ھ) میں وہ بھی غایت درجہ انصاف پسند اور عدل پرور تھا۔ المسعودی نے اس کی پاکدامنی کی تعریف کی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ عدل و انصاف اور مکارم اخلاق میں وہ اپنے پیشروؤں پر فائق تھا (۳۳) سیوطی کے بقول اس نے رعایا کے ساتھ اس قدر عدل و انصاف کیا کہ اس کی شدید ہیبت کے باوجود رعایا اس کی گرویدہ ہو گئی (۳۴) اس کی شہرت میں ایک طرح سے اس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب ہونا بھی شامل تھا۔

المہتدی (۲۵۵ھ ۔ ۲۵۶ھ)

عباسی خلفاء میں ابو عبداللہ محمد بن واثق ملقب بہ المہتدی نے تو اپنے دور (۲۵۵ھ ۔ ۲۵۶ھ) میں قیام عدل و انصاف اور احتساب کے لئے ایک خاص عمارت "قبتہ المظالم" بنوائی تھی۔ المسعودی کا بیان ہے کہ المہتدی روزانہ قبتہ المظالم میں بیٹھ کر عوام و خواص کی داد رسی کرتا۔ اس موقع پر اپنے بیگانے سب اس کی نظر میں ایک ہو جاتے۔ ایک مرتبہ کسی نے اس کے بیٹے کے خلاف مقدمہ دائر کیا تو المہتدی نے مدعی اور مدعا علیہ کو ایک ساتھ کھڑا کیا اور فیصلہ بیٹے کی مخالفت میں کرتے ہوئے خوشی محسوس کی (۳۵)

احتساب کا ایک نمایاں پہلو چونکہ ظلم و تعدی کا تدارک ہے' اس لئے ابن طقطقی کے بقول المہتدی نے اپنے تمام متعلقین کو سختی سے ہدایت جاری کر دی تھی کہ وہ ظلم کریں نہ ظلم کو پنپنے دیں (۳۶) ۔ ایک موقع پر خلیفہ کے عدل و احتساب کی کسی نے تعریف کی تو المہتدی نے کہا کہ میں قرآن پاک کی آیت نفح الموازین القسط لیوم القیامہ (۳۷) پڑھ کر اس مقام پر بیٹھا ہوں (۳۸)

معتضد باللہ (۲۷۹ھ ۔ ۲۸۹ھ)

خلیفہ ابو العباس احمد بن موفق الملقب بہ معتضد باللہ کے دور (۲۷۹ھ ۔ ۲۸۹ھ) میں عدل و انصاف اور احتساب کی متعدد صورتیں ملتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے رد مظالم کے سلسلے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور محتسب کی حیثیت سے اتنی سختی کی کہ ایوان عدالت میں امراء و عمائد بلکہ خلیفہ تک کے تمام امتیازات جاتے رہے۔

معتضد باللہ سے پہلے رعایا کے مال و متاع میں فوجوں کی دست درازی بڑھ چکی تھی۔ اس نے اس کا تدارک کیا اور عساکر کی طرف سے ہونے والی ہر ایذا رسانی کا خاتمہ کر دیا (۳۹) اس اقدام سے عباسی سلطنت میں امن و رفاہیت اور ارزانی کا دور دورہ ہوا اور متعدد ٹیکس موقوف کر دیئے گئے (۴۰) علامہ سیوطی نے تصریح کی ہے کہ دولت عباسیہ کی تباہی و بربادی کا سبب ترکی امراء اور افسران افواج بن رہے تھے۔ معتضد باللہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترکوں کا زور و غرور توڑ کر سلطنت اور رعایا دونوں کو ان کے پنجہ استبداد سے نجات دلائی (۴۱) رعایا کے ساتھ ہونے والی ہر قسم کی ظلم و زیادتی کو نہایت سختی سے روکا اور عدل و انصاف کے قیام پر کامل توجہ دی (۴۲) ابن اثیر کے بقول اس کے مقربین خاص تک اس کے خوف سے ظلم و زیادتی کی جرات نہ کرتے تھے (۴۳) چنانچہ کسی کو جرات نہ ہوتی تھی کہ اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں کرے، کم تولے یا بر سر عام منکرات کا ارتکاب کرے۔

محتسب کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ ایسی کتب کو جو امت مسلمہ میں تفرقہ بازی کو ہوا دیں یا عامتہ المسلمین کے اذہان و قلوب میں شکوک و شبہات پیدا کریں، ممنوع قرار دے سکتا ہے۔ معتضد باللہ کے زمانے میں فلسفے کی بعض کتابیں دین میں ابہام کا ذریعہ بن رہی تھیں۔ چنانچہ اس نے کتب فروشوں کو فلسفہ کی کتابوں کی فروخت سے منع کر دیا اور اوہام و خرافات کے جتنے وسائل تھے ان سب کو مٹا ڈالا (۴۴) سیوطی نے یہ بھی لکھا ہے کہ :

> "معتضد باللہ نے منجموں اور قصہ خوانوں کو شوارع عام پر بیٹھنے کی ممانعت کر دی۔ مجوسیوں کے اثر سے مسلمانوں میں آتش پرستی کی بعض رسوم راہ پا رہی تھیں، ان کا تدارک کیا اور قاضی اسمٰعیل کے مشورے سے ناچ گانے، متعہ اور نبیذ کے جواز میں لکھی جانے والی کتب جلوا ڈالیں" (۴۵)

احتساب کا ایک پہلو یہ ہے کہ کوئی کسی شخص کی حق تلفی نہ کرے۔ معتضد باللہ کے دور میں خلیفہ کی تو حق تلفی ہو سکتی تھی، لیکن عام آدمی کی حق تلفی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ معتضد باللہ ایک مرتبہ سفر پر جا رہا تھا۔ اثنائے راہ اس کے کچھ فوجیوں نے کھیت سے ککڑیاں توڑ لیں۔ کھیت کے مالک کی شکایت پر معتضد باللہ نے ان فوجیوں کو زندان میں ڈال دیا۔ اگلی صبح تین نعشیں پھانسی پر لٹکی ہوئی دیکھی گئیں۔ اس پر ایک طرف تو لوگوں کو عبرت ہوئی کہ وہ ایسی حرکات نہ کریں، دوسری طرف بعض امراء نے اس پر احتجاج کیا کہ معمولی جرم کی سزا پر خلیفہ نے تین فوجیوں کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔ چند روز بعد معتضد باللہ نے امراء کو بلایا اور زندان سے ان ہی فوجیوں کو بلا کر زندہ پیش کر دیا، جو ککڑیاں توڑنے کی پاداش میں پکڑے گئے تھے۔ تب اس نے صراحت کی کہ یہ اپنے معمولی جرم کی سزا بھگت چکے ہیں اور جو نعشیں عبرت کے لئے دکھائی گئی تھیں، وہ ڈاکوؤں اور قاتلوں کی تھیں (۴۶) خلیفہ کا یہ رازدارانہ اقدام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخلاق عامہ کے تحفظ کے لئے سود مند ثابت ہوا۔

قاہر باللہ (۳۲۱ھ ۔ ۳۲۲ھ)

معتضد باللہ کے بعد اس کے فرزند محمد بن معتضد باللہ المقلب بہ قاہر باللہ کے دور (۳۲۱ھ ۔ ۳۲۲ھ) میں بھی احتساب کا عمل جاری رہا۔ المسعودی کا بیان ہے کہ قاہر باللہ جری' بہادر' لیکن احتساب میں سخت گیر تھا (۴۷) اس کی متعدد مذہبی اصطلاحات اس کے محتسب ہونے کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ سیوطی نے تصریح کی ہے کہ قاہر باللہ نے شراب نوشی کی قانوناً ممانعت کر دی۔ موسیقی اور لہو و لعب کے تمام آلات و ذرائع بند کرا دیئے۔ ناچنے گانے والی عورتوں پر رقص و سرود کی پابندی لگا دی اور گانے والی لونڈیوں کو فروخت کر ڈالا۔ گویوں کو قید کیا اور ہیجڑوں کو جلا وطن (۴۸) یہ تمام اقدامات اخلاق عامہ کے ترویج و تحفظ کی خاطر کئے گئے۔ اس کے دور میں قاضی ابراہیم بن محمد بن علی بن بطحاء التمیمی اور ابو سعید الاصطخری باقاعدہ محتسب کے فرائض ادا کرتے تھے۔

مقتدی بامر اللہ (۴۶۷ھ ۔ ۴۸۷ھ)

چوتھی صدی ہجری میں اگرچہ سلطنت عباسیہ کا زوال شروع ہو چکا تھا' اس کے باوجود بعض عباسی فرمانروا عدل و احتساب کے داعی و علمبردار تھے۔ عامتہ المسلمین کی دینی و اخلاقی اصلاح کے لئے انہوں نے محتسب اعلی کا کردار ادا کیا۔ مقتدی بامر اللہ کے دور (۴۶۷ھ ۔ ۴۸۷ھ) میں دین و مذہب کے احترام اور اخلاق و آداب کی پاسداری کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مقتدی نے بہت سی دینی و اخلاقی اصلاحات کیں۔ ناچنے گانے والی عورتوں کو بغداد بدر کر دیا۔ بہ امر مجبوری حمام میں مردوں کو داخلے کی اجازت دی اور ملاحوں کو کشتیوں میں ایک ساتھ عورتوں اور مردوں کو بٹھانے اور پار لے جانے کی ممانعت کر دی (۴۹) کبوتر بازی کے برجوں اور چھتریوں سے گھروں میں بے پردگی ہوتی تھی۔ مقتدی نے یہ سب برج اور چھتریاں اکھڑوا دیں (۵۰) ابو جعفر بن الحزقی مقتدی کے دور میں باقاعدہ محتسب تھے۔

مستظہر باللہ (۴۸۷ھ ۔ ۵۱۵ھ)

مستظہر باللہ جامع اوصاف' نرم خو' پسندیدہ خصال اور اپنے دور (۴۸۷ھ ۔ ۵۱۵ھ) میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے ساتھ انصاف پسند تھا۔ "احسان و سلوک اور نیکی و ثواب کے کاموں میں اس نے بروقت بڑی مستعدی دکھائی" (۵۱) پھر مسترشد باللہ اپنے عہد حکومت (۵۲۹ھ تک) میں مملکت کا خیرخواہ' امر بالمعروف میں مستعد اور نیک رعایا کے لئے شفیق تھا۔ ایک طرف اس نے قاضی ابوالقاسم زینبی کو محتسب مقرر کیا' دوسری طرف "ظلم و جور کے انسداد میں اس نے اس قدر انتظامات کئے کہ تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی اپنی خاص جاگیر کے علاقوں میں یک قلم ظلم و زیادتی کو موقوف کرنے میں پہل کی۔ نیز حکم جاری کیا کہ کسی کاشتکار اور اجارہ دار سے مقررہ محاصل کے علاوہ کوئی ناجائز چیز وصول نہ کی جائے (۵۲)

مستنجد باللہ (۵۵۵ھ - ۵۶۶ھ)

ابن اثیر نے زوال پذیر سلطنت عباسیہ کے بعض حکمرانوں کی عدل پروری اور رعایا نوازی کی تعریف کی ہے۔ محتسب کی ذمہ داریوں میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ استحصال کی ہر راہ کو مسدود کر دے۔ مستنجد باللہ نے ایسا ہی کیا اور اپنے عہد حکومت (۵۵۵ھ - ۵۶۶ھ) میں جس قدر لوگوں کے اموال قبل ازیں حاصل کئے گئے تھے' وہ سب لوٹا دیئے (۵۳) اس کے بعد مستضی بامر اللہ نے بھی اپنے دور (۵۶۶ھ - ۵۷۵ھ) میں عدل و احتساب کے اس عمل کو جاری رکھا (۵۴)

ظاہر بامر اللہ (۶۲۲ھ - ۶۲۳ھ)

عباسی سلطنت کے زوال کے زمانے میں عدل و احتساب کی بہت سی مثالیں اور واقعات ظاہر بامر اللہ کے دور (۶۲۲ھ - ۶۲۳ھ) میں ملتے ہیں۔ اس کی دینداری اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بعض کارناموں کی وجہ سے مورخین نے اسے عمر بن عبدالعزیز ثانی کے خطاب سے یاد کیا ہے اور تصریح کی ہے کہ ظاہر بامر اللہ نے فقط نو ماہ کے قلیل عہد حکومت میں عدل و احتساب اور احسان میں عمرین کی یادیں تازہ کر دیں۔ اس نے فی الحقیقت محتسب اعلیٰ کا کردار ادا کیا۔

یہ باتیں محتسب کے فرائض میں شامل ہیں کہ وہ لوگوں کے اموال پر ناجائز قابضین کو روکے اور اوزان و پیمانوں کے نظام پر کڑی نظر رکھے۔ ظاہر بامراللہ کے باپ ناصر الدین اللہ کی حکمرانی میں اگرچہ قاضی محی الدین محمد بن فضلان محتسب تھے' لیکن خود خلیفہ نے کچھ جاگیریں تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بحق سرکار ضبط کر لی تھیں اور بعض اس کے عمال نے مالکان سے ہتھیا لی تھیں۔ ظاہر بامراللہ نے اپنے دور حکومت کی ابتداء ان غصب شدہ جاگیروں کو لوٹانے سے کی۔ اس نے ہر قسم کے ناجائز ٹیکس قلمرو سے موقوف کر دیئے۔

"شاہی خزانہ میں سکہ تولنے اور وزن کرنے کے دو پیمانے تھے ایک عام بازار کے رائج پیمانہ کے برابر تھا اور دوسرا اس سے ایک قیراط زیادہ۔ شاہی محاصل بڑے پیمانے سے وصول کئے جاتے تھے اور خزانہ سے دوسرے لوگوں کو بازار کے عام پیمانہ سے دیا جاتا تھا۔ ظاہر بامراللہ کو معلوم ہوا تو اس نے وزیر کو ایک تحریر لکھی۔ اس کے شروع میں قرآن مجید کی یہ آیت تھی (۵۵) کہ ناپ تول میں کمی کرنے والوں پر افسوس ہے' جو دوسرے لوگوں سے خود تو ناپ تول پورا کر لیتے ہیں اور دوسروں کو کم دیتے ہیں۔ کیا ان کو اس کا یقین نہیں کہ قیامت کے دن اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے" (۵۶)

ابن اثیر کا بیان ہے کہ اس کے بعد ظاہر بامراللہ نے خزانے کا پیمانہ عام پیمانوں کے برابر کر دینے کا حکم دیا۔ بعض نے کہا کہ اس سے ۳۵ ہزار اشرفی سالانہ خسارہ ہوگا۔ ظاہر نے جواب دیا کہ ساڑھے تین لاکھ اشرفی سالانہ کا نقصان ہو' تب بھی پیمانہ گھٹا دیا جائے (۵۷)

تجارتی بازاروں کا معائنہ اور نرخوں کو حد اعتدال پر رکھنا بھی تاریخ اسلام میں' محتسب کی ذمہ داری رہی ہے۔ ظاہر بامراللہ نے اس معاملے پر بطور خاص توجہ دی۔ اس نے جب محسوس کیا کہ تجارتی پابندیوں کے باعث موصل وغیرہ میں گرانی رہتی ہے' تو غلہ کی تجارت کو ہر قسم کی پابندیوں سے مستثنیٰ کر دیا۔ عمال کو اس حکم کی تحریر ارسال کی کہ اسلامی مملکت میں غلے کی عام نقل و حمل کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری غلہ خانوں کے منتظمین کو عام نرخ سے کم غلہ فروخت کرنے کی ہدایت جاری کی' جس سے گرانی ختم ہو گئی اور ارزانی کا دور دورہ ہوا (۵۸) اپنی وفات سے چند روز پیشتر ظاہر بامراللہ نے اپنے تمام عمال اور اراکین دولت کو تنبیہہ واصلاح کے لئے ایک فرمان جاری کیا' جس کا خلاصہ یہ ہے:

"اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسا حکمران عطا کیا ہے' جو لغزشوں کو معاف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر دیتا ہے اور صرف اسی سے مواخذہ کرتا اور انتقام لیتا ہے' جو اپنی غلطیوں پر مصر و قائم رہے۔ وہ تمہیں عدل کا حکم دیتا ہے اور تم سے انصاف چاہتا ہے۔ تم کو ظلم سے روکتا ہے اور عدل کو تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔ وہ خود خدا سے ڈرتا ہے اور تم کو بھی بزور اس سے ڈراتا ہے۔ پس اگر تم خلفاء اللہ فی الارض کے عہدیداروں اور اس کی مخلوق کے امینوں کے طریقے پر چلو گے تو فبہا' ورنہ برباد ہو جاو گے" (۵۹)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت جو باتیں آتی ہیں' عباسی خلفاء میں سے اکثر نہ صرف ان پر عمل پیرا رہے' بلکہ دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے کی ہدایت کرتے رہے۔ ان میں سے بعض کا اپنا کردار و عمل محتسب کا رہا اور بعض نے اپنے عمال کو محتسب کی ذمہ داریاں تفویض کئے رکھیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۵

فاطمین مصر کے دور میں احتساب

فاطمین مصر(۱) نے اپنے دور (۲۹۷ھ ۔ ۵۶۷ھ) میں امور سلطنت چلانے کے لئے ایک مضبوط مرکزی نظام کی بنا ڈالی۔ اس نظم و نسق کا حاکم اعلیٰ خلیفہ کہلاتا تھا۔ کبھی کبھی خلیفہ کا وزیر اس کا قائم مقام ہوتا' جس کی حیثیت محض ایک تعمیل کنندہ کی ہوتی یا اسے خلیفہ وقت کی طرف سے بعض اختیارات تفویض ہوتے تھے۔ ہر شعبہ مرکزی انتظامیہ کے ماتحت تھا۔ ان میں قضاء و احتساب کے شعبے بھی شامل تھے۔

مورخین کے بیان کے مطابق فاطمیوں کے عہد میں ملکی نظم و نسق دیوانوں یعنی دفاتر یا وزارات کے ذریعے چلتا تھا' جن کے اجلاس کبھی تو قصر وزارت سے باہر ہوتے اور کبھی قصر وزارت میں۔ بادی النظر میں ارباب السیوف اور ارباب الاقلام یعنی فوجی اور غیر فوجی اہلکار دیوانوں کے نگران ہوتے۔ انہیں خلیفہ وقت کی ذاتی ملازمت سے منسلک تصور کیا جاتا تھا۔ حربیہ' انتظامیہ' مالیہ' شرعیہ اور عدلیہ کے عام سرکاری ملازمین باضابطہ تنظیمات کے تحت کام کرتے تھے۔

> "محتسب کا تعلق ارباب القلم سے تھا۔ ارباب القلم میں وزیر القلم' عملہ وزارت اور مختلف دیوانوں کے سربراہ' ناظم خزانہ عامرہ' محکمہ شریعت کے بعض اہلکار مثلاً قاضی القضاۃ' رئیس المبلغین' محتسب' قراء قرآن اور دوسرے اراکین دربار مثلاً شاہی اطباء و شعراء وغیرہ شامل تھے" (۲)

پس منظر اور پیش منظر

لیکن مذکورہ تصریحات کا یہ مطلب نہیں کہ مصر اور اس کے گرد و پیش شہروں اور علاقوں میں ادارہ احتساب کا قیام صرف فاطمین کی کوششوں کا رہین منت ہے۔ درحقیقت افریقہ اور مصر وغیرہ میں عباسی فرمانرواوں کی بدولت محتسبوں کی تقرریاں عمل میں لائی جا چکی تھیں۔ راجح قول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ خلیفہ المنصور عباسی نے جب الحسبہ کے نظام کا باقاعدہ اجراء کیا یا اس میں توسیع کی تو مصر میں بھی ادارہ احتساب قائم کر دیا۔ اس نے بغداد اور دمشق کے ساتھ ساتھ قاہرہ وغیرہ میں احتساب کے محکمے قائم کئے' جیسا کہ طبری نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"المنصور نے محمد بن زکریا یمنی کو بغداد میں محتسب مقرر کیا۔ اس طرح قاہرہ میں محتسب کی تقرری ہوئی" (۳)

اخشیدیوں کے دور میں محمد بن سعد قرطبی مصر کے محتسب تھے۔ ابن خلدون کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی اکثر حکومتوں کے زمانے میں مثلاً مصر کے طولونیہ اور اخشیدیہ دور میں بلاد مغرب کے فاطمی عہد میں اور اندلس کی اموی حکومت کے زمانہ میں محتسب کا تقرر قاضی کے اختیارات میں داخل تھا (۴) ابو عبداللہ الشیعی (۵) جو المحتسب کے نام سے مشہور ہوا' عراق میں محتسب کے فرائض انجام دیتا رہا۔ ابو عبداللہ ہی شمالی افریقہ میں دولت فاطمیہ کا بانی ہوا۔ اصل میں وہ صنعاء کا رہنے والا تھا۔ ۲۰/ ربیع الثانی ۲۹۷ھ کو ایک فاتح کی حیثیت سے رقادہ میں داخل ہوا (۶) اور اس نے اپنے دائرہ خلافت میں احتساب کے نظام کو سرفہرست جگہ دی۔ المقریزی کا بیان ہے کہ فاطمیوں کے عہد میں:

"محتسب ملوک اور خلفائے اسلام کے ہاں ایک رفیع المرتبت اور ممتاز حیثیت کا مالک ہوتا تھا۔ اسے اعیان مملکت میں شمار کیا جا سکتا ہے" (۷)

قلقشندی کی تصریح کے مطابق:

"جب کسی کو یہ منصب عطا ہوتا' اس سلسلے میں فرمان شاہی قاہرہ اور مصر کی جامع مسجدوں کے منابر سے عامتہ المسلمین کو پڑھ کر سنایا جاتا۔ پھر زمام احتساب محتسب کے ہاتھ میں آ جاتی اور وہ باب احتساب میں بالکل مطلق العنان اور آزاد ہو جاتا۔ وہ کسی کو خاطر میں لاتا نہ کوئی اس کے اختیارات و فرائض میں مداخلت کرتا" (۸)

مصر میں محتسب کو وسیع تر اختیارات حاصل رہے۔ المقری نے لکھا ہے کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"محتسب کے احکام و اوامر سے گورنر جیسے عہدیدار اور دوسری صاحب اقتدار ہستیاں بھی مستثنیٰ نہ تھیں اور نہ اس کے داروگیر سے محفوظ رہتیں۔ محتسب کی نشست گاہ یا کچہری کو دارالحسبہ یا دیوان الحسبہ کہا جاتا۔ قاہرہ میں اس کی عموماً نشست اور اس کا صدر دفتر جامع عمرو بن العاص یا جامعہ ازہر تھے۔ یہیں مقدمات فیصل ہوتے" (۹)

یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ :

"مختلف بلاد و امصار میں محتسب کے مقرر کردہ دوسرے لوگ بھی ہوتے تھے، جن کے اختیارات اسی پایہ کے ہوتے تھے" (۱۰)

صبح الاعشیٰ کے مولف کی اس تصریح سے ایک تاثر تو یہ ملتا ہے کہ مصر کے محتسب کو محتسب اعلیٰ کی حیثیت حاصل ہو گی یا اس کے مقرر کردہ محتسب، اس کے نائبین یا اس کے نمائندے کہلاتے ہونگے۔ مزید یہ کہ محتسب ہر ماہ ایک معقول مشاہرہ پاتا تھا۔ المقری نے یہ مشاہرہ تیس دینار بتایا ہے (۱۱) کہتے ہیں کہ وہ حرص و طمع کے بغیر اپنے فرائض ادا کرتا تھا، لیکن اس کے وسیع تر اختیارات میں بہت سی گفتنی و ناگفتنی باتیں صفحہ قرطاس پر بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ فاطمین مصر کے دور میں اسے اخلاقیات اور مذہبیات ہر دو طرح کے اختیارات حاصل تھے۔ المقری نے ایک طرف تو یہ لکھا ہے کہ :

"اوزان اور پیمانوں کی جانچ پڑتال کے لئے باقاعدہ ایک دفتر قائم تھا، جہاں تمام دکانداروں کو معین اوقات میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ وہ اپنے اوزان اور پیمانے ساتھ لاتے، جن کی باقاعدہ جانچ پڑتال کی جاتی۔ اوزان اور پیمانے اگر کم نکلتے تو انہیں نئے خریدنے پڑتے یا ان کی اصلاح کرنی پڑتی۔ یہ دفتر مصر میں فاطمیوں اور ایوبیوں ہر دو عہد میں قائم رہا" (۱۲)

دوسری طرف المقری نے یہ بھی بتایا ہے کہ محتسب دکانداروں کے نام نوٹس جاری کرتے اور وہ اس کے مطابق باٹ ترازو اور پیمانے لئے ہوئے حاضر ہوتے، جن کی جانچ پڑتال کی جاتی (۱۳) النویری نے تصریح کی ہے کہ :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"شہر کی آبادی جب بڑھ جاتی اور اس کا دائرہ وسیع ہو جاتا تو احتساب کا نگران اپنے عملے کی تعداد ضرورت کے مطابق بڑھا لیتا' اور اس میں بڑی احتیاط سے کام لیتا کہ کام کرنے والے امین اور دیانتدار ہوں۔ پھر ان کی تنخواہوں کی گنجائش بھی بیت المال سے نکالنا ہوتی۔ یہ کارکن اگر بددیانت نکلتے تو انہیں ملازمت سے برخاست کر دیا جاتا" (۱۴)

محتسب اور اس کے نمائندے

محتسب مصر میں اپنے نمائندوں کو گشت پر بھیجنے کا مجاز تھا' جو اس کی جگہ احتساب کے فرائض ادا کرتے اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ۔ قلقشندی کے بقول :

"محتسب خود بھی دورے پر نکلتا۔ اشیاء کا بہ نفس نفیس اور بچشم خود معائنہ کرتا اور خلاف ورزی کرنے والوں کو کم و بیش سزائیں دیتا" (۱۵)

صبح الاعشی کے مولف کا بیان ہے کہ اس کی نظر سے ایسی دستاویزات گزری ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قاہرہ اور مصر میں احتساب کو پولیس کی ایک شاخ بنا دیا گیا تھا' جو بہت اہم تھی اور متعلقہ افراد سے پیہم رابطہ رکھتی تھی (۱۶)

احتسابی کارروائیاں

فاطمین مصر کے دور میں نان بائیوں اور ہوٹلوں کے کھانے پینے کی چیزوں کی دیکھ بھال اور نگرانی کا کام محتسب اور اس کے نمائندوں کے ہاتھ میں رہا۔ بہشتی اور سقے بھی محتسب کی نگرانی میں آتے تھے۔ چنانچہ مشکوں اور مشکیزوں کو بند رکھنا اور صفائی ستھرائی ان کے ذمے تھی۔ محتسب بد معاملہ تاجروں اور سودے بازی کرنے والوں کی روک ٹوک اور فہمائش کر سکتا تھا۔ درزی اگر کپڑے خراب کر دیتا یا دھوبی کی دھلائی میں بے احتیاطی کے باعث کپڑے خراب ہو جاتے تو کسی کی چارہ جوئی کے بغیر محتسب ان معاملات میں مداخلت کر سکتا تھا۔ چارہ جوئی کی صورت میں تو مداخلت اس پر لازم ہو جاتی تھی۔

"محتسب جانچ پڑتال کے بعد مجرموں اور ملزموں کو سزائیں دینے کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اختیارات رکھتا تھا۔ وہ اشیائے خوردنی اور پکوان کی چیزوں میں نقص اور ملاوٹ یا کوئی اور خرابی پانے کی صورت میں ان چیزوں کو تلف کر دیتا تھا" (۱۷)

محتسب کو ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کرنے کا مکمل اختیار تھا۔ چنانچہ مصر میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ مورخین کے بیان کے مطابق خلیفہ المعز کے دور (۳۴۱ھ ۔ ۳۶۵ھ) میں مصر میں قحط پڑا اور غلے کا کنٹرول کر دیا گیا تو اس کا انچارج محتسب ہوا (۱۸) اس نے فوری طور پر غلے کی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کر دی۔ حسن ابراہیم حسن کی تحقیق کے مطابق :

"جو شخص شریعت کے خلاف کوئی نازیبا حرکت کرتا' محتسب اسے اسی وقت سزا دیتا۔ ضروریات زندگی کے نرخ بڑھانے والوں کے ساتھ بڑی سختی کا سلوک کرتا۔ پڑوسیوں پر زیادتی کرنے سے روکتا اور مسلمانوں کی عمارتوں کی بنیادوں پر ذمیوں کو اپنے مکانات تعمیر کرنے سے باز رکھتا تھا" (۱۹)

محتسب کی مذہبی وابستگی

ان اخلاقی امور سے قطع نظر فاطمین مصر کے دور میں محتسب کا ایک مذہبی کردار بھی رہا اور اس کی اغلباً وجہ یہ ہے کہ فاطمی نظم و نسق اور سیاست و حکومت' قریب قریب عباسیہ ہی کے اسلوب پر تھے۔ فاطمین کے نزدیک شریعت کا بنیادی اور حقیقی پہلو شیعیت کی ترویج تھا اور وہ ایسی کسی بات کے روادار نہ تھے جس سے ان کی مذہبی وابستگی متصادم ہو یا شیعیت مغلوب ہو جائے۔ اہل مصر میں یہود و نصاریٰ کے علاوہ مجوسی بھی تھے اور فاطمی ان کے ساتھ محابات اور ملاطفت' مراعات اور مسامحت اور اغماض سب کچھ رکھتے تھے۔ خلیفہ المعز (۳۴۱ھ ۔ ۳۶۵ھ) اور المستنصر (۴۲۷ھ ۔ ۴۸۷ھ) کے زمانے میں تو یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کو بلند ترین مناصب پر فائز کیا جاتا رہا۔ انہیں وزارتیں بخشی جاتی رہیں۔ وہ نئے معابد اور گرجا گھر تعمیر کر سکتے تھے۔ مسمار شدہ عبادت خانوں کو دوبارہ بنانے کی انہیں قانوناً آزادی حاصل تھی۔ بعض خلفاء غیر مسلموں کے ان عبادت گھروں کی زیارت کو بھی جاتے اور راہبوں اور پادریوں کو بیش قرار رقوم و نقود نذر کرتے (۲۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مخالفین سے ناروا سلوک اور سزائیں

لیکن یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کے مقابلے میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ فاطمین مصر کا رویہ کچھ بہتر اور شائستہ نہ تھا' بلکہ غیر شیعہ پر احتساب کی تلوار ہر وقت لٹکتی رہتی تھی۔ مقریزی کے بیان کے مطابق :

> "فاطمین مصر خلفاء ثلاثہ ابوبکرؓ ' عمرؓ اور عثمانؓ پر سب و شتم کا وظیفہ پڑھتے اور پڑھاتے۔ مساجد کے خطباء کو ان تینوں خلفاء کے مدح و ستائش کی ممانعت تھی کہ خبردار اس طرح کا ایک کلمہ بھی زبان سے ادا نہ ہو اور اگر نکلے تو محتسب حاضر ہو جاتا اور اس پر سزا دیتا" (۲۱)

شذور العقود میں ہے کہ فاطمیوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت میں مختصر مختصر کلمات مروجہ سکوں پر نقش کرا دیئے تھے۔ نیز ایسے ہی جملوں کو مسجدوں میں نمایاں جگہوں پر لکھوا دیا گیا تھا۔ قلمروئے مصر کے ملازمت پیشہ طبقہ کو یہ بات اکثر باور کرائی جاتی تھی کہ وہ جلد سے جلد فاطمی مذہب اختیار کر لیں اور اسے قبول کرنے کا صاف صاف اعلان بھی کر دیں (۲۲) مقریزی نے اپنی ایک دوسری تالیف میں تصریح کی ہے کہ :

> "فاطمیوں نے پہلے سے مقرر قضاۃ کو اب صرف فقہ جعفری کے مطابق مقدمات فیصل کرنے کا پابند کیا۔ اس حکم عدولی کی صورت میں بھی احتساب کیا جاتا اور برطرفی تک کی سزائیں سنا دی جاتیں" (۲۳)

ابو منصور العزیز کے زمانہ خلافت (۳۶۵ھ ۔ ۳۸۶ھ) میں محتسب کا دائرہ کار اخلاقیات سے تجاوز کر کے مذہبیات تک پہنچ چکا تھا۔ العزیز کے متعلق مورخوں کا بیان ہے کہ اس نے اپنے عہد میں مصر کی تمام مسجدوں میں نماز تراویح پڑھنے کی ممانعت کر دی تھی۔ قبل ازیں شام میں بھی اسی قسم کے احکام جاری ہو چکے تھے۔ بعض شامی علماء نے اس ممانعت کے خلاف احتجاج کیا تو انہیں قید کر دیا گیا۔ موطاء امام مالک کے پڑھنے اور پڑھانے پر پابندی تھی۔ اس کی مخالفت پر محتسب کو گرفت کا اختیار تھا۔ مقریزی کا کہنا ہے کہ ایک بار کسی کے پاس سے یہ کتاب نکل آئی تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب نے اسے کوڑے لگائے اور شہر میں رسوا کرنے کے لئے گھمایا (۲۴) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ :

"اس دور میں مصر کی جامع عتیق کے اندرونی اور بیرونی دونوں حصوں پر دکانوں، مکانوں اور قبرستانوں اور قاہرہ اور دوسرے شہروں کی مسجدوں کی دیواروں پر سونے کے حروف اور جلی قلم سے سب صحابہ لکھ دی گئی اور شارع عام پر بورڈ لگوا دیئے گئے تھے" (۲۵)

فاطمین مصر کے دور میں ملوخیا (۲۶) کی کاشت اور بیع و شرا کی قطعی ممانعت تھی، اس لئے کہ حضرت امیر معاویہؓ اسے بصد شوق تناول فرماتے تھے۔ جرجیر (باقلا) اور قرع (کدو یا لوکی) پر بھی ایسی ہی پابندیاں عائد تھیں، کیونکہ حضرت ابوبکرؓ اور عائشہ صدیقہؓ دونوں کو یہ اشیاء مرغوب تھیں۔ علاوہ ازیں تشفف فی الدین اور اپنے زہد و اتقا کے اظہار کے لئے فاطمیوں نے فقاع (شراب کی ایک قسم) کی بیع سب کے لئے قانوناً اور شرعاً ناجائز قرار دے دی تھی۔ بالخصوص اس لئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسے بہت برا سمجھتے تھے۔ ایسی مچھلیاں بھی بازار میں بیچنے کی ممانعت تھی، جن کے سفنے نہ ہوں۔ الحاکم (۳۸۶ھ ۔ ۴۱۱ھ) نے اس کی معاملت کرنے والوں کو قتل تک کی سزا دی اور اس کی وجہ اغلباً یہی ہے کہ اکثر صحابہؓ ایسی مچھلیوں کو بہت پسند کرتے تھے (۲۷)

فاطمیوں کے دور میں محتسب ان تمام مذہبی معاملات پر نظر رکھتے تھے، جو شیعیت سے متصادم ہوں۔ ان کی طرف سے سختی اور پابندی نمازوں کے اوقات تک میں تھی۔ اہل سنت کے ہاں وقت ظہر زوال آفتاب کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت زوال کے بعد سایہ اصلی سے ایک مثل یا دو مثل بہ اختلاف فقہاء اہل سنت آفتاب کا سایہ بڑھ جائے، لیکن فاطمیوں کے دور میں اہل سنت کے عمل کو یکسر بدل دیا گیا۔ محتسب باقاعدہ اپنے اوقات کے مطابق نماز کی پابندی پر مجبور کرتے تھے۔

الحاکم کے دور میں عارضی تبدیلی

فاطمی خلیفہ الحاکم باللہ کے عہد (۳۸۶ھ ۔ ۴۱۱ھ) میں سیاسی حالات میں گو قدرے تغیر و تبدل ہوا، لیکن یہ تبدیلی دیرپا ہرگز نہ تھی۔ الحاکم نے اقتضاء حالات سے مجبور ہو کر احتساب اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قوانین کے نفاذ میں وقتی طور پر کچھ ڈھیل دی اور مسامحت و اغماض سے کام لیا' جس کے نتیجے میں خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف سب و شتم میں کمی واقع ہوئی اور خود الحاکم اس معاملے میں اتنا متشدد نہ رہا' جتنا کہ پہلے تھا۔ اس نے در و دیوار سے ایسی تحریریں صاف کرنے کا حکم دیا اور سب و شتم کرنے والوں کو برسرعام سزائیں بھی دیں۔ اہل سنت کو مدارس کھولنے کی پھر سے نہ صرف اجازت دے دی' بلکہ علماء اہل سنت کو جائزے اور خلعتیں بھی عطا کیں۔ یہاں تک کہ اذان سے' حی علی خیر العمل' کے الفاظ حذف کرا دیئے۔

اس عرصہ میں محتسب کی ذمہ داریاں شیعیت کی ترویج و اشاعت کے ضمن میں قریب قریب موقوف رہیں۔ لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ یہ سلسلہ زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا۔ ایکا ایکی سیاست میں پھر تبدیلی آئی اور حکومتی پالیسی میں تغیر رونما ہوا۔ شیعیت کے نقوش دوبارہ اجاگر ہونے لگے۔ مجالس و محافل منعقد کی جانے لگیں' جن میں ہر طبقہ کے افراد کی شرکت کو ضروری قرار دے دیا گیا۔ ان اجتماعات میں شیعی قوانین پڑھ کر سنائے جاتے اور قاضیوں پر جن میں اکثریت سینوں کی تھی' ان کی پابندی ضروری قرار دے دی گئی۔ حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر لوگ بکثرت ان اجتماعات میں شریک ہوتے۔

مقریزی کے بقول کثرت اژدھام سے اموات بھی واقع ہوتیں (۲۸) محتسب ان تمام اجتماعات کی بہ نفس نفیس نگرانی کرتے۔ گویا حکومتی پالیسیوں پر عملدرآمد کرانا ان کے فرائض میں شامل ہو چکا تھا۔ اس دور کے کاروباری نظام میں یہ جدت بھی کی گئی کہ دن کے حصہ میں خرید و فروخت' نکلنا بیٹھنا سب ممنوع قرار دے دیا گیا۔ راتوں کو روشنی کی جاتی اور تجارتی محلات اور دکانیں رات بھر کھلی رہتیں۔ محتسب ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کا چالان کر لیتے۔ جن افراد کے چالان ہوتے' ان میں اکثریت اہل سنت کی ہوتی۔ ان افراد کو باقاعدہ سزائیں دینے کا اختیار بھی محتسبوں کو حاصل تھا۔

احتساب اور تشدد

فاطمین مصر کے دور میں محتسب ایک لحاظ سے متشدد ہوتے تھے۔ احتساب کا تصور تشدد سے ہرگز الگ اور بے نیاز نہ تھا۔ محتسب کو اگر سزا دینے کا اختیار نہ ہوتا' تو سخت سے سخت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قوانین اس عہد میں نافذ العمل نہ ہوتے۔ فاطمیوں نے تو احتساب کی آڑ میں عورتوں کو بھی گھروں میں بالکل مقید کر کے رکھ دیا تھا۔ مقریزی کے بقول:

"عورتوں کو گھروں سے بے پردہ ہو کر نکلنے کی ممانعت تھی۔ انہیں جنازوں کی مشایعت سے روک دیا گیا" (۲۹)

ابن خلکان کا بیان ہے کہ :

"کسی عورت کا اگر قریبی عزیز فوت ہو جاتا تو بھی وہ اس کے غم میں شریک ہونے، غسل و کفن کے کاموں میں ہاتھ بٹانے اور تعزیت کرنے اس کے مکان پر نہ جا سکتی، تاوقتیکہ محتسب یا قاضی القضاۃ سے اس کی اجازت حاصل نہ کر لے۔ اجازت نامہ کیلئے عورت کو اپنے کسی ولی یا عزیز کے ذریعے محتسب یا قاضی کو درخواست دینا پڑتی۔ محتسب اور قاضی ان درخواستوں کو اپنے دفتروں میں ارسال کر دیتے، پھر وہاں سے دو عورتیں معہ ایک غسالہ اس جانے والی کی نگرانی کیلئے ساتھ کی جاتیں اور اس کے ساتھ ساتھ رہتیں تاآنکہ درخواست دہندہ فراغت حاصل کر کے گھر لوٹ آتی" (۳۰)

فاطمیوں کے دور میں عورتوں کو ہدایت تھی کہ وہ مردوں کے سامنے اپنی کسی ایسی حرکت کا ہرگز اظہار نہ کریں جس سے نسوانی حیا اور وقار مجروح ہوتا ہو (۳۱) وگرنہ محتسب کو مداخلت کا اختیار حاصل تھا۔ عورتوں کو گھروں کی دیوار پر سے جھانکنے اور کوٹھوں پر چڑھنے کی قطعاً ممانعت تھی۔ حماموں میں ان کا داخلہ ممنوع تھا۔ موچیوں اور جوتوں کے کاروبار کرنے والوں کو عورتوں کے استعمال کے لئے سینڈل جوتے یا چپل وغیرہ بنانے سے منع کر دیا گیا تھا۔ مرد درزیوں کو بھی عورتوں کے کپڑے سینے کی ممانعت تھی (۳۲) ایک بار کسی موچی نے ایک عورت کے لئے جوتے بنا دیئے۔ خلیفہ الحاکم کو معلوم ہوا تو اس نے موچی کے ہاتھ کٹوا دیئے۔

احتساب کا سخت ترین دور

الحاکم کا عہد احتساب کا سخت ترین دور تھا۔ ابن خلکان کے بیان کے مطابق یہ حالت تقریباً سات سال قائم رہی (۳۳) اس زمانے میں کسی کو کتے پالنے کی اجازت نہ تھی۔ گلیوں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

راستوں میں اگر کوئی کتا نظر آ جاتا تو محتسب اسے فوراً ہلاک کر دیتا۔ تندرست گائے اور بیل ذبح کرنے کی قطعی ممانعت تھی (۳۴) بعض مورخین کا بیان ہے کہ اس میں صرف وہ جانور شامل تھے، جن سے کھیتی باڑی کے کام لئے جا سکتے اور اس سلسلے میں ساری قلمرو میں احکام لکھ کر بھیج دیئے گئے تھے (۳۵) محتسب ان پر عملدرآمد کراتے۔ گائے اور بیل صرف عیدالاضحیٰ کے دنوں میں قربانی کی خاطر ذبح کرنے کی اجازت تھی۔ کہیں اگر پتا چل جاتا کہ کسی نے عیدالاضحیٰ کے علاوہ کوئی گائے، بیل ذبح کیا ہے تو محتسب اسے کوڑے لگاتا اور ذلت آمیز طریقوں پر اس کے عمل کی تشہیر کی جاتی۔ بقول ابن خلکان کبھی کبھی تو اس جرم کی پاداش میں موت کی سزا دے دی جاتی (۳۶)

فاطمیوں کے دور میں دریا کے کنارے تفریحی مشاغل کی قطعی ممانعت تھی۔ النویری کے بیان کے مطابق مشاغل تفریحی کے لئے دریا کے کنارے جمع ہونا ممنوع تھا اور قرب و جوار کے رہنے والوں کو سختی سے ہدایت تھی کہ کھڑکیاں اور دروازے اول تو بالکل نہ بنائیں اور اگر پہلے سے بنے ہوئے ہیں تو انھیں ہرگز نہ کھولیں (۳۷) محتسب ان احکام کی خلاف ورزی کرنے پر کارروائی کر سکتا تھا۔

موسیقی کے آلات لہو و لعب میں شمار ہوتے تھے۔ فاطمی دور میں بقول مقریزی موسیقی سے دلچسپی لینے یا کسی قسم کے آلات موسیقی رکھنے اور انہیں استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ان اشیاء سے حظ اٹھانے اور لطف اندوز ہونے والے محتسب کی زد میں آ جاتے (۳۸) فاطمیوں نے اپنے عہد میں گانے والی لونڈیوں کی بیع و شراء کو بھی مکمل طور پر روک دیا تھا۔

خشک پھلوں میں کشمش کسی مقدار میں بھی فروخت کرنے والا احتساب کے دائرہ میں آ جاتا تھا۔ اس کی تجارت کی ممانعت تھی۔ ایک بار کسی جگہ سے کشمش کا سراغ ملا تو سارے کا سارا ذخیرہ نذر آتش کر دیا گیا۔ ابن خلکان نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ:

> "انگور کی بیع و شرا ممنوع قرار دے دی گئی تھی، کیونکہ اس سے شراب بنتی ہے۔ ایک بار محتسب نے اپنے گماشتوں کو اطراف و جوانب میں بھیج کر انگور کی تمام بیلیں تباہ کرا دیں اور انگور کے خوشے تک چوپایوں کے پاؤں تلے روندوا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ڈالے گئے۔ کسی کو خاص ضرورت کے تحت انگور کی ضرورت پیش آتی تو وہ چار رطل سے زیادہ خرید نہیں سکتا تھا" (۳۹)

انگور کے علاوہ شہد اور کھجور کی تجارت بھی احتساب کی زد میں آتی تھی۔ ابن خلکان نے بتایا ہے کہ ایک بار شہد کے ہزاروں مٹکے نیل میں بہا دیئے گئے اور کھجور کی خاصی مقدار قبضے میں لے کر نذر آتش کر دی گئی (۴۰) محتسب ان معاملات میں ہر قسم کی کارروائی کے مجاز تھے۔ جوتشی، رمال اور نجومیوں کے پاس جانے والے لوگوں پر کڑی نظر رکھی جاتی تھی۔ فال، رمل کا پیشہ اختیار کرنے والوں کو شہربدر کر دیا جاتا۔ گویئے، بھانڈ، نقال وغیرہ فاطمین مصر کی قلمرو میں نہیں رہ سکتے تھے۔ محتسب ان پر کڑی نگاہ رکھتا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۶

ترکان عثمانی کے دور میں احتساب

ترکان عثمانی [1] کے دور (۶۸۷ھ / ۱۲۸۸ء ۔ ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) میں نظم مملکت دو بڑے اداروں پر مشتمل تھا۔ ایک ادارہ حکومت اور دوسرا ادارہ اسلامیہ۔ اول الذکر میں سلطان' اس کا خاندان' مملکت کے انتظامی افسران' مستقل سوار اور پیدل فوج شامل تھی۔ یہ لوگ سلطنت کا انتظام چلاتے تھے اور تلوار' قلم اور حکومت گویا ان ہی کے ہاتھوں میں رہتی تھی۔ لیکن وہ امور جن کا تعلق شریعت سے تھا' شرعی عدالتوں کے سپرد تھے۔ عدالتوں کے قاضیوں کا واسطہ ادارہ اسلامیہ سے رہتا تھا۔ صیغہ احتساب کی حیثیت انتظامی اعتبار سے اگرچہ اول الذکر زمرہ میں متعین تھی' تاہم اس کے فرائض ثانی الذکر ادارہ سے الگ بھی نہ تھے۔

سلطان' حکومت اور محتسب

عہد عثمانی میں سلطان کو ادارہ حکومت کے کلی اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ ان اختیارات کی بظاہر کوئی انتہا نہ تھی۔ سلطان کے اقتدار کی مطلقیت ادارہ کے لئے جہاں باعث تقویت تھی' وہاں اس میں یہ خطرہ بھی مضمر تھا کہ اس کی مطلق العنانیت سے کہیں عدل و انصاف اور احتساب کے تقاضے مجروح نہ ہو جائیں۔ اس پورے نظام کا مرکز چونکہ سلطان کی ذات ہوتی تھی' اس لئے ضروری تھا کہ نظم مملکت کو بحسن و خوبی جاری و ساری رکھنے کے لئے سلطان میں طاقت کے علاوہ عقل سلیم' فہم و فراست' تدبر و سیاست' حلیمی و بردباری' اور بالخصوص عدل و انصاف اور احتساب کے اوصاف بھی بدرجہ اتم پائے جائیں۔ یعنی عثمانی سلطان کے لئے خود محتسب ہونا یا اسلامی مملکت کے ایک بہترین محتسب کے عمدہ شرائط و اوصاف رکھنا ضروری تھا۔

فرمانروایان عثمانیہ کے احوال و آثار' طرز سیاست و حکومت اور فرامین وغیرہ سے یہ واضح ہے کہ سلطان ایک مطلق العنان فرمانروا ہوتا تھا اور اس کی مطلق العنانی زیادہ تر ادارہ حکومت تک محدود رہتی تھی۔ اس کے باہر شریعت' ملکی قوانین اور قومی رسم و رواج میں اس کا عمل دخل بہت کم رہتا تھا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"سلطنت میں چار طرح کے قانون جاری تھے۔ شریعت' قانون (سلاطین کے تحریری فرامین) عادت یا قومی اور ملکی رواج جو قدیم سے چلا آتا تھا اور عرف یعنی موجود سلطان کا ارادہ یا فرمان۔ شریعت کے قوانین سلطان سے بالاتر تھے اور وہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا مجاز نہ تھا۔ اپنے پیشروؤں کے بنائے ہوئے آئین و دستور کی پابندی اس پر لازم نہ تھی۔ پرانے قوانین اتنے بھی از کار رفتہ نہ تھے کہ بالکل ترک کر دیئے جاتے۔ بعض سلاطین ان سے خاطر خواہ مدد لیتے تھے۔ سلیمان اعظم' نے جو قانونی کے لقب سے مشہور تھا' اپنے دور میں جتنے نئے قوانین اور فرامین جاری کئے ان سے زیادہ پرانے آئین و دستور کو مرتب اور منضبط کیا" (۲)

سلطان کے فرائض میں مجلس یا دیوان کا انعقاد اہم تھے۔ اور مرکزی نظام میں اسے بہت زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ دیوان کے اہم اراکین : وزیراعظم یا صدراعظم' قاضی عسکر' دفتر دار اور نشانچی تھے۔ سلطنت کو بڑے بڑے حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ان کو ایالت (Ayalat) کہتے تھے۔ ایالتوں کو سنجاق (Sanjaq) سنجاق کو قضا (Qaza) اور قضا کو کوئی (k ه y) یعنی گاوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

ادارہ اسلامیہ کی تنظیم اور الحسبہ

سلاطین عثمانیہ کے اکثر فرامین و دساتیر میں اگرچہ الحسبہ کی اصطلاح نظر نہیں آتی' لیکن احتساب اور محتسب کا ذکر کہیں کہیں مجملاً اور بعض مقامات پر تفصیل سے ملتا ہے۔ نظم مملکت میں اس کی بعض صریح مثالیں' مشیخت' کے تحت نظر آتی ہیں۔ عثمانی دور پر لکھنے والے اکثر مولفین کے نزدیک ترکان عثمانی کے نظام سلطنت میں' مشیخت' کو ایک نہایت بلند مقام حاصل تھا اور اس کی اغلباً وجہ دولت علیہ عثمانیہ کے قیام میں اخی لیڈروں اور غازیوں کی کوشش تھی۔ عثمان خان اول کے علاوہ اور خان خود اخی تحریک سے تعلق رکھتا تھا۔ کفار کے خلاف جنگوں کے باعث وہ دونوں غازی مشہور ہوئے۔

بنیادی طور پر دولت عثمانیہ کا قیام اسلامی اصولوں پر تھا۔ دینی اور تعلیمی نظام میں عباسیہ'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلاجقہ اور ممالیک کی تقلید واضح تھی۔ عثمانی سلاطین اور ترک' امام ابو حنیفہؒ کے پیروکار تھے۔ ہر معاملے میں شریعت کا عمل دخل تھا۔ مفتی اور شیخ الاسلام نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ شیخ الاسلام گو مرکزی حکومت کا رکن نہیں ہوتا تھا' تاہم اس کے نشان میں بھی دو تغ (۳) ہوتے تھے۔ منصب کے اعتبار سے مفتی یا شیخ الاسلام ادارہ اسلامیہ کا ایک طرح سے سربراہ ہوتا تھا۔ وہ اور اس کے بعد کے عہدیداران کی ترتیب یوں ہوتی تھی:

مفتی یا شیخ الاسلام
قاضی عسکر
قاضی استنبول
مولوی
مدرس
ملازم
دانش مند

دینی مدارس میں اچھے نمبروں میں کامیابی پانے والے دانش مند کہلاتے۔ دانش مندوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے ملازم کے عہدہ پر فائز ہوتے۔ پندرہ یا بیس سال کے تجربہ کار ملازم کو مدرس بنا دیا جاتا۔ اس کے بعد مزید تجربے اور حسن کارکردگی پر ملازم' مولوی کے درجہ پر فائز ہوتا۔ مولوی ترقی پاکر قاضی استنبول اور پھر قاضی عسکر بنتا اور آخری منزل مفتی یا شیخ الاسلام کی ہوتی۔ اس درجہ پر پہنچتے پہنچتے دانش مند بالعموم سفید ریش اور عمر کی اس حد تک پہنچ جاتے کہ انہیں ممکنہ طور پر کوئی دنیوی لالچ نہ رہتا۔ یہ تمام عہدیدار اپنے اپنے طور پر الحسبہ کے فرائض سرانجام دیا کرتے تھے۔

شیخ الاسلام کی ذمہ داریاں

دولت علیہ عثمانیہ میں شیخ الاسلام' وزارت عظمیٰ کے بعد سب سے بڑا عہدہ تھا۔ اسے' مسند فتویٰ' یا منصب افتاء' بھی کہتے تھے۔ یہ مفتی اعظم کے برابر ہوتا تھا اور اس پر فائز ہونے والے کو مفتی الانام بھی' کہتے تھے۔ ایک عرصہ تک قاضی عسکر اور معلم سلطانی' مفتی الانام کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قریب قریب ہم مرتبہ رہے مگر مراد ثانی کے دور (۱۴۲۱ء ۔ ۱۴۵۱ء) میں مفتی الانام ہی کو شیخ الاسلام کہا جانے لگا۔ بعض اوقات مفتی الانام اور شیخ الاسلام دونوں ایک ہی شخص کے لئے استعمال ہوتے تھے اور یہ تمام اپنی اپنی جگہ محتسب کا کردار بھی ادا کرتے تھے۔

ترکان عثمانی کی تاریخ کے مطابق ایک زمانے میں مفتیوں کو قاضی عسکر پر فوقیت حاصل ہو گئی۔ ایک خیال یہ ہے کہ بایزید ثانی اور سلیم اول کے دور میں ایسا ہوا' جب کہ محمد الفاتح کے دور میں جاری ہونے والے قانون نامہ میں مذکور ہے کہ :

"شیخ الاسلام علماء کا رئیس ہے۔ مقام سلطانی بھی اعلیٰ و افضل ہے۔ وزیراعظم کو انہیں اپنے سے بلند سمجھنا چاہیئے۔ مفتی اور خواجہ اونچے درجے کے ہیں' لیکن قاضی عسکر وزراء کے بعد" (۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی یا شیخ الاسلام وزراء سے بلند درجہ رکھتے تھے' لیکن قاضی عسکر کا عہدہ وزراء سے کم تر درجہ تھا۔ عثمان خان اول اور 'اور خان' کے دور میں اگرچہ مفتی موجود تھے مثلاً شیخ ادہ یابی طورسون فقیہ اور داود قیصری لی وغیرہ' مگر مفتی اعظم کا باقاعدہ سلسلہ بعد میں شروع ہوا اور اغلباً بعد ہی کے دور میں عثمانیوں کے ہاں احتساب اور محتسب کا عملی تصور ابھر کر سامنے آیا۔

تاریخ سے یہ امر تو واضح نہیں کہ مفتی' قاضی یا شیخ الاسلام کو باقاعدہ سرکاری طور پر محتسب کے اختیارات حاصل تھے' لیکن بہت سی مثالوں سے پتا چلتا ہے کہ مفتی' قاضی یا شیخ الاسلام فریضہ احتساب سرانجام دیتے تھے۔ شیخ الاسلام احتساب کی خاطر جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے سے بھی دریغ نہ کرتا تھا اور اس کی اغلباً وجہ یہ ہے کہ شیخ الاسلام کی تقرری عمر بھر (۵) کے لئے ہوتی تھی۔ شیخ الاسلام' سلطان کی معزولی کا فتویٰ صادر کرنے کا بھی مجاز تھا۔ عثمانیوں کا نظم مملکت کچھ اس طرح سے تھا کہ صوبائی افسران وزیراعظم کے سامنے جوابدہ تھے اور وزیراعظم سلطان کے حضور' لیکن شیخ الاسلام ان میں سے کسی کے آگے جوابدہ نہیں تھا۔ وہ ہر کام کو شریعت کے مطابق کرتا اور اپنے کو صرف اور صرف خدا کے حضور جوابدہ سمجھتا۔ وزراء اور دیگر افسران خواہش کے مطابق سلطان سے ملنے کے خواہاں ہوتے تو پہلے اجازت حاصل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے، جب کہ سلطان کو شیخ الاسلام سے ملاقات کی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ خود درخواست کرتا۔

عثمانی سلاطین بالعموم ہر مسئلہ میں خواہ وہ جنگ کے بارے میں ہو یا امن سے متعلق، عوامی ہو کہ اس کا تعلق خواص سے، سب سے پہلے شیخ الاسلام کی رائے حاصل کرتے۔ اکثر سلاطین شیخ الاسلام کی شخصیت سے گھبرایا کرتے، کیونکہ شیخ الاسلام اخلاق و معاملات ہر مسئلے میں اپنی بے لوث اور بے لاگ رائے کا اظہار ہی نہیں کرتا تھا، بلکہ فیصلہ بھی دے دیتا تھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام ایسی متعدد آراء کا اظہار بھی کر دیتے، جن کا تعلق احتساب سے ہے۔

مورخین تسلیم کرتے ہیں کہ عثمانیوں کے دور میں کسی غلط کام کے لئے شیخ الاسلام کو اعتماد میں لینا تو درکنار اسے اپنے حق میں ہموار کرنا بھی قطعی ناممکن تھا۔ دراصل شیخ الاسلام ہی شرعی، تعلیمی اور اخلاقی امور کا نگران تھا۔ ان معاملات میں دولت عثمانیہ کی رہبری اسی کے ذمے تھی۔ وہ حکومت کو غیراسلامی کاموں سے روکتا۔ اس کا انتخاب چونکہ اعلیٰ کردار اور اس کی بے پناہ علمی قابلیت کی بنا پر ہوتا تھا، اس لئے وہ ببانگ دہل حقیقت کا اعلان کرتا اور سلطان کی شان میں سخت الفاظ بھی کہہ دیا کرتا۔ ان میں سے اکثر واقعات محتسب کی ذمہ داریوں پر دال ہیں۔

سلطان بایزید یلدرم

شیخ الاسلام امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر کڑی نظر رکھتا تھا۔ سلطان بایزید یلدرم کے دور کا واقعہ ہے کہ بادشاہ نے کسی معاملہ میں عدالت میں حاضر ہو کر گواہی دینا چاہی تو شیخ الاسلام نے اس کو مسترد کر دیا اور کہا کہ سلطان نماز کا پابند نہیں، اس لئے اس کی شہادت قابل قبول نہیں۔ بایزید اپنے متعلق یہ فیصلہ سن کر واپس چلا گیا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ سلطان بایزید نے بروصہ میں ایک شاندار مسجد بنوائی اور تعمیر مکمل ہونے پر شیخ الاسلام سے اس کے معائنہ کی درخواست کی۔ شیخ الاسلام نے مسجد دیکھ کر کہا کہ سب کچھ تو درست ہے، البتہ اس میں شراب کے حوض کی کمی رہ گئی ہے۔ بایزید چونکہ شراب پیتا تھا، اس لئے شیخ الاسلام کے الفاظ پر پانی پانی ہو کر رہ گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلیمان قانونی کا دور احتساب

سلطان سلیمان اعظم قانونی کے دور (۹۲۶ھ - ۹۷۴ھ) میں بھی شیخ الاسلام کی اسی قسم کی تنقید اور تنبیہہ و نکتہ چینی ملتی ہے' جس میں احتساب کے بلیغ اشارات تلاش کئے جا سکتے ہیں۔ سلیمان اعظم قانونی کے متعلق عثمانی عہد کے مورخین کا بیان ہے کہ سلطان کی عظمت اس کی بری اور بحری فتوحات اور توسیع سلطنت ہی میں نمایاں نہ تھی بلکہ نظم مملکت کے ہر شعبہ میں اس کی غیر معمولی شخصیت کا اثر پایا جاتا تھا۔ سلطان کی عدالت میں ہر طبقہ اور ہر جماعت کے لوگ برابر تھے اور سب کے ساتھ یکساں انصاف کیا جاتا تھا۔ صوبوں کے گورنر یا دوسرے اعلیٰ حکام جو بے انصافی یا ظلم کا ارتکاب کرتے فوراً برطرف کر دیئے جاتے اور اکثر انہیں اپنے جرائم کی پاداش میں قتل تک کی سزا دے دی جاتی۔ گویا سلطان سلیمان خود سخت گیر قسم کا محتسب تھا۔ وہ بالخصوص ایسے معاملات کے مرتکب افراد کو جن کا تعلق اخلاقیات و معاملات سے ہے' بہت کم معاف کرتا۔

سلیمان اعظم کو عدل و انصاف اور احتساب کا اس قدر احساس تھا کہ اس نے تخت سلطنت پر متمکن ہوتے ہی فرائض کی ادائیگی میں بد عنوانیاں کرنے والے حکام کو برخاست کر دیا۔ اس نے قریبی تعلق رکھنے والوں سے بھی رو و رعایت نہ برتی۔ فرہاد پاشا کہ اس کا داماد تھا' سلیمان نے اسے ظلم اور رشوت ستانی کے جرم میں صوبے کی گورنری سے معزول کر دیا۔ پاشا کی بیوی اور سلیمان کی ماں نے کافی التجاؤں کے بعد بحال کرایا' لیکن جب اس نے دوبارہ بدعنوانیاں شروع کر دیں تو سلیمان نے اب کی بار اسے نہ صرف معزول کر دیا' بلکہ سزائے موت کا حکم بھی سنایا۔

اوزان و پیمانوں کی سرکاری نگرانی

رد مظالم سے قطع نظر ترکان عثمانی کے دور میں محتسب کی وہ ذمہ داریاں بھی نظر آتی ہیں' جن کا تعلق اوزان و پیمانوں کی جانچ پرکھ اور روزمرہ اشیاء کی قیمتوں پر کڑی نظر رکھنے سے تھا۔ سلطنت عثمانیہ کے سرکاری رجسٹروں اور دستاویزات میں "حسبہ" کی اصطلاح نہیں ملتی' بلکہ اس کی بجائے' احتساب' کی سرکاری اصطلاح دیکھنے میں آتی ہے' جو دارالخلافت اور دولت عثمانیہ کے مختلف صوبوں میں مستعمل تھی۔ اس کے بنیادی معنی تاجروں' کاریگروں اور بعض اشیاء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

درآمد پر محصول کا نفاذ ہے۔ بعد میں احتساب کا اطلاق ان تمام وظائف پر ہونے لگا' جو محتسب یا احتساب غاسی (احتساب امینی) کو تفویض ہوتے تھے۔

احتساب غاسی یا احتساب امینی کا انگریزی ترجمہ اکثر مارکیٹ پولیس (Market Police) کیا گیا ہے' جس سے اس کے محدود معنی نکلتے ہیں۔ یوں محتسب کو عثمانی دور میں بازاروں کا ناظر (انسپکٹر) سمجھا جاتا رہا' لیکن یہ ذمہ داری منڈیوں اور تجارت پیشہ اصحاب کی نگرانی سے کچھ زیادہ تھی۔

محصولات' قیمتوں کی نگرانی اور سزائیں

ترکان عثمانی کے دور میں محتسب کے فرائض اور قواعد و ضوابط کی نشاندہی احتساب سے متعلق قانون نامہ لری سے ہوتی ہے' جس میں محتسب کے جملہ فرائض مثلاً بازار کی نگرانی' جانچ پڑتال' تعزیر اور خاص طور سے صوبوں میں محصول لگانے کی ہدایات موجود تھیں۔ ان ضوابط میں ایک طرف تو قیمتوں کی ایک فہرست درج تھی اور اجناس مصنوعات یا دوسری اشیاء کے فروخت اور مقررہ منافع کے سلسلے میں اس فہرست کی پابندی کرنا ہوتی تھی' جب کہ دوسری طرف بددیانت تاجروں اور کاریگروں کو بطور سزا جرمانے کی تفصیلات درج ہوتی تھیں۔ علاوہ ازیں اس دستورالعمل میں محصولات کا تناسب یا ان کی کل مقدار' سرکاری واجبات اور دیگر ادائیگیاں مندرج ہوتی تھیں۔ جن کی تحصیل احتساب کی طرف سے کی جاتی اور جو پیشہ ور انجمنوں کے ارکان سے واجب الوصول ہوتی تھیں۔

استنبول کے محتسب

عہد عثمانی میں محتسب کا نمایاں کردار دارالخلافہ استنبول میں متحرک دکھائی دیتا ہے۔ وہ تھوک فروشوں' تاجروں اور کاریگروں کے درمیان تجارتی سامان کی تقسیم کی نگرانی کرتا تھا۔ ٹیکسوں کی وصولی محتسب کے کارندے کرتے تھے' جنہیں قول او غلانلری (Kologhlanlari) اور ملازم (سندلی) کہا جاتا تھا۔ قول اوغلانلری اور سندلی محتسب کے معاون ہوتے تھے۔ انہیں نائب محتسب بھی کہا جا سکتا ہے۔

عثمانی ترکوں کے نظام حکومت میں جہاں تک مالیات کا تعلق ہے' محتسب وہ محصول لگاتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو احتساب کے دائرہ میں آتے تھے یعنی .احتساب رسوم' ۔ اس کے علاوہ وہ محصول درآمد یا محصول داخلہ لگانے کا مجاز و مختار تھا۔ نیز ایک اور محصول یعنی دکانوں کا یومیہ محصول جو محتسب اور اس کے ماتحتوں کی تنخواہوں کے لئے دکانداروں سے وصول کیا جاتا تھا۔ موخر الذکر محصول کے لئے شہر استنبول کو پندرہ حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ دسویں اور گیارھویں صدی ہجری/ ۱۶ ویں اور ۱۷ ویں صدی عیسوی میں استنبول میں محتسبوں کی تعداد پندرہ ہی بتائی جاتی ہے' جو بعد میں بڑھتے بڑھتے ۵۶ ہو گئی۔ سولہ ملازم ان سے الگ تھے۔ جن کے پاس حکومت کی طرف سے تقرری کے پروانے ہوتے تھے۔ محتسب کی تقرری سال بہ سال ہوتی۔ منصب محتسب حاصل کرنے والا مقررہ نقد رقم (بدل مقاطعہ) کی ادائی اور قاضی (جس کے سامنے محتسب براہ راست جوابدہ ہوتا تھا) وزیراعظم یا صوبائی گورنری کی منظوری کے بعد تقرر کا پروانہ (برات) پاتا تھا۔ اس لحاظ سے محتسب کا تعلق عہد عثمانی میں ادارہ حکومت سے تھا اور ادارہ اسلامیہ سے بھی۔

معلوم شدہ قوانین و ضوابط

احتساب کے اولین معلوم شدہ قوانین و ضوابط دسویں صدی ہجری/ سولہویں صدی عیسوی کے آغاز میں سلطان بایزید ثانی کے عہد (۸۸۶ھ ۔ ۹۱۸ھ / ۱۴۸۱ ۔ ۱۵۱۲ء) سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعد میں سلطان سلیم اول' سلیمان اول' سلیم ثانی' مراد سوم' مراد چہارم اور محمد چہارم وغیرہ نے قوانین احتساب وضع کئے۔ استنبول کے علاوہ دوسرے صوبوں میں بھی احتساب کا عمل جاری تھا اور ان کے لئے احتساب سے متعلق قوانین' صوبوں کے انتظام سے متعلق عام قوانین (قانون نامہ) میں شامل کر لئے گئے تھے۔ قدیم ترین قانون نامہ سلطان بایزید دوم کے عہد کا ہے۔ یہ ناممکن نہیں کہ اس قسم کے قواعد و ضوابط اس سے قبل بھی نافذ ہوں۔ بعض صوبوں میں جن کا دسویں صدی ہجری/ سولہویں صدی عیسوی میں عثمانی سلطنت سے الحاق ہوا' سلاطین نے قدیم قوانین و ضوابط ہی جاری رکھے۔

احتساب' ٹیکسوں کی شکل میں

استنبول اور عثمانی مملکت کے دوسرے شہروں میں محاصل احتساب میں باج بازار' بترمہ'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دامغہ رسمی، حق قپان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر باج بازار سے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ منڈی کا ٹیکس تھا، جو اس سے پہلے سلجوقیوں اور ایلخانیوں کے زمانے میں بھی رائج تھا لیکن اس کے قوانین و ضوابط سلطان محمد دوم کے عہد کے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ٹیکس ان اشیاء پر عائد ہوتا تھا، جو شہر میں بکنے کے لئے منڈی میں آتی تھیں۔

بترمہ ایک سالانہ ٹیکس تھا، جو اجناس خوردنی کے تاجروں کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ دامغہ رسمی ایک قسم کا مہر یا مارکہ ٹیکس تھا۔ یہ کپڑوں اور قیمتی اور غیر قیمتی دھاتوں پر وصول کیا جاتا تھا۔ حق قپان کو رسم قپان یا حق قنطار بھی کہتے تھے۔ یہ وزن کے واجبات سے متعلق تھا یعنی غلوں اور خشک سبزیوں پر جنس کی صورت میں اور دیگر اشیاء پر نقد کی صورت میں وصول کیا جاتا تھا۔ بعض مصنفین کے نزدیک ان واجبات کے نام میزان (پیمانوں کے واجبات) اوزان (باٹوں کے واجبات) اور اکیال اور کیالیہ (اناج کا وزن کرنے کے واجبات) تھے۔

مقامی حالات کے مطابق احتساب کے دوسرے ٹیکس بھی لگائے جا سکتے تھے، جیسا کہ رسومات احتسابیہ، یعنی تجارتی جہازی ترسیل ٹیکس اور بایعیہ یعنی سیل ٹیکس (Sales Taxe) یہ ٹیکس استنبول میں ۱۸ ویں اور ۱۹ ویں صدی میں نافذ العمل رہے۔

محکمہ احتساب نظارتی

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی محتسبوں کی جانب سے عائد کردہ بے جا ٹیکسوں کو بعض اوقات سلاطین اس بناء پر منسوخ کر دیتے تھے کہ حکومت کو بدنام کرنے والی یہ جدتیں مفاد عامہ کے منافی تھیں۔ ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء میں استنبول میں احتساب میں اجارے کا طریقہ ختم کر دیا گیا اور اس کے بجائے، احتساب نظارتی، کے نام سے ایک محکمہ وجود میں آیا۔ اس کا سربراہ "احتساب ناظری" باقاعدہ سرکاری عہدیدار ہوتا تھا۔ ۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء میں احتساب ناظری کے عہدے کو کالعدم قرار دے کر اس کے فرائض "شہر امینی" کے سپرد کر دیئے گئے۔

خط ہمایوں کے اجراء سے پہلے اور بعد

اس ساری تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ ترکان عثمانی کے دور میں محتسب کے کچھ فرائض تو شیخ الاسلام، مفتی یا قاضی ادا کرتے تھے اور کچھ بازاروں کے ناظر۔ لیکن محصول عائد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور وصول کرنے والے محتسبوں کا کردار اسلامی مملکت کے مختلف ادوار کے محتسب سے مختلف تھا۔ یہ امر اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ عثمانی تاریخ کے اکثر مولفین نے محتسب کے ان اصل فرائض کی طرف بھی اشارات کئے ہیں' جن کا خلاصہ ہے کہ: محتسب عوام کے اخلاق و کردار کی نگرانی کرے اور مقدس مقامات میں فرق نہ آنے دے۔ مخرب الاخلاق کوئی بات نہ ہونے دے اور اس بات پر کڑی نگاہ رکھے کہ مسلمان اپنے فرائض مذہبی کا احترام کرتے ہیں یا نہیں۔

یہ فرائض اور ذمہ داریاں بہت حد تک شیخ الاسلام یا اس کا ماتحت عملہ اور کہیں کہیں عدل و انصاف' رد مظالم اور احتساب کے رنگ میں عثمانی سلاطین' بعض وزراء اور احتساب غاسی (احتساب امینی) سرانجام دیتے تھے۔ آخری عثمانی فرمانروا عبدالحمید خاں ثانی نے اپنے دور (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء - ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) میں انجمن اتحاد و ترقی کی تحریک پر جس دستوری حکومت کے قیام کا اعلان کیا' اس کے یکم اگست ۱۹۰۸ء کے فرمان "خط ہمایوں" میں جہاں بنیادی حقوق کی بحالی کی نوید سنائی گئی تھی' وہاں ایک ایسے حکم کی تصریح بھی کر دی گئی' جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور احتساب کا ایک حصہ ہے اور جس کا تعلق حقوق العباد کے تحفظ سے متعلق محتسب کی ذمہ داریوں سے رہا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں:

> "قانونی صورت کے علاوہ کسی شخص کے مکان میں داخل ہونے یا اس کے مکان کی نگرانی کرنے کی اجازت نہ ہوگی" (۶)

احتساب اور شعائر اسلامی

یہ ان ہی قوانین کا اثر تھا کہ عثمانی دور شعائر اسلامی کا آئینہ دار تھا۔ مسلمان صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور شراب سے اجتناب کرتے تھے۔ سرایڈوین پیرس (Sir Edwin pears) نے جو اخبار ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کی حیثیت سے مدتوں ترکی میں رہا' لکھا ہے کہ:

> "اسلام نے اناطولیہ کے ترکوں کو ایک پرہیزگار قوم بنا دیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا شراب سے پرہیز کرنا منجملہ ان خصوصیات کے ہے' جو یورپین سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں۔ ترکی میں مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت ہر قسم کی شراب سے کامل اجتناب کرتی ہے" (۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انگریز خاتون لوسی گارنٹ (Lucy . M.j.Garnett) لکھتی ہیں کہ :

"مسلمانوں کے نزدیک جسم کی صفائی کا درجہ یقیناً خدا پرستی کے بعد ہے کیونکہ اس کی تاکید شرع میں آئی ہے۔ جن امراض میں عیسائی اور یہودی مبتلا رہتے ہیں' ان میں اکثر سے مسلمانوں کے نسبتاً محفوظ رہنے کا سبب یہ ہے کہ وہ باقاعدہ پابندی سے غسل کرتے ہیں اور شراب سے عادتاً پرہیز کرتے ہیں" (۸)

اسلامی مملکت کے محتسب کے فرائض میں عامتہ المسلمین کو شعائر اسلام کا پابند کرنا شامل رہا ہے۔ عثمانی دور میں مسلمانوں میں طہارت' صلوٰۃ اور امتناع شراب کا رجحان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ اس زمانے میں محتسب کا کردار موثر ثابت ہوا اور شیخ الاسلام یا محتسب کو عوام و خواص کے ساتھ سختی سے پیش آنے کی بہت کم ضرورت محسوس ہوئی۔ ترک مسلمانوں کی اکثریت خود احتسابی کے نظریے پر یقینی رکھتی تھی اور اسلامی تعلیمات سے رغبت نے انہیں بقول ایڈوین پیرس فی الحقیقت ایک پرہیزگار قوم بنا دیا تھا۔ ایڈوین پیرس نے مزید لکھا ہے کہ :

"اسلام نے جسمانی حیثیت سے بھی ترکوں کو ایک صاف ستھری قوم بنا دیا ہے۔ وہ دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتے ہیں اور ہر نماز سے پہلے دونوں ہاتھ اور چہرہ' کہنیوں تک اور بازو اور پاوں دھوتے ہیں۔ اس قاعدہ کی پابندی اتنی سختی سے کی جاتی ہے کہ اگر پانی میسر نہ آئے جیسے ریگستان میں' تو اس وقت بجائے وضو کے' تیمم کرنا پڑتا ہے۔ نماز کی جگہ کا خواہ گھر میں ہو یا مسجد میں پاک اور طاہر ہونا ضروری ہے" (۹)

اکثر امور سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکان عثمانی نے اپنے دور میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی پاسداری کے لئے ادارہ اسلامیہ کو مکمل اختیارات دیئے رکھے اور جہاں تک ممکن ہو سکا' ادارہ حکومت کے ذمہ دار ارکان' فرمانروایان سمیت خود بھی صیغہ احتساب کی نگرانی کرتے رہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۷

محتسب اندلس میں

عباسیوں کے دور میں جب بغداد' دمشق اور قاہرہ وغیرہ میں احتساب کے محکمے موجود تھے' اندلس میں بھی اسی زمانے میں محتسب کا ادارہ وجود میں آ چکا تھا۔ یہ سلسلہ اندلس میں اموی حکومت (۱۳۸ھ/۷۵۶ء ۔ ۳۰۰ ھ / ۹۱۲ء) کے قیام کے بعد سے لے کر زوال تک جاری رہا۔ عبدالرحمٰن الثالث کے دعویٰ خلافت تک امرائے اندلس (ا) کے دور میں تو محتسب کے ادارے کا باضابطہ وجود اور کارکردگی صفحات تاریخ پر مذکور ہے۔

جہانبانی کے تین اہم ستون

مورخین کے نزدیک امیران اندلس اگرچہ سیاہ و سفید کے مالک گردانے جاتے تھے' تاہم ازروئے شریعت ہر امیر پر واجب تھا کہ پوری قوم کی نگرانی کرے اور عامتہ الناس کی فلاح و بہبود اور اصلاح کا ہر طرح سے خیال رکھے' کسی کے حقوق پامال نہ ہونے دے اور اس بات پر کڑی نظر رکھے کہ کوئی کسی پر ظلم تو نہیں کر رہا۔ قانون کی رو سے امیر' قاضی کو برطرف یا معزول کر سکتا تھا' لیکن اسی قانون کی رو سے قاضی بھی امیر کے کسی فعل کو خلاف شریعت دیکھتے ہوئے اسے سزا دے سکتا تھا۔ قاضی کے فرائض میں گو محتسب کی ذمہ داریاں شامل تھیں' تاہم احتساب کا محکمہ الگ سے بھی قائم تھا۔

اندلس کے طرز سیاست و جہانبانی میں قاضی اور محتسب دونوں مختلف طریقوں سے والی مظالم کا کردار ادا کرتے تھے۔ یہاں اموی دور میں اخلاقیات اور معاشرت کے اصولوں کو کچھ اس طرح سے وضع کیا گیا تھا کہ تمام قومیں بصد طمانیت و راحت' چین کی زندگی بسر کر سکیں اور کوئی ایک دوسرے سے کسی قسم کی حق تلفی یا زیادتی پر دست و گریباں ہو نہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے۔ امیر تک کو جب شعائر اسلامی کی خلاف ورزی اور دینی احکام سے انحراف کی اجازت نہ تھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ قاضی اور محتسب اپنے فرائض بہ حسن و خوبی اور دیانتداری سے انجام نہ دیتے ہوں۔ اس پس منظر میں امیر' قاضی اور محتسب اندلس میں جہانبانی کے تین اہم ستون رہے۔

محتسب یا صاحب سوق

اندلس میں ایک عرصہ تک عدل و انصاف اور احتساب کی حکمرانی رہی۔ ہر شہر میں قاضی مقرر تھے۔ دارالحکومت کا قاضی القضاۃ ایک اعتبار سے چیف جسٹس ہوتا تھا۔ دیگر شہروں کے قاضی اس کے ماتحت تصور کئے جاتے تھے۔ ان قاضیوں کے خلاف اپیل قاضی القضاۃ کے ہاں کی جا سکتی تھی۔ ہر قاضی کو محتسب کے اختیارات بھی حاصل تھے اور قاضی القضاۃ کی حیثیت محتسب اعلیٰ کی بھی ہوتی تھی۔ دفتر احتساب الگ سے موجود تھا۔ یہ کبھی قضاء کے ماتحت رہا اور کبھی شرطہ کے۔ قاضی زیادہ تر والی مظالم کا کردار ادا کرتا اور محتسب اخلاقی امور کی نگرانی میں بہ نفس نفیس پیش پیش رہتا۔ المقری کا بیان ہے کہ:

> "اندلس کے اموی دور حکومت میں ہر شہر میں ایک محتسب یا صاحب سوق مقرر تھا۔ موخرالذکر لقب کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ محتسب کی کارروائیوں کی جولانگاہ زیادہ تر بازار اور منڈیاں ہوتی تھیں۔ جس شخص کو اس منصب پر مامور کیا جاتا' اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ فہم و درایت اور ذہانت میں غیر معمولی درجہ رکھتا ہو۔ یہ عہدیدار قاضیوں میں سے منتخب کیا جاتا تھا' کیونکہ اس کی کارروائی قضاء اور عدالت سے تعلق رکھتی تھی" (۲)

قوانین احتساب کی تدریس

المقری نے نفح الطیب میں اندلس کے اموی دور حکومت کے محتسب کے اختیارات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ احتساب کے نظام نے اندلس میں بڑی ترقی کی۔ ضروریات زندگی کی قیمتیں مقرر تھیں اور اشیاء فروخت کرنے والوں پر کڑی نگرانی رکھی جاتی تھی کہ وہ کہیں مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت تو وصول نہیں کر رہے۔ احتساب کے قوانین اور قواعد وضع کر لئے گئے تھے' جن کی باقاعدہ تشہیر کی جاتی تھی اور مدارس میں وہ فقہ کے احکام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی طرح پڑھائے جاتے تھے (۳)

صاحب اللیل کا کردار

اندلس میں عدالتوں کے علاوہ پولیس کے محکمے کی صورت وہی تھی، جو آجکل نظر آتی ہے۔ ہر شہر میں پولیس کا اعلیٰ افسر ہوتا تھا جسے صاحب الشرطہ کہتے تھے۔ یعنی عہد حاضر کی اصطلاح میں سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ایک عہدہ "صاحب المدینہ" کا تھا اور دوسرا عہدہ "صاحب اللیل" کا اور یہ دونوں صاحب الشرطہ کے ماتحت ہوتے تھے۔ اول الذکر کی حیثیت کوتوال شہر اور ثانی الذکر کی ایک ایسے حاکم کی ہوتی تھی، جو شہریوں کے جان، مال اور عزت کا محافظ ہو۔ صاحب اللیل کے ذمہ رات کا گشت، مجرموں کا ریکارڈ، مجرموں کی حرکات پر نگاہ رکھنا اور بصورت جرم اصل مجرم کو کیفر کردار کو پہنچانا، جرم کے سرزد ہونے کے بعد تلاش مجرم میں اس بات کا لحاظ رکھنا کہ کسی تعصب یا دشمنی کی وجہ سے کوئی غلط شخص بلاوجہ نہ پھنس جائے۔ عدالت کے سامنے مجرم کو پیش کرنے سے قبل اصل اور لائق سزا مجرم کی پہچان اور تفتیش بھی صاحب اللیل کی ذمہ داری تھی۔ مورخین کی تصریحات کے مطابق:

> "رعایا کے جان و مال کی حفاظت، مسافروں کے سامان کی دیکھ بھال، شہر میں غلط کاریوں کو بند کرنے کی ذمہ داری، جوا، قمار بازی، طوائف گردی، عصمت فروشی، بد فعلی اور ہر قسم کے حرکات خبیثہ کو روکنا صاحب اللیل اور اس کے ماتحت عملے کے ذمے تھا۔ رات کو گشت کر کے نقب زنی، چوری اور غلط کاریوں کا تدارک اس کے فرائض منصبی تھے اور مستعدی، چستی، پھرتیلا پن، اس محکمہ کے لوگوں کی خصوصیات تھیں" (۴)

محتسب اور محتسب بازار

صاحب اللیل کے اختیارات میں سے بہت سے فرائض اور ذمہ داریاں ایسی ہیں، جو تاریخ میں ادارہ احتساب کا حصہ رہیں۔ اندلس میں گو قاضی اور شرطہ دونوں کے محکمے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اختیارات سے بری الذمہ نہ تھے۔ لیکن ان دونوں کے علی الرغم:

> "ایک محتسب بھی ہوتا تھا، جو خاص طور سے شراب خوری، دروغ گوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور زناکاری سے منع کرتا تھا۔ ان لوگوں کو جو بر سرعام ایسی حرکات کے مرتکب نظر آئیں' ان کو سزا دلوانا اس کے سپرد تھا۔ اس کے علاوہ ایک انسپکٹر آف مارکیٹ یعنی محتسب بازار بھی ہوتا تھا' جو دکانداروں کے اوزان کو دیکھتا' پرکھتا تھا۔ غلط تول نہیں تولنے دیتا تھا۔ خراب اور غیر صحت مند چیزوں کو بکنے نہیں دیتا تھا۔ تمام تجارت پیشہ کی نگرانی کرتا تھا کہ وہ سیاہ بازاری' ذخیرہ اندوزی یا مال کی خرد برد نہ کر سکیں" (۵)

تاریخ اندلس کے مطابق یہ محکمہ قاضی القضاۃ کے ماتحت ہوتا تھا اور پولیس کے بھی۔ ان مقدموں کے فیصلے فوری ہوتے تھے اور پبلک مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری کارروائی جلد عمل میں لائی جاتی تھی۔ بازار کے نرخ شعبہ مارکیٹنگ مقرر کرتا تھا اور اس سے زائد قیمت پر کوئی چیز فروخت نہ ہو سکتی تھی۔ کسی چیز پر کنٹرول نہ تھا' مگر قیمتوں پر ضرور تھا۔ قیمتیں اس لحاظ سے مقرر کی جاتی تھیں کہ رعایا کی جیب پر بار پڑے نہ دکاندار کو نقصان ہو (۶)

وزیر کے خلاف فیصلہ

قاضی اور محتسب دونوں اندلس میں والی مظالم کی حیثیت سے بھی اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔ رد مظالم ایک لحاظ سے احتساب کی موثر صورت تھی۔ قاضی اور محتسب' عدل و احتساب' انصاف اور رد مظالم کی خاطر سربراہان مملکت کی گواہی تک کو رد کر دیا کرتے تھے۔ امیر اندلس حکم بن ہشام (۱۸۰ھ ۔ ۲۰۶ھ) کے ایک قاضی بشیر معاذی (۷) نے گواہوں کے نام خفیہ رکھ کر وزیر ابن فطیس کے خلاف فیصلہ دیا تو وزیر نے امیر سے شکایت کی۔ قاضی نے حکم کے استفسار پر کہا کہ وزیر اگرچہ عدالت میں گواہوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن بعد میں ممکن ہے انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بناتا اور وہ غریب محض وزیر کے خلاف گواہی دینے کی پاداش میں مارے جاتے' اس لئے گواہوں کے نام ظاہر نہیں کئے گئے (۸) گواہوں کے نام خفیہ رکھنا ایک لحاظ سے قاضی کی ایسی کارروائی ہے' جو اس نے اپنے طور پر محتسب بن کر انجام دی۔

گواہی کا سوال اور محتسب

اسی طرح ایک بار قاضی ابن بشیر نے مدعا علیہ کے حقوق کے تحفظ کی خاطر امیر کی شہادت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امیر عبدالرحمن الداخل کے بیٹے سعید الخیر کا کوئی مقدمہ قاضی ابن بشیر کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ حسن اتفاق وقوعہ کے گواہوں میں سے امیر الحکم اور ایک دوسرے شخص کے سوا کوئی اور بقید حیات نہ تھا۔ موخر الذکر نے تو سعید الخیر کے حق میں گواہی دے دی' جب کہ دوسرے گواہ الحکم کو قاضی نے اگلی پیشی پر حاضری کا حکم دیا۔ اس دوران سعید الخیر امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور شہادت دینے کی درخواست کی۔ الحکم کو اگرچہ اپنے چچا سعید الخیر کا بہت پاس تھا' مگر اس نے شہادت دینے میں تامل کا اظہار کیا۔ کہا کہ ہم دنیا دار لوگ اس کے اہل نہیں ہیں' ممکن ہے' قاضی ہمیں ذلت و رسوا کر دے۔ یہ سننے کے باوجود سعید الخیر نے اصرار کیا تو الحکم نے دو فقہاء کو بلایا اور کاغذ پر گواہی لکھوا کر اپنی مہر لگائی اور قاضی کے پاس بھیج دی۔

قاضی نے گواہی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کوئی عادل گواہ لانے کو کہا۔ سعید الخیر قاضی کی اس جسارت پر سیخ پا ہوا۔ اس نے واپس آ کر الحکم سے کہا کہ قاضی کو فی الفور معزول کر دیا جائے۔ لیکن امیر الحکم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میری گواہی مت رکھو' قاضی نیک اور پارسا آدمی ہے اور فرض کی ادائیگی میں وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا' اس لئے میں اسے معزول کر کے مسلمانوں کی امانت میں خیانت نہیں کرونگا (۹)

اس واقعہ میں قاضی اور امیر دونوں نے ایک طرح سے محتسب کا کردار ادا کیا۔ قاضی نے عادل گواہ طلب کر کے خود عادل ہونے کا ثبوت دیا' جو محتسب کی ایک شرط ہے اور دوسرے امیر نے قاضی کو معزول نہ کر کے' نیز اپنے چچا کی بات کو ٹھکرا کر ایک اچھے محتسب کا سا فیصلہ دیا۔

احتساب اور عدل گستری

اندلس کے امیر الحکم میں باپ کے مثل عدل گستری کی صفت موجود تھی۔ وہ اپنی غلطی کا اعتراف بھی کر لیتا تھا۔ ایک بار خلیفہ کے محل کی توسیع میں بیوہ کی جائیداد آ گئی۔ بیوہ کو کافی رقم پیش کی گئی' لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس کے باوجود میر عمارت نے اس کی زمین تک محل کی توسیع کر دی۔ قاضی کو معلوم ہوا تو وہ بھی پہلے روز خلیفہ کے ملاحظہ کے وقت ایک گدھا اور خالی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بوری لے کر وہاں پہنچ گئے۔ الحکم سے آمنا سامنا ہوا تو قاضی نے عرض کی کہ امیرالمومنین اس زمین کی مٹی مجھے درکار ہے' اجازت ہو تو لے لوں۔ خلیفہ نے مسکرا کر اجازت دے دی۔ قاضی نے بوری مٹی سے بھر کر خلیفہ سے گدھے پر لادنے کے لئے معاونت کی درخواست کی۔ خلیفہ اس حرکت کو مذاق سمجھ رہا تھا۔ چنانچہ دونوں مل کر بوری اٹھانے لگے۔ بوری کافی وزنی تھی۔ اسے اٹھایا نہ جا سکا اور خلیفہ ہانپ گیا۔ تب قاضی نے کہا: سرکار اس بوجھ کو تو آپ اٹھا نہ سکے' حیران ہوں کہ انصاف کے دن یعنی روز قیامت یہ زمین جو بیوہ سے بغیر رضامندی لی گئی ہے' کس طرح اٹھائیں گے؟ قاضی کے یہ الفاظ احتساب کے لئے کافی تھے۔ الحکم انہیں سنتے ہی آبدیدہ ہو گیا۔ اس نے میر عمارت کو حکم دیا کہ بڑھیا کی زمین فوراً اسے واپس کر دی جائے' اور محل کا یہ حصہ بھی معہ سازوسامان اسے دے دیا جائے (۱۰)

خزانچی' محتسب کے روپ میں

عبدالرحمٰن الثانی اپنے ماتحتوں کی طرف سے کی جانے والی جرح کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے ایک مغنی کے لئے خزانچی کو لکھا کہ تیس ہزار دینار اسے دے دیئے جائیں۔ خزانچی نے بادشاہ کے رقعہ پر یہ لکھ کر لوٹا دیا کہ رعایا کے خزانہ سے گویوں کو اتنی بڑی رقم نہیں دی جا سکتی (۱۱) اس طرح خزانچی نے خود ایک محتسب کا کردار ادا کیا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ عبدالرحمٰن الثانی نے خزانچی کو لکھا کہ ملکہ طروب کو ایک لاکھ دینار دے دیئے جائیں۔ اس پر خزانچی نے لکھا کہ یہ خزانہ امانت ہے۔ بادشاہ کی باندیوں کو اس سے خوش نہیں کیا جا سکتا۔ طروب پہلے باندی تھی اور اب ملکہ بن چکی تھی۔ اس کے باوجود بادشاہ نے یہ جرح قبول کر لی اور احتساب نے اسے بچا لیا۔ اس کے بعد اس نے آئندہ کبھی ایسے رقعات نہ لکھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۸

محتسب ایران میں

خلافت عباسیہ کے انقراض کے بعد ایران میں مختلف حکومتوں اور سلطنتوں کے قیام کے دوران محتسب کا عہدہ انیسویں صدی عیسوی تک برقرار رہا۔ اس عرصہ میں اخلاق عامہ کی نگرانی اور مذہبی فرائض کی مناسب انجام دہی محتسب کے ذمہ تھی اور وہ عوام کی سہولتوں اور آسائشوں کی بھی دیکھ بھال کرتا تھا۔ اس کے فرائض میں بالخصوص یہ باتیں شامل تھیں کہ غلاموں سے بدسلوکی نہ ہونے پائے اور باربرداری کے جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادا جائے۔ ذمیوں کے مفادات کا تحفظ اور ان سے قواعد و ضوابط کی پابندی کرانا بھی محتسب کے ذمہ تھا۔ بایں ہمہ:

> "محتسب کے اہم فرائض میں منڈیوں کی نگرانی کرنا' سوداگروں اور کاریگروں کو بددیانتی سے روکنا اور پیشہ ورانہ انجمنوں اور برادریوں پر کڑی نظر رکھنا شامل تھا۔ وہ مجرموں کو سرسری سزا دینے کا بھی مجاز تھا" (۱)

تقرری کے پروانے

ایران میں محتسب کے لئے عام طور پر دینی جماعت کے کسی ممتاز فرد کو منتخب کیا جاتا تھا۔ تقرری کے وقت اسے جو پروانہ جاری کیا جاتا' اس میں اس کے فرائض درج ہوتے تھے۔ چنانچہ محتسب کی تقرریوں سے متعلق بعض پروانے ایران کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ ان ہی میں سے ایک پروانہ سلطان سنجر کے دیوان کا جاری کردہ ہے۔ یہ پروانہ اوحدالدین نامی ایک شخص کو ماژندران کا منصب محتسب عطا ہونے پر ملا' جس میں اسے تلقین کی گئی ہے کہ :

> "وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابندی کرائے اور اوزان اور پیمانوں میں انضباط اور یکسائی قائم رکھے' تاکہ خرید و فروخت میں کوئی دھوکہ ہو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ عامتہ المسلمین کو کسی قسم کا نقصان پہنچے" (۲)

اس پروانے میں یہ بھی حکم ہے کہ محتسب مساجد اور عبادت گاہوں میں شریعت کے تقاضے پورے کرائے اور وقتاً فوقتاً اس بات کا جائزہ لیتا رہے کہ موذنین اور دیگر عہدیداران مساجد اپنے مذہبی فرائض بہ حسن و خوبی سرانجام دے رہے ہیں یا نہیں۔ نیز وہ بدمعاشوں اور کھلے بندوں ان کی بدکاریوں کو روکے اور برسرعام بدکاری کا ارتکاب نہ ہونے دے (۳) مساجد و مقابر کی حرمت کو برقرار رکھنا اس پروانے کی رو سے محتسب کی ذمہ داری تھی۔ اس کا یہ بھی فرض تھا کہ گرد و نواح میں شراب کا کاروبار نہ ہونے دے اور غیر محرم مرد و عورت کے باہمی اختلاط پر پابندی لگائے (۴)

الجوینی نے اس سلسلے میں اپنی تالیف میں خوارزم شاہی عہد کی بعض دستاویزات پیش کی ہیں (۵) ان میں ایرانی محتسب کے فرائض اور اس کی ذمہ داریوں کا بیان ہے اور یہ قریب قریب وہی ہیں، جن کا ذکر ماژندران کے محتسب کی تقرری کے پروانے میں ہے۔

ایلخانیوں کا عہد

ایلخانیوں (۶) کے قبول اسلام کے بعد ایرانی مذہبی اداروں کے دیگر عہدوں کے ساتھ محتسب کا عہدہ حسب سابق بحال و برقرار رہا، یہاں تک کہ :

> "جب غازان خان نے ساری مملکت میں باٹوں اور پیمانوں کے نظام میں یکسانیت پیدا کرنا چاہی تو اس نے حکم دیا کہ یہ کام صوبے میں محتسب کی موجودگی میں عمل میں لایا جائے" (۷)

ایلخانیوں کی سلطنت کے حدود میں دریائے جیحوں سے بحرہند اور دریائے سندھ سے دریائے فرات تک کا علاقہ بلکہ ایشیائے کوچک کا بہت سا حصہ اور کوہ قاف کے علاقے بھی شامل تھے۔ بعد میں یہی مشرقی علاقے چغتائیوں کے قبضے میں چلے گئے۔ دوسری طرف مقامی خانوادے جنہیں ابتداً جنوبی ایران اور ایشیائے کوچک میں رہنے دیا گیا تھا، آہستہ آہستہ ان کی جگہ ایل خانی عمال نے لے لی (۸) بعض علاقوں میں عمال خود محتسب کا کردار ادا کرتے تھے اور بعض جگہ محتسب کا عہدہ الگ تھا اور عامل کا الگ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تیموری دور کے محتسب

تیموری (۹) عہد کے ایران میں محتسب کا عہدہ پہلے کی طرح نہ صرف برقرار تھا' بلکہ اس میں ترقی بھی ہوئی اور بڑے شہروں کے ساتھ ساتھ چھوٹے شہروں تک محتسب کی تقرری اور اس کے عہدہ کی اہمیت و افادیت کو تسلیم کیا جانے لگا۔ اس دور میں محتسب کے فرائض اور اس منصب کی اہلیت کے لئے ضروری شرائط وہی تھیں' جو سلجوقی عہد میں ہوا کرتی تھیں۔ عبداللہ مروارید نے شرف نامہ میں محتسب کی تقرری کے تین پروانے دیئے ہیں جو ایران کے مختلف شہروں میں محتسب کے وجود اور اس کی ذمہ داریوں سے متعلق بہت سے حقائق منصہ شہود پر لاتے ہیں (۱۰) مثلاً ہرات کے محتسب کے طور پر عبداللہ کرمانی کی تقرری کے پروانے میں اس امر کی وضاحت کر دی گئی تھی کہ:

> "وہ رکن الدین علاء الدولہ کے اشتراک عمل سے احتساب کے فرائض انجام دے گا" (۳)

شاہ رخ کے بارے میں تو مشہور ہے کہ اس نے اپنی وفات (۲۵ ذی الحج ۸۵۰ھ / ۱۲ / مارچ ۱۴۴۷ء) تک مہمات کے علی الرغم رفاہ عام کے کاموں پر نظر رکھی اور عدل و احتساب میں پیش پیش رہا۔ اس کے جانشینوں نے بھی احتساب سے متعلق اس کی روایات کو زندہ رکھا۔

محتسب' صفوی دور میں

صفویوں (۱۲) کے عہد حکومت (۹۰۷ھ-۱۱۳۵ھ) میں تقریباً ہر بڑے ایرانی شہر میں ایک محتسب ہوتا تھا۔ منصب احتساب کے روائتی فرائض اس کے ذمہ ہوتے اور وہ اثنا عشری عقائد کی تائید و ترویج میں بھی حصہ لیتا تھا۔ چنانچہ تبریز کے محتسب کے نام ایک سرکاری دستاویز محررہ ۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۲ء میں اس کے جو فرائض بیان کئے گئے ہیں' ان کے مطابق:

> "اخلاق عامہ کی حفاظت و نگرانی محتسب کے ذمہ تھی۔ وہ شراب نوشی' جوئے بازی اور دیگر خلاف شرع سرگرمیوں کے انسداد میں پیش پیش رہتا تھا۔ خمس اور زکوٰۃ کی وصولی اور مستحقین میں تقسیم اس کی ذمہ داری تھی۔ وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مساجد، مدارس اور اوقاف کی نگرانی اور اوزان و پیمانوں کی جانچ پڑتال کرتا اور یہ بھی دیکھتا کہ گلی کوچوں میں کسی قسم کی رکاوٹ تو پیدا نہیں کی جا رہی۔ وہ بعض جماعتوں اور پیشہ ور برادریوں نیز ملاوں، موذنوں اور غسالوں کے اعمال کا بھی نگران ہوتا۔ کلانتروں، کدخداوں، دارغوں اور عام قانون نافذ کرنے والوں (عمال عرف) کو تاکید تھی کہ وہ نرخوں کے مقرر کرنے میں دخل انداز نہ ہوں بلکہ اس بات کا خیال رکھیں کہ محتسب کو سرکاری واجبات کی ادائیگی ہو رہی ہے" (۱۳)

محتسب الممالک

ایرانی تاریخ کے بعض حوالوں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ایران کے بڑے بڑے شہروں کے محتسب ایک محتسب اعلیٰ کے ماتحت ہوتے تھے۔ تحقیق کے مطابق:

"صفویوں کے عہد میں ایران کا محتسب اعلیٰ، محتسب الممالک کہلاتا تھا۔ شاہ طہماسپ کے زمانے میں یہ عہدہ میر سید علی استر آبادی کو تفویض تھا، جو دربار شاہی کے خطیب تھے۔ بعدازاں یہ منصب سید میر جعفر طباطبائی کو تفویض ہوا۔ شاہ عباس کے عہد میں جب طباطبائی کا انتقال ہوا تو ان کی جگہ میرزا عبدالحسین نے لے لی۔ میرزا عبدالحسین کو قبل ازیں تبریز کے کلانتر کی ذمہ داری حاصل تھی" (۱۴)

ایک اور حوالے سے بھی اس کی تائید و توثیق ہوتی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ:

"محتسب الممالک اپنے نائب مقرر کرتا تھا، تاکہ وہ اس کی جانب سے اس امر کی نگرانی کریں کہ بیوپاری مقررہ قیمتوں پر اشیاء فروخت کر رہے ہیں یا نہیں" (۱۵)

شاردن (Chardin) نے صفوی عہد کے اواخر میں ایران کی سیاحت کی۔ اس کا بیان ہے کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اصفہان میں محتسب ہر ہفتے چیزوں کے نرخ مقرر کرتا۔ نیز مقررہ نرخ سے زائد قیمت وصول کرنے والے دکانداروں کو سخت سزا ملتی تھی" (۱۶)

اس سے گویا اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ قریب قریب ہر بڑے شہر میں الگ الگ محتسب ہوتے تھے اور غالباً اس وقت کے عالم اسلام کے مقابلے میں ایران میں ادارہ احتساب سب سے زیادہ مربوط و موثر تھا۔ یہ تمام ایرانی محتسب، محتسب الممالک یا محتسب اعلیٰ کی نگرانی و ہدایت کے بموجب اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔ اور زیادہ تر ان کے ذمہ اشیائے صرف کی قیمتوں کی جانچ پڑتال تھی۔ تذکرۃ الملوک میں ہے کہ :

"ہر پیشے اور بیوپار کے سربرآوردہ تاجروں کو نرخوں کے بارے میں ہر ماہ بصورت اقرار نامہ محتسب الممالک کی خدمت میں منظوری کے لئے بھیجنا ہوتا تھا۔ وہ اس اقرار نامے کو ناظر بیوتات کے پاس تصدیق کے لئے بھیج دیتا۔ پھر اس کی دستاویزات تیار کر لی جاتیں اور نرخنامے کی خلاف ورزی کرنے پر بھاری جرمانے کئے جاتے" (۱۷)

شاردن نے انکشاف کیا ہے کہ:

"اونچی قیمتیں مقرر کرانے کے لئے دکاندار محتسب کو تحفے تحائف دیا کرتے تھے" (۱۸)

رشوت خور محتسب

زیادہ قیمتیں مقرر کرانے کے لئے تحائف کی پیش کش ایک طرح کی صریح رشوت تھی۔ بادی النظر میں محتسب الممالک کی تنخواہ تو فقط پچاس تومان سالانہ تھی لیکن دوسرے صوبائی شہروں کے محاصل سے دو سو ترپن تومان، بھی اسے ادا کئے جاتے تھے (۱۹) اس کے باوجود محتسب کا دامن رشوت سے پاک نہ تھا۔ تانکوئی جن (Tancoigne) اس معاملے میں شاردن کا ہم نوا ہے۔ اس نے واضح طور پر لکھا ہے کہ :

"ایران میں محتسب رشوت سے بالاتر نہ تھا۔ وہ بسا اوقات رشوت لے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر بیوپاریوں کے مفادات کا تحفظ کرتا تھا" (۲۰)

مراجع التقلید کے ماتحت

محتسب کے بر سر عام رشوت لینے کی وجہ ہی سے صفوی عہد میں ایرانی محتسب کا عہدہ روبہ زوال ہونے لگا اور اس کی نوعیت بتدریج غیر مذہبی ہوتی چلی گئی۔ مورخین کے بیان کے مطابق قانون شریعت کے نفاذ سے متعلق محتسب کو جو فرائض ادا کرنا پڑتے تھے' وہ اس کی تولیت سے نکال کر "مراجع التقلید" کے سپرد کر دیئے گئے۔ ان میں خمس اور زکوٰۃ کی وصولی' وصایا اور مواریث کا انتظام' نابالغوں وغیرہ کے سرپرستوں کے تقرر کا مسئلہ اور امور حسبہ شامل تھے' اس کے بعد :

> "امور حسبہ کی نگرانی کے لئے اجارہ مراجع کی ذمہ داری قرار پا گئی اور اجازت کے حصول میں امیدواروں کے لئے مومن' عادل اور عالم احکام شریعت کی شرائط اہم ٹھہریں" (۲۱)

ان شرائط کے مطابق محتسب اعلیٰ یا دوسرے محتسبوں کا انتخاب کچھ کم دشوار اور غیر اہم نہ رہا۔ محتسب اگرچہ اپنی گزر بسر کے لئے خمس اور زکوٰۃ کے طور پر وصول کردہ مال میں سے مناسب رقوم نکال سکتا تھا اور باقی ماندہ رقم اس مرجع کے حوالے کر دی جاتی تھی' جس نے اس رقم کو مستحقین میں تقسیم کرنے کی اجازت جاری کی ہوتی' اس کے باوجود محتسب کے منصب کا پہلے جیسا وقار قائم رکھنا اب مشکل ہو کر رہ گیا تھا۔ دریں حالات محتسب کے جو فرائض بڑے شہروں کی پیشہ ورانہ جماعتوں اور شہروں کی صفائی سے متعلق تھے' وہ کسی حد تک داروغہ شہر اور کلانتروں نے سنبھال لئے اور بقول وارنگ (Waring) :

> "اب محتسب کے فرائض قیمتوں کو منضبط کرنے اور باٹوں اور پیمانوں کی جانچ پڑتال تک محدود ہو کر رہ گئے لیکن ان امور میں بھی وہ داروغہ شہر کے احکام کا تابع ہوتا تھا" (۲۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب کے عہدے کا زوال

مذکورہ تبدیلی کے بعد محتسب کی کوئی انفرادی حیثیت نہ رہی یہاں تک کہ انیسویں صدی عیسوی میں یہ عہدہ ایران کے بہت سے شہروں سے بتدریج ختم ہونے لگا۔ مورخوں اور سیاحوں کے بیانات اس انقراض کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ایک سیاح جس نے اس زمانے میں ایران کے بعض شہروں کا سفر کیا' اپنی چشم دید شہادت پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ :

"شیراز میں محتسب کے عہدہ کو حال ہی میں ختم کر دیا گیا ہے" (۲۳)

شیراز کے بعد دیگر شہروں سے بھی یہ عہدہ ختم ہوتا چلا گیا۔ چنانچہ میرزا حسین خان رقمطراز ہیں کہ :

"۱۸۷۸ء میں اصفہان میں محتسب کے عہدے کا موثر موجود بالکل ختم ہو گیا" (۲۴)

محتسب کا عہدہ ختم ہونے کے باوجود دلچسپ بات یہ ہے کہ:

"ٹیکس کے کاغذات میں محتسب کے واجبات اور تنخواہوں کا کئی سال تک اندراج ہوتا رہا' حالانکہ دفتر احتساب عملی طور پر بند ہو چکا تھا" (۲۵)

احتساب آقاسی

اصفہان اور شیراز میں تو محتسب کا عہدہ ختم ہو گیا' لیکن ایران کے بعض دوسرے اہم شہروں میں اس کی کوئی نہ کوئی صورت برقرار رہی۔ چنانچہ ۱۸۵۳ء میں تہران میں "احتساب آقاسی" کا ذکر ملتا ہے۔ ایرانی اخبارات کے مطابق :

"منجملہ اور چیزوں کے "احتساب آقاسی" کے فرائض میں اجناس خوردنی اور دیگر اشیائے صرف کے نرخنامے جاری کرنا تھا" (۲۶)

اس دور میں محتسب کا ادارہ "دفتر احتساب" کہلاتا تھا اور اس کی حیثیت ایک بلدیاتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ادارے یا بلدیاتی ادارہ کی شاخ کی ہو کر رہ گئی تھی' کیونکہ محتسب کی ذمہ داریوں میں گلیوں کی صفائی کی نگرانی کرنا شامل تھا۔ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں ناصر الدین شاہ قاچار نے اپنے دور (۱۲۶۴ھ ۔ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۴۸ء ۔ ۱۸۹۶ء) میں جدید طریق پر پولیس کے محکمہ کی تنظیم کی تو احتساب کو اس دائرہ اختیار میں شامل کر دیا گیا۔

"۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں تہران میں محکمہ احتساب کے عملے میں ایک ناظم' دو نائب ناظم' کئی ماتحت عہدہ دار' فراش' سائیس اور سقے وغیرہ شامل تھے" (۲۷)

انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں ایران میں محتسب کا ادارہ غیر موثر و غیر معروف ہونے کے باوجود کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا۔ چنانچہ اس دور کے ایک اخبار کے مختصر مقالہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ مقالہ کے مخاطب منظم السلطنت یعنی "وزیر عظمیہ والاحتسابیہ" ہیں۔ اس میں ان کی کوششوں کو سراہا گیا ہے کہ :

"وہ گلیوں کی صفائی کراتے ہیں۔ آمدورفت کی سہولت بہم پہنچاتے ہیں۔ نرخوں کو اعتدال پر رکھتے ہیں۔ بدچلنی اور چوری کا انسداد کرتے ہیں اور باربرداری کے جانوروں سے بدسلوکی کو روکتے ہیں" (۲۸)

پہلوی دور میں امور حسبہ

ان اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں محتسب کا وہ عروج نہ رہا تھا' جو ابتدائی صدیوں میں تھا۔ اس کی دینی حیثیت اب بطور مہتمم اخلاق عامہ کے بھی ختم ہو گئی تھی اور اس کے باقی ماندہ فرائض پولیس کو تفویض کر دیئے گئے تھے۔ اس دوران یعنی بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں امور حسبہ' مراجع التقلید' کی نگرانی میں انجام پاتے رہے۔ بعد میں جب اعلیٰ حضرت رضا شاہ کبیر پہلوی کے دور (۱۹۲۵ء ۔ ۱۹۴۱ء) میں نئی عدالتیں قائم ہوئیں تو امور حسبہ' خمس اور زکوٰۃ کی وصولی تک محدود ہو کر رہ گئے اور مواریث' وصایا' نابالغوں کی نگہداشت اور سرپرستوں کے تقرر جیسے امور جدید عدالتوں کی تولیت میں دے دیئے گئے (۲۹)

اعلیٰ حضرت ہمایوں محمد رضا شاہ پہلوی نے اپنے دور (۱۹۴۱ء ۔ ۱۹۷۹ء) میں ایران کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی نظام میں ہمہ گیر تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوششیں کیں اور ۱۹۶۲ء میں انقلاب سفید برپا کیا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ :

"انقلاب سفید کے نویں دائرہ عمل میں ہم نے کوشش کی ہے کہ اہل دیہات کو دوسرے طبقہ کے لوگوں کی طرح عدل و انصاف کی نعمت سے بہرہ مند کریں۔ اس کے لئے ہم نے منطقی طریقے سے اقدامات کئے ہیں۔ یعنی بجائے اس کے کہ اہل دیہات کو داد طلبی اور حق رسی کے لئے پایہ تخت یا دوسرے شہروں میں جانا پڑے عدالت کو ہم ان کے پاس لے گئے ہیں" (۳۰)

لیکن ایران کے انقلاب سفید کے نویں دائرہ عمل "خانہ ہائے انصاف" میں بظاہر عدل وانصاف کا ذکر تو موجود ہے، لیکن ایسے کسی محکمہ کی طرف اشارہ نہیں ملتا، جو احتساب کے کام کے لئے ہو۔ ہاں البتہ ایران کے اسلامی انقلاب میں جو امام آیت اللہ خمینی کی کوششوں سے برپا ہوا، احتساب کی وہ مکمل روح پائی جاتی ہے، جس کا تاریخ محتسب سے گہرا تعلق رہا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۹

اسلامی ہند میں نظام احتساب

عرب ہند تعلقات اگرچہ اسلام کے ابتدائی دور میں قائم ہو چکے تھے' تاہم برصغیر پاک و ہند کی سرزمین سے مسلمانوں کا باقاعدہ سیاسی تعلق محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ (۷۱۱ء ۔ ۷۱۳ء) کے بعد استوار ہوا۔ امویوں اور عباسیوں کے دور میں سندھ کی حیثیت خلافت کے ایک مشرقی صوبے کی رہی۔ مقامی حکومت دوسرے صوبوں کی طرح تشکیل پاتی' البتہ اندرونی نظم و نسق سے متعلق تمام امور والی سندھ کے اختیارات پر موقوف تھے۔

تسخیر سندھ دراصل عرب ہند تعلقات کے ایک نئے دور کی ابتدا تھی' جس میں مذہبی رواداری کو بطور خاص فروغ ملا۔ اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق عطا کئے ہیں' ان کی پاسداری کی گئی اور علمائے دمشق نے واضح الفاظ میں یہ فتویٰ بھی دے دیا کہ ہندوستان میں مندروں کی حیثیت خلافت اسلامیہ کے دیگر صوبوں کے عیسائی کلیساؤں اور یہودی معبدوں کے برابر ہو گی چنانچہ:

> "برہمنوں کو ہندو راجاؤں کے دور کے تمام حقوق اور مالگزاری کی وصولی کے اختیارات حاصل رہے" (۱)

یہاں تک کہ راجہ داہر کے وزیر کو اس کے عہدے پر بحال رکھا گیا (۲) اور دیگر برہمن عہدیداران بھی اپنے اپنے فرائض حسب سابق انجام دیتے رہے (۳) سندھ پر گویا عربوں کے قبضہ کے باوجود نظم و نسق عملاً ہندوستانیوں کے ہاتھ میں رہا:

> "ہندو فصل خصومات میں شاستر پر عمل کرنے میں آزاد تھے" (۴)

وہ اپنے مقدمات کا خود فیصلہ کرتے اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی۔ ایشوری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پرشاد نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دیوانی مقدمات کے فیصلے ہندوؤں کی قدیم پنچائتیں ہی کرتی تھیں (۵) عام اور سیاسی جرائم کی صورت میں سندھ کے مسلم اور غیر مسلم سب برابر تھے۔

"مسلمانوں میں اکثریت سپاہیوں کی تھی' ان کیلئے قاضیوں کا تقرر عمل میں آیا۔ قاضی' مفتی کے مشورے سے شریعت کے مطابق فیصلے کرتے تھے اور ان کے فیصلوں کا مرافعہ گورنر کی عدالت میں ہوتا تھا" (۶)

امکان غالب ہے کہ محتسب کی ذمہ داریاں بھی اس دور میں قاضی کو تفویض ہوں گی اور یہ امر یقینی ہے کہ قاضی کے فیصلوں کا مرافعہ گورنر کی عدالت میں ہوتا تھا (۷)

آل سبکتگین

محمد بن قاسم نے سندھ میں نظم و نسق اور بالخصوص عدل و احتساب کی جو اعلیٰ مثالیں قائم کیں' بعد کے مسلم فاتحین نے ان کا تتبع کیا۔ آل سبکتگین (۸) فتح سندھ کے تقریباً تین سو سال بعد پنجاب میں برسر اقتدار آئے۔ وہ ابتداء میں ساسانیوں کے خوشہ چیں تھے۔ محمود غزنوی کا سکوں پر اپنے کو سامانی گورنر ظاہر کرنا (۹) اس کا بین ثبوت ہے۔ ۹۹۹ء میں اس نے خلیفہ بغداد سے اپنے آزاد سلطان ہونے کی سند منگوائی اور "امیر" کا لقب اختیار کر لیا (۱۰) مذہبی رواداری' نظم و نسق اور بالخصوص نظام قضاء واحتساب میں اس نے سندھ کے علاوہ بغداد کے سیاسی تجربات سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا۔

محمود غزنوی کے دور میں محتسب کی باقاعدہ تقرری کا ذکر بعض واقعات میں ملتا ہے۔ نظام الملک طوسی نے ایک ایسا واقعہ بیان کیا ہے' جس سے محتسب کے کردار کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ محمود غزنوی ایک مرتبہ رات بھر اپنے ندمائے خاص کے ہمراہ شراب پیتا رہا۔ صبوحی بھی نوش کی۔ محمود کے سپہ سالار علی نوشتگین کا سر چکرانے لگا۔ زیادہ مقدار میں پینے سے تکلیف بیداری اثر انداز ہوئی تو اس نے گھر جانے کے لئے سواری طلب کی۔ محمود غزنوی نے اسے روکا اور مشورہ دیا کہ اس حالت میں باہر نکلنا ٹھیک نہیں۔ مناسب یہی ہے کہ نماز ظہر تک یہیں آرام کر لو' تب بقائمی ہوش و حواس چلے جانا کیونکہ اگر تمہیں اس حال میں محتسب نے دیکھ لیا تو شرعی سزا دے گا' جس سے تمہاری آبرو جاتی رہے گی اور مجھے بھی رنج ہوگا اور میں کچھ نہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر سکوں گا:

"گویند سلطان محمود ہمہ شب باخصکیان و ندیمان شراب خوردہ بود و صبوح گرفتہ علی نوشتگین و محمد عربی کہ سپاہ سالاران محمود بودند در ایں مجلس حاضر بودند و ہمہ شراب خوردند و بیدار شدند۔ محمود چوں روز بچاشتگاہ رسیدہ بود علی نوشتگین سرکرداں کشت و رنج و بیداری از افراط شراب برواثر کرد دستوری خواست تاخانہ خویش رود محمود گفت صواب نیست روز روشن بدیں حال بروی ہم اینجا بیا سای تا نماز دیگر و آنگاہ بہشاری بروی کہ اگر ترا بریں حال محتسب بہ بیند حد بزند و آب روی تو برود و دل من رنجور کردد وہیچ نتوانم" (۱۱)

سیاست نامہ میں ہے کہ نصف لاکھ فوج علی نوشتگین کے زیر کمان رہتی تھی۔ وہ بڑا بہادر اور اپنے زمانے کا مانا ہوا جنگجو تھا۔ طاقت میں اس کی حیثیت ہزار مردوں کے مساوی سمجھی جاتی تھی۔ اسے وہم بھی نہ تھا کہ محتسب اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنا تو درکنار' اس کے متعلق کسی قسم کی سزا کے متعلق سوچ سکے گا۔ چنانچہ بہادری و سرداری کے زعم میں وہ نشے کی حالت ہی میں نکل کھڑا ہوا۔ سواروں' غلاموں اور ملازموں کی ایک بڑی جمعیت اس کے ہمراہ تھی۔ ابھی تھوڑی دور ہی پہنچا تھا کہ :

"محتسب او را دید باصد مرد سوار و پیادہ و چوں علی نوشتگین راچناں مست بدید بفرمود تا ازا سپش فرد کشیدند و خود از اسب فرود آمد و بدست خویش بزدلی محابا چنانک زمیزا بدندان می گرفت و حاشیت و لشکرش می نگریستند ہیچ کس زھرہ آں نداشت کہ زبان بجنباند وآں محتسب خادمی ترک بود پیر و حقہاء خدمت داشت چوں برفت علی نوشتگین رابخانہ بردند" (۱۲)"

خواجہ نظام الملک طوسی کے بیان کے مطابق: محتسب نے جس کے ساتھ سو سوار اور پیادے تھے' علی نوشتگین کے دستے کو دیکھ لیا۔ اس کی نظر علی نوشتگین کی مستی و مدہوشی پر پڑی تو حکم دیا کہ اسے گھوڑے پر سے کھینچ لیا جائے۔ پھر محتسب خود گھوڑے سے اترا اور اپنے ہاتھ سے علی نوشتگین کو ایسی ضربیں لگائیں کہ وہ زمین پر دانت رگڑنے لگا۔ اس کے حاشیہ بردار اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لشکری دیکھ رہے تھے، مگر کسی کو لب ہلانے کی جرات نہ ہوئی۔ وہ محتسب ایک بوڑھا ترک خادم تھا جو حق خدمت انجام دیتا رہا۔ جب وہ چلا گیا تو علی نوشتگین کو اٹھا کر اس کے گھر لے جایا گیا۔

سیاست نامہ میں مزید لکھا ہے کہ اگلے روز علی نوشتگین نے اپنی برہنہ پشت محمود غزنوی کو دکھائی تو وہ شاخ شاخ ہو رہی تھی۔ علی نوشتگین کا خیال تھا کہ محمود محتسب کی اس حرکت پر برہم ہو گا لیکن اس نے محتسب کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی بلکہ مسکرایا اور اسے کہا کہ :

"توبہ کرو اور مستی کے عالم میں گھر سے باہر نہ نکلا کرو" (۱۳)

محمود غزنوی نے قواعد سلطنت اور قوانین سزا و عقوبت چونکہ مستحکم بنیادوں پر استوار کر رکھے تھے، لہٰذا اس کے دور میں عدل و احتساب کا دور دورہ تھا اور محتسب اپنے فرائض کامل دیانتداری سے سرانجام دیا کرتے تھے۔

محمود غزنوی خود بھی محتسب کے فرائض ادا کرتا تھا۔ سیاست نامہ کے مطابق کسی نے محمود غزنوی کے ایک قاضی کے پاس سربمہر تھیلے میں دینار امانت رکھوائے۔ قاضی نے تھیلا کاٹ کر اس میں تانبے کے سکے بھر دیئے اور پھر اسے رفو کرا کر اسی طرح سربمہر واپس کر دیا۔ اس شخص نے تھیلا کھول کر دیکھا اور حیران رہ گیا۔ قاضی سے شکایت کی، تو اس نے کہا کہ مہر دیکھ لو، مجھے کیا معلوم کہ اس میں کیا تھا؟ محمود غزنوی کے پاس شکایت پہنچی تو اس نے امانت میں خیانت کے اس جرم کی خود ایک محتسب کی حیثیت سے تحقیقات کی اور بالآخر اس رفوگر کا پتا چلا لیا، جس نے قاضی کے کہنے پر تھیلے کو رفو کیا تھا؟ اس کے بعد محمود غزنوی نے قاضی کو پھانسی کی سزا سنائی، لیکن بعد میں اس کی پیرانہ سالی کے باعث دائرہ احتساب کو فقط قاضی کی ضبطی جائیداد اور معزولی تک محدود کر دیا (۱۴)

محمود غزنوی کے جانشین سلطان ابراہیم مسعود کے دور (۱۹ صفر ۴۵۱ھ - ۴۹۲ھ) میں بھی محتسب کا عہدہ برقرار رہا۔ اس عہد میں محتسب کے فرائض میں اخلاق عامہ سے متعلق امور شامل تھے۔ وہ ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کے علاوہ ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کرنے اور انہیں سزائیں تک دینے کا مجاز و مختار تھا۔ بسا اوقات سلطان خود محتسب کا کردار ادا کرتا تھا۔ سیاست نامہ طوسی کے ایک واقعہ کے مطابق :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"غزنی میں نانبائیوں نے دکانیں بند کر دیں، جس کے نتیجے میں نان نایاب ہو گیا اور غرباء و فقراء کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ فریاد لے کر سلطان ابراہیم کے پاس آئے۔ سلطان نے نانبائیوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ وہ آئے تو اس صورت حال کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے عرض کی کہ جب بھی گندم اور آٹا شہر میں لایا جاتا ہے، آپ کے خباز (نانبائی) خرید کر ذخیرہ کر لیتے ہیں اور ہمیں ایک سیر آٹا بھی خریدنے نہیں دیتے، بلکہ کہتے ہیں کہ حکم یہی ہے۔ سلطان نے حکم دیا کہ خباز خاص کو لا کر ہاتھی کے پاوں تلے ڈال دیا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ جب خباز خاص مر گیا تو اسے ہاتھی کے دانتوں کے ساتھ باندھ کر شہر میں گھمایا گیا۔ نیز منادی کرا دی گئی کہ جو نانبائی دکان نہیں کھولے گا اس کا یہی حشر ہو گا۔ خباز خاص کا تمام ذخیرہ اناج بانٹ دیا گیا۔ نماز مغرب کے وقت ہر دکان کے سامنے پچاس پچاس من نان پڑے تھے اور کوئی خریدار نہ تھا" (۱۶)

سلاطین دہلی

۱۱۹۲ء میں شہاب الدین محمد غوری کے دہلی پر قبضہ کے باوجود سلطنت دہلی کی باقاعدہ ابتداء ۱۲۰۶ء میں قطب الدین ایبک سے ہوئی۔ اول الذکر حکمران کا انتقال ہوا تو ثانی الذکر ہندوستان کا خود مختار بادشاہ بن گیا (۱۷) قطب الدین ایبک اور اس کے بعد کے ابتدائی ترک فرمانروا جنہیں منہاج سراج نے قطبی، شمسی اور بلبنی سلاطین کے نام سے یاد کیا ہے، درحقیقت ترک غلام تھے، مگر سریر آرائے سلطنت ہونے سے پہلے ہر کوئی اپنے آقا سے آزادی حاصل کر چکا تھا (۱۸)، قطبی اور شمسی سلاطین کی دہلی پر ۱۲۹۰ء تک حکومت رہی۔ شمس الدین التمش (التتمش) کے انتقال کے بعد مرکزی اقتدار میں ضعف آ جانے پر گو غلامان چہل گانہ نے زور پکڑا، تاہم بلبن نے مدافعی تدابیر اور نظم و نسق کی اصلاحات پر زور دے کر حکومت کو استحکام بخشا۔

۱۲۹۰ء میں دہلی پر خاندان خلجی کی حکومت قائم ہوئی اور ۱۳۲۱ء میں تغلق برسر اقتدار آئے۔ جلال الدین خلجی حلیم الطبع ہونے کے باعث اصلاح احوال کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکا، البتہ علاوالدین خلجی نے نظم و نسق کو بہتر طور طریقوں پر چلانے کی بھرپور کوششیں کیں۔ سلطان غیاث الدین تغلق نے بھی نظم و نسق کی بہتری کے لئے کامیاب اصلاحات کا نفاذ کیا (۱۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مورخین کی تصریحات کے مطابق ترک سلاطین ہند کا حکومتی نظم و نسق اسلامی تصورات کے عین مطابق نہیں تھا' بلکہ اس میں قدیم ایرانی روایات بھی کافی حد تک دخیل تھیں۔ برنی کے بقول یہ ترک شاہی' ایرانی روایات کے تابع تھی (۲۰) جس پر تری پتی کی رائے میں' ہندو اثرات بھی مرتسم ہوئے (۲۱) لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ہندوستان کا نظام عدل و احتساب اسلامی روایات کے بالکل برعکس رہا۔ چنانچہ سلطان معزالدین کی طرف سے اپنے آپ کو "ناصر امیر المومنین" لکھنے اور اس کے بعد سلاطین کی طرف سے خود کو خلیفہ کا ماتحت سمجھنے اور "دارالاسلام" سے وابستہ رکھنے (۲۱) کی مثالیں ملتی ہیں۔ جلال الدین خلجی کے انتقال تک تو خلیفہ مستعصم باللہ کا نام دہلی کے سکوں اور علاو الدین خلجی کے ناصر امیر المومنین اور یمین الخلیفہ (۲۲) کہلانے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ نیز محمد بن تغلق نے خلافت مصر سے ناطہ جوڑا اور خلفائے راشدین کے نام بھی سکوں پر کندہ کرائے (۲۳) جن سے ایک طرف سلطنت دہلی کے مشرقی خلافت کا ایک جزو ہونے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے' دوسری طرف عام نظم و نسق میں ایسے متعدد تحریری شواہد ملتے ہیں' جو اس بات کے غماز ہیں کہ مسلم سلاطین ہند کے عہد کی مرکزی حکومت کی تشکیل کسی طور خلافت عباسیہ کے طرز پر قائم تھی۔ قرائن بتاتے ہیں کہ :

> "قطب الدین ایبک نے اپنے دور میں موجود اداروں کی خوشہ چینی کی اور غزنویوں کے بہت سے عہدیداروں سے کام لیا" (۲۴)

فرشتہ نے تصریح کی ہے کہ بغداد کی مشہور شخصیت فخرالدین عصامی کو شمس الدین التمش نے اپنے دربار سے وابستہ کر لیا تھا (۲۵) عصامی جو تیس سال تک خلافت میں وزارت پر متعین رہ چکے تھے' خود ان کی تصنیف سے اس کی تائید ہو جاتی ہے (۲۶) ایبک کے عہد میں آداب الملوک لکھی گئی۔ فخر مدبر نے اپنی اس تصنیف میں نظم مملکت سے متعلق تمام اصولوں کو جمع کر دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے سلاطین ان سے مستفید ہوتے رہے اور کسی نہ کسی خلیفہ کی سیادت قبول کرنے کے باوجود سلاطین دہلی فی الحقیقت ایک آزاد اور خود مختار سلطنت کے مالک تھے۔ ان کا طریق حکومت گو شخصی حکمرانی تھا' تاہم مملکت کا سربراہ سلطان اور فوج کا سپہ سالار بھی وہی ہوتا تھا۔ اصولاً وہ اپنے کو شرع اسلام کے تابع اور اس کا داعی گردانتا اور شرع کی تعمیل کروانا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ بشیر احمد نے تصریح کی ہے کہ :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"سلاطین دہلی بالعموم شرع کے سختی سے پابند تھے" (۲۷)

موسس سلطنت دہلی کے بارے میں یہی رائے الفنسٹن کی ہے (۲۸) برگس نے قطب الدین ایبک کے دور میں بہترین قوانین کے نفاذ کا اعتراف کیا ہے (۲۹) ایبک قاضی فخرالدین کوفی ایسے متبحر عالم کا شاگرد تھا۔ فخرمدبر نے اس کے نظام عدل کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے :

"عدل را بران جملہ بنانہاد کہ باچندان لشکر کہ در ضمن رایات عالیہ بودند از ترک و غوری و خراسانی و خلجی و حشم ہندوستان از راتکان و تکران و باسعیدان و تقاریق ہیچ آفریدہ رازہرہ آں نبود کہ برگ کاہ و تای نان و گوسفندی از صحرا و مرغی از آباد انی از کسی بستدی ویاخانہ رعیتی سپنج کردی' و سنت بادشاہ شہید را کہ مخدوم و مربی وی بود و از و آموختہ بود بعدل اقامت نمود" (۳۰)

قطب الدین ایبک کے بعد اس کے جانشین حکمرانوں نے بھی عدل و احتساب کی روایات کو زندہ رکھا۔ اور دیوان المظالم' احتساب اور مختلف درجوں کی عدالتیں قائم کیں (۳۱) عدالتوں کے فرائض اور اختیارات متعین تھے۔ وزارت کا عہدہ نظم و نسق کے اعتبار سے سب سے عظیم تھا۔ زیادہ تر مالی امور کی نگرانی اس کے ذمہ ہوتی تھی۔ بسا اوقات شعبہ عدل و احتساب کی نگرانی بھی اسے تفویض کر دی جاتی تھی (۳۲) نائب وزیر مشرف ممالک اور مستوفی ممالک ایسے عہدیداران وزیر کی معاونت کرتے تھے۔ فوج کا نظم و نسق عارض ممالک کے سپرد تھا اور ڈاک اور خبر رسانی کا برید ممالک کے ۔ قاضی کے فیصلوں کی تعمیل کرانا' نیز ملزمین اور مجرمین کو عدالت میں پیش کرنا امیر داد کی ذمہ داری تھی۔ عدلیہ کا نگران قاضی ممالک ہوتا تھا۔ بادشاہ کی عدم موجودگی میں امیر داد کو عدالت مظالم کی سماعت کے اختیارات حاصل تھے اور :

"کوتوال پولیس کا اعلیٰ عہدیدار اور محتسب' ملک کے اخلاق عامہ کی نگہداشت کے لئے مامور تھے۔ اشیاء کے نرخ اور منڈیوں کی نگرانی محتسب کے سپرد تھی۔ چونکہ محتسب' کوتوال اور امیر داد کے فرائض ملے جلے تھے' اس لئے یہ باہم تعاون کرتے تھے" (۳۳)

سلاطین دہلی کے دور میں مرکز میں عدل و احتساب کا فریضہ زیادہ تر بادشاہ خود انجام دیتے

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ امیر داد، محتسب اور کوتوال اپنے اپنے محکموں کی نگرانی کے علاوہ بادشاہ کو بھی صحیح صورت حال سے باخبر رکھتے تھے۔ صوبوں اور ضلعوں میں قاضی اور محتسب الگ ہوتے تھے۔ سفر نامہ قاضی تقی متقی میں ہے کہ التمش (۶۰۸ھ ۔ ۶۳۳ھ / ۱۲۱۱ء ۔ ۱۲۳۶ء) نے انبالہ میں ایک قاضی مقرر کیا، جو مخلوط آبادی کے چند سو گھروں کے اس چھوٹے سے گاؤں کے معاملات پر نظر رکھتا تھا۔ قاضی تقی متقی ہی کے بقول:

"مسلم سلاطین کے زمانے میں محتسب اور قاضی کے علاقائی فرائض اور ان کے باہمی تعلقات وہی ہوتے تھے جو مرکزی علاقوں میں ہوتے تھے" (۳۴)

الیٹ کی تصریح کے مطابق، جس کی طرف ابن بطوطہ نے بھی عجائب الاسفار میں اشارہ کیا ہے، التمش نے طالبان عدل کے لئے اپنے محل کے باہر ایک زنجیر لگوا رکھی تھی (۳۵) انصاف چاہنے والے کو اسے ہر وقت کھینچنے کا اختیار تھا۔ برنی کے بقول مظلومین کو رنگین لباس پہن کر دربار میں آنے کی عام اجازت تھی (۳۶) یہ ایک طرح سے پہچان تھی کہ کوئی مظلوم کو بادشاہ کے پاس آنے سے نہ روکے۔ یوں بادشاہ کو رعایا کے ساتھ ہر معاملے کی خواہ وہ مالی ہو یا اخلاقی، اس کی خبر رہتی تھی اور اس میں امور احتساب شامل تھے۔

سلطان شمس الدین التمش کے بعد اگرچہ مرکزی حکومت کی گرفت مضبوط نہ رہ سکی، تاہم بلبن نے مرکزیت کو قائم رکھنے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ "اس نے ایرانی انداز میں شاہی اقتدار کو سہارا دینے کی سعی کی" (۳۷) بغداد کے شاہی خاندان کے مدبر و سیاستدان بھی جمع کئے اور دہلی کو اسلامی دنیا کی توجہ کا مرکز بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ وہ شرع کی پابندی کرتا تھا، لیکن بقول ڈاکٹر ایشور اٹوپا اپنے آپ کو جمہور کی بجائے صرف خدا کے سامنے جوابدہ گردانتا تھا (۳۸)

مورخین کی تصریحات کے مطابق التمش کے بعد رضیہ سلطانہ، ناصر الدین محمود اور بلبن نے عدل و احتساب کی روایات زندہ رکھیں اور نظم احتساب میں بالخصوص بلند معیار قائم کئے۔ عدل و احتساب کے معاملے میں وہ اپنے قرابت داروں کو بھی معاف نہیں کرتا تھا۔ "ایک بار اس کے ایک انتہائی قریبی درباری امیر، ملک باربک نے اپنے کسی ملازم کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملازم کی بیوہ فریادی ہوئی۔ سلطان بلبن نے اسی طرح بیوہ کے سامنے ملک باربک کو قتل کرانے میں قطعاً تاخیر نہ کی" (۳۹) محمد اللہ اور ایشوری پرشاد نے اس واقعہ کو قلمبند کرنے کے بعد اس کے عدل و انصاف کی ایسی خوبیاں بیان کی ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بلبن کے دور میں احتساب کی روایات بھی زندہ رہیں۔ وہ اپنے جاسوسوں کے ذریعے معاملات پر نظر رکھتا تھا۔ جاسوسوں کے تساہل پر انہیں بھی سزا دی جاتی تھی (۴۰) قاضی تقی متقی کا بیان ہے کہ :

"سلطان بلبن ایک اچھی حکومت کے لئے محکمہ احتساب کو ضروری خیال کرتا تھا۔ اس نے اپنے پیشروؤں کے برعکس کسی چھوٹے سے چھوٹے شہر اور غیر اہم مقام کو بھی نظر انداز نہیں کیا" (۴۱)

۱۲۹۰ء میں خلجی سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ جلال الدین خلجی تو اپنی نرم طبیعت کے باعث نظم و نسق مملکت پر زیادہ توجہ نہ دے سکا' البتہ اس کے جانشین علاو الدین خلجی نے حکومت علائیہ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے اصلاح احوال اور عدل و احتساب کو خاطر خواہ اہمیت دی اور اس ضمن میں کامیاب تجربات کئے (۴۲) فرشتہ کا بیان ہے کہ علاو الدین خلجی نے اقتدار میں علماء کرام کو شرکت کا موقع نہیں دیا (۴۳) بلکہ بقول ایشوری پرشاد ہر دنیوی قانون کو سلطان کی مرضی کے تابع رکھا (۴۴) امیر خسرو نے اس کے نظام عدل و احتساب کے متعلق لکھا ہے :

"واگر از رقم نصفت ایں درگاہ سلسلہ جنبانیدہ شود آہوئے دوشاخہ قلم زنجیر برگردن شیران معنی نہدزہی عادل کہ از مہابت عدل او پیلان مست درراہ موریف کنان پائے برزمین نہادہ و پلنگان شیرگیر پیش محراب تیغ او از صبوحی خون حیوانات توبہ کردہ محتسب انصاف او چنگ و نائے شیران شکستہ و دور ظالمان سگ روئے برانداختہ و کاسہ سر عوانان خوک خوار نگو نسار گرد انیدہ۔ و خون جباران بزگیر" (۴۵)

علاو الدین خلجی کے زمانے میں ایک قاضی نے شراب پی تو اس پر مقدمہ چلا کر سزائے موت دی گئی درحقیقت مسلم سلاطین ساتویں صدی ہجری/ تیرہویں صدی عیسوی میں محسوس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگے تھے کہ ہندوستان کی تسخیر ان ہی کے زور بازو کی مرہون منت ہے۔ اسی لئے ان میں سے اکثر کے نزدیک مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ احکام شریعت کی پیروی اور درستی اخلاق میں ہرگز تساہل پسندی کا مظاہرہ نہ کریں۔ مملکت کے استحکام، نظم و ضبط، سالمیت و تحفظ اور یکجہتی کے لئے بھی یہ بات ضروری تھی اور پھر یہاں کا مسئلہ عالم اسلام سے قدرے مختلف تھا کہ برصغیر میں ہندوؤں کی اکثریت اور ان کی معاشرت اور رسومات نے کئی طرح کی الجھنیں اور مشکلیں پیدا کر رکھی تھیں۔ اہل الذمہ بھی نظر انداز کرنے کے لائق نہ تھے اور یہی وجہ تھی کہ بقول منہاج سراج اور العتبی:

"جہاں بھی مسلم آبادی قائم ہوتی یا چھاونی کی بنا ڈالی جاتی، وہاں ایک محتسب اور قاضی بھی رکھا جاتا" (۴۶)

محتسب کی ذمہ داریاں گو اخلاق عامہ تک محدود تھیں، تاہم اس کا دائرہ کار بسا اوقات دیوان المظالم تک بڑھ جاتا تھا۔ ۱۳۲۱ء میں تغلق خاندان دہلی میں برسر اقتدار آیا، تو عدل کے ساتھ ساتھ احتساب کی روایات بھی چودھویں صدی عیسوی کی حدود میں داخل ہو گئیں اور ان ہر دو کا محکمانہ وجود کسی نہ کسی طور برقرار رہا:

"غیاث الدین تغلق نے نظم و نسق میں متعدد اصلاحات کا نفاذ کیا" (۴۷)

نظام الدین احمد بخشی نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ غیاث الدین تغلق میں اعلیٰ سیاسی صلاحیتیں موجود تھیں۔ اس کے دور میں سلطنت دہلی کا نظم و نسق بہت بہتر اور مفید رہا (۴۸)

محمد تغلق (۷۲۵ھ - ۷۵۲ھ / ۱۳۲۵ء - ۱۳۵۱ء) کے متعلق مولف طبقات اکبری نے اعتراف کیا ہے کہ وہ ایک بڑا عالم تھا (۴۹) اس نے دہلی کی قضاء ابن بطوطہ کے سپرد کی۔ اس کے متعلق ابن بطوطہ کا اپنا بیان ہے کہ:

"سلطان سب سے زیادہ منکسر المزاج اور عادل واقع ہوا" (۵۰)

بعض مورخین کے بیان کے مطابق محمد تغلق نہایت سخت گیر تھا (۵۱) مگر اس کی یہ روش شاید قانون کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے تھی۔ اس سخت گیری کے باوجود وہ اپنے اوپر تنقید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برداشت کرتا تھا۔ "شیخ زادہ جامی نے ایک بار اسے ظالم سلطان کہہ کر یاد کیا۔ محمد تغلق یہ الفاظ سن کر پیدل چل کر قاضی کی عدالت میں حاضر ہوا اور اس کی شکایت کی" (۵۲) کہ شیخ زادہ جامی کا محاسبہ کیا جائے۔ محمد تغلق نے اپنی ذات کے حوالے سے بعض دوسرے بادشاہوں کی طرح اس مسئلے میں کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی بلکہ یہ مقدمہ قاضی کی عدالت میں پیش کر دیا۔

سلطان محمد تغلق کے عہد میں عدل و احتساب کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک امیر نے سلطان کے خلاف اپنے بھائی کو بلاوجہ سزا ملنے پر شکایت کی۔ قاضی نے سلطان کو عدالت میں طلب کیا اور اس کے خلاف فیصلہ سنایا۔ سلطان نے مدعی کو تاوان ادا کر کے اپنی جان چھڑائی۔ اسی طرح ایک اور شخص نے سلطان پر کچھ رقم کا دعویٰ کیا۔ قاضی نے محتسب کی حیثیت سے سلطان کو بلایا اور اسے مدعی کی رقم ادا کرنے کا حکم دیا۔

برنی اور فرشتہ کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاو الدین خلجی اور محمد تغلق ایسے حکمران اپنے آپ کو احتساب و مواخذہ سے بالا تر سمجھتے تھے اور علاء الدین خلجی نے تو قاضی مغیث الدین سے گفتگو کے دوران یہاں تک کہہ دیا تھا:

"ملک داری و جہانبانی علیحدہ کاریست و احکام شریعت علیحدہ" (۵۳)

لیکن ان بادشاہوں نے بقول مورخ فرشتہ: رعایا کے سامنے شرعی احکامات کی برابر پابندی کی (۵۴) اور نظم و نسق کی بہتری کی خاطر عدل و احتساب کی روایات کا نہ صرف احترام کیا' بلکہ انہیں اپنی کمزوریوں کے باوجود قبول بھی کرتے رہے۔ محمد تغلق کے متعلق تو یہاں تک مشہور ہے کہ وہ سزاوں کے نفاذ میں تشدد سے کام لیتا تھا اور عمل احتساب کا اتنا معتقد تھا کہ خود محتسب بن جاتا تھا۔ ایمان کی مبادیات کے بارے میں عامتہ المسلمین سے پوچھ گچھ اس کی عادت تھی۔ اس کے عہد حکومت میں محتسب بڑی آن بان کا مالک ہوتا تھا۔ قلقشندی اور ابن فضل اللہ العمری نے تصریح کی ہے کہ:

"محمد تغلق کے دور میں محتسب کو آٹھ ہزار ٹنکے تنخواہ ملتی تھی" (۵۵)

فیروز شاہ تغلق کے متعلق کہا جاتا ہے کہ بعض اوقات سلطان ان رسوم و رواج یا بدعات کے نمٹانے میں ذاتی طور پر دخل دیتا تھا' جنہیں وہ غیر شرعی یا ملحدانہ سمجھتا تھا یا جو معاملات محتسب کے دائرہ کار سے باہر ہوتے تھے (۵۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فیروز شاہ تغلق کے دور میں گویا محتسب کے حدود متعین تھے اور وہ اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ سلطان جتنا راسخ العقیدہ مسلمان ہوتا' اتنا ہی وہ لوگوں کی اخلاقی اور مذہبی حالت کو سدھارنے کی کوشش کرتا۔ بعض اوقات سلطان کو رائے عامہ کے دباو کے سبب خود کو اور اپنے ماحول کو شرع کا پابند رکھنا پڑتا تھا۔ اولیاء و صلحاء وقت کی حق گوئی بھی سلاطین دہلی کی اصلاح کا باعث ہوتی تھی (۵۷)

سلطان فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں احتساب کے معنی و مفہوم میں یہ بات شامل تھی کہ ہر قسم کے ظلم و تعدی سے لوگوں کو روکا جائے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اس دور میں حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد منیریؒ (۵۸) سے خواجہ عابد ظفر آبادی نے فریاد کی کہ ان کا مال ظلم و تعدی سے تلف کر دیا گیا ہے۔ حضرت مخدوم الملک نے سلطان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی اور بہت ہی بلیغ پیرایہ اور عالمانہ انداز میں احتساب کی تلقین کی۔ سلطان کو ایک مکتوب تحریر فرمایا کہ :

"حضرت بلالؓ کی روایت کے مطابق' وہ ایک روز حضور نبی کریمؐ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاں مکہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک نصرانی نے آ کر آپؐ سے عرض کی کہ اگر آپ رسولؐ برحق ہیں تو پھر قوی ضعیف پر ظلم کیوں کرتا ہے؟ پیغمبر اسلام کے استفسار پر نصرانی نے بتایا کہ ابوجہل نے میرا مال غصب کر لیا ہے۔ یہ وقت آپؐ کے قیلولہ کا تھا اور شدید گرمی پڑ رہی تھی' اس کے باوجود آپؐ نصرانی کو ساتھ لے کر ابوجہل کے دروازے پر پہنچے۔ ابوجہل کو غصہ آیا۔ اس نے لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اس وقت دستک دینے والے کو جان سے مار ڈالوں گا' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ آپؐ نے نصرانی کا مال لوٹانے کا حکم دیا تو تعمیل کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آپؐ کسی آدمی کو بھیج دیتے' میں اس کا مال واپس کر دیتا۔ نصرانی نے مال دیکھا تو اس میں ایک معمولی سا تھیلہ کم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی ڈھونڈھ لانے کو کہا۔ تب ابوجہل ایک بہتر تھیلا اٹھا لایا اور کہا کہ مجھے اصل تھیلا تو نہیں مل رہا' اس لئے یہ لے آیا ہوں۔ رسول اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصرانی سے پوچھا کہ یہ تھیلا بہتر ہے یا اپنا ہی لینے کے خواہاں ہو۔ اس کے مثبت جواب پر آپؐ نے فرمایا: خدا کی قسم میں اس وقت تک ہرگز یہاں سے نہ جاتا' جب تک تمہارا اصل تھیلا نہ مل جاتا یا ابوجہل اس کی قیمت ادا نہ کر دیتا (۵۹)

سلطان فیروز شاہ تغلق کو محتسب کی ذمہ داریوں اور فرائض کا احساس دلانے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو بروئے عمل لانے کے لئے یہ واقعہ کافی تھا۔ مورخین کہتے ہیں کہ اس نے خواجہ عابد کا مال غصب کرنے والوں کا محاسبہ کیا' اور حضرت مخدوم الملک سے بھی معذرت چاہی۔

تاریخ ہند کی قدیم کتب کے مطابق خلجی اور تغلق ہر دو حکمرانوں کے دور میں محتسب کا ایک اہم فریضہ رسد رسانی اور اجناس خوردنی کے نرخوں کا انضباط بھی تھا۔ سلاطین سختی سے شراب خوری' جوئے بازی اور دیگر معاشرتی و اخلاقی برائیوں کا استیصال کرتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ اگر لوگوں کے اخلاق نہ سدھارے گئے تو مجرموں کو خلاف شریعت اعمال پر دی جانیوالی سخت سے سخت ترین سزائیں بھی بے اثر رہیں گی' لیکن اس کے ساتھ ساتھ احتساب کے عمل کو موثر بنانے کے لئے حدود و تعزیرات پر بھی عملدرآمد کیا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر:

"شرابیوں کو تین ماہ کی قید تنہائی کے علاوہ شرعی حد کے مطابق پوری سزا دی جاتی تھی" (۶۰)

تاریخ فیروز شاہی کے مطابق تغلق دور میں محتسب کا ایک اہم فریضہ دینداری کی حمایت اور بے دینی کا قلع قمع کرنا تھا۔ احتساب کے خوف سے تو دینی درسگاہوں کے مدرسین اور مقبول عام واعظ تک اپنی تقاریر میں محتاط رہتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محتسب کے دائرہ کار میں فرقہ بندی کا تدارک شامل تھا۔ احتساب کے اس عمل کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ رضیہ سلطانہ کے دور (۶۳۴ھ - ۶۳۷ھ) میں قرامطہ نے دہلی میں زبردست ہنگامے کئے' لیکن فیروز شاہ کے عہد میں محتسبوں کی گرفت کے باعث مدرسین اور اہل وعظ کو نہایت محتاط روش اختیار کرنا پڑی۔ یوں عمل احتساب کے خوف سے اس زمانے میں اسلام کی غیر فرقہ وارانہ تعلیم جاری رہی۔ تغلق دور کے مشہور قاضی ضیاء الدین سنامی مولف نصاب الاحتساب ہوئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلجی اور تغلق خاندانوں کی حکومت کے بعد اسلامی ہند میں لودھیوں کا دور اقتدار بھی عدل و احتساب کی روایات سے محروم نہ تھا۔ سکندر لودھی کے بارے میں اکثر تواریخ ہند میں لکھا ہے کہ وہ حدود مملکت میں احتساب کے جاری کرنے کا آرزومند تھا۔ اس نے ہمت سے کام لے کر غازی مسعود سالار کے مزار پر نیزے چڑھانے کی قدیم اور غیر شرعی رسم بند کرا دی۔ فیروز شاہ تغلق کے پرانے ضابطے دوبارہ نافذ العمل قرار دیئے۔ ان ضابطوں میں مستورات کو قبرستانوں اور مزاروں پر جانے کی ممانعت کر دی گئی تھی (۶۱)

بہمنی سلاطین

شمالی ہند کے مسلم سلاطین سے قطع نظر جنوبی ہند کے مسلمان حکمران بھی عدل و احتساب کی روایات قائم رکھنے میں بھلا کیونکر پیچھے رہ سکتے تھے۔ جنوبی ہند میں تو اسلام اور اس کی تعلیمات کی روشنی شمالی ہند سے بھی پہلے معاشرتی تاریکیوں میں اجالے بکھیر چکی تھی۔ دکن پر خلجیوں نے چودھویں صدی عیسوی کے آغاز میں حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا تھا' لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۱۲۹۴ء میں علاوالدین خلجی کے دکن پر حملوں سے صدیوں پہلے جنوبی ہند کی سرزمین دولت اسلام سے مالا مال ہو چکی تھی (۶۲) علاو الدین خلجی نے دکن کی تمام راستوں سے الحاق کی بجائے انہیں باج گزار بنائے رکھا۔ ۱۳۲۰ء میں خلجی خاندان کی حکومت کے خاتمے پر تغلق برسر اقتدار آئے تو انہوں نے مبارک شاہ خلجی کے سیاسی مسلک پر قائم رہتے ہوئے دکن کی ریاستوں سے الحاق کو ترجیح دی۔ ۱۳۲۵ء میں سلطان محمد تغلق نے دکن میں مسلم آبادکاری کا ایک عظیم منصوبہ بنایا' جو بوجوہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے بعد سلطان تغلق سے دکن کے نظم و نسق اور بعض معاملات میں ایسی انتظامی کوتاہیاں سرزد ہوئیں کہ ۱۳۲۸ء میں بغاوتوں کا سلسلہ پھوٹ پڑا۔ تلنگانہ اور کرناٹک میں ہندوؤں نے شورش بپا کی۔ ۱۳۳۴ء میں مدورا کے گورنر جلال الدین احسن شاہ نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے پانچ چھ برسوں میں مالوہ اور گجرات کے امیران صدہ بغاوت پر اتر آئے اور بالاخر دکن ہمیشہ کے لئے دہلی سے آزاد ہو گیا (۶۳) ظفر خان علاوالدین حسن' بہمن شاہ کے لقب سے ۱۳۴۷ء میں دکن میں برسراقتدار آیا' اس نے گلبرگہ کو احسن آباد کے نام سے دکن کا پایہ تخت بناتے ہوئے بہمنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہمنی سلاطین کے نظام عدل گستری میں احتساب کی روایات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ سلاطین کے علاوہ قاضی اور محتسب' فریضہ احتساب سرانجام دیتے تھے۔ ان کے نزدیک احتساب میں شرعی اور اخلاقی امور شامل تھے۔ علاو الدین حسن کے متعلق طبا طبائی نے لکھا ہے :

"آنحضرت اول پادشاہی است کہ در ولایت خلد طراوت دکن صانہا اللہ عن الفتن اعلام اسلام بر افروختہ شعار ارباب ایمان وعرفان دراں دیار جنت آثار شائع ساختہ ورسوم بدعت لزوم کفرو زندقہ را برانداختہ است" (۶۴)

علاو الدین حسن اور اس کے اکثر بہمنی جانشین عالم فاضل اور اخلاقیات کے پابند تھے۔ "محمد شاہ اول اور مجاہد شاہ اچھے عالم تھے" (۶۵) محمد شاہ دوم' جسے فرشتہ نے محمود شاہ لکھا ہے' عالم ہی نہیں' علم دوست بھی تھا۔ فیروز شاہ ہر دوسرے دن لوگوں کو درس دیتا تھا (۶۶) اور نیکی کی تلقین کرتا تھا۔ اس کا جانشین احمد شاہ تو "ولی بہمنی" کے لقب سے مشہور ہوا۔ یہ تمام سلاطین علماء و مشائخ کے قدردان تھے۔ بانی سلطنت حضرت شیخ سراج جنیدی کا معتقد تھا اور ہر کام ان کے مشورے سے انجام دیتا تھا (۶۷) ملکا پوری کے بقول :

"حسن نے سب سے پہلے دکن میں علی الاعلان اسلام اور شعائر اسلام کی اشاعت کی" (۶۸)

حسن بہمنی شاہ شرع کا پابند تھا۔ اس نے رعایا کی فوز و فلاح' بہتری اور اخلاقیات کے تحفظ کی خاطر کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ رعایا کی آسائش کو اپنے آرام پر ترجیح دی اور کسی پر ظلم نہیں ہونے دیا۔ حسن شاہ سمیت تقریباً تمام بہمنی سلاطین شرع کے پابند تھے۔ عدل و احتساب کا فریضہ خود بھی ادا کرتے تھے۔ اسلامی شعائر کا تحفظ چونکہ محتسب کے فرائض میں شامل رہا ہے' اس لئے سلاطین بہمنہ کے ہاں اکثر ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ وہ نہ صرف خود باعمل تھے بلکہ شعائر اسلامی کی ترویج و اشاعت کو انہوں نے اپنے فرائض کا حصہ بنا لیا تھا۔ فرشتہ کا بیان ہے کہ:

"محمد شاہ اول کے عہد میں حضرت شیخ زین العابدین نامی بزرگ نے بادشاہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کیا۔ سلطان نے وجہ دریافت کی تو فرمایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ تو شرع کا پابند نہیں اور شراب پیتا ہے۔ ان الفاظ کا سلطان پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے شراب سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرلی اور شریعت کی ترویج کی" (۶۹)

بہمنی سلاطین نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی پابندی کرنے اور کرانے کی ہر ممکن کوششیں روا رکھیں۔ "وہ اپنی رحمدلی کے باوجود قاضیوں کے حکم پر قتل یا قصاص میں مداخلت نہیں کرتے تھے" (۷۰) رعایا پر ظلم کرنے والوں کو سخت ترین سزائیں دیتے تھے۔ اس قسم کے واقعات کی تفصیل میں بتایا جاتا ہے کہ :

"قمار بازوں اور بدمعاشوں کو عبرتناک سزائیں دینے سے بہمنی سلاطین کو کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ ان کے دور میں سکہ گلا دینا بہت بڑا اخلاقی جرم سمجھا جاتا تھا۔ ایک بار دکن کے صرافوں نے بہمنی سکے گلانے شروع کر دیئے اور جب بار بار محتسب کے انتباہ کے باوجود اس جرم سے باز نہ آئے' تو تمام صرافوں کو قتل کر دیا گیا" (۷۱)

سلاطین بہمنیہ خود کو احتساب سے بری الذمہ نہیں سمجھتے تھے۔ ان پر اگر تنقید کی جاتی تو انہیں اسے برداشت کرنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ سلطان علاو الدین ثانی نے جمعہ کے خطبہ کے دوران اپنے متعلق السلطان العادل الکریم الحلیم والرؤف علی عباد اللہ الغنی علاو الدنیاء والدین علاء الدین کے الفاظ کہے تو ایک عرب تاجر اٹھ کھڑا ہوا اور منبر کے قریب آکر بولا کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو عادل ہے نہ کریم' حلیم ہے نہ رؤف بلکہ ظالم اور جھوٹا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھ سے خریدے گئے گھوڑے کی قیمت تمہارے کارندوں نے نہیں چکائی۔ سلطان علاو الدین یہ سن کر نہایت رنجیدہ ہوا اور زار وقطار رو دیا۔ تاجر کو قیمت فوراً ادا کی' اس کے بعد اپنے محل میں واپس آیا اور مرنے تک باہر نہ نکلا (۷۲)

شراب خوری اور عیاشی کا انسداد الحبہ میں شامل رہا ہے۔ بہمنی سلطان علاو الدین ثانی کے متعلق تاریخ میں لکھا ہے کہ:

"اس نے شراب نوشی اور عیاشی کی علت میں مبتلا حضرت بندہ نواز کے پوتے کو برسرعام کوڑے لگانے کا حکم دیا" (۷۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احمد نگر کے نظام شاہی

محمد شاہ لشکری کے دور میں بہمنی سلطنت مشرق میں مسولی پٹم اور اڑیسہ تک اور مغرب میں گوا تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس وسعت کے پیش نظر اسے سلطنت کو آٹھ صوبوں میں منقسم کرنا پڑا۔ "محمود گاوان اس عہد کا مشہور وزیر تھا' جس نے سلطنت بہمنیہ کی تعمیر و ترقی اور وسعت میں بے پناہ خدمات انجام دیں لیکن وہ دکنیوں اور غیر دکنیوں کی کشمکش میں مارا گیا" (۷۴) اس کے قتل کے بعد چند ہی برسوں میں بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھرا اور یہ پانچ خود مختار سلطنتوں: احمد نگر کی نظام شاہی' برار کی عماد شاہی' بیدر کی برید شاہی' گولکنڈہ کی قطب شاہی اور بیجاپور کی عادل شاہی میں تقسیم ہو گئی۔ برار اور بیدر کی سلطنتوں نے جو زیادہ بڑی نہیں تھیں اور بہت کم عرصہ قائم رہیں' بہمنیوں ہی کے نظام عدل و احتساب کو اپنائے رکھا۔ باقی دو سلطنتیں لگ بھگ دو سو سال زندہ رہیں۔

احمد نگر کے نظام شاہیوں نے بھی بہمنیوں کی طرح عدل و احتساب کی روایات سے چشم پوشی نہیں کی' بلکہ انہیں جوں کا توں اختیار کئے رکھا۔ عدلیہ اور انتظامیہ ان کے دور میں علیحدہ علیحدہ رہے۔ ان کی سرفہرست سعی یہی تھی کہ رعایا پر کوئی ظلم نہ کرے اور لوگوں کو ہر قیمت پر عدل و انصاف مہیا ہوتا رہے۔ طباطبائی نے بانی سلطنت نظام الملک بحری کے متعلق لکھا ہے :

> "نظر التفات و عنایت برحال کافہ سپاہ و رعیت انداختہ سایہ مرحمت برضبط امور مملکت و نسق اسباب جمعیت و رفاہیت رعیت افگندہ رسوم بدعت لزوم جور و اعتساف را مرتفع ساختہ الویہ عدالت و انصاف داد گستر پرداخت" (۷۵)

برھان مائر سے معلوم ہوتا ہے احمد نگر میں کہ قاضی ہی غالباً محتسب کے فرائض انجام دیتے تھے' کیونکہ ناپ تول کے پیمانہ کی دیکھ بھال اور قبالوں کی تصدیق وغیرہ قاضی ہی کے ذمہ تھی۔ فریقین میں مصالحت کا فریضہ بھی قاضی انجام دیتا تھا (۷۶) مرتضیٰ نظام شاہ نے تو باقاعدہ زنجیر عدل لگوا دی تھی اور دیوان المظالم کا ایک محکمہ الگ سے قائم کر دیا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیجاپور کے عادل شاہی

بیجاپور کے عادل شاہی بھی بہت حد تک بہمنیوں کے نظام عدل و احتساب کے خوشہ چین تھے۔ ان کے ہاں نظم عدالت میں شریعت کی پابندی پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ مرکز میں عدالت حاکم اعلیٰ' الگ تھی اور اس کے عہدیداروں میں صدر' قاضی القضاۃ' قاضی' مفتی اور محتسب اور حاجب وغیرہ شامل تھے (۷۷) صوبوں میں عدلیہ و الحبہ کا نظام الگ تھا۔ صوبوں' سرکار پرگنوں اور جاگیروں تک میں قاضی و محتسب ہوتے تھے' جن کی ذمہ داری تھی کہ نظم و نسق پر بطور خاص توجہ دیں اور مملکت کے گوشے گوشے میں قیام امن اور اسلامی احکام کے نفاذ کو بروئے عمل لائیں۔ بشیرالدین احمد نے علی عادل شاہ ثانی کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا ہے' جو افضل خان اور سید داود حوالدار محمد گل کے نام جاری کیا گیا۔ اس میں تاکید کی گئی ہے:

> "ہر کہ از امر شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تجاوز واہمال نماید او را تنبیہہ بواجبی سازند و در امور شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ومنقاد باشند و مسلمانان متوطنان قصبہ ومضافات را تاکید کنند کہ بہ خمس اوقات برائے نماز در مساجد حاضر شد" (۷۸)

عادل شاہیوں کے دستور حکومت میں ایسے امور کی تصریح موجود ہے' جن میں بتایا گیا ہے کہ محض سنی سنائی باتیں مواخذہ کے قابل نہیں' البتہ ثبوت مل جائے تو عبرتناک سزا ضروری ہے۔ تمام جھوٹے مقدمات کا سدباب اسی طرح ممکن ہے کہ کاذب کو سخت ترین سزا ملے۔ قاضی' خطیب اور دیگر عمال کو مظلوموں کی داد رسی اور رعایا سے بہترین سلوک روا رکھنا چاہیئے۔ ابراہیم زبیری نے مزید بتایا ہے کہ عادل شاہیوں کے دستورالعمل اور قواعد و ضوابط میں احکام شرعیہ کے مطابق عمل کرنے کی سخت تاکید شامل تھی تاکہ:

> "رشوت ستانی کی تابہ امکان روک تھام کی جا سکے' دیانتداروں کی قدر افزائی ہو' ساری مملکت میں یکساں اوزان ہوں۔ رتی کم نہ زیادہ' نماز جمعہ اور خطبہ کا معقول انتظام ہو اور لوگوں کو ہدایت کی جائے کہ جامع مسجد میں آکر نماز ادا کیا کریں" (۷۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا (۸۰) فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلام کو شعائر اسلام اور اخلاقیات میں شامل کیا جاتا ہے۔ عادل شاہی دور میں عوام و خواص میں سے اگر کوئی اس سے پہلوتہی برتتا تو اس کے احتساب میں قطعاً پس و پیش سے کام نہ لیا جاتا۔ سلطان محمد عادل شاہ کے عہد کا واقعہ ہے کہ کسی مہاجن نے جو چند بقالوں اور بعض اشخاص کے ہمراہ تھا' الہ پور دروازے سے نکل کر شہر سے باہر جاتے ہوئے مہتر نائیکاں کو سلام کیا۔ اس نے جواب میں بے اعتنائی برتی تو مہاجن نے اپنے رفقاء سمیت بیرون شہر ہی قیام کا فیصلہ کر لیا۔ سلطان کو معلوم ہوا تو اس نے مہتر نائیکاں کو فی الفور معزول کر دیا اور اپنے چند مصاحبین کے توسل سے آزردہ خاطر مہاجن کو منانے کی کوشش کی۔ مہاجن نے کہا کہ وہ اس بے عزتی کو برداشت نہیں کر سکتا اور جس دروازے سے بے عزت ہو کر نکلا ہے' اس سے واپس نہیں جائے گا۔ سلطان نے جواب سن کر حکم دیا کہ فصیل توڑ کر راتوں رات اس کے لئے ایک اور دروازہ بنا دیا جائے (۸۱) یوں سلطان عادل نے ایک طرف تو مہتر نائیکاں کو معزول کر کے خود محتسب کا کردار ادا کیا' دوسری طرف رعایا کی خوشنودی اور دلجوئی کی۔

گولکنڈہ کے قطب شاہی

گولکنڈہ کے قطب شاہی حکمران بھی عادل و محتسب تھے۔ ان کے دور میں گو محتسب کے عہدہ کا واضح طور پر ذکر نہیں ملتا' تاہم بعض واقعات سے احتسابی کارروائیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ احتساب کا عمل ان کے نزدیک عدل کی کامل حکمرانی کے لئے ضروری تھا۔ قطب شاہی سلطنت کے بانی سلطان قلی کے متعلق کہا جاتا ہے:

> "از یمن معدلتش جہاں و جہانیاں در مہاد امن و امان مرفہ الحال و فارغ البال غنودہ زندگانی می نمودند" (۸۲)

قطب شاہی سلاطین عدل و احتساب کے زیادہ تر فرائض خود ہی انجام دیتے تھے۔ ان میں ہر کوئی مذہب کا پابند تھا اور "احکام شریعت پر سب ہی عمل کرتے تھے" (۸۳) محمد قطب شاہ کے متعلق مشہور ہے کہ عالم و فاضل تھا اور اس نے کبھی تہجد قضا نہیں کی (۸۴) عدل و احتساب کی حکمرانی قائم رکھنے کی خاطر ابراہیم قطب شاہ معمولی سے معمولی جرم پر بھی سخت ترین سزا دینے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں کتراتا تھا (۸۵) سلطان محمد قلی اور سلطان محمد قطب انصاف پسند حکمران تھے (۸۶) ابو القاسم میر عالم کا بیان ہے کہ سلطان محمد قلی نے مرزا محمد امین کو میر جملہ کے عہدہ پر فائز کرتے ہوئے اسے تحریری نصیحت کی کہ عدل و انصاف اور احتساب کے فرائض ادا کرتا رہے' تاکہ ظلم و ستم نہ ہونے پائے (۸۷) ایسی کئی تاریخی شہادتیں موجود ہیں' جن سے پتا چلتا ہے کہ قطب شاہیوں کے ہاں محتسب' مفتی باربک وغیرہ کے باقاعدہ عہدے نہ ہونے کے باوجود میر جملہ دبیر اور کوتوال ' جو عدلیہ سے کسی نہ کسی طرح سے منسلک رہتے تھے ' یہ فریضہ انجام دیا کرتے تھے (۸۸) بعض واقعات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً تھیونو کا بیان ہے کہ :

"عبداللہ قطب شاہ کے دور میں ایک امیر نے کسی صراف سے زبردستی پانچ ہزار کی رقم وصول کر کے اسے اپنے محل کے ایک گوشے میں محبوس کر دیا۔ سلطان کو اطلاع ہوئی تو اس نے نہ صرف صراف کو آزاد کرنے اور اس کی رقم کی ادائیگی کا حکم دیا' بلکہ امیر کو سزا بھی دی" (۸۹)

احتساب کا ایک اور واقعہ ہے کہ الچی بیگ نامی ایک عہدیدار نے بعض تاجروں سے قرض لے کر ادائیگی سے انکار کر دیا۔ سلطان تک شکایت پہنچی تو اس نے تیس یا چالیس ہزار ہن الچی بیگ کی آمدن سے ادا کر دیئے اور جو باقی رہ گئے شاہی خزانے سے اس کے نام بطور قرض دے کر ایک طرف تاجروں کو ان کا حق دلایا' دوسری طرف الچی بیگ کو بھی سرزنش کی' (۹۰)

سلاطین گجرات

گجرات کی تاریخوں میں واضح طور پر قاضی اور محتسب کے عہدوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اکثر واقعات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ کوتوال شہر کو احتساب کے اختیارات حاصل تھے۔ گجرات کے حکمران خود بھی عادل اور محتسب کا کردار ادا کرتے تھے۔ انصاف کے لئے عدالت کا ایک الگ محکمہ تو ہر دور میں قائم رہا اور ہر شہر میں ایک مفتی اور قاضی ہوتا تھا۔ قاضی کی اپیل قاضی القضاۃ کے ہاں جاتی تھی اور آخری اپیل بادشاہ کے پاس ہوتی تھی۔ سلاطین گجرات کی عدل پروری کے متعلق یہاں تک مورخین نے لکھا ہے کہ :

"سلطان احمد شاہ اول نے اپنے داماد کو مانک چوک میں صرف اس لئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قتل کرا دیا تھا کہ نے محض غرور جوانی میں کسی بے گناہ کو مار ڈالا تھا" (۹۱)

اسی طرح سلطان محمود اول کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے دو بہترین امیروں کے سر اس بناء پر قلم کرا دیئے کہ انہوں نے دو غریب آدمیوں کو اصلی مجرم کے عوض بادشاہ کے روبرو پیش کر کے قتل کرا دیا تھا (۹۲)

سلاطین گجرات خود عدلیہ کا احترام اور قاضی و محتسب کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔ ان کے دور میں قاضیوں کو بھی محتسب کے فرائض ادا کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ :

"سلطان محمود نے اپنے لئے ایک رباب تیار کرایا' یہ چھ ماہ میں تیار ہوا۔ کاریگر اسے بادشاہ کی خدمت میں لے جا رہا تھا کہ راستے میں قاضی سے ملاقات ہو گئی۔ قاضی نے رباب کو مذہب کے خلاف سمجھ کر توڑ ڈالا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے قاضی سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی" (۹۳)

واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین گجرات قاضی و محتسب کی کارروائیوں اور فیصلوں کو خواہ حکمرانوں اور امراء کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں' بصد احترام قبول کرتے تھے۔ اخلاق اقدار کے تحفظ و احترام کا یہ عالم تھا کہ مظفر حلیم راتوں کو بھیس بدل کر شہر کا گشت کرتا تھا' تاکہ رعایا کے احوال سے باخبر رہے۔

"ایک دفعہ مظفر حلیم نے دوران گشت ایک سپاہی کو خود گرفتار کیا' جو جبراً کسی شخص کے گھر میں گھس جایا کرتا تھا" (۹۴)

سلاطین گجرات کے نظم و نسق سے ظاہر ہوتا ہے کہ الحسبہ اس دور میں پولیس کے ماتحت تھا اور محتسب غالباً پولیس ہی کی نگرانی میں کام کرتا تھا۔ پولیس کوتوال شہر کے احکامات کی تعمیل کرتی تھی۔ ہر راستے کے چوراہے پر ایک پولیس چوکی امن قائم رکھنے کے لئے موجود تھی۔ چور اور بدمعاش اس سے بچ نہ سکتے تھے :

"احمد آباد کا کوتوال ایک دفعہ بازار سے گزر رہا تھا کہ اس نے برسرعام ایک ایسے شخص کو دیکھا جو بظاہر شریف دکھائی دیتا تھا' لیکن تفتیش پر معلوم ہوا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ گھوڑے چوری کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے اسے فوراً گرفتار کر لیا" (۹۵)

گجرات کے نظم و نسق میں جہاں اس امر کا ذکر موجود ہے کہ پولیس کوتوال کی نگرانی میں چوروں اور بدمعاشوں پر کڑی نظر رکھتی تھی' وہاں اس امر میں بھی شک کی گنجائش نہیں رہتی کہ الحسبہ بھی پولیس کے ماتحت ایک ذیلی ادارہ تھا۔ عہد حاضر کے ایک محقق کی تحقیق کے مطابق:

"پولیس کے ساتھ اس دور میں ایک باقاعدہ صیغہ احتساب ہوتا تھا' جس کے افسر کو محتسب کہتے تھے۔ اخلاقی اور شرعی امور کی دیکھ بھال اس کے سپرد ہوتی تھی۔ مظفر شاہ اول کے عہد میں مولانا خانواس محتسب کے عہدہ پر متمکن تھے" (۹۶)

صولت شیر شاہی

جنوبی ہند کے علاوہ شمالی ہند میں عدل و احتساب کی کڑیاں تاریخی اعتبار سے بہت حد تک مربوط دکھائی دیتی ہیں۔ مغلیہ دور حکومت میں محتسب کا کردار ایک دھندلی تصویر کے بجائے روشن پیکر بن کر سامنے آتا ہے' لیکن اس دوران سوری حکمرانوں کا عہد بھی عدل و احتساب کی روایات سے کسی طور خالی دکھائی نہیں دیتا۔ بانی سلطنت شیر شاہ (۹۷) نے ایک طرف تو اپنی ساری زندگی ملکی استحکام اور انتظامی اصلاحات میں صرف کئے رکھی' دوسری طرف وہ ملکی و مالی نظام' رفاہ عام' انسداد جرائم اور معدلت گستری سے بھی غافل نہ رہا۔ عباس خان شروانی کا بیان ہے:

"شیر شاہ متبع شریعت اور مقلد آثار صحابہ سلطان تھا' اس لئے اس نے دیوانی و فوجداری عدالتوں کو شرعی بنیادوں پر استوار کیا۔ فصل خصومات کے لئے اس نے مسلمانوں کے پرگنات میں قضاۃ مقرر کئے۔ یہ قاضی صدالصدور امور مذہبی کے ماتحت کام کرتے تھے" (۹۸)

مالوہ کے بعض پرگنوں میں نظر قطبی نصیر آبادی نے خاندان قضاء میں شیر شاہی عہد کی بعض اسناد کے بچشم خود ملاحظہ و مطالعہ کا اعتراف کیا ہے' جن کی روشنی میں ان کی تحقیق ہے کہ شیر شاہ کی طرف سے قضاۃ کی تقرری کی اسناد میں' مسجد میں باقاعدگی سے جا کر نماز ادا کرنے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نماز ظہر کے بعد بالخصوص خود قاضی اور تمام مقتدیوں کو دس دس تیر پھینکنے کی مشق جاری رکھنے کی تلقین کی جاتی تھی (۹۹)

شیر شاہ سوری کے اس فرمان کی روشنی میں ایک طرف تو تیر اندازی کی ہدایت واضح ہے کہ اس نے یہ طریقہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں جاری کیا' اس لئے کہ بسلسلہ جہاد حدیث (۱۰۰) میں شہسواری اور تیر اندازی کی مشق کی تاکید موجود ہے' دوسری طرف قاضی کا خود پابند صلوٰۃ ہونا' اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ محتسب کے فرائض بھی ادا کرتا تھا' اس لئے کہ لوگوں کو نماز کی پابندی کرانا' مختلف ادوار میں محتسبوں کی ذمہ داریوں میں رہا ہے:

> "سلطان شیر شاہ اپنی علمی طاقت' اخلاقی معلومات اور تجربہ کی وسعت کی بناء پر کہا کرتا تھا کہ عدل کے برابر کوئی دوسری اطاعت نہیں اور کفر و اسلام دونوں عدل کے مستحق ہیں" (۱۰۱)

عدل شیر شاہی بہر طور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تقاضوں کو پورا کرتا تھا۔ عدل و احتساب کے معاملے میں شیر شاہ کے ہاں غریب و امیر' چھوٹے بڑے اور اپنے پرائے میں کوئی تمیز نہ تھی۔ شان و شکوہ' صولت و سطوت' رعب و سیاست کے ساتھ ساتھ وہ بااخلاق تھا اور اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ اس کی ساری رعایا مکارم اخلاق سے آراستہ ہو۔ اسی لئے وہ کسی اخلاقی جرم کو معاف نہیں کرتا تھا:

> "ایک روز شیر شاہ کا بیٹا شہزادہ عادل خاں ہاتھی پر سوار ہو کر تفریحاً آگرہ کے کسی کوچہ سے گزر رہا تھا۔ ایک بقال کی بیوی اپنے مکان کی چھت پر برہنہ نہا رہی تھی۔ شہزادے کی نگاہ اس پر پڑی۔ پان کا بیڑہ اس کی طرف پھینکتا اور اس پر نگاہ ڈالتا ہوا نکل گیا۔ عورت حیا دار تھی۔ فرط ندامت اور غیرت سے اس نے اپنی ہلاکت کا ارادہ کر لیا۔ بقال عین وقت پر پہنچا۔ حالات سن کر بیوی کو خودکشی سے باز رکھا اور وہی پان کا بیڑہ لئے ہوئے سیدھا شیر شاہی دربار میں پہنچا۔ شیر شاہ نے اس کا استغاثہ سنا۔ سخت مغموم اور متاسف ہو کر حاضرین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دربار سے خطاب کیا کہ میری عدالت میں میری محبوب ترین اولاد اور رعایا برابر ہے۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ ہاتھی پر فریادی کو سوار کرا کے عادل خاں کے مکان پر پہنچایا جائے اور اس کی بیوی کو حکم دیا کہ وہ فریادی کے سامنے آئے۔ فریادی کو اجازت دی جاتی ہے کہ یہی پان کا بیڑہ اس کی بیوی کی طرف پھینکتا ہوا چلا جائے۔ دربار میں اس شیر شاہی حکم سے رعب چھا گیا" (۱۰۲)

احتساب کی یہ ایک عدیم النظیر مثال ہے۔ اسی طرح شیر شاہ کے جانشین اسلام شاہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے عہد (۹۵۲ھ/۱۵۴۵ء ۔ ۹۶۰ھ/۱۵۵۲ء) میں ملکی نظم و نسق سنوارنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی معاملات پر زیادہ توجہ دی۔ اس نے سید محمد جونپوری کے مریدوں (مہدیوں) کے خلاف سخت اقدامات کئے اور ان میں سے شیخ عبداللہ نیازی سرہندی اور شیخ علائی کو سخت سزائیں دیں۔ اول الذکر کو مار مار کر ادھ موا کر دیا گیا' جبکہ ثانی الذکر کو جان سے مار دیا گیا (۱۰۳)

ان بیانات کے برخلاف بعض مورخوں کے نزدیک اگرچہ نظری اعتبار سے یہ درست ہے کہ سلاطین دہلی سیاسی حکمت عملی کے تحت احکام الحسبہ کا نفاذ کرتے تھے' لیکن بعض اوقات اس میں تساہل بھی ہو جاتا تھا۔ مگر بقول بعض' تساہل کی یہ مثالیں استثنائی اور شاذ ہیں اور انہیں عام اصول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا (۱۰۴)

دولت مغلیہ

شیر شاہ سوری کی وفات کے بعد کچھ عرصہ برصغیر میں بدامنی کا دور دورہ رہا' جس سے ادارہ احتساب متاثر و درماندہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مغلوں کا زمانہ کشاکش کا دور تھا۔ اس میں افغانوں سے ان کی چپقلش اور ہندوؤں پر ان کے انحصار نے احتساب کی پالیسی کو ایک مختلف شکل دے دی۔ اس دور میں احتساب کی دینی بنیاد سے زیادہ اس کے سیاسی و معاشرتی اسباب منصۂ شہود پر آئے۔ خاص طور سے جلال الدین اکبر' نور الدین جہانگیر اور شہاب الدین شاہجہان کے زمانے میں۔

ابن حسن نے دولت مغلیہ کی ہیئت مرکزی میں سلاطین مغلیہ کے عدالتی نظام پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ کرنے سے قبل لکھا ہے کہ اسلامی مملکت میں ایک محتسب بھی ہوتا تھا جس کے فرائض میں اوزان' پیمانہ جات اور اشیائے خوردنی کی جانچ پڑتال کے علاوہ لوگوں کو قمار بازی و شراب خوری سے باز رکھنا شامل تھا۔ اس کے علاوہ وہ احتساب مذہبی کے فرائض انجام دیتا تھا (۱۰۵) محتسب کے فرائض کتنے وسیع تھے؟ اس کا اندازہ لگاتے ہوئے وہ الماوردی کی الاحکام السلطانیہ' کے علاوہ ھدایہ اور سلوک الملوک کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

۱۔ مسلمانوں کو صوم و صلوٰۃ کا پابند رکھنا اور شراب خوری وغیرہ سے روکنا اس کا فرض تھا۔

۲۔ اس کا فرض یہ بھی تھا کہ گلی کوچوں میں لوگ گداگری نہ کرنے پائیں اور جس گداگر کے پاس گزر بسر کے لائق کچھ موجود ہو' اسے گداگری سے روکا جائے۔

۳۔ ہر معالج کی اسناد کی جانچ پڑتال کرنا اور اگر کوئی معالج مستند نہ ہو یا علاج کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو اسے علاج کرنے سے روک دینا بھی اس کے فرائض میں داخل تھا۔

۴۔ اس کا فرض تھا کہ غلاموں کی حالت کی نگرانی کرے اور ان کے آقاوں کو ان پر ظلم نہ کرنے دے۔

۵۔ اس کے فرائض میں داخل تھا کہ کشتیوں پر ساحل چھوڑتے وقت ان کی گنجائش سے زیادہ وزن نہ لادنے دے۔ طوفانی موسم میں کشتیوں کو ساحل چھوڑنے کی اجازت نہ دے' کیونکہ اس سے مسافروں کے سلامتی خطرے میں پڑ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

۶۔ اس کے فرائض میں تھا کہ کسی عام راستے پر کوئی عمارت نہ بننے دے اور اگر کوئی ایسی عمارت تعمیر کر لی جائے' جس سے راہ میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو' تو اسے مسمار کر دینے کا حکم دے' خواہ وہ مسجد ہی کیوں نہ ہو (۱۰۶)

مغلیہ نظام عدل و احتساب' ابن حسن کی تحقیق کے مطابق : بجنسہ اسی طرز کا تھا۔ قاضی القضاۃ کا تقرر بادشاہ کرتا تھا۔ اسے جج کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ قلمرو کے دیگر علاقوں کے ماتحت قضاۃ مقرر کرنے کا اختیار قاضی القضاۃ کو حاصل ہوتا تھا' لیکن ایسے تمام تقررات میں بادشاہ کی منظوری ضروری تھی۔ بادشاہ اپنے اختیار سے کام لے کر ایک شہر میں ایک سے زیادہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قاضی بھی مقرر کر سکتا تھااور اسی لحاظ سے ان کے فرائض کی تصریح کر دی جاتی تھی۔ یہ قاضی اور میرعدل ہوتے تھے اور تمام بڑے شہروں اور قصبوں میں دونوں موجود رہتے تھے۔ بادشاہ ایک قاضی عسکر بھی مقرر کرتا تھا اور اس کے ساتھ میرعدل کا تقرر ہوتا تھا' آگے چل کر لکھا ہے کہ :

"مفتی ہر جگہ نہ ہوتے تھے البتہ محتسب دارالحکومت کے علاوہ صوبوں میں بھی مقرر کئے جاتے تھے۔ ان کے فرائض میں مذہبی احتساب کے علاوہ پولیس کے فرائض بھی داخل تھے" (۱۰۷)

مغلیہ دور حکومت میں سلطنت میں چھوٹے چھوٹے علاقوں میں محتسب الگ ہوتے تھے اور ان کا تقرر قاضی القضاۃ کرتا تھا۔ تقرری کے وقت ان کے نام کے ساتھ تصریح کر دی جاتی تھی: "محتسب بلدہ و قصبات" (۱۰۸) لیکن یہ محتسب سڑکوں کی دیکھ بھال سے متعلق تھے نہ انہیں کشتیوں' جہازوں اور ان کے مسافروں کی سلامتی سے کوئی واسطہ ہوتا تھا' بلکہ یہ :

"ہر پرگنے کے بازار کے نرخوں کی' جن سے دارالحکومت کو مطلع کیا جاتا تھا' تصدیق کیا کرتے تھے" (۱۰۹)

سلاطین مغلیہ کا نظام عدل و احتساب بالکل وہی تھا' جو مسلم علماء قانون نے معین اور سلاطین دہلی نے شمالی ہند میں قائم کیا تھا۔ ابوالفضل کے مطابق بنیادی تقرری قاضی کی ہوتی تھی لیکن اگر معلوم ہو کہ علم اور فیصلہ کے نفاذ کی قوت اس شخص میں نہیں پائی جاتی تو ایک میرعدل بھی مقرر کر دیا جاتا تھا۔ دراصل اہم شہروں میں میرعدل مقرر کئے جاتے تھے۔ ان کے بعد قاضی مظالم کا نمبر آتا تھا (۱۱۰) اور قاضی مظالم وہی فرائض سرانجام دیتا تھا جو محتسب کے ذمہ تھے۔

شاہان مغلیہ خود ہفتہ میں ایک دن مظالم کے مقدمات سنا کرتے تھے۔ اس موقع پر عدالت کے افسران قاضی عساکر' فقہا وغیرہ موجود رہتے۔ دیوان المظالم میں اور باتوں کے علاوہ سرکاری اہلکاروں کی بے اعتدالیاں اور بے انصافیاں زیر بحث آتی تھیں ۔ ناظر مظالم کے لئے عام عدالتوں کی باریکیوں اور قانونی موشگافیوں کی پابندی ضروری نہ سمجھی جاتی تھی' کیونکہ اس طریق کار سے انصاف کے نفاذ میں مدد ملتی تھی۔ عام قاضیوں کے اختیارات محدود تھے اور ان کی سرگرمیاں اندرون عدالت تک تھیں' لیکن عدالت مظالم کا دائرہ کار وسیع تھا اور وہ عوام کی بھلائی کی خاطر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عام قوانین کے علاوہ بھی کارروائی کر سکتی تھی۔

دیوان المظالم' الحسبہ ہی کی ایک متبادل صورت تھی۔ اس روشنی میں یہ جدید قول کہ دیوان مظالم دراصل کورٹ آف اپیل کا دوسرا نام ہے' کسی حد تک درست قرار پاتا ہے۔ قاضی القضاۃ کی حیثیت سلاطین مغلیہ کے عہد میں چیف جسٹس کی تھی:

"ملک میں شرع کا نفاذ اسی کے ذمہ تھا۔ وہ صدر الصدور کا عہدہ بھی رکھتا تھا اور وزارت مذہبی امور اور تعلیم کے محکمہ جات بھی اسی کے ماتحت ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ دوسرا عہدیدار "امیر داد" تھا۔ یہ قاضی کے فیصلوں کے نفاذ کا ذمہ دار تھا۔ اس کی یہ بھی ذمہ داری تھی کہ مجرم قاضیوں کی عدالت میں حاضر ہوں۔ سلطان کی غیر حاضری میں یہ مظالم کی عدالت کی صدر نشینی بھی کرتا تھا" (۱۱۱)

مغلیہ دور میں عدل و احتساب کے معاملات میں اگر قاضی اپنے محدود اختیارات کی وجہ سے کسی مقدمہ کے حل میں ناکام رہتا تو اسے دیوان المظالم میں پیش کر دیتا' کیونکہ تفتیش کے بعض طریقے استعمال کرنے اور واقعات اور گواہیوں کو اکٹھا کرنے اور پرکھنے کے کچھ خاص کام بادشاہ کے دائرہ اختیار میں ہوتے تھے' مگر یہ بات واضح ہے کہ:

"بادشاہ شرع سے تجاوز نہ کر سکتا تھا" (۱۱۲)

پاکستان اور نائیجیریا کے ایک سابق جج محمد بشیر احمد کی رائے میں برصغیر میں مسلم حکمران کو خدا کا ادنیٰ غلام سمجھا جاتا تھا' جسے عوام کچھ فرائض کی انجام دہی کے لئے منتخب کرتے تھے اور اگر وہ قرآنی احکام کی خلاف ورزی کرے تو اسے معزول کیا جا سکتا ہے۔ مسلم قاضی اگر قانون الٰہی کے خلاف حکم دے یا قانون الٰہی کے خلاف نظریہ رکھتا ہو تو کافر و مرتد ہو جائے گا اور اس کی سزا موت اور ابدی عذاب ہو گا۔ وہ رقمطراز ہیں:

" A Muslim Qadi giving an order of holding a view in controvention of Divine law Was a Kafir apostate and liable to sentence of Death " (113)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موصوف مزید لکھتے ہیں کہ مغلیہ دور میں اگر کسی کو ناجائز گرفتار کر لیا جاتا تو پولیس افسر کو اس کا ذمہ دار سمجھا جاتا اور اس سے ہرجانہ کی وصولی ہوتی (۱۱۴) یہ گویا الحسبہ کا ایک پہلو تھا۔

عدل و احتساب وہ صیغہ ہے، جس میں سلاطین دہلی قانون اسلامی کا احترام کرتے اور اسے برقرار رکھتے رہے۔ قابل حصول تاریخی شہادتوں کے پیش نظر یہی بات سلاطین مغلیہ کے بارے میں کہی جا سکتی ہے۔ اکبر کے زمانہ حکومت میں اگرچہ اسلامی قانون سے انحراف کی بعض مثالیں ملتی ہیں، تاہم دیوان المظالم کے بہت سے واقعات انصاف و احتساب کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

> "اکبر کے منظور نظر گورنر اور بچپن کے ساتھ کھیلے ہوئے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے گجرات کی گورنری کے زمانے میں اپنے ایک عامل کو خیانت کے جرم میں گرفتار کر کے ایک ملازم کے حوالے کیا۔ ملازم عامل کے خلاف دل میں کینہ رکھتا تھا۔ اس نے عامل کو اتنا مارا گیا کہ وہ مر گیا۔ خان اعظم کے علم میں یہ بات آئی تو اس نے قصاص میں ملازم کو قتل کرا دیا۔ بعد میں عامل کا باپ ایران سے داد رسی کیلئے بادشاہ کے ہاں آیا تو اگرچہ قاتل کو قصاص میں قتل کرا دیا گیا تھا، تاہم معاملے میں چونکہ خان اعظم کی ذات شامل تھی، اس لئے اکبر نے اس مقدمہ کی سماعت دوبارہ ایک عام عدالت کے سپرد کی، جس نے خان اعظم کو بھی خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا" (۱۱۵)

لیکن اس واقعہ سے بھی تقریباً چھ سال قبل جب اکبر کی گرفت صوبہ گجرات پر زیادہ مضبوط نہ ہوئی تھی، بادشاہ نے وہاں کے ایک مقبول قوی سردار جھجر خان کو چنگیز خاں نامی ایک شخص کو قتل کرنے کے جرم میں سزائے موت دی۔ مقتول کی ماں نے بادشاہ کے قیام گجرات کے دوران فریاد کی تھی (۱۱۶) اکبر کے حکم پر اس کی تحقیقات ہوئی اور ظلم ثابت ہونے پر ایک مظلوم ماں سے پورا پورا انصاف کیا گیا۔

مغلیہ عہد کے دیوان المظالم سے متعلق اس طرح کے کئی اور واقعات بھی ہیں جو عدلیہ اور الحسبہ کے بین بین فرائض و اختیارات اور حدود و قیود کی نشاندہی کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ اکبری دور کے نامور گورنر سعید خان چغتائی کے خواجہ سرا' زیر دستوں اور غریبوں پر طرح طرح کے مظالم اور سختیاں ڈھاتے تھے۔ جہانگیر نے سنا تو پیغام بھیجا کہ :

"میرا عدل ظلم کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا خواہ اس کا مرتکب کوئی ہو۔ میزان عدل میں چھوٹے بڑے سب برابر ہیں۔ آئندہ اگر تمہارے آدمیوں کے متعلق ظلم و تعدی کی شکایت موصول ہوئی تو تمہیں بلا رو و رعایت سزا دی جائے گی" (۱۱۷)

جہانگیر کا اپنا بیان ہے کہ سعید خان نے تحریری وعدہ کیا کہ اگر میرے ملازمین اب تعدی سے باز نہ آئے تو میں اپنا سر قلم کرا دوں گا (۱۱۸) اس طرح جہانگیر خود ایک محتسب کی حیثیت سے معاملات و واقعات پر گہری نظر رکھتا تھا کہ کہیں کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے' حق تلفی کا ازالہ ہو جائے۔ چنانچہ اس کے دور میں بعض گورنروں کے عدل و احتساب سے اغماض برتنے کے الزام میں معزول ہونے کا ذکر بھی تاریخوں میں ملتا ہے۔

عدل و احتساب کے معاملے میں جہانگیر نہایت سخت گیر تھا۔ اپنے عزیز ترین امیر خان عالم کے برادر زادہ ہوشنگ کو کسی ناحق کے قتل کے قصاص میں موت کی سزا دینے کے بعد خود لکھتا ہے کہ حاشا وکلا میں نے ایسے معاملات میں کسی شہزادے کی بھی رعایت نہیں کی۔ امراء و عوام کس شمار میں ہیں؟

"حاشا' کہ دریں امور رعایت خاطر شہزادہ نہ کردہ تا بہ امراء و سائر بندھا چہ رسد" (۱۱۹)

اکبری دور کے ایک پادری مانسریٹ کی ایک تحریر کے حوالے سے ابن حسن نے تصریح کی ہے کہ امور سلطنت میں بادشاہ حق و انصاف کا بے انتہا لحاظ رکھتا تھا۔ مسلمانوں کے عام دستور کے مطابق مقدمات دہرے طریقے سے دو ججوں کے سامنے فیصل ہوتے تھے' تاہم شاہی ہدایت کی روشنی میں تمام اہم مقدمات فوجداری' نیز ایسے مقدمات دیوانی جو واقعی اہم ہوں' خود بادشاہ کے حضور پیش کئے جاتے تھے (۱۲۰) اکبر اور اس کے جانشینوں نے سلطنت کے اس ڈھانچے کو من و عن برقرار رکھا۔ نظم عدالت میں علی العموم انہوں نے اسلامی قوانین کی پابندی پر عمل کرنے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرانے کی حتی المقدور سعی کی اور الحبہ کے تقاضے بھی پورے کرتے رہے۔ جسٹس بشیر احمد نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

"جہانگیر اکثر شام کو محل سے غائب ہو جاتا اور غیر معروف ہوٹلوں اور سراوں میں جا کر عوام کے ساتھ مل کر کھاتا پیتا۔ اس طرح چند گھنٹے رعایا کے ساتھ گزارتا۔ اس کے کوئی دشمن تھے نہ اسے اپنی جان کا کوئی خوف لاحق ہوتا۔ یوں اسے تازہ ترین معلومات حاصل ہو جاتی تھیں" (۱۲۱)

اور ظاہر ہے کہ ان معلومات میں رعایا کے اخلاق سے متعلق امور شامل ہوتے تھے۔ اسے ہوٹلوں اور سراوں کے معیار اور وہاں کی اشیاء کا علم ہو جاتا تھا۔ یہی فرائض محتسب کے رہے ہیں۔ جسٹس موصوف کی رائے میں : اس طریق کار کو عباسی خلفاء (۱۲۲) نے شروع کیا تھا اور دہلی کے سلاطین اور مغل بادشاہوں نے جاری رکھا (۱۲۳)

عدل و احتساب کا حقیقی مقصد ظلم کا سدباب رہا ہے۔ جہانگیر ایک شہر کا ذکر کرتے ہوئے خود محتسب کے فرائض سے کیونکر عہدہ برا ہوتا تھا' لکھتا ہے کہ :

"اس شہر کے لوگ نہایت کمزور دل اور عاجز ہیں۔ میں نے احتیاط کی بنا پر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل لشکر میں سے کوئی ان کے گھروں میں گھس کر ان پر ظلم و ستم کر بیٹھے اور ان فقراء و مساکین کے ساتھ زیادتی کرے اور قاضی و میر عدل اہل لشکر کی رو و رعایت کی وجہ سے انصاف میں کوتاہی کریں اور وہ اس ظلم کی فریاد لیکر مجھ تک نہ پہنچ سکیں' میں ہر روز اس تاریخ سے جب سے میں اس شہر میں آیا ہوں' باوجود شدید گرمی کے ظہر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد دو تین گھنٹے کے لئے اس جھروکے میں آ بیٹھتا ہوں جس کا رخ دریا کی طرف ہے اور جس تک پہنچنے کے لئے کوئی در و دیوار اور نقیب و چوبدار حائل اور مانع نہیں۔ یہاں بیٹھ کر انصاف کے تقاضوں کے مطابق فریادیوں کی فریاد سن کر ظالموں اور ستم پیشوں کو ان کے ظلم و ستم اور جرائم و تقصیرات کے مطابق سزا دیتا ہوں' یہاں تک کہ انتہائی ضعف اور ناطاقتی کے عالم میں بھی جبکہ شدید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تکلیف اور بے چینی میں مبتلا تھا' ہر روز اس جھروکے میں آکر بیٹھتا اور راحت و آرام کو اپنے اوپر حرام سمجھتا تھا" (۱۲۴)

شاہجہان کا نام بھی عدل و احتساب میں ایک ضرب المثل بن گیا تھا۔ اس کے عہد کے مورخوں نے اس کی تعریف کی ہے اور بعض ایسے واقعات کی نشاندہی بھی' جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ رعایا کے عمومی اخلاق پر ہر وقت اس کی نظر رہتی تھی:

"ایک بار کسی ہندو منشی کی بیوی کو ایک مغل فوجی نے اغوا کر لیا۔ بیوی کا موقف تھا کہ منشی میرا شوہر نہیں' لیکن شاہجہان عورت کے انکار سے مطمئن نہ تھا۔ اس نے محتسب کی سی ہوشیاری دکھاتے ہوئے عورت سے کہا کہ ذرا عدالت کی دوات میں سیاہی ڈال دو۔ اس عورت نے اتنی عمدگی سے یہ کام کیا کہ بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ وہ ہندو منشی ہی کی بیوی ہے۔ چنانچہ اسے ہندو کو لوٹا دیا اور فوجی کو ملازمت سے برخاست کر دیا" (۱۲۵)

مغلیہ دور میں احتساب سے متعلق بعض ایسے واقعات بھی ملتے ہیں' جن پر عتاب شاہی کا گمان ہوتا ہے' مثلاً جس زمانے میں اکبر گجرات کے دورے پر تھا' اس کے ایک ملازم نے کسی دیہاتی کا جوتا زبردستی چھینا۔ اس پر اکبر نے ملازم کے پاؤں قلم کر دینے کا حکم دیا (۱۲۶) اسی طرح اس نے ایک بار بدتہذیبی اور بدزبانی پر ایک شخص کی زبان قلم کرا دی (۱۲۷) ۴۲ سنہ جلوس میں شہزادہ سلیم کے ساتھ بدتہذیبی کے ساتھ پیش آنے پر خواجہ بھول کی زبان کی نوک کاٹ دی گئی (۱۲۸) اسی سال قاسم نامی ایک شخص کو ایک باعصمت عورت کی عصمت دری کرنے پر آختہ کر دیا گیا (۱۲۹) ۳۹ سنہ جلوس میں شاہی ملبوسات خانے کے تحویلدار شیدا بیگ کو کشک (۱۳۰) سے روزانہ غائب رہنے پر ماہ بہمن کی سردی میں کپڑے اتروا کر ٹھنڈے پانی میں غوطے دیئے گئے۔ یہاں تک کہ وہ سردی سے مر گیا (۱۳۱)

مغلوں سے پہلے بھی اکثر سلاطین خود محتسب کا کردار ادا کیا کرتے تھے اور اس سلسلے میں انہوں نے دیوان المظالم میں مظلومین کی فریاد اور داد رسی کے لئے باقاعدہ دن مقرر کر رکھے تھے۔ "محمد تغلق ہر جمعرات اور پیر کے دن شکایات سنتا تھا۔ سکندر لودھی کے زمانے میں وزیر' دیوان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المظالم کی صدارت کرتا اوراس کے ہمراہ قاضی کے علاوہ بارہ ممتاز فقہاء مدد کے لئے ہوتے۔ سلطان باہر نکلتا تو عام لوگ اپنی تحریری شکایات پیش کرتے۔ شکایت پہلے حاجب کے پاس جاتی' پھر مشکل حل نہ ہوتی تو قاضی ممالک یعنی قاضی القضاۃ کے پاس جاتی۔ داد رسی کا آخری مقام سلطان ہوتا' جس تک رسائی پانا کوئی مشکل نہ تھا۔ بادشاہ تک شکایت بہت موثر ثابت ہوتی اور شکایات میں اخلاقی' فوجی اور دیوانی ہر طرح کے معاملات شامل ہوتے۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے تصریح کی ہے کہ :

"قرض خواہ مقروضوں کو لا کر محل کے سامنے کھڑا کر دیتے تھے۔ صرف بڑے لوگوں کے خلاف ہی نہیں' بلکہ عام لوگوں حتیٰ کہ عام قرضہ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف شکایات بھی دیوان المظالم میں دائر ہوتی تھیں اور عام قرضہ وصول نہ ہونے پر بھی ناظر مظالم بلکہ بادشاہ تک داد رسی کی جا سکتی تھی" (۱۳۲)

اس اعتبار سے دیوان المظالم ادارہ احتساب کا کام بھی کرتا تھا اور یہ صورت حال مغلیہ حکمرانوں کے دور میں برابر جاری رہی۔ اکبر نے پنجشنبہ' جہانگیر نے سہ شنبہ اور شاہ جہاں نے چہار شنبہ' عدل و احتساب کے لئے مخصوص کر رکھے تھے (۱۳۳) اور عالمگیر کے بارے میں تو مورخ ساقی مستعد خان کا بیان ہے کہ :

"ہر روز دو یا تین مرتبہ منظر عام پر آتے۔ کوئی بھی داد خواہ کسی رکاوٹ کے بغیر ان کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تھا۔ خندہ پیشانی سے ایک دوسرے کے خلاف شکایات سنی جاتیں۔ اکثر افراد بے تکلفی سے گفتگو کرتے۔ اورنگ زیب نے سائلین کے طول کلام اور بے جا اصرار و مبالغہ اور جسارت پر ناراضی کا اظہار کیا نہ کبھی اکتاہٹ ظاہر کی۔ بعض اہل احتیاج بے ادبی بھی کر جاتے۔ مقربین بارگاہ کا موقف تھا کہ اس کی ممانعت ہونی چاہئے' لیکن بادشاہ کا ہر وقت یہی جواب ہوتا کہ اس طرز عمل کو روکنا درست نہیں" (۱۳۴)

ماثر عالمگیری میں ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر عدل و احتساب میں تمام سابق مغل فرمانرواوں سے بڑھ کر تھا۔ اس نے سارے غیر شرعی ٹیکس بند کر دیئے اور شریعت کے نفاذ کی ہر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرح سے پاسداری کی۔ میر زاہد ہروی ان کے دور میں دہلی کے مشہور محتسب تھے۔ دوسرے شہروں میں الگ سے محتسبوں کی تقرریاں عمل میں لائی جاتی تھیں۔ بادشاہ خود بھی محتسب کا کردار ادا کرتا تھا۔

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں اقامت دین کی خاص کوششیں ظہور میں آئیں۔ اس لحاظ سے احتساب کا دائرہ کار بڑھا اور ایک خیال یہ ہے کہ کوتوال بھی محتسب کا کردار انجام دیتے تھے۔ بعض کی رائے میں:

> "اس دور میں محتسب کی جگہ کوتوال نے سنبھال لی۔ کوتوال ایک قسم کا دنیوی منصب تھا، جس کے فرائض محتسب سے ملتے جلتے تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ کوتوال ہر قسم کے جرائم اور بدعنوانیوں سے نمٹتا تھا، جبکہ محتسب ان جرائم سے سروکار رکھتا تھا، جو شرعی قوانین کے ذیل میں آتے ہیں۔ مغلوں کو اس میں انتظامی سہولت نظر آتی تھی کہ وہ محتسب کے وظائف کوتوال کے سپرد کر دیں" (۱۳۵)

لیکن یاد رہے کہ احتساب کا اطلاق پاک و ہند میں سب اقوام پر ہوتا تھا۔ غیر مسلم اپنے مذہبی یا شخصی قوانین یا ملک کے رواج عام کے پابند تھے اور ان پر مسلمانوں کے شخصی قوانین لاگو نہیں ہوتے تھے، البتہ الحسبہ کا دائرہ کار غیر مسلموں تک بڑھ جاتا تھا۔ اخلاقی امور میں انہیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے اور سرعام منکرات کے ارتکاب کی اجازت نہ تھی۔

اورنگ زیب عالمگیر کے بعد برصغیر پاک و ہند میں احتساب کا نظام باقاعدہ قائم نہ رہ سکا۔ البتہ کچھ عرصے بعد سید احمد بریلوی نے جب سرحد کے بعض علاقوں میں اسلامی حکومت کا احیاء کرنا چاہا تو جا بجا محتسب مقرر کئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۶

تجدید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱

عہد حاضر میں محتسب کے ادارے

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ موجودہ دور کا شہری اپنے پیش رو کے برعکس آزاد معاشرے کا رکن ہے اور بہتر زندگی بسر کر رہا ہے' لیکن یہ حقیقت کس قدر تلخ اور افسوسناک ہے کہ وہ اپنے پیش رو کی بہ نسبت نوکر شاہی کے آہنی شکنجوں میں زیادہ جکڑا ہوا ہے۔ اسے اپنی معمولی سے معمولی خواہشات کی تکمیل اور چھوٹی سے چھوٹی ضروریات پوری کرنے کیلئے بھی بار بار حکومت کی جانب ملتمس نظروں سے دیکھنا پڑتا ہے' مگر جب سرکاری اہلکار اور نوکر شاہی کے مروجہ ضابطے اس کی امیدوں کی راہ میں حائل ہوتے ہیں اور ان کے عمل اور ردعمل سے غیر متناہی اور ظالمانہ رویہ کی بے انتہا شکایات پیدا ہوتی ہیں تو وہ مایوسی اور عدم اعتماد کا شکار ہو جاتا ہے۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں ان ہی شکایات کے ازالہ و تدارک اور بدانتظامی کے خلاف لوگوں کے جذبات و احساسات کو شدت سے محسوس کیا گیا اور دنیا کے کئی ملکوں میں' جن میں پاکستان بھی شامل ہے' محتسب کے ادارے قائم کئے گئے' جو دیوان المظالم ہی کی ایک شکل ہیں۔

اہل مغرب کے دعویٰ کی حقیقت

اہل مغرب کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ محتسب کا ادارہ Ombudsman ان کی ذہنی اختراع اور سعی عمل کا نتیجہ ہے اور سب سے پہلے اس کا آغاز سکنڈے نیویا سے ہوا۔ تاریخ میں ایسے کئی شواہد موجود ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ محتسب کا ادارہ کسی نہ کسی شکل میں انسانی تہذیب کی تاریخ کے ہر دور میں موجود رہا ہے۔ اسلام نے انصاف کو چونکہ دین کا جزو قرار دیا ہے اور اس بارے میں باری تعالیٰ کا صریح ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے' اس لئے آغاز اسلام ہی میں احتساب کی ضرورت محسوس کر لی گئی اور اس پر کہیں نہ کہیں تاریخ اسلام کے تقریباً ہر دور میں عملدرآمد بھی ہوا' جیسا کہ تاریخ محتسب میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبویؐ میں تشریف فرما ہوتے اور لوگوں کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شکایات بہ نفس نفیس سماعت فرماتے' نیز بازار سے گزر ہوتا تو روزمرہ ضروریات کے معیار پر نگاہ رکھتے۔ اسی سنت پر خلفائے راشدینؓ اور بنی امیہ کے خلفاء نے عمل کیا۔ عباسیوں کے دور میں تو دیوان المظالم کے نام سے عوامی شکایات کی تفتیش و تحقیق کا باقاعدہ ادارہ قائم ہوا اور اس کے بعد فاطمین مصر' ترکان عثمانی اور سلاطین ہند کے مختلف ادوار میں بھی یہ روایت برقرار رہی۔

کہا جاتا ہے کہ چین کے عظیم منگول شہنشاہ قبلائی خان نے بھی اس قسم کا ایک ادارہ قائم کر رکھا تھا' جسے Censorate کہتے تھے۔ یہ محتسب کے ادارہ کے اغراض و مقاصد کے بالکل قریب تر تھا۔ اس کی نگرانی میں افسروں اور اہلکاروں کی زیادتیوں کی جانچ پڑتال ہوتی اور عوامی شکایات کا ازالہ کیا جاتا تھا۔ اسی طرح محتسب کی طرز کے اداروں کی تشکیل اور قیام کا پتا رومن تاریخ میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ پروفیسر ویڈ اور پروفیسر فلپس کے علاوہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا یہ دعویٰ محل نظر ہے کہ محتسب کے ادارہ کی تشکیل کا سہرا اہل مغرب کے سر ہے۔ ایک پاکستانی محقق ڈاکٹر محمود احمد غازی کا یہ کہنا بھی کہ: آج احتساب کے نام سے کوئی باقاعدہ ادارہ کسی اسلامی ملک میں موجود نہیں (۱) تحقیق طلب ہے' کیونکہ اس قسم کے ادارے پاکستان کے علاوہ ایران' نائیجریا' سوڈان اور سعودی عرب میں کام کر رہے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء میں بین الاقوامی محتسب کے ادارہ کی جانب سے شائع ہونے والی ڈائریکٹری اور شکایات کا ازالہ کرنے والے دوسرے اداروں کی فہرست میں دنیا کے ایسے جن ۴۱ ملکوں کے نام درج ہیں' جہاں محتسب یا اسی قسم کے دیگر ادارے سرگرم عمل ہیں' بعض اسلامی ممالک کا اندراج شامل ہے (۲)

احتساب سے متعلق مختلف ملکوں میں اداروں کا قیام کسی حد تک انیسویں صدی اور بہت حد تک بیسویں صدی عیسوی کا رہین منت ہے۔ سویڈن میں یہ ادارہ ۱۸۰۹ء میں تشکیل پایا۔ برطانیہ میں ۱۹۶۷ء میں قائم ہوا' لیکن قبل ازیں ۱۹۱۹ء میں فن لینڈ' ۱۹۵۴ء میں ڈنمارک' ۱۹۶۲ء میں ناروے اور ۱۹۷۰ء میں کینیڈا وغیرہ میں محتسب کے ادارے معرض وجود میں آ چکے تھے۔ علاوہ ازیں بھارت' ماریشس' تنزانیہ' جمیکا اور سیلون جیسے ممالک میں یہ ادارہ قائم ہے۔ نیوزی لینڈ میں گورنر جنرل کے ہاتھوں محتسب کی تقرری ہوتی ہے۔ اسرائیل میں بھی محتسب کا ادارہ ۱۹۶۶ء سے تل ابیب میں قائم ہے' جبکہ مغربی ممالک میں پولیس کا محتسب' عدلیہ کا محتسب اور اخبارات کا محتسب' نیوکینیڈا میں لسانی محتسب ایسے ادارے عہد حاضر کی تاریخ میں ملتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سویڈن میں محتسب کا ادارہ

موجودہ دور میں محتسب کے اداروں میں جو ادارہ محتسب کے جدید نظریہ کے عین قریب ہے' پہلے پہل ۱۸۰۹ء میں سویڈن میں قائم ہوا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس ادارے کی ابتدا سکنڈے نیویا سے ہوئی۔ اگرچہ اس سے بھی تقریباً ایک صدی قبل سویڈن کے بادشاہ چارلس دوازدہم نے اس کی داغ بیل ڈالی تھی۔ ان دنوں چارلس دوازدہم ترکی میں پناہ گزین تھا۔ اس نے قاضی القضاۃ کی عدالت دیکھی' جس کے فرائض منصبی میں ریاست کے اہلکاروں کو اسلامی قانون پر کاربند رکھنا بھی شامل تھا۔ چارلس دوازدہم عدالت کی کارروائی سے بے حد متاثر ہوا۔ اس نے سویڈن واپسی پر اپنے ملک میں اسی قسم کے ایک ادارہ کے قیام کا حکمنامہ جاری کیا اور ملک کے سب سے بڑے جج (چیف جسٹس) کی بطور سربراہ ادارہ تقرری کی۔ وہ سرکاری اہلکاروں کے قانونی فرائض کی صحیح طور پر بجا آوری کا نگران تھا۔ بلاشبہ آج دنیا بھر میں سکنڈے نیویا کے اس ادارے کو سرکاری اہلکاروں کے احتساب کا ایک موثر ذریعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

سویڈن ۱۷ لاکھ ۳۶ ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا ملک ہے' جہاں برس ہا برس سے ملوکیت کا دور دورہ ہے' لیکن اس نظام کے باوجود وہاں کا محتسب بڑا وسیع الاختیار ہے۔ اسے مکمل تحفظات حاصل ہیں۔ وہ بحسن و خوبی قانون پر عملدرآمد کراتا ہے اور عوام کے حقوق کا تحفظ اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ وہ لوگوں کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کا ازالہ کرتا ہے اور مطلق العنان ہیئت حاکم کے باوجود اسے اصلاح معاشرہ کی سب سے بڑی اور مستحکم قوت تسلیم کیا جاتا ہے۔ نظم و نسق کے ہر شعبہ پر اس کی گرفت بہت مضبوط ہوتی ہے۔ اس کے اسی طرز عمل پر آگے چل کر ۱۹۶۷ء میں برطانوی محتسب اعلیٰ کے ادارہ کی تشکیل عمل میں آئی' جس کا پس منظر اور پیش منظر کچھ یوں ہے۔

برطانوی محتسب اعلیٰ

عالمی جنگوں کے نتیجے میں بیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی چالیس برسوں میں بیشتر ممالک کی طرح انگلستان میں بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار وسیع پیمانے پر پامال ہوئیں تو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے نظم و ضبط میں ایک بہت بڑا شگاف نظر آنے لگا۔ ماحول میں گوناگوں پریشانیاں' مایوسیاں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ناامیدیاں در آئیں اور جرائم پسندی' بد نظمی اور بداخلاقی کا ایک ایسا تندرو سیلاب امڈ آیا کہ ایک طرف معاشرے کی اخلاقی بنیادوں میں لرزہ آ گیا' دوسری طرف مقتدرہ' عدلیہ اور انتظامیہ کی مجموعی قوتیں قریب قریب مفلوج ہو کر رہ گئیں۔ ماحول کی اس پراگندگی اور ناگفتہ بہ حالات کو دیکھتے ہوئے حکومتی سطح پر انتظامی مشینری کو مستحکم بنانے کا سنجیدگی سے احساس ہوا اور ایک صحت مند انتظامیہ کی تشکیل اور بہتر زندگی کے تقاضوں کے پیش نظر یہ بات شدت سے محسوس کی گئی کہ ناقص اور بیکار پرزوں کو نکال باہر کیا جائے۔ احتساب کے لئے ایک الگ با اختیار ادارہ ہو' جس میں شامل اراکین معیاری نظم و نسق کے سانچے میں ڈھلے ہوں اور خود ان خرابیوں سے' جن کی اصلاح کے لئے انہیں منتخب کیا گیا ہے' محفوظ ہوں۔

انگلستان کے دارالعوام (House of Common) میں یہ مسئلہ مختلف موضوعات کے ساتھ زیر بحث رہا۔ بالآخر پارلیمنٹری کمشنر ایکٹ ۱۹۶۷ء کی رو سے پارلیمانی کمشنر برائے انتظامیہ (parlimantry Commissoner for Adminstration) کا تقرر عمل میں لایا گیا اور اس کی بنیاد ۱۸۰۹ء میں قائم ہونے والے سویڈن کے ادارہ محتسب (Ombudsman) کے طرز پر رکھی گئی' جو مختصر عرصہ میں کامیاب اور عالمگیر شہرت حاصل کر چکا تھا اور جسے ۱۹۱۹ء میں فن لینڈ' ۱۹۵۴ء میں ڈنمارک اور بعد ازاں ۱۹۶۲ء میں ناروے نے بھی اختیار کر لیا تھا۔ انگلستان کے ادارہ محتسب نے P C A کے مختصر نام سے شہرت پائی اور اس کے بنیادی خدوخال مرتب کرتے وقت سویڈن اور ان ملکوں کے مختلف حالات کو بھی مدنظر رکھا گیا' جہاں اس قسم کے ادارے قانونی طور پر وجود میں آ چکے تھے۔

انگلستان کے پارلیمنٹری کمشنر ایکٹ مجریہ ۱۹۶۷ء کے تحت برطانوی محتسب اعلیٰ کا دائرہ اختیار پچاس اعلان کردہ محکموں تک وسیع ہے۔ ان محکموں سے متعلق وہ ہر ایسی شکایت کو سنتا اور اس کی تفتیش کرتا ہے جو کسی سرکاری محکمے یا اس کی طرف سے مقرر کردہ کسی رکن کے اس انتظامی اقدام کے خلاف ہو' جو بدانتظامی کے سبب ناانصافی پر منتج ہوا ہو اور یہ شکایت دارالعوام کے کسی بھی رکن نے اسے بھیجی ہو۔ بعض دوسرے عوامی ادارے مثلاً مقتدرات' پولیس' عدالتیں' ڈاک خانے' قومیائی گئی صنعتیں اور ٹریبونل اس کے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں۔ حکومت کے محکمانہ فیصلوں پر نظرثانی بھی اس کے دائرہ اختیارات سے خارج ہے۔ مثلاً:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(الف) سیکریٹری آف سٹیٹ یا تاج برطانیہ کے کسی وزیر کے معاہدات یا فیصلے جو قومی اور بین الاقوامی نوعیت کے ہوں۔

(ب) کوئی ایسا اقدام جو برطانیہ کے کسی وزیر کے معاہدات یا فیصلے جو قومی اور بین الاقوامی نوعیت کے ہوں۔

(ج) تاج برطانیہ یا اس سے متعلق علاقے جن سے ملکہ برطانیہ کا براہ راست تعلق ہے۔

(د) سیکرٹری آف سٹیٹ کے فیصلے جو ۱۸۷۰ء کے Extra diction Act کے مطابق کئے گئے۔

(ر) سیکرٹری آف سٹیٹ یا اس کی ماموریہ کا فیصلہ جو اس نے پاسپورٹ کی تفتیش یا اس سے متعلق جرم کے ارتکاب پر دیا اور یہ تحفظ مملکت سے متعلق تھا۔

(س) برطانیہ کی کسی عدالت میں فوجداری یا دیوانی کا کوئی مقدمہ یا نیول ڈسپلن ایکٹ ۱۹۵۷ء یا کسی عدالت یا ٹریبونل سے متعلق ایکشن۔

(ط) رحم کی درخواست قبول کرنے کا حق اور سیکرٹری سٹیٹ کا یہ حق کہ وہ کسی فرد کے بارے میں اپنی صوابدید کے مطابق کورٹ آف اپیل' ہائی کورٹ آف جوڈیشری یا کورٹ مارشل اپیل کورٹ کو ریفرنس بھیج سکتا ہے۔

(ع) وزیر صحت یا سیکرٹری سٹیٹ کی طرف سے قائم شدہ ریجنل ہیلتھ اتھارٹی' ایریا ہیلتھ اتھارٹی' ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی' اسپیشل ہیلتھ' اتھارٹی کے فیصلے بجز پرمنٹس ہسپتال ریویو بورڈ' فیملی پریکٹشنرز سروس یا پبلک ہیلتھ لیبارٹری سروس بورڈ۔

(ف) اجارے (ٹھیکے) اور اسی قسم کے مذاکرات و معاہدات مالی جو برطانیہ میں طے پائیں یا کسی طور ملک میں کوئی محکمہ یا مقتدرہ طے کرے' جن کا تعلق بروئے قاعدہ کسی اراضی کے جبری حصول یا فاضل قرار دے کر واگزار کرنے سے ہے۔

(ک) اقدامات جن کا تعلق مندرجہ ذیل محکموں کے ملازمین کے تقرر' علیحدگی' تنخواہ' نظم' زائد العمری یا دیگر امور ملازمت سے ہو:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

☆ تاج برطانیہ کی مسلح افواج کے ملازمین بشمول ریزرو آنریری اور کیڈٹ فوج۔
☆ تاج برطانیہ یا اس کے مقتدرات کے ملازمین (جن کے استثناء کا اعلان کر دیا گیا ہو

(ل) اعزازات' ایوارڈ' تاج برطانیہ کے تحائف کے مفاد بشمول رائل چارٹر۔

برطانوی محتسب اعلیٰ کسی ایسے محکمے کی تفتیش نہیں کر سکتا' جس کے بارے میں شکایت کنندہ کسی ٹریبونل یا عدالت میں اپیل کا حق استعمال کر چکا ہو۔ بجز ان امور کے جن میں اسے اطمینان ہو کہ بعض مخصوص حالات تھے' جن میں شکایت رفع نہیں ہوئی۔ ان انتہائی حالات میں اپنا اختیار خصوصی استعمال کر سکتا ہے۔

عام حالات میں برطانوی محتسب اعلیٰ (PCA) کسی ایسی شکایت کی تفتیش کرنے کا مجاز نہیں' جس میں امر وقوع کو پانچ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہو۔

پارلیمانی کمشنر ایکٹ میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ پارلیمنٹ نے برطانوی محتسب اعلیٰ کو امور مفوضہ کی تفتیش میں پورے اختیارات استعمال کرنے کا حق دیا ہے۔ وہ کسی معاملے میں کسی بھی شخص سے معلومات حاصل کرنے کا مجاز ہے۔ اسے محکموں کے وزراء یا حکام سے متعلقہ کیس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور ریکارڈ یا بچشم خود معائنہ کرنے کا حق ہے۔ تفتیش کرنے کے بعد وہ نتائج شکایت بھیجنے والے رکن کو بھیجتا ہے۔

علاوہ ازیں سالانہ رپورٹ بھی پارلیمنٹ کو بھیجی جاتی ہے۔ خاص اجتماعی اقدامات کے لئے بھی اسے سفارش کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس بات کا اسے پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ پارلیمانی یا پارلیمنٹ کے کسی رکن کے بارے میں کوئی سچی کھری بات اپنی رپورٹ میں بیان کر دے۔

پارلیمانی کمشنر ایکٹ کی دفعہ ۹ کے مطابق رکن پارلیمان کو شکایت کوئی شخص یا اشخاص کر سکتے ہیں۔ دفعہ ۱۰ کی رو سے شکایت وہ شخص اصالتاً کر سکتا ہے' جس کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہو' لیکن یہ ضروری ہے کہ شکایت کنندہ برطانیہ میں ہو یا اس وقت کی شکایت ہو' جب وہ برطانیہ میں تھا۔ اس امر کی وضاحت دفعہ ۱۱ میں کر دی گئی ہے اور دفعہ ۱۲ کے تحت شکایت تحریری طور پر پیش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہوتی ہے اور اس میں اس رضامندی کا اظہار بھی ضروری ہوتا ہے کہ رکن پارلیمان یہ شکایت محتسب اعلیٰ کو پہنچا دے۔ ضروری ہے کہ اس کی درخواست پر اس کا نام اور پتا مکمل ہو۔ محکمے اور ملازم دونوں کے ناموں اور شکایت کی تفصیل کا اندراج ضروری ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۳ میں تفتیش کے تین مراحل کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اول کیا شکایت محتسب اعلیٰ کے دائرہ اختیار میں ہے یا نہیں؟ اثبات کی صورت میں دوسرا مرحلہ تفتیش ہوتا ہے' یعنی ان معاملات کی چھان بین جو برطانوی محتسب اعلیٰ کے لئے قابل دست اندازی ہیں۔ آخر میں تیسرا مرحلہ: رپورٹ رکن پارلیمنٹ کو ارسال کرنا۔

دفعہ ۱۴: تفتیش ہر حال میں صیغہ راز میں رہتی ہے ۔ دفعہ ۱۵: عمل تفتیش میں انٹرویو اور خط و کتابت دونوں سے کام لیا جاتا ہے۔ دفعہ ۱۷: قانونی فیس بشرط ضرورت PCA طے کرتا ہے۔ دفعہ ۱۸: برطانوی محتسب اعلیٰ اپنے فیصلوں میں عوام اور پریس پر انحصار نہیں کرتا۔ دفعہ ۱۹: برطانوی محتسب اعلیٰ کا دفتر متعلقہ امور میں عوام کے استفسار پر اس کا جواب دیتا ہے۔

کینیڈا میں محتسب کے ادارے

کینیڈا شاید دنیا کا واحد ملک ہے' جہاں احتساب سے متعلق کئی ادارے کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۶۶ء تک کینیڈا میں محتسب کا تصور موجود نہ تھا' لیکن ۱۹۸۱ء سے قبل جزیرہ پرنس ایڈورڈ (Prince Edward Island) کے سوا کینیڈا کے تمام صوبوں میں الگ الگ محتسب مصروف کار ہیں۔ اس ضمن میں ابتدائی کام کینیڈا کی بین الاقوامی تنظیم وکلاء International Bar Association نے کیا تھا۔ اس کے بعد عوام کی مشکلات اور ضروریات کے پیش نظر کینیڈا کے مختلف صوبوں میں محتسبوں کی تقرریاں عمل میں آئیں اور اب ایڈمونٹن (Edmonton) میں ۱۹۷۸ء سے محتسب کا ایک عالمی ادارہ International Institute of Ombudsman بھی سرگرم عمل ہے۔

کینیڈا میں محتسب کا ادارہ کیونکر وجود میں آیا؟ اس بارے میں کہا جاتا ہے کہ حکومت نے ۱۹۶۶ء میں ایک کمیٹی قائم کی' جس نے وکلاء تنظیم کی سفارش پر محتسب کے ادارہ کی ضرورت سے متعلق اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ کو اسی سال مشتہر کیا گیا اور پھر عوام کی کثرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رائے کا احترام کرتے ہوئے محتسب کی تقرری کر دی گئی ۔ ڈاکٹر ایس ایم حیدر کا کہنا ہے کہ آج کینیڈا کے مختلف صوبوں میں قائم محتسب کے دفاتر میں ممتاز وکلاء اور جج حضرات ہی اپنی ذمہ داریاں سرانجام نہیں دیتے' بلکہ کلیسا کے پادری' وہاں کی پولیس اور سیاستدان بھی بحیثیت محتسب اپنا فرض ادا کرتے ہیں (۳)

البرٹا (Alberta) کے امبڈز مین ایکٹ کی دفعہ ۱۳ (۱) کے تحت یہ شرط عائد کر دی گئی تھی کہ ہر سائل تحریری شکایت ہی محتسب کو پیش کر سکتا ہے' لیکن بعد میں بعض صورتوں میں اس قانونی شق میں لچک پیدا کر دی گئی۔ ۱۹۷۶ء میں البرٹا ہی میں پہلی بین الاقوامی محتسب کانفرنس (First International Ombudsman Conference) منعقد ہوئی' جہاں عالمی ادارہ محتسب بھی قائم ہے۔

محتسب کی اولین تقرری کینیڈا میں نیو برنزوک (New Brun ۔ Swick) میں عمل میں آئی اور ۱۱/ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں سب سے پہلے محتسب نے حلف اٹھایا۔ اس کے دفتر کے قیام کا مقصد واضح طور پر حکومت اور انتظامیہ سے متعلق انفرادی شکایات کا ازالہ و تدارک تھا۔ قبل ازیں ایک نیوبرنزوک سوسائٹی قائم ہو چکی تھی' جو عوامی مشکلات و مسائل کو منصہ شہود پر لا رہی تھی۔ اسی طرح ناواسکوٹیا (Nova Scotia) کے صوبے میں ۱۹۶۴ء میں ماہرین قانون پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دیا گیا' جس نے محتسب کے نظام کو اختیار کرنے کا جائزہ لیا۔ ان ماہرین کی رپورٹ کی روشنی میں ستمبر ۱۹۷۰ء میں ناوا سکوٹیا میں محتسب کا ادارہ وجود میں آیا۔

اس صوبے میں محتسب کی تقرری کا اختیار گورنر کو حاصل ہے۔ محتسب کا تقرر پانچ سال کے لئے ہوتا ہے۔ محتسب اپنی تقرری کے بعد اپنے نائبین اور معاونین مقرر کر سکتا ہے۔ محتسب اور اس کے نائبین و معاونین عموماً ایسی عوامی شکایات کا ازالہ کرتے ہیں' جو صوبائی انتظامیہ سے متعلق ہوں۔ محتسب کی طرف سے لوگوں کو ہدایت ہے کہ وہ اپنی مشکلات زیادہ سے زیادہ ایک سال کے اندر اندر اس کے علم میں لائیں ۔

کینیڈا میں محتسب کے ادارے ایڈمونٹن' البرٹا نیوبرنزوک اور ناواسکوٹیا کے علاوہ ٹاوہ' نی پیگ' سنڈبری' مونٹریال اور مونکٹن میں بھی ہیں۔ اونٹاریو (Ontario)میں کام کرنے والا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب کا ادارہ بہت بڑا ہے۔ یہ ۱۹۸۵ء میں قائم ہوا اور اس کی کئی ذیلی شاخیں ہیں۔ اونٹاریو کے محتسب کو پارلیمانی اختیارات حاصل ہیں۔ نیوزی لینڈ کی طرز پر اس محتسب کی تقرری قانون ساز اسمبلی کرتی ہے اور اسے اپنے فیصلوں میں مکمل آزادی اور خود مختاری حاصل ہوتی ہے۔ اونٹاریو کے محتسب کا ادارہ برطانوی محتسب اعلیٰ کی طرح کام کرتا ہے اور اس کے تقریباً وہ اختیارات ہیں' جو برطانیہ کے محتسب کو حاصل ہیں۔ اس کا عہدہ کمشنر کہلاتا ہے۔

عہد حاضر میں کینیڈا میں محتسب کے ادارے لوگوں کی مشکلات ومسائل کے حل میں بڑا موثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ کینیڈا میں انگریزی اور فرانسیسی دونوں کو دفتری زبانوں کا درجہ حاصل ہے اور ہر قومی کارروائی کو ایک سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے دفتر ترجمہ قائم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قومی زبانوں کے نفاذ کا عمل سرکاری محکموں اور قومی اداروں میں جاری و ساری کرنے کے لئے ایک لسانی محتسب کا عہدہ قائم ہے' جسے "کمشنر زبان ہائے دفتری" کہتے ہیں۔ اس کی ذمہ داریوں میں قومی زبانوں کے فروغ کے علاوہ یہ دیکھنا بھی شامل ہے کہ مختلف وفاقی محکموں اور اداروں میں دفتری زبانوں کے قانون پر کس حد تک عملدرآمد ہو رہا ہے؟ اس سلسلے میں وہ عوام اور اداروں کی شکایات سنتا اور ان کا ازالہ کرتا ہے۔ اسے ہر محکمہ کے آڈٹ کے اختیارات بھی حاصل ہیں اور اپنے امور کی انجام دہی کے سلسلے میں وہ براہ راست کینیڈا کی پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہے۔

محتسب کا ادارہ' افریقی ممالک میں

پاکستان کی طرح نوکر شاہی کی گرفت بعض افریقی ممالک میں بھی بڑی مضبوط ہے اور اس نے وہاں کے عوام کو گوناگوں مسائل کے شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے۔ اس بات کو سب سے پہلے ۱۹۶۲ء میں نائیجیریا کی وفاقی کونسل کے چند ارکان نے محسوس کیا اور وہ کسی ایسے ادارہ کے قیام کے حق میں تھے' جو رد مظالم میں اپنا موثر کردار ادا کر سکے' مگر افریقی ممالک کی باہمی ریشہ دوانیوں کے باعث اس خیال کو تعبیر نہ مل سکی۔ ۱۹۷۰ء میں خانہ جنگی کے خاتمہ کے بعد نوکر شاہی نے جب اپنی جڑیں اور مضبوطی سے پھیلانا شروع کیں تو محتسب کے ادارہ کی ضرورت باقاعدہ عوامی مطالبے کی شکل میں بدل گئی۔ چنانچہ جولائی ۱۹۷۴ء میں عوامی شکایات سے متعلق ایک بیورو قادونہ (Kaduna) میں قائم کر دیا گیا۔ یہ ایک طرح سے نائیجیریا میں محتسب کے ادارہ کی بنیاد تھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اکتوبر ۱۹۷۵ء میں قومی سطح پر دستور کی روشنی میں عوامی مشکلات و مسائل کا جائزہ لینے کے لئے نائیجریا میں ایک کمیشن قائم کیا گیا اور پھر عوامی شکایات کے ایکٹ مجریہ ۱۹۷۵ء کے تحت ایک ایسے کمشنر کی تقرری عمل میں لائی گئی' جس کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ عوام کی مشکلات کے حل کے لئے اپنے تمام تر قانونی اور آئینی اختیارات عمل میں لائے۔ چنانچہ سائل اس کے رو برو حکومت و وزارت کے کسی دفتر یا انتظامیہ کے کسی شعبے' کسی سرکاری و نیم سرکاری یا خود مختار ادارے کے خلاف اپنی شکایات آج بھی پیش کر سکتا ہے اور محتسب کا یہ ادارہ جسے وسیع تر ذمہ داریاں تفویض ہیں' نائیجریا میں ۱۹۷۵ء سے سرگرم عمل ہے۔ وہ سائل کی شکایت پر متعلقہ فرد یا ادارے کے ذمہ دار افسر کو عدالت میں طلب کر سکتا ہے۔ اس کے دائرہ کار میں زیادہ تر حکومت اور انتظامیہ سے متعلق شکایات ہی آتی ہیں۔ وہ ہر شکایت کی چھان بین کر کے اپنی سفارشات فیصلوں کی شکل میں صادر کرتا ہے۔ نائیجریا میں اس افریقی محتسب کو چیف کمشنر برائے عوامی شکایات (The Chief Commissioner of Public Complaints) کہتے ہیں۔

سعودی عرب میں محتسب کا ادارہ

نائیجریا کے علاوہ جن مسلم ممالک میں محتسب کے ادارے موثر طور پر اپنا کردار ادا کر رہے ہیں' ان میں سوڈان' لیبیا' اور ایران شامل ہیں۔ سعودی عرب میں بھی جو عالم اسلام کا مرکز ہے' احتساب کا ایک مضبوط نظام رائج ہے۔ سعودی عرب میں یوں تو هیئته الامر بالمعروف والنهی عن المنکر' کے نام سے ایک ادارہ سعودی دور حکومت کے آغاز ہی میں معرض وجود میں آ گیا تھا' جس کا دائرہ کار ابتداً اتنا زیادہ وسیع نہ تھا' تاہم اس نے ایک مختصر مدت میں لوگوں کو دینی فرائض کی پابندی کرانے میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔

سعودی عرب میں شرطہ کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ وہ بر سر عام لوگوں کو اخلاق برائیوں میں ملوث دیکھ کر ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔ نماز پنجگانہ کے دوران دکانیں بند کرانا ان کا فرض منصبی ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق باقی وہ امور جن کا ذکر فقہ السیاست کی کتب میں ہے' دیگر اداروں کو تفویض کئے جا چکے ہیں۔ صدقہ حسن خاشقجی اور محمد عبدالجابل الخمر کے بیانات کے مطابق مدینہ منورہ کا رئیس بلدیہ بھی اسلامی ریاست کے محتسب کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرائض انجام دیتا ہے (۴) شاہراہوں پر رکاوٹیں کھڑی کرنے اور گندگی پھیلانے والوں کے خلاف وہ قانونی کارروائی کرتا ہے۔ اسے بدعات کو روکنے کا بھی اختیار ہے۔ ہمارے کلاسیکی ادوار میں جو معاملات محتسب کے زیر نگرانی رہے' انہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے سعودی عرب کے مختلف شہروں میں رئیس بلدیہ کی ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

وفاقی محتسب پاکستان

مملکت خداداد پاکستان میں محتسب کے ادارے کا باقاعدہ قیام ۸ اگست ۱۹۸۳ء کو عمل میں لایا گیا اور پہلے وفاقی محتسب نے اپنے اعزاز میں منعقد ہونے والی تقریب میں فرمایا:

"ہمارے عقیدے کے مطابق انسان کو آخرت میں تو اپنے جملہ اعمال کیلئے خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہی ہے، مگر دنیا میں بھی اس ذات پاک کا ایک نظام احتساب چل رہا ہے، جس کے تحت انسانوں کو یہیں جزا وسزا ملتی رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی شخص اس دنیا میں احتساب سے بچ نکلے، مگر آخرت کے احتساب سے مفر نہیں۔ اس حقیقت کو معاشرہ اگر اپنے سامنے رکھے تو انسان کے ہاتھوں انسان کی تذلیل اور ہر قسم کی ناانصافی سے نجات مل سکتی ہے" (۱)

یہ ایک حقیقت ہے کہ احتساب کا مقصد صرف مملکت ہی کے لئے بہتر نظم و نسق قائم کرنا نہیں، بلکہ اخلاق عامہ کی ترویج و اشاعت بھی ہے۔ یہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ سب بلا تفریق امتیاز اپنے اعمال اور لغزشوں، یہاں تک کہ اپنی نیتوں اور ارادے کے لئے بھی خدا کے حضور جوابدہ ہیں، اس لئے ایک اسلامی مملکت میں دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ انتظامیہ یعنی عمال حکومت کے موثر احتساب کی ضرورت کو تاریخ اسلام میں ہمیشہ محسوس کیا گیا اور اس کے لئے باقاعدہ ایک نظام کے قیام سے پہلو تہی نہ کی گئی۔ عہد رسالتؐ اور خلفاء راشدینؓ کا دور ہو کہ امویوں اور عباسیوں کا زمانہ، فاطمین مصر کی حکمرانی ہو یا اندلس میں بنی امیہ کا اقتدار، عرب سے لے کر عجم تک مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ کے ہر دور میں ادارہ احتساب اور محتسب نے کسی نہ کسی شکل میں اپنا کردار ادا کیا اور اب یہ نظام پاکستان میں بھی متعارف و منتج ہوا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ادارہ وفاقی محتسب

پاکستان میں وفاقی محتسب کے ادارہ کی تاسیس و تشکیل دراصل خلافت راشدہ کے اسلامی تصور اور سیکنڈے نیویا جیسے ممالک میں قائم شدہ احتساب کے اداروں کا ایک قابل تقلید اور خوبصورت امتزاج ہے۔ یعنی پاکستان میں جو ایشیا کا پہلا ملک ہے' محتسب کے ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ یہ نظام قائم کرتے وقت ان دونوں تصورات کو پیش نظر رکھا گیا اور اس کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ شہریوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا ازالہ کر کے ان کی فوری داد رسی کا انتظام کیا جائے۔ عصر حاضر میں اس کی ضرورت شاید اس لئے بھی محسوس کی گئی کہ :

> "جوں جوں فلاحی مملکت کا تصور عام ہو رہا ہے' زیادہ سے زیادہ لوگ مملکت کے بااختیار اداروں اور ان کے کارندوں کے دست نگر ہوتے جا رہے ہیں' کیونکہ ان ہی کے فیصلوں پر عام لوگوں کے روزمرہ کے معاملات طے پاتے ہیں اور یہی فیصلے بہت حد تک ان کی زندگی کا رخ متعین کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں کسی ملک کی انتظامیہ کے لئے غیر جانبدارانہ احتساب کا اہتمام کرنا اقوام عالم کی بنیادی ضرورت بنتا جا رہا ہے" (۲)

اسی کے تحت گویا پاکستان جیسے اسلامی ملک میں محتسب کے ادارے کا قیام ناگزیر تھا' جو نظم و نسق کے ذمہ دار افسروں اور اہلکاروں سے پیدا ہونے والی شکایات کی فوری تفتیش اور تلافی کرتا رہے۔

نظام احتساب کی ضرورت کا احساس و اظہار' ماضی میں یوں تو کئی موقعوں پر پاکستان میں ہوتا رہا لیکن گزشتہ تقریباً بیالیس برسوں میں اس سلسلے میں عملاً کوئی کارروائی کی گئی نہ کوئی قدم اٹھایا جا سکا۔ بڑھتی ہوئی بدعنوانیوں اور بد انتظامیوں کے سد باب کے لئے کئی معائنہ اور نگران کمیشن قائم کئے جاتے رہے' جو عوام کی توقعات پر پورا نہ اترنے کے باعث نہ صرف ناکام ہوئے' بلکہ عوام کی نظروں میں ان کا وقار بھی جاتا رہا۔ گزشتہ چند برسوں میں تو افسر شاہی کے حجم اور اختیارات کی وسعت میں اس قدر اضافہ ہو چکا تھا کہ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں' جہاں کے نظم مملکت میں اسلام کے اخلاقی رنگ کو اجاگر کرنے کے لئے احتساب کے موثر نظام کے قیام کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اشد ضرورت تھی، محتسب کے ادارہ کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی۔

تنظیمی ڈھانچہ

عصر حاضر میں پاکستان کے علاوہ محتسب کا ادارہ جن جن ملکوں میں قائم ہے، وہاں وہاں اس کا تنظیمی ڈھانچہ اس ملک کے حالات پر منحصر ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے کسی حد تک مختلف ہے، لیکن احتساب کے قابل عمل نظام کے لئے جن بنیادی چیزوں کی ضرورت ہے، وہ ان میں قدرے مماثل ہیں۔ مثلاً ضروری ہے کہ محتسب کا ادارہ قانونی طور پر قائم کیا گیا ہو، کام کی نوعیت کے اعتبار سے مقننہ اور انتظامیہ دونوں سے آزاد ہو۔ شہریوں کا ہمدرد ہو۔ اس تک رسائی مشکل نہ ہو۔ درپیش معاملات سے متعلق تمام دستاویزات تک بلا روک ٹوک اسے حصول کا اختیار ہو۔ محتسب اپنے فرائض کی بجا آوری میں غیر سیاسی ہو اور اسے اپنے عہدے کا مکمل تحفظ حاصل ہو۔

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ پاکستان میں قائم کئے گئے وفاقی محتسب کے ادارے میں یہ تمام خصوصیات موجود ہیں۔ یہاں کے وفاقی محتسب کے عہدے کی معیاد چار سال ہے، جس میں کسی صورت توسیع نہیں کی جا سکتی اور نہ وہ دوبارہ محتسب بن سکتا ہے۔ وہ اپنے عہدے کے دوران سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتا ہے نہ اپنے عہدہ سے سبکدوش ہونے کے دو سال بعد تک۔ اس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ متوازی انتظامیہ ہے نہ اسے محکمہ انسداد رشوت ستانی، ایف آئی اے یا وفاقی معائینہ کمیشن جیسے فرائض سونپے گئے ہیں، بلکہ ادارہ محتسب ان میں سے کسی کی جگہ لئے بغیر یا اسے ختم کئے بغیر معرض وجود میں آیا تاکہ سرکاری دائرہ کار میں بد انتظامی کے باعث کسی شہری سے ہونے والی نا انصافی کے خلاف اسے مکمل تحفظ فراہم کرنے کے لئے بیوروکریسی کے موجودہ نظام میں اہم نقائص کو دور کیا جا سکے۔ اس لحاظ سے وفاقی محتسب کے ادارہ کا مقصد سرکاری محکموں سے متعلق شکایات کے ازالہ کے لئے شہریوں اور انتظامیہ کے درمیان رابطے کا کام انجام دینا ہے اور بلاشبہ شکایات کے ازالے کے عمل کا اصل مقصد ہی انتظامیہ کا احتساب ہے۔ سرکاری ملازموں کو نشانہ بنانا یا ان پر مقدمے چلانا نہیں، بلکہ ایماندار سرکاری ملازموں کو تحفظ فراہم کرنا بھی وفاقی محتسب کا کام ہے تاکہ ان میں اپنے فرائض کی دیانتدارانہ بجاآوری کے سلسلہ میں اعتماد اور تحفظ کا احساس پیدا ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیام کا دستوری پس منظر

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے ساتھ ہی ادارہ احتساب کے قیام کی ضرورت محسوس کر لی گئی تھی، لیکن بوجوہ اس پر عملدر آمد نہ ہو سکا۔ اس کا بین ثبوت پاکستان کے بعض سابقہ مجوزہ دساتیر ہیں، جن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے ایک مضبوط ادارے کی تاسیس کو ہمیشہ پیش نظر رکھا گیا اور کئی مرتبہ اس کے لئے باقاعدہ سفارشات بھی مرتب کر لی گئیں، مگر یہ دستوری مسودات تکمیل شدہ صورت میں نافذ العمل نہ ہو سکے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ادارہ کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔ مثلاً ۲۲/دسمبر ۱۹۵۲ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں اس وقت کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین مرحوم نے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ کی صورت میں ایک دستوری مسودہ پیش کیا، تو اس کی دفعہ ۲ شق ۳ میں کہا گیا تھا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی انجام دہی کے لئے ایک تنظیم قائم کی جائے۔

ایسی ہی ایک دفعہ ۱۹۵۴ء کے دستوری مسودہ میں بھی شامل تھی۔ یہ مسودہ اس وقت کے وزیر قانون جناب اے کے بروہی نے سابق وزیر اعظم محمد علی بوگرہ مرحوم کے دور وزارت عظمیٰ میں دستور ساز اسمبلی کے سامنے پیش کیا تھا اور اس کی دفعہ ۱۱ میں مذکورہ شق کے بعد ایک اور شق کا اضافہ کیا گیا تھا کہ امربالمعروف و نہی عن المنکر کے ادارہ کو چلانے کے لئے ایک خصوصی ٹیکس عائد کر دیا جائے اور اسی آمدنی سے ادارہ کے تمام مصارف برداشت کئے جائیں۔

۶۸ ۔ ۱۹۶۷ء میں محتسب کے ادارہ کے قیام کے لئے جناب جسٹس عبدالحلیم کی سربراہی میں ایک خصوصی سیل قائم ہوا، جس کا مقصد شہری معاملات سے متعلق محکموں مثلاً میونسپل کارپوریشن اور ترقیاتی اداروں میں بدعنوانیوں کا جائزہ لینے اور ان کے سدباب کے لئے احتساب کرنا تھا، مگر اس وقت بھی معاملہ کی صورت سفارشات کی حد تک محدود رہی۔ پھر ۱۹۷۲ء کے عبوری آئین کی دفعہ ۲۷۶ میں وفاقی محتسب کے ساتھ ساتھ صوبائی محتسبوں کے تقرر کی گنجائش رکھی گئی اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے شیڈول چہارم میں وفاقی محتسب کے ادارے کے قیام کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گنجائش کو ایک بار پھر ضروری قرار دیا گیا۔

محتسب اعلیٰ آرڈیننس اور اسلامی کونسل کا دستور

یہ خواب تقریباً دس سال بعد جا کر پورا ہوا' جب پاکستان کی مجلس شوریٰ نے' محتسب اعلیٰ آرڈیننس' کے عنوان سے ایک قانونی مسودہ تیار کر کے منظوری کے لئے صدر پاکستان کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے نتیجے میں جنوری ۱۹۸۳ء میں اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے وفاقی محتسب کے ادارے کے قیام کا حکم نامہ جاری کر کے اس کو عملی شکل دے دی اور ممتاز ماہر قانون اور لاہور ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب سردار محمد اقبال کا اس عہدے پر تقرر عمل میں آیا' جنہوں نے ۸ اگست ۱۹۸۳ء کو اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔

اسلامی دستور کی متعلقہ دفعات

دریں اثناء اسلامی کونسل کے تیار کردہ اسلامی دستور میں باب ۶ کی دفعہ ۴۲ میں تصریح کر دی گئی تھی کہ ایک ادارہ احتساب (حسبہ) ہوگا' جس کے مندرجہ ذیل فرائض ہوں گے۔

(الف) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اجراء و قیام کے لئے اسلامی اقدار کا تحفظ اور فروغ۔

(ب) ریاست اور اس کے اداروں کے خلاف افراد کی شکایات اور ان پر ظلم و زیادتی کی تفتیش اور چھان بین۔

(ج) انفرادی حقوق کی خلاف ورزی کی روک تھام۔

(د) ملازمین سرکار کے کام کو معائینہ اور ان کی بدانتظامی' بے پروائی یا فرائض سے غفلت اور کوتاہی پر مبنی معاملات کی اصلاح۔

(ھ) انتظامی فیصلوں کے جواز کا جائزہ اور ان کی باقاعدہ نگرانی۔

دفعہ ۴۳ میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ ادارہ احتساب کا ایک سربراہ محتسب عام ہوگا' جس کی معاونت صوبائی اور دوسری زیریں سطح پر محتسب کریں گے۔ اس منصب سے متعلق قواعد و ضوابط اور طریق کار قانون کے ذریعہ طے کیا جائے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دفعات ۴۴ لغایت ۴۶ محتسب کے فرائض و اختیارات سے متعلق ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ محتسب خود اپنے اختیار کی بناء پر یا کسی کی طرف سے درخواست یا اطلاع موصول ہونے پر ضروری اقدام کریں گے۔ انہیں حکومت کے کسی بھی محکمے یا سرکاری ادارے سے متعلقہ معلومات اور ریکارڈ حاصل کرنے کا اختیار ہو گا اور حکام کا فرض ہو گا کہ وہ محتسب کے احکام کی فوری اور بے حیل و حجت تعمیل کریں۔

دفعہ ۴۵ : اگر محتسب کسی قانون یا ضابطے کو جابرانہ یا غیر معقول سمجھتا ہے' جس کی وجہ سے اس کی اطاعت و تعمیل مشکل اور غیر ضروری مشقت کا باعث بن گئی ہے یا وہ دستور کے منافی نظر آتا ہے تو وہ اس قانون یا ضابطے کو موزوں با اختیار ادارے کے پاس تنسیخ یا ترمیم کے لئے بھیج سکتا ہے۔

دفعہ ۴۶ : جس معاملے کی سماعت کوئی بااختیار عدالت کر رہی ہو یا اس نے اسے سماعت کے لئے منظور کر لیا ہو' محتسب کو اس معاملے کی سماعت کا اختیار نہیں ہو گا (۳)

دائرہ کار اور اختیارات

وفاقی محتسب کے ادارہ کے قیام کے صدارتی حکم مجریہ جنوری ۱۹۸۳ء کے مطابق کوئی شخص جو وفاقی حکومت کے کسی محکمے یا اس کے افسران یا ملازمین میں سے کسی طرف سے بھی بدانتظامی کے سبب متاثر ہو' وفاقی محتسب کے نام اقرار صالح اور حلف کے ساتھ تحریری شکایات پیش کر سکتا ہے۔ وفاقی محتسب اپنے طور پر کسی بد انتظامی کی تحقیقات کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ صدر یا وفاقی کونسل کی طرف سے کوئی معاملہ استصواب کے لئے محتسب کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کسی زیر سماعت مقدمے کو تصفیے کے لئے محتسب کے پاس بھیج سکتے ہیں۔

بعض لحاظ سے شکایات کی داد رسی کے لئے وفاقی محتسب کو اعلیٰ عدالتوں سے بھی وسیع تر اختیارات حاصل ہیں۔ مثلاً عدالتوں کو انتظامیہ کے کسی ایسے حکم کو کالعدم کرنے کا اختیار ہے' جو کسی قانونی اختیار کے بغیر ہو۔ اس کے برعکس وفاقی محتسب خلاف قانون فیصلے کے علاوہ کسی ایسے فیصلے' قانونی کارروائی' سفارش' ترک فعل یا ارتکاب فعل پر مشتمل بد انتظامی کی چھان بین بھی کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے' جس پر بے قاعدہ ' غیر معقول' خلاف انصاف' جانبدارانہ اور امتیازی رویہ روا رکھنے کا الزام لگایا گیا ہو۔ محتسب کو غفلت ' بے توجہی' تاخیر' ناقابلیت یا نااہلی کے واقعات کی چھان بین کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے۔

وفاقی حکومت کی کوئی وزارت' شعبہ' محکمہ ' کمیشن یا دفتر یا وفاقی حکومت کی طرف سے قائم کردہ کوئی خود مختار کارپوریشن وفاقی محتسب کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں' مگر سپریم کورٹ' سپریم جوڈیشل کونسل' وفاقی شرعی عدالت یا کسی بھی صوبے کی عدالت عالیہ ان میں شامل نہیں ہے۔ فی الحال محتسب کے دائرہ اختیار میں آنے والے وفاقی محکموں اور ان کے شعبوں کی تعداد چار سو پچپن ہے' تاہم کوئی سرکاری ملازم اپنے محکمہ کے خلاف اپنی ملازمت سے متعلق کوئی شکایت محتسب کو پیش نہیں کر سکتا۔ یعنی امور ملازمت محتسب کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ عدلیہ' مسلح افواج' دفاع اور امور خارجہ کو بھی محتسب کے دائرہ اختیار سے باہر رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ صوبائی محکموں سے متعلقہ امور وفاقی محتسب کے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں۔

وفاقی محتسب کے یہی وہ اختیارات ہیں' جن کی صراحت پاکستان میں ادارہ احتساب کے قیام کے موقع پر کر دی گئی تھی اور ان ہی کا اعادہ پہلے وفاقی محتسب جناب سردار محمد اقبال نے ۹ اگست ۱۹۸۳ء کو اپنے خطاب میں کیا۔ انہوں نے فرمایا:

> "میرے اولین فرائض میں کسی بھی شہری کے ساتھ انتظامی بد نظمی (Maladministration) کی وجہ سے سرزد ہونے والی کسی زیادتی یا بے انصافی کی تحقیق اور تلافی شامل ہے۔ میری کھوج اور چھان بین کا دائرہ کار وفاقی حکومت کی ہر وزارت ڈویژن' کارپوریشن' کمیشن' ڈیپارٹمنٹ' دفتر اور ہر قسم کی دیگر ایجنسیوں پر محیط ہے' ان کی موجودہ تعداد تقریباً چار سو پچاس ہے۔ اسی طرح انتظامی بد نظمی میں بدعنوانی' غلط کاری' نااہلی' طرفداری' اقربا پروری' تاخیر وغیرہ شامل ہے' یعنی ہر وہ منفی فعل جس سے کسی شہری کے حقوق پر ضرب پڑتی ہو اور اس کے ساتھ غیر منصفانہ برتاو کیا جائے' کوئی بھی شہری یا ادارہ اپنی شکایت لے کر میرے ادارے سے رجوع کر سکتا ہے" (۴)

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منصب اور فرائض

نظم و نسق کے اتنے وسیع شعبہ جات کی موثر نگہداشت کے لئے بادی النظر میں ایک بہت بڑے احتسابی ادارے کی ضرورت تھی' لیکن اس اندیشے کے تحت کہ محتسب کا ادارہ بھی کہیں پہلے سے موجود بعض تفتیشی اداروں کی طرح بدعنوانیوں اور مفاد پرستوں کا شکار نہ ہو جائے' اسے محدود سطح پر ایک چیلنج کے طور پر شروع کیا گیا۔ جناب سردار محمد اقبال کا اپنا بیان ہے:

"وفاقی محتسب کا منصب' دائرہ کار کی وسعت اور فرائض کی ہمہ گیری کے اعتبار سے میرے سابقہ منصب سے کہیں زیادہ مختلف' مشکل اور گرانبار ہے۔ چنانچہ جس وقت مجھے اس منصب کی پیشکش کی گئی تو میرے لئے اسے قبول کرنے کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان نہ تھا۔ معاشرے میں ہر طرف پھیلی ہوئی خرابیاں' انتظامیہ کی ناقابل رشک صورت حال' اہم ملکی مسائل اور دیگر منفی رجحانات جو ہر خاص و عام کی زبان پر ہیں' ایسی باتیں تھیں' جو مجھے بار بار سوچنے پر مجبور کرتی رہیں' مگر میں نے اس خیال سے کہ شاید میں پریشان حال خلق خدا کی کوئی خدمت کر سکوں' توکل علی اللہ اس نئے منصب کی ذمہ داریاں سنبھالنے کا فیصلہ کر لیا' جس سے سرخرو ہو کر نکلنا آسان کام نہیں۔ تاہم میں نے امکانی حد تک کوشش کرنے کا عزم کر رکھا ہے اور مجھے امید ہے کہ احتساب کے جس ادارے کی داغ بیل ڈالی جا رہی ہے' وہ انشاء اللہ دن بدن جڑ پکڑتا جائے گا اور جلد ہی ایک تناور درخت بن جائے گا' جس کے سائے میں ہر وہ شہری جسے انتظامیہ سے کوئی پریشانی لاحق ہو' سکون پائے گا" (۵)

حکومتی سطح پر احتساب کے عمل کا اطلاق مملکت کے حکام کی جانب سے عام شہریوں کے ساتھ معاملات اور برتاو پر ہوتا ہے۔ چنانچہ پاکستان کے اولین محتسب نے اپنے اس فرض کا اعادہ ان الفاظ میں کیا:

"صاحبان اقتدار اور اہلکاران مجاز عوام الناس کے ساتھ قوانین کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطابق سلوک کریں اور کسی قسم کی بدعنوانی، من مانی، لاپرواہی یا تاخیر وغیرہ ان کے فیصلوں پر اثر انداز نہ ہو۔ عوام کی جائز شکایات کا فوراً ازالہ کیا جائے۔ بے ضابطگیوں کے مرتکب حکام کی بلا تمیز منصب وعہدہ پرسش کی جائے۔ فرض شناس ملازمین کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اس طرح رفتہ رفتہ ایسی احساس ذمہ داری سے سرشار انتظامیہ کی بنیاد ڈالی جائے، جو شہریوں کے حقوق، ان کی عزت نفس اور شخصی آزادی کا تحفظ و احترام کرے" (۶)

ازالہ شکایات کا طریق کار

اس صورت حال کے پیش نظر پاکستان میں وفاقی محتسب کے اختیارات اور طریق کار کی جو واضح تصویر ابھرتی ہے، اس کے خدوخال کے مطابق کوئی شکایت کنندہ کسی وفاقی محکمے کے خلاف شکایت پیدا ہونے کے تین ماہ کے اندر اپنی شکایت وفاقی محتسب کو پیش کر سکتا ہے۔ تاہم وفاقی محتسب مقررہ معیاد کے بعد پیش کی جانے والی کسی شکایت کی سماعت بھی کر سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کی رائے میں اس کی سماعت کے جواز کے لئے خصوصی حالات موجود ہوں۔ ایسی تمام شکایات یا معاملات جنہیں تفتیش کے لئے منظور کر لیا جائے، متعلقہ محکمے کے افسر اعلیٰ اور اس شخص کو جس پر شکایت میں الزام لگایا گیا ہو، ان الزامات کا جواب دینے کے لئے نوٹس جاری کیا جاتا ہے۔ کسی معاملے پر غور کرنے کے بعد محتسب اگر سمجھے کہ اس میں بد انتظامی کا عنصر شامل ہے تو وہ اپنی تفتیش کے نتائج متعلقہ ایجنسی یا محکمہ کو حسب ذیل کارروائی کے لئے بھیج سکتا ہے:

(الف) معاملے پر مزید غوروخوض کیا جائے۔

(ب) اس فیصلے یا کارروائی کو تبدیل یا منسوخ کیا جائے۔

(ج) اس امر کی مزید وضاحت کی جائے۔

(د) متعلقہ سرکاری ملازم کے خلاف تادیبی کارروائی کی سفارش۔

(ہ) معاملہ مقررہ وقت کے اندر نمٹایا جائے۔

(و) ایجنسی یا محکمے کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔

کسی ایجنسی یا محکمہ کی طرف سے محتسب کی سفارشات کو بھی عملی جامہ پہنانے میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کوتاہی' قانون کی خلاف ورزی کے مترادف ہے اور محتسب اس صورت میں معاملہ صدر کو بھیج سکتا ہے' جو اپنی صوابدید پر متعلقہ محکمے یا ایجنسی کو سفارشات پر عمل کرنے کی ہدایات جاری کر سکتے ہیں۔ وفاقی محتسب کے اختیارات میں یہ ہدایت بھی شامل ہے کہ اس کی سفارشات کی خلاف ورزی کی صورت میں محتسب کی رپورٹ متعلقہ سرکاری ملازم کی ذاتی سروس فائل کے ساتھ لگا دی جائے اور ان تمام معاملات میں جن میں کسی سرکاری اہلکار کو بد انتظامی کا مجرم پایا جائے' محتسب اس معاملے کو متعلقہ مجاز اتھارٹی کے پاس مناسب اصلاحی یا تادیبی کارروائی کے لئے بھیج سکتا ہے۔ قانون کے تحت متعلقہ اتھارٹی پر لازم ہے کہ وہ محتسب کو تیس دن کے اندر اندر متعلقہ اہلکار کے خلاف کارروائی سے مطلع کرے۔

وفاقی محتسب کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ متاثرہ فریق کو کسی محکمے کے اہلکار یا اہلکاروں کی طرف سے کی گئی بدانتظامی کی وجہ سے ہونے والے نقصان کے لئے خرچہ اور معاوضہ ادا کرنے کا حکم دے۔ دوسری طرف اگر کوئی شکایت جھوٹی یا غلط ثابت ہو تو محتسب کو متعلقہ محکمے یا اہلکار کو معقول معاوضہ دلانے کا اختیار بھی حاصل ہے۔

وفاقی محتسب' سول عدالتیں اور سپریم کورٹ

وفاقی محتسب کو' کسی شخص کو طلب کرنے' اسے جبراً حاضر کرانے' اس کا حلفیہ بیان لینے' دستاویزات پیش کرنے' حلف ناموں پر شہادت لینے اور کمیشن مقرر کرنے کے وہی اختیارات حاصل ہیں' جو ضابطہ دیوانی کے تحت عام سول عدالت کو حاصل ہیں' جب کہ مندرجہ ذیل امور میں توہین عدالت کے سلسلے میں وفاقی محتسب کو سپریم کورٹ کے مساوی اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اپنی توہین کے مرتکب ایسے شخص کو سزا دے جو کہ:

(الف) محتسب کی قانونی کارروائی کا غلط استعمال کرے۔ اس میں مداخلت یا مزاحمت کرے۔ اسے خطرے میں ڈالے یا اس میں رکاوٹ پیدا کرے۔

(ب) محتسب کو بدنام کرے یا کوئی ایسا کام جو محتسب اس کے عملے یا محتسب کی طرف سے مجاز کسی شخص سے اس کے عہدے کے سلسلے میں نفرت' تضحیک یا توہین کا باعث ہو۔

(ج) کوئی ایسا کام کرے' جس سے محتسب کے سامنے تصفیہ طلب کسی معاملے کے فیصلے پر بے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جا اثر پڑنے کا احتمال ہو۔

(د) کوئی ایسا کام کرے' جو کسی دوسرے قانون کی رو سے توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہو۔

محتسب سیکرٹریٹ کے قواعد و ضوابط

وفاقی محتسب کے ہاں احتساب کا طریق کار اور اس کا عمل نہایت آسان ہے۔ وفاقی محتسب سیکرٹریٹ کی طرف سے وضع کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق کوئی بھی شکایت کنندہ وفاقی محتسب کو اپنی شکایت تحریری صورت میں اس دفتر یا افسر کے نام اور تمام تر تفصیلات کے ساتھ جس کے خلاف اسے شکایت ہو' اپنے مکمل نام و پتے اور شناختی کارڈ نمبر یا فوٹو لگا کر اصالتاً حاضر ہو کر یا ڈائریکٹر جنرل شکایات یا سیکرٹریٹ کے کسی مجاز افسر کو پیش کر سکتا ہے۔ رجسٹرڈ ڈاک یا دیگر ذرائع رسل و رسائل کے ذریعے بھی درخواستیں ارسال کرنے میں کوئی امر مانع نہیں۔

وفاقی محتسب سیکرٹریٹ میں روزانہ موصول ہونے والی درخواستوں کی چھان بین کے بعد ان میں درج شدہ شکایات کی ایک سمری تیار کر لی جاتی ہے۔ یہ طریق کار اس قدر طویل ہے نہ پیچیدہ و مشکل' بلکہ اس میں ان مروجہ سرکاری طریق کار سے اجتناب کیا جاتا ہے' جس کی وجہ سے شہریوں کو شکایات پیدا ہوتی ہیں اور جن کے ازالہ کے لئے پاکستان میں وفاقی محتسب کا یہ ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ قبل ازیں کہ مذکورہ ادارہ خود ان ہی دفتری بھول بھلیوں میں پھنس جائے یا سرخ فیتے کی لعنت کا شکار ہو جائے' ہر شکایت کنندہ جب پیشگی اجازت کے بغیر وفاقی محتسب سے ذاتی طور پر مقررہ اوقات کے دوران مل سکتا ہے تو ایسی صورت میں ناانصافی کی گنجائش نہیں رہتی۔ مزید برآں وفاقی محتسب کی طرف سے کسی درخواست کو تحقیقات کے لئے منظور یا مسترد کرنے کے احکامات کا صدور اس طریق کار میں اور یقینی کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ شکایت کنندہ کو اس کی درخواست کی وصولی کے بعد اس کے منظور یا مسترد ہونے کی اطلاع میں زیادہ تاخیر برداشت نہیں کرنی پڑتی اور فائلیں نیچے سے اوپر یا اوپر سے نیچے درجہ بدرجہ لامتناہی سفر طے کرنے کی بجائے افقی انداز میں حرکت کرتی ہیں' یعنی ہر تفتیش کنندہ افسر براہ راست وفاقی محتسب سے ہدایات لیتا ہے اور اپنی تفتیش کے نتائج انہیں پیش کرتا ہے' تاکہ وہ اس پر حتمی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ دیں۔ نیز ہر افسر اپنی روز مرہ کارروائی کا گوشوارہ وفاقی محتسب کو پیش کرتا ہے تاکہ دفتر کی مجموعی کارگزاری سامنے آتی رہے اور خود احتسابی کا نادیدہ' لیکن مفید عمل جاری رہے تاکہ بقول سردار محمد اقبال: یہ نیا ادارہ ایک جامد جوہڑ کی بجائے رواں ندی کا تصور پیش کرے (۷)

وفاقی محتسب کے صدارتی حکم مجریہ ۱۹۸۳ء کی رو سے محتسب اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی کی مدد کے لئے معائنہ ٹیموں کی تشکیل اور مشیروں وغیرہ کا تقرر بھی کر سکتا ہے اور قانون کی رو سے محتسب' اس کا عملہ اور معائنہ ٹیمیں ہر وہ کارروائی کرنے کی مجاز ہیں' جن کے اختیارات وفاقی محتسب کو حاصل ہیں۔ جناب سردار محمد اقبال نے تو عہدے کا حلف اٹھانے کے موقع پر ہی کہہ دیا تھا کہ معاشرے میں ہر طرف پھیلی ہوئی خرابیاں انتظامیہ کی ناقابل رشک صورت حال' اہم ملکی مسائل اور دیگر منفی رجحانات ہر خاص و عام کی زبان پر ہیں اور انہیں وہ ایک کڑی آزمائش اور کھلا چیلنج سمجھ کر قبول کر رہے ہیں۔ اس امر کی بھی انہوں نے وضاحت کر دی تھی کہ:

> "میرا منصب اور ادارہ' وفاقی انتظامیہ سے بالکل آزاد ہے اور میرا تعلق براہ راست ہر شہری سے ہے۔ علاوہ ازیں یہ عہدہ قطعاً غیر سیاسی ہے۔ یہاں تک کہ محتسب کو عہدے کی معینہ معیاد کے دو سال بعد تک بھی کسی قسم کی سیاست کاری جس میں قومی' صوبائی اور بلدیاتی انتخابات بھی شامل ہیں' حصہ لینے کی اجازت نہ ہو گی اور نہ ہی وہ کوئی سرکاری ملازمت کر سکے گا" (۸)

وفاقی ادارہ محتسب کی کارکردگی

پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں وفاقی محتسب سیکرٹریٹ کو قائم ہوئے تیرہ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ ابتدائی پانچ ماہ کے دوران وفاقی محتسب کو سات ہزار آٹھ سو بارہ شکایات موصول ہوئیں' جن میں سے تقریباً نصف صوبائی معاملات سے متعلق اور وفاقی محتسب کے دائرہ اختیار سے باہر تھیں' اس لئے انہیں مسترد کر دیا گیا۔ پہلے سال وصول شدہ درخواستوں کی تعداد بتیس ہزار سے کچھ اوپر تھی' جبکہ وفاقی محتسب کے ادارہ کے قیام کے ٹھیک دو سال بعد اس کے سیکرٹریٹ میں آنے والی شکایات اڑسٹھ ہزار سے بڑھ چکی تھیں۔ ان میں سے تین ہزار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھ سو درخواستیں ایسی تھیں، جن میں شکایت کنندگان کی شکایات کو درست تسلیم کرتے ہوئے ان کی داد رسی کی گئی اور انہیں ان کا حق دلوایا گیا۔

وفاقی محتسب کی پہلے سال کی کارکردگی کے مطابق ایک ہزار نو سو اکیاسی شکایات مسترد کر دی گئیں اور صرف ایک ہزار نو سو اکتالیس درخواستوں کو سماعت کے لئے منظور کیا گیا۔ مسترد ہونے والی درخواستیں صوبائی معاملات اور وفاقی محتسب کے دائرہ اختیار سے باہر ہونے کے علاوہ اکثر ایسی تھیں، جن میں بدانتظامی کا کوئی واضح الزام عائد نہیں کیا گیا تھا یا وہ سرکاری اہلکاروں کی طرف سے ان کی نجی حیثیت میں کارروائیوں کے بارے میں تھیں۔ تحقیقات کے لئے منظور کی جانے والی درخواستوں میں زیادہ تر شکایات سرکاری معاملات نمٹانے میں تاخیر، عدم توجہی، غفلت، ناقص طریق کار، جانب داری اور غیر منصفانہ یا متعصبانہ فیصلوں سے متعلق تھیں۔

اپنی کارکردگی کے اعتبار سے پاکستان کے وفاقی محتسب برطانیہ کے پارلیمانی کمشنر کے مقابلے میں کہیں آگے ہیں۔ انہوں نے پانچ ماہ کی مدت میں تین سو پینتیس معاملات میں متاثرہ افراد کی داد رسی کی، جبکہ برطانیہ کے پارلیمانی کمشنر نے چار سال کے عرصہ میں صرف ایک سو چونسٹھ افراد کی شکایات کا ازالہ کیا (۹) اس حسن کارکردگی کے پیش نظر لوگوں نے مطالبہ کیا کہ وفاقی محتسب کے دائرہ اختیار کو صوبائی محکموں تک بڑھا دیا جائے، کیونکہ یہ ادارہ شہریوں کے حقوق کا محافظ ہونے کا داعی ہے اور یہ وفاقی انتظامیہ کی بے انصافی اور زیادتی کی ہر شکایت کی چھان بین کرتا ہے۔ محکمے اور شکایات کنندہ کا نقطہ نظر بغیر کسی جانبداری اور تعصب کے پرکھتا ہے۔ فریقین کو بالمشافہ اپنے نقطہ نظر کی وضاحت اور افہام و تفہیم کا موقع دیتا ہے۔ اگر ثابت ہو جائے کہ کسی شہری کا حق مارا گیا ہے، اس سے بے انصافی ہوئی ہے تو اس کا حق اسے دلوایا جاتا ہے۔

وفاقی محتسب کے ادارہ کے قیام سے گویا ہر پاکستانی شہری کو کم از کم یہ اطمینان تو نصیب ہوا ہے کہ کسی بھی محکمانہ فیصلے کے بعد اگر وہ مطمئن نہیں، تو انصاف کے تمام دروازے اس پر بند نہیں ہوئے، بلکہ ایک دروازہ ہمیشہ اس کے لئے وا ہے اور اس کے ذریعے ہر فیصلے پر نظرثانی کا امکان موجود ہے۔ اس کے دروازے تک پہنچنے میں کوئی قدغن نہیں۔ اخراجات کی پریشانی ہے نہ راہ میں کوئی چوکیدار اور پہرے حائل ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی اسلامی مملکت میں وفاقی محتسب کے ادارے کے قیام سے یہ مفید اور مثبت نتیجہ بھی برآمد ہوا ہے کہ سرکاری ادارے اپنی من مانی کارروائیاں کرنے کے مجاز نہیں اور نہ ہی بیوروکریسی اپنی ہٹ دھرمی کے باعث اپنے فیصلوں پر بضد و مصر رہ سکتی ہے۔ نیز سرکاری اہلکاروں میں یہ احساس بھی پیدا ہوا ہے کہ ان کی کارکردگی پر نظر رکھنے والا کوئی ادارہ موجود ہے اور وہ اپنے فیصلوں کو خوش اسلوبی اور منصفانہ طریقے سے جلد بروئے کار لانے سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ لیکن زیادہ تر شکایات چونکہ صوبائی دائرہ کار میں تھانیداروں' تحصیلداروں یا پٹواریوں سے متعلق ہوتی ہیں' اس لئے وفاقی محتسب کی حسن کارکردگی اور رپورٹ اس امر کی متقاضی رہی کہ اس ادارے کے دائرہ اختیار میں ایک طرف توسیع کر دی جائے' دوسری طرف چاروں صوبائی دارالحکومتوں یعنی لاہور' کراچی' پشاور اور کوئٹہ میں بھی باقاعدہ صوبائی محتسب کے دفاتر قائم کر دیئے جائیں تاکہ' پاکستان میں بھی نیک مقاصد کے لئے قائم ہونے والے اس ادارے کے وقار اور شہرت میں مزید اضافہ ہو۔

وفاقی محتسب کو معائنہ ٹیمیں تشکیل کرنے کا بھی اختیار ہے' جن کے ذریعے وہ بدانتظامی کے حقیقی اسباب کا کھوج لگا کر اور ان کا تجزیہ کر کے سرکاری اداروں کی کارکردگی میں بہتری کے لئے بنیادی اصلاحات تجویز کر سکتے ہیں' چنانچہ انفرادی شکایات کے ازالہ کے علاوہ وفاقی محتسب کے پیش نظر درج ذیل محکموں اور معاملات کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور ان کے انتظامی مسائل کا تجزیہ کر کے اصلاح احوال کے لئے رپورٹیں تیار کرنا ہے:

(الف) اسلام آباد میں رہائش کا مسئلہ۔

(ب) ہاوس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کا طریق کار۔

(ج) حکومتی طریق کار اور کنٹرول اور عوام سے رابطہ

ان تین عمومی مسائل کے علاوہ اب تک حسب ذیل معاملات میں وفاقی محتسب کی ہدایت پر متعلقہ محکموں نے اصلاح کے لئے کارروائی کی ہے:

۱۔ کسٹم اور انکم ٹیکس کی زائد وصول شدہ رقوم کی واپسی۔

۲۔ ریلوے میں پینشنوں کی ادائیگی کا طریق کار۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ہاوس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کی طرف سے پاس بک سسٹم کا اجراء۔
۴۔ بنکوں کی طرف سے فراڈ کیس میں کھاتہ داروں کی رقوم کی واپسی۔
۵۔ واپڈا کی طرف سے بلوں کی تیاری اور میٹر ریڈنگ کے سسٹم پر نظرثانی۔
۶۔ ٹیلی فون کے محکمے پر رپورٹ۔

وفاقی محتسب اسلام آباد کی اب تک کی کارکردگی کا اندازہ اس کے سیکرٹریٹ کو موصول ہونے والی ان ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں درخواستوں سے لگایا جا سکتا ہے' جو گزشتہ تقریباً تیرہ برسوں میں مسائل و مشکلات کا شکار لوگوں کی طرف سے موصول ہوئی ہیں اور جن کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ان درخواستوں کی نوعیت اور ان میں مذکورہ شکایات کی اجمالی تفصیل ادارہ وفاقی محتسب کی طرف سے شائع ہونے والی سالانہ رپورٹوں میں شامل جدولوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ وفاقی محتسب سیکرٹریٹ کی طرف سے شائع ہونے والی سالانہ رپورٹوں کے مطابق اس ادارے نے سینکڑوں سائلوں کی داد رسی کی ہے اور اس کے علاقائی دفاتر لاہور' کراچی' پشاور اور کوئٹہ میں بھی قائم ہو چکے ہیں۔ ان دفتروں کا سربراہ علیحدہ علیحدہ ایک ممبر/ ایڈیشنل سیکرٹری ہوتا ہے۔

پاکستان میں وفاقی محتسب کے منصب جلیلہ پر ریٹائرڈ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ سردار محمد اقبال کے بعد اگست ۱۹۸۷ء میں سپریم کورٹ کے جج مسٹر جسٹس شفیع الرحمٰن فائز ہوئے۔ انہیں قائمقام وفاقی محتسب کے اضافی عہدے پر فائز کیا گیا۔ ۱۹۸۸ء میں ان کی جگہ جناب جسٹس اسلم ریاض حسین نے لی' جو ۱۹۷۶ء میں لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بنائے گئے اور اس کے بعد تقریباً دو سال گورنر پنجاب بھی رہے۔ ۱۹۷۹ء میں انہیں سپریم کورٹ میں بطور جج تعینات کیا گیا اور وہ لگ بھگ دس سال پاکستان کی اس سب سے بڑی عدالت سے وابستہ رہے۔ اس دوران انہوں نے کئی مرتبہ چیف جسٹس کی ذمہ داریاں بھی سرانجام دیں۔ پھر کچھ مدت کے لئے چیف الیکشن کمشنر مقرر کئے گئے تا آنکہ اپریل ۱۹۸۸ء میں انہیں وفاقی محتسب کا عہدہ جلیلہ سپرد کر دیا گیا۔ جناب جسٹس اسلم ریاض حسین کا اپنا بیان ہے کہ :

> "گزشتہ ۴۲ برس سے میرا تعلق قانونی پیشے سے رہا ہے اور اعلیٰ عدالتوں میں جج کی حیثیت سے گزشتہ ۱۹ سال سے فرائض ادا کر رہا ہوں۔ اس طرح میں ملک میں فی الحال جو قانونی نظام رائج ہے' اس سے اچھی طرح واقف ہوں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں نے محتسب کے ادارہ میں جو عرصہ گزارا ہے' اس کی بناء پر مجھے شہریوں کی بسرعت داد رسی کے متعدد طریقوں کا عمدہ اور حیرت انگیز تجربہ حاصل ہوا ہے۔ عدالتوں میں مقدمہ بازی پر نہ صرف زرکثیر خرچ ہوتا ہے بلکہ عدالتی نظام کے بہت زیادہ تکنیکی طریق کار کی ضروریات اور دیگر اسباب کی بناء پر وقت بھی بہت زیادہ صرف ہوتا ہے۔ اس کے برعکس محتسب کے ادارے میں داد رسی' عدل اور انصاف کی بنیاد پر جلد از جلد حاصل ہوتی ہے اور تکلیف میں مبتلا شہری کا کوئی خرچ بھی نہیں اٹھتا۔ یہ ادارہ انتظامیہ کو احساس دلاتا رہتا ہے کہ سرکاری کارکنوں کی بدانتظامیوں پر کوئی نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ اس کی وجہ سے وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں زیادہ چوکنے رہتے ہیں اور عام شہریوں کو جو مسائل درپیش ہوتے ہیں' ان پر زیادہ انسانیت نواز انداز کو اختیار کرنے میں یہ ادارہ مدد دیتا ہے" (۱۰)

جناب جسٹس اسلم ریاض حسن کے بعد ۲۸' مارچ ۱۹۹۱ء کو جسٹس عثمان علی شاہ وفاقی محتسب کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ آپ چوتھے وفاقی محتسب ہیں جو تادم تحریر (۱۹۹۴ء) اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۷

تکمیل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تجزیہ و نتائج

اسلام نے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی ترتیب و تہذیب اور نشوونما کے لئے جن اداروں کی نشاندہی کی' ان میں سے ایک اہم ادارہ ریاست (State) ہے۔ اس ادارے کا تصور علاقائی نہیں' آفاقی نوعیت کا حامل ہے اور اسلام کی سب سے پہلی ریاست مدینہ منورہ کے بنیادی مقاصد اور اعلیٰ تصورات اس کی عملی تعبیر ہیں۔

اسلامی سیاسی فکر کے مطالعہ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ امت ریاست کے معنوں میں ہے تو خلافت حکومت کے معنوں میں۔ اقتدار اعلیٰ' حکمران کو نہیں امت کو ہے' جو بحیثیت مجموعی اور اس کا ہر فرد بھی اللہ کا نائب ہے اور حکمران ان سب کا نائب۔ امت مسلمہ اجتماعی طور پر جغرافیائی اور نسلی حدود سے بالاتر ہے۔ اس لحاظ سے اسلامی ریاست بھی ان حدود سے مقید نہیں' لیکن انسانی معاشرت بہرحال جغرافیائی علاقوں میں وقوع پذیر ہوتی ہے' اس لئے جغرافیائی حدود سے مفر ناممکن ہے' چنانچہ اسلامی سیاسی مفکرین نے ایک سے زائد خلیفہ ہونے کو تسلیم کیا ہے۔

قرآن حکیم نے یہ حقیقت بھی واضح کر دی ہے کہ اقامت دین کے دو پہلو ہیں: ایک ایجابی یعنی امر بالمعروف اور دوسرا سلبی یعنی نہی عن المنکر۔ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا دین کا مرکزی ستون ہے اور کتاب و سنت کی روشنی میں اسے ایک ایسا فریضہ قرار دیا گیا ہے' جو امت مسلمہ کو خیرالامم بنانے کے لئے از بس ضروری ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اطاعت اولی الامر کو بھی معروف سے مشروط و پابند کر دیا گیا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مقصد درحقیقت عدل کا قیام' اور اخلاق کی ترویج ہے۔ مفسرین کے نزدیک عدل سے بڑھ کر کوئی معروف نہیں اور ظلم سے بدتر کوئی منکر نہیں۔ عدل شیوہ پیغمبری ہے' تقویٰ سے قریب تر اور احسان کا نعم البدل۔ لیکن عدل کے ساتھ ساتھ مکارم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخلاق انسانیت کی معراج ہیں' کیونکہ اچھے اخلاق انسان کو ظلم و زیادتی سے روکتے ہیں۔ ان سے معاشرتی زندگی میں ایک توازن پیدا ہوتا ہے۔ اخلاق دینی تقاضوں کے عین مطابق یعنی معروف سے معمور ہوں تو منکرات کی نوبت ہی نہیں آتی اور قرآن کا یہ صریح فیصلہ ہے کہ قوموں اور معاشروں کی تباہی و بربادی اور زوال کا اصل باعث اخلاقی امراض بنے۔ اسی تنبیہہ کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر حال میں کرتے رہو۔ چنانچہ امت مسلمہ کو زوال سے بچانے اور مسلم معاشرہ کو قعرِ مذلت سے دور لے جانے کا واحد راستہ یہی ہے کہ اس مساعی کو جاری رکھا جائے اور اس کی ایک ہی صورت ہے:۔ احتساب ۔ اس سعی عمل میں اگر تکالیف بھی آئیں تو ان پر خندہ پیشانی کا اظہار اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ضروری ہے (۱) ۔

قرآن حکیم میں احتساب کا لفظ تو نہیں آیا' البتہ اس سے مشابہ الفاظ کی مختلف شکلیں استعمال ہوئی ہیں۔ مثلاً حسب' حساب' حسبان محتسب۔ قرآن حکیم کی بہ نسبت احادیث نبویؐ اور کتب فضائل میں لفظ احتساب کے متعلقات صریح طور پر آئے ہیں اور ان تمام کے لغوی معانی میں کسی ایسے کام کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے' جو خالصتاً رضائے الٰہی کی خاطر کیا جائے اور باری تعالیٰ ہی سے اس کے اجر و ثواب کی امید رکھی جائے۔ عربی میں اس کے لئے الحسبہ کی اصطلاح مروج و مستعمل رہی ہے اور اس سے مراد فریضہ احتساب کو بحسن و خوبی انجام دینے والے ادارہ سے ہے۔ فرائض و اوامر کے انفاذ واجراء اور نواہی و منکرات کے ابطال و ممانعت میں قرآن حکیم نے جو خاص تدریجی اسلوب اختیار کیا ہے' الحسبہ کا اصطلاحی مفہوم اس سے واضح ہے (۲)

نیک اعمال اور پسندیدہ امور معروفات میں شمار ہوتے ہیں' اور برائیوں اور ناپسندیدہ افعال کا تعلق منکرات سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء اسلام میں سے اکثر نے الحسبہ کے اصطلاحی مفہوم کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت واضح کرنے کی سعی کی ہے۔ ان کے نزدیک الحسبہ سے مراد اچھائی کا حکم دینا ہے' جب اعلانیہ اسے چھوڑ دیا گیا ہو اور برائی سے روکنا ہے جب اسے کھلم کھلا اپنایا جانے لگے۔ علاوہ ازیں لوگوں کے درمیان مصالحت کرا دینا بھی الحسبہ ہے لیکن اصلاح یہاں صلح سے نہیں' بلکہ اس سے مراد معاملات کی درستی ہے۔ یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معروف و منکر یعنی الحبہ کے ضمن میں اچھا وہ ہے' جسے شریعت نے اچھا قرار دیا ہو اور برا وہ ہے جس کو شریعت برا کہے۔ الحبہ ان امور میں امربالمعروف و نہی عن المنکر ہے جو گورنروں' قاضیوں اور انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے۔ اسی کی تائید میں کہا گیا ہے کہ وہ حکم جو لوگوں پر ان کی طرف سے کسی دعویٰ پر موقوف نہ ہو' الحبہ ہے۔ یہ ایک دینی منصب ہے' جس کے سربراہ کو محتسب کہتے ہیں (۳)

محتسب کی جامع تعریف میں دراصل وہ تمام معانی و مفاہیم شامل ہیں جو احتساب کے لغوی اور الحبہ کے اصطلاحی معنوں پر دال ہیں۔ یعنی حسب' حساب' حاسب' حسیب' حسبان' یحتسب اور احتسب وغیرہ۔ حسب میں "کافی" کے ساتھ ساتھ چونکہ بزرگی و شرافت' کے معنی پائے جاتے ہیں اس لئے ایسا شریف النفس اور بزرگ شخص ہی کہ دینداری اور پرہیزگاری کے علاوہ اخلاق جس کے اچھے ہوں' وہ لوگوں کے حساب کتاب اور اعمال و اخلاق کا نگران و نگہبان ہو' ان پر تطہیر کی نظر رکھتا ہو اور ایسے وقت میں کارروائی کرے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے۔ وہ پیکر ایثار ہو اور اس نے اپنی زندگی اس نسبت سے احتساب کے لئے وقف کر رکھی ہو کہ وہ یہ فریضہ حسبتہ للہ اور احتساباً للہ انجام دے رہا ہے۔ یعنی منکرات کے مرتکب اور معروفات کے مخالف افراد کے خلاف اس کا اظہار ناپسندیدگی اور سختی' نیکی اور بعض صورتوں میں اختیارات حاصل ہونے کی بدولت سزا دینا بھی صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہے۔ تعریف کے اعتبار سے اسی کو محتسب کہتے ہیں (۴)

محتسب کی تعریف متعین ہو جانے کے بعد یہ سوال اہم ہے کہ قرآن حکیم میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مخاطب کون ہیں؟ تمام لوگ یا امت کا ایک خاص گروہ۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ امربالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم کسی ایک طبقہ یا گروہ سے خاص نہیں' بلکہ سب کے لئے ہے۔ جب کہ بعض کے نزدیک یہ فرض عین کی بجائے فرض کفایہ ہے۔ نیز صراحتا کہا جاتا ہے کہ یہ فریضہ ہر صاحب قدرت مسلمان پر واجب ہے اور قدرت سے یہاں مراد سیاسی اقتدار ہے۔ گویا معروف کی تبلیغ وجوب امر ہے۔ جس میں طاقت و استعداد ہو' اس پر یہ واجب اور عاجز پر یہ واجب نہیں (۵) اسی لئے فرض کفایہ اور فرض عین کی اس بحث کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض مفکرین محتسب اور متطوع میں تحدید کر دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ رضاکارانہ یا نفلی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبادت کے طور پر کوئی کام سرانجام دینے والا متطوع یا مطوع ہوتا ہے۔ یہی مفہوم احتساباًللہ میں پایا جاتا ہے مگر اس ایزاد کے ساتھ کہ احتساب میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی شامل ہو' تب ہے اور تطوع میں اپنی مرضی اور خوشی بھی۔ متطوع غیر سرکاری اور بے تنخواہ عہدیدار ہوتا ہے جب کہ محتسب باقاعدہ تنخواہ دار اور سرکاری منصب پر فائز۔ محتسب اور متطوع کے مابین اس طرح کے کئی اور امتیازات سے بھی ان دونوں عہدوں کی تحدید ہو جاتی ہے (۶)

محتسب کے ادارہ کی حیثیت کبھی تو جداگانہ رہی اور کبھی یہ شرطہ اور والی مظالم کے ماتحت کام کرتا رہا۔ چنانچہ اس کا ذکر ان تمام صیغوں میں ملتا ہے ۔ جن فقہاء نے محتسب اور قاضی کے عہدوں میں تحدید کی ہے' ان کے بقول اول الذکر عاملہ کا عہدہ دار تھا اور ثانی الذکر صیغہ عدالت کا' لیکن تاریخ کے کسی نہ کسی دور میں کہیں کہیں قاضی کے بعض وظائف میں محتسب کے اختیارات' فرائض اور ذمہ داریاں شامل تھیں۔ احتساب اور قضاء گویا ایک دوسرے کے قریب بلکہ قریب تر رہے۔ الحبہ بعض امور میں قضاء کے مساوی' بعض میں کم اور بعض میں فوقیت کا حامل رہا۔ تحقیق کے مطابق قاضی اور محتسب میں بڑا فرق یہ تھا کہ قاضی کے پاس جب تک معاملہ مقدمہ کی شکل میں نہ آتا' وہ دخل نہیں دیتا تھا۔ جب کہ محتسب لوگوں کے معاملات میں از خود دخیل ہونے کا مجاز تھا۔ دونوں کے ہاں بنیادی فرق دعویٰ کی نوعیت کا بھی تھا۔ قاضی دیوانی اور فوجداری مقدمات کی سماعت کرتے تھے اور محتسب کے دائرہ اختیارات میں زیادہ تر منکرات ظاہرہ سے متعلق اخلاقی امور آتے۔ قاضی کی باقاعدہ عدالتی کارروائی اور سماعت سے قطع نظر محتسب موقع پر ہی فیصلے صادر کر دیتا تھا (۷)

نظائر کے مطابق محتسب کا تعلق بعض امتیازات کے ساتھ اگر ایک طرف قضاء سے بہت قریبی رہا ہے تو دوسری طرف شرطہ یعنی محکمہ پولیس کے ساتھ اس کے انتظامی یا قانونی الحاق کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ انتظامی اور قانونی اعتبار سے شرطہ اور الحبہ بظاہر دو الگ الگ منصب اور محکمے رہے۔ ہر ایک کے فرائض اور ذمہ داریاں متعین تھیں۔ اختیارات کا استعمال بھی تقریباً مختلف اور علیحدہ علیحدہ تھا' مگر اس تحدید کے باوجود شرطہ اور الحبہ تعاون و اشتراک میں ایک دوسرے سے الگ نہ تھے۔ کہیں محتسب کو شرطہ کا اختیار حاصل تھا اور کہیں شرطہ کے دائرہ اختیارات میں محتسب کی ذمہ داریاں شامل تھیں۔ محتسب اگر اپنی مدد آپ کے لئے شرطہ کی امداد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طلب کر سکتا تھا' تو ثانی الذکر کے فرائض منصبی میں بھی یہ امور داخل تھے کہ وہ حفظ امن' قہوہ خانوں' اور قمار خانوں میں محتسب کی مدد کرے اور منکرات کی روک تھام میں محتسب کا ہاتھ بٹائے۔ شرطہ کو اپنے طور پر بدکردار اور مشتبہ افراد پر گرفت کی اجازت تھی (۸)

قضاء اور شرطہ کے علاوہ تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں والی مظالم کے ایک اہم منصب کی بھی نشاندہی ہوتی ہے' جس کا کام ان مقدمات کے فیصلے اور ان کا نفاذ تھا' جب کہ ادارہ احتساب کی حیثیت قضاء اور مظالم کے بین بین ایک اہم محکمہ کی رہی۔ رد مظالم کی مثالیں گو عہد رسالت ؐ میں بھی ملتی ہیں' تاہم یہ یقینی امر ہے کہ دیوان المظالم کی باقاعدہ ابتدا دور فاروقی سے ہوئی اور پھر رد مظالم کے لئے عدالتوں کے قیام کا سلسلہ امویوں' عباسیوں' فاطمین مصر' ترکان عثمانی' اندلس' ایران اور برصغیرپاک و ہند میں بھی ایک عرصہ تک جاری و ساری رہا۔ اس تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو ابتدائی دور میں عدلیہ اور دیوان المظالم میں چولی دامن کا ساتھ رہا' جب کہ الحسبہ اور المظالم میں بعض صورتوں میں تحدید کے باوجود مشابہت رہی۔

یہ بات واضح ہے کہ احتساب' قضاء اور مظالم ان تینوں صیغوں اور ان کے حدود کے تعیین کے سلسلے میں شریعت کی طرف سے کوئی پابندی عائد نہیں۔ چنانچہ ہر دور کی مسلم حکومتیں ان تینوں میں اپنی اپنی سہولت اور نظریہ ضرورت کے تحت رد و بدل کرتی رہیں۔ بسا اوقات قضاء اور تنفیذ کو اکٹھا کر دیا گیا اور کبھی الحسبہ کو صیغہ قضاء سے منسلک کیا گیا۔ اسی طرح ولایۃ مظالم کبھی قضاء اور کبھی الحسبہ سے متعلق رہی۔ چنانچہ قضاء اور ولایۃ مظالم میں اشتراک کے باوجود کئی امور و مسائل اور فرائض واختیارات میں امتیاز کی تفصیلات واضح ہیں۔ یہی صورت حال محتسب اور والی مظالم کے ہاں نظر آتی ہے اور الحسبہ اور ولایۃ مظالم دو الگ الگ صیغہ جات ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے بہت قریب دکھائی دیتے ہیں۔ دونوں کا کام کھلم کھلا تعدی کو روکنا اور نیک چلنی اور امن قائم کرنا تھا۔ لیکن بیشتر حالات میں ولایۃ مظالم کا درجہ ادارہ قضاء سے برتر رہا اور محتسب کی حیثیت قاضی سے فروتر۔ مثلاً والی مظالم' قاضی اور محتسب کو فرمان جاری کر سکتا تھا' قاضی اور محتسب ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ قاضی کی عدالت قانونی پابندیوں کے اندر رہ کر کام کرتی تھی مگر والی مظالم کا دائرہ کار بڑا وسیع تھا۔ اس کی عدالت عوام کی بھلائی کی خاطر عام قوانین کے اطلاق کے علاوہ ایکشن بھی لے سکتی تھی (۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ قاضی، شرطہ اور والی مظالم تینوں اپنے اپنے منصب اور اختیارات کی تحدید کے باوجود ان معاملات پر بھی نظر رکھتے تھے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت آتے ہیں، لیکن ان کے مقابلے میں محتسب کو فوقیت حاصل تھی کہ وہ کسی رپورٹ یا مقدمہ کے بغیر منکرات کے مرتکب افراد کے خلاف براہ راست کارروائی کر سکتا تھا اور اس سلسلے میں اسے قاضی، شرطہ یا والی مظالم کی طرف سے کسی قسم کی پیشگی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ اسے اخلاقی جرائم کا ارتکاب کرنے والے بااثر افراد کے خلاف بھی موقع پر کارروائی کرنے کے اختیارات حاصل تھے۔ اس سلسلے میں متعدد نظائر محتسب کی تاریخ میں ملتے ہیں۔

محتسب کے دائرہ اختیار میں آنے والے امور و مسائل کی فہرست بھی کافی طویل دکھائی دیتی ہے، جنہیں بادی النظر میں تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اولاً: حقوق اللہ، ثانیاً: حقوق العباد اور ثالثاً: مشترکہ حقوق۔ محتسب کے فرائض و اختیارات ان تینوں حقوق کے احتساب کو محیط ہیں۔ اول الذکر میں اذان و صلوٰۃ، نماز جمعہ و عیدین، روزہ اور تلاوت قرآن حکیم وغیرہ۔ اور حقوق العباد میں مساجد کی ویرانی، رفاہ عامہ کے کام، ناجائز تجاوزات اور ہمسایوں کے حقوق وغیرہ شامل ہیں۔ کسی علاقہ یا شہر کے لوگ کسی اجتہادی دلیل کے بغیر اذان و صلوٰۃ ترک کر دیں یا نماز جمعہ و عیدین سے غافل ہوں تو محتسب کو اختیار ہے کہ وہ ان امور کا اہتمام کرائے اور لوگوں کو بالجبر نماز کی ادائیگی پر مجبور کرے، البتہ اسے نماز کی ادائیگی میں تاخیر کے مسئلے پر فی الفور تادیب کا اختیار نہیں۔ اسی نوع کے اختیارات اسے روزہ، زکوٰۃ اور صدقات و خیرات سے متعلق حاصل ہیں۔ محتسب عبادات میں شریعت کے مقرر کردہ طریقوں کے خلاف کام کرنے والوں کے خلاف کارروائی کر سکتا ہے۔ مثلاً جہری نمازوں میں آہستہ تلاوت یا سری نمازوں میں باآواز بلند تلاوت اور اذان کے کلمات اور نمازوں کی تعداد میں کمی وبیشی، اس طرح کے معاملات میں محتسب از خود اقدامات کرنے کا مجاز ہے اور اس ضمن میں اسے مناسب تنبیہہ یا سزا کا بھی اختیار ہے۔ بعض جاہل غلط سلط فقہی مسائل لوگوں میں بیان کرتے ہیں۔ وعظ میں غلط روایات لاتے اور ان کی ناپسندیدہ تاویلات سے اس حد تک کام لیتے ہیں کہ عامتہ المسلمین میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ فقہاء کے نزدیک یہ امور بھی محتسب کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں (۱۰)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ضمن میں جو احکام حقوق العباد سے متعلق ہیں، ان کی دو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قسمیں ہیں : عام اور خاص ۔ اول الذکر میں اجتماعی مفادات کے حامل اقدامات کو دخل ہے اور ثانی الذکر سے مراد ایک دوسرے کے حقوق و دیون ہیں۔ محتسب ان تمام حقوق کا محافظ ہے۔ اسے مساجد کی ذمہ داریاں تفویض ہیں۔ وہ جدید مساجد کی تعمیر کے بجائے صرف منہدم شدہ مسجدوں کی مرمت و تعمیرِ نو پر لوگوں کو مجبور کر سکتا ہے۔ رفاہ عامہ میں آب رسانی کے وسائل میں کمی و بیشی اور مسافر خانوں کی دیکھ بھال اور ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھنا بھی محتسب کی ذمہ داری ہے۔ نیز محتسب کو ہر قسم کے ناجائز تجاوزات ہٹانے کے اختیارات حاصل ہیں۔ اسے حفظان صحت کے اصولوں کے پیش نظر ہوٹلوں' ریستورانوں اور کھانے پینے کی دکانوں کے علاوہ درسگاہوں اور عام گزرگاہوں کے معاملات میں مداخلت کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ کسی حکیم یا ڈاکٹر کی غفلت سے کوئی مریض فوت ہو جائے تو محتسب اس کو دیت دینے پر مجبور کر سکتا ہے۔ یہ اور اسی طرح کے کئی اور حقوق العباد ہیں جن کے احتساب کا محتسب کو اختیار حاصل ہے (۱۱)

حقوق العباد میں خاص سے مراد باہمی حقوق و دیون ہیں' جنہیں ادا کرنے میں تاخیر کی جائے تو محتسب انہیں حکما دلا سکتا ہے بشرطیکہ صاحب حق مطالبہ کرے اور صاحب ذمہ میں قدرت ہو۔ مگر محتسب کو اس معاملے میں کسی فرد یا فریق کو قید کرنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح وہ اقارب کے نفقات ادا نہ کرنے پر بھی مواخذہ نہیں کر سکتا' اس لئے کہ اس میں اجتہاد شرعی لازم آتا ہے۔ یہی حکم کفالت واجبہ کا ہے' فقہاء یہ بھی کہتے ہیں کہ محتسب وصیتوں اور امانتوں کے قبول کرنے پر کسی کو مجبور نہ کرے' ہاں وہ علی العموم سب کو خیر خواہی' تعاون اور پرہیزگاری کا حکم دے سکتا ہے (۱۲)

مشترکہ حقوق کے احتساب میں قلیوں اور کشتی والوں کو زیادہ بوجھ لادنے سے روکنے' جانوروں کے ساتھ بے رحمی کا سلوک کرنے سے ممانعت' کھانے پینے اور روزمرہ ضروریات کی دیگر اشیاء میں ملاوٹ اور دھوکہ دہی کے سدباب' اوزان اور پیمانوں کی نگرانی' کم تولنے اور ناپنے کی ممانعت' درسگاہوں میں اساتذہ کو روکنا کہ وہ طالب علموں کو زیادہ زد و کوب نہ کریں' نرخوں کی نگرانی' شاہراہوں' گزرگاہوں اور عام اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں پر مخرب الاخلاق حرکات کی روک تھام مثلاً شراب نوشی' جوا' مجمع لگا کر لوگوں کو بے وقوف بنانا' عورتوں پر آوازے کسنا اور انہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھیڑنا وغیرہ' اس قسم کی تمام ناشائستہ حرکات پر نظر رکھنا اور ان کا تدارک کرنا بھی محتسب کی ذمہ داری ہے اور اس سلسلے میں اسے وسیع تر اختیارات حاصل رہے ہیں (۱۳)

محتسب کے اختیارات میں یہ بھی شامل ہے کہ امام اگر نماز کے دوران اتنی طویل قرات کرتے ہوں کہ ضعفاء برداشت نہ کر سکیں یا لوگوں کے کاروبار میں حرج واقع ہوتا ہو تو محتسب کو اختیار ہے کہ وہ آئمہ کو اپنی یہ روش ترک کرنے پر مجبور کرے۔ وہ مقدمات میں بلا عذر تاخیر کرنے یا تصفیہ نہ کرنے والے قاضی سے بھی بازپرس اور فرائض منصبی کو بحسن و خوبی انجام دینے کی تاکید کر سکتا ہے۔ فقہاء کے نزدیک خدام' غلام اور باندیوں کے حقوق تلف ہو رہے ہوں اور ان پر باانواع مختلف مخدوموں اور آقاؤں کی طرف سے زیادتیاں ہو رہی ہوں تو محتسب کو ان کی فہمائش کا اختیار ہے (۱۴) اسی کو آج کے دور میں آجر اور اجیر پر منطبق کریں تو بے جا نہ ہو گا۔

بدعات اور خلاف شرع امور کے خلاف محتسب کو نرمی یا سختی ہر طرح سے اقدامات کرنے کا اختیار ہے' لیکن اسے یہ اختیار صرف اسی وقت حاصل ہے جب کوئی امر منکر بغیر کسی خاص تجسّس کے اس پر ظاہر ہو جائے' اس لئے کہ قرآن حکیم میں تجسّس کی ممانعت کی گئی ہے۔

الحبہ کے وظائف سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی حیثیت ایک نیم عدالتی' نیم انتظامی اور نیم پولیس کے ادارہ کی رہی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ ایک محتسب میں کسی نہ کسی حد تک ان تمام شرائط (Qualifications) کا پایا جانا ضروری ہے جو عدالت کے ایک قاضی' ایک اعلیٰ انتظامی عہدیدار اور ذمہ دار پولیس افسر میں ہونی چاہیں۔ اس ضمن میں فقہاء نے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے کئی قسم کی شرائط متعین کی ہیں۔ ان میں سے بعض کا درجہ لازمی اور ضروری شرائط کا ہے اور بعض شرائط بہتر اور مناسب ہیں۔ اول الذکر شرائط کو تو فقہی یا قانونی شرائط بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے بغیر کوئی شخص محتسب کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتا۔ ان شرائط میں اسلام' بلوغت اور ضروری علم شریعت سے آگہی شامل ہیں۔ محتسب کا باکردار' صائب الرائے اور حالات حاضرہ سے آگاہ ہونا بہتر اور مناسب شرائط میں سے ہے' جب کہ دیگر شرائط میں حریت' عدل' شجاعت' دینداری اور پرہیز گاری وغیرہ کو ترجیح دی گئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محتسب کا مجتہد ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟ اور کیا عام ان پڑھ آدمی یا عورت محتسب ہو سکتے ہیں؟ یہ محتسب کے منصب کے لئے اختلافی شرائط ہیں (۱۵) بہرکیف ضروری اور لازمی کے علاوہ بہتر اور مناسب شرائط پر جو بھی شخص پورا اترے' فقہاء کے نزدیک اسے محتسب کی ذمہ داریاں تفویض کی جاتی رہی ہیں۔

اسلام میں احتساب کی اہمیت کا اندازہ جہاں امربالمعروف ونہی عن المنکر سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث نبوی ؐ سے لگایا جا سکتا ہے' وہاں اس کے عملی نفاذ کی قدرو قیمت محتسب کے تاریخی نظائر سے واضح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عملاً اور قولاً اس کا اجراء فرمایا اور اسلامی تاریخ کے اولین محتسب آپ ہی قرار پائے (۱۶) دور صدیقی میں احتساب کا فریضہ قاضی کے سپرد رہا اور عہد فاروقی میں احتساب کا عالم یہ تھا کہ حضرت عمر فاروق ؓ بہ نفس نفیس محتسب تھے۔ درہ آپ کے ہاتھ میں ہوتا' آپ شارع عام اور بازاروں میں گشت لگاتے اور کسی کا کھوٹ ملانا یا ملاوٹ کرنا متحقق ہو جاتا تو بلا حفظ مراتب اس کی داروگیر کرتے اور سزا دیتے۔ حضرت عثمان غنی ؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ خلافت میں بھی احتساب کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ خلفائے راشدین کے دور میں کئی اور صحابہ کرام بھی یہ فریضہ رضائے الٰہی کی خاطر سرانجام دیتے رہے (۱۷) صدر اول کے بعد جب اسلامی حکومت کی سرحدات وسیع سے وسیع تر ہوتی گئیں تو خلفاء کے لئے عملاً ممکن نہ رہا کہ وہ بہ نفس نفیس دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کے احوال پر کڑی نگاہ رکھیں اور ان سے امربالمعروف و نہی عن المنکر کی پابندی کرائیں۔ چنانچہ باقاعدہ محکمہ احتساب کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔ اس ابتدائی دور میں لفظ احتساب استعمال ہوا نہ محتسب' البتہ بازار کے امور کی نگرانی کے لئے حکام بالا کی طرف سے مقرر کئے جانے والے شخص کو "صاحب السوق یا عامل السوق" کہا جانے لگا۔ اموی دور میں اس کی جستہ جستہ مثالیں ملتی ہیں (۱۸) تاآنکہ بنی عباس کے عہد میں الحسبہ کا ادارہ باقاعدہ تشکیل پا گیا۔

عباسی خلفاء نے اپنے دور میں محتسب کے ادارے کو مختلف حیثیت اور صورتوں میں فروغ دیا۔ انہوں نے فوجداری عدالتیں قائم کیں جن کا سربراہ "صاحب المظالم" کہلاتا تھا۔ ایک بڑی عدالت "دیوان النظر فی المظالم" تھی جس کی صدارت خلیفہ خود کرتا۔ احتساب کے تمام امور اس کی نگرانی میں انجام پاتے (۱۹) فاطمین مصر کے عہد میں بھی اس قسم کے ادارہ "ناظر المظالم" کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بنیاد رکھی گئی اور فوج' گورنر' وزیر' قاضی اور محتسب اس ادارے کو چلاتے تھے (۲۰) سقوط بغداد کے بعد ادارہ احتساب زوال پذیر ہوا تاہم ترکان عثمانی نے دولت علیہ میں اس کے احیاء کی کامیاب کوششیں کیں۔ انہوں نے احتساب کے بارے میں باقاعدہ قواعد و ضوابط تشکیل دیئے (۲۱) ' ایران میں اس ادارہ کے ارتقاء کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ اس کا سربراہ "محتسب الممالک" کہلاتا تھا اور اس کی نگرانی میں دیہاتوں میں بھی محتسب کام کرتے تھے۔ رضا شاہ پہلوی کے دور میں یہ ادارہ ختم ہو گیا' البتہ امام خمینی کے اسلامی انقلاب کے بعد احتساب کی باقاعدہ عدالتیں ایران میں پھر سے قائم ہوئیں (۲۲)

اسلامی ہند میں ادارہ احتساب جن بادشاہوں کے عہد میں مقبول ہوا' ان میں غیاث الدین بلبن' فیروز شاہ تغلق' اور سکندر لودھی قابل ذکر ہیں۔ شمالی ہند کے مسلم سلاطین سے قطع نظر جنوبی ہند کے مسلمان سلاطین بھی عدل و احتساب کی روایات قائم کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔ چنانچہ دکن کے سلاطین بہمینہ' احمد نگر کے نظام شاہی' بیجاپور کے عادل شاہی اور گولکنڈہ کے قطب شاہی حکمرانوں کے علاوہ سلاطین گجرات کے ادوار میں محتسب کے ادارہ کی واضح مثالیں ملتی ہیں۔ مغلیہ دور سلطنت میں اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ادارہ احتساب مضبوط بنیادوں پر قائم رہا۔ بعد ازاں زوال مغلیہ کے حکمرانوں نے اسے محکمہ کوتوال کی تحویل میں دے دیا۔ کوتوال ایک نوع کا دنیوی منصب تھا' جبکہ محتسب کے دائرہ اختیارات میں قبل ازیں وہی امور آتے تھے' جن کا تعلق شریعت سے ہے (۲۳) یہ تبدیلی مال کار مسلمانان ہند کی مذہبی اور معاشرتی زندگی کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئی اور وہ انگریز اور ہندو کی غلامی کا شکار ہوتے چلے گئے۔ اس اثناء میں سید احمد بریلوی نے سرحد میں اسلامی مملکت کے احیاء کی کوششیں کیں اور جا بجا محتسب مقرر کئے۔

۱۴ / اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا' تو اس مملکت خداداد میں شروع دن سے ہی ادارہ احتساب کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس کا بین ثبوت پاکستان کے بعض سابقہ دساتیر کی وہ دفعات ہیں' جن میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والے ایک مضبوط ادارہ کی تاسیس پر زور دیا گیا اور کئی مرتبہ اس کے لئے باقاعدہ سفارشات بھی مرتب کر لی گئیں' لیکن بوجوہ ان پر عملدر آمد نہ ہو سکا۔ تاآنکہ جنوری ۱۹۸۳ء میں صدر پاکستان کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرف سے محتسب اعلیٰ آرڈیننس کے نفاذ سے اس ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا جو ۲۲/ دسمبر ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۴ء کے دستوری مسودات اور ۱۹۷۲ء کے عبوری آئین کی دفعہ ۲۷۶ اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے شیڈول چہارم کے خوابوں کی عملی تعبیر ہے (۲۴)

پاکستان کے علاوہ اسی قسم کے محتسب کے ادارے دنیا کے بعض دوسرے ملکوں مثلاً سویڈن' ڈنمارک' فن لینڈ' ناروے' ماریشس' تنزانیہ جمیکا' برطانیہ' کینیڈا' نائیجیریا' سوڈان' لیبیا' ایران' بھارت اور سعودی عرب وغیرہ میں بھی قائم ہیں (۲۵) لیکن اہل مغرب کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ محتسب کا ادارہ ان ہی کی ذہنی اختراع' اور سعی عمل کا نتیجہ ہے اور سب سے پہلے اس کا آغاز ۱۸۰۹ء میں سیکنڈے نیویا سے ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ محتسب کا ادارہ کسی نہ کسی شکل میں انسانی تہذیب کے ہر دور میں موجود رہا ہے۔ اسلام نے عدل کو چونکہ دین کا جزو قرار دیا ہے اور عدل منکر کی ضد اور معروف کی ایک شکل ہے۔ نیز تلقین کی گئی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر حال میں کرتے رہو (۲۶)' اس لئے آغاز اسلام ہی سے احتساب کی ضرورت محسوس کر لی گئی اور اس پر تاریخ اسلام کے تقریباً ہر دور میں کہیں نہ کہیں عملدرآمد بھی ہوتا رہا' جیسا کہ محتسب کی تاریخی تفصیلات شاہد ہیں (۲۷)' عہد حاضر میں دنیا کے اکتالیس ملکوں میں محتسب کے ادارے قائم ہیں اور ان میں عالم اسلام کے ممالک میں پاکستان نمایاں ہے۔

پاکستان میں وفاقی محتسب کے ادارہ کی تاسیس و تشکیل دراصل خلافت راشدہ کے اسلامی تصور اور سکینڈے نیویا کے ممالک میں قائم شدہ احتساب کے اداروں کا ایک قابل تقلید اور خوبصورت امتزاج ہے۔ یہ قدیم اسلامی مملکتوں کے محتسبوں کی طرح رشوت' ملاوٹ اور اوزان' و پیمانوں اور اخلاق عامہ پر نظر رکھنے کی بجائے عام شہریوں کی ان شکایات کا ازالہ کرتا ہے' جو سرکاری دائرہ کار میں بدانتظامی کے باعث ناانصافیوں کو جنم دیتی ہیں۔

اس ادارے کا بنیادی مقصد وسیع معنوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اجراء و قیام کے لئے اسلامی اقدار کا تحفظ و فروغ ہے' اور اس کے فرائض میں حکومت اور اس کے اداروں کے خلاف افراد کی شکایات اور ان پر ظلم و زیادتی کی تفتیش اور چھان بین' انفرادی حقوق کی خلاف ورزی کی روک تھام' ملازمین سرکار کے کام کا معائنہ اور ان کی بدانتظامی' بے پروائی' یا فرائض سے غفلت اور کوتاہی پر مبنی معاملات کی نگرانی وغیرہ شامل ہیں (۲۸) وفاقی حکومت کی کوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وزارت، شعبہ ، محکمہ، کمیشن یا دفتر یا وفاقی حکومت کی طرف سے قائم کردہ خود مختار کارپوریشن وفاقی محتسب پاکستان کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں، سوائے سپریم کورٹ، سپریم جوڈیشل کونسل، وفاقی شرعی عدالت یا کسی بھی صوبے کی عدالت عالیہ کے۔ فی الحال وفاقی محتسب کے دائرہ اختیار میں آنے والے وفاقی محکموں اور ان کے شعبوں کی تعداد ساڑھے چار سو سے زیادہ (۲۹) ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ وفاقی محتسب پاکستان کے دائرہ کار اور دائرہ اختیار کو مزید بڑھایا جائے اور اس ادارے کو صحیح معنوں میں مزید فعال اور موثر بنانے کے لئے اس کی تجدید کی جائے اور تجدید کے ان پہلوؤں کا بھی خیال رکھا جائے، جو تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں قاضی شرطہ اور ناظر المظالم کے فرائض و اختیارات کی شکل میں ادارہ احتساب میں شامل رہے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۱

۱۔ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) تقی الدین ابو العباس احمد: الحسبہ فی الاسلام، ص ۵، المدینہ المنورہ، الجامعہ الاسلامیہ (ت ن)

۲۔ الشاطبی (م ۷۹۰ھ) ابو اسحق ابراہیم: الموافقات فی اصول الشریعۃ، ج ۲، ص ۱۷۷، بیروت (ت ن) دار المعرفۃ

۳۔ ابن منظور افریقی (م ۷۱۱ھ) جمال الدین محمد بن مکرم: لسان العرب، بذیل مادہ، قم ۱۴۰۵ھ، نشر ادب الحوزۃ

۴۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، الماوردی (م ۴۵۰ھ) قاضی ابو الحسن علی بن محمد البصری البغدادی: الاحکام السلطانیہ فی الولایات الدینیہ، ص ۵ ببعد، مصر (ت ن) المطبعۃ المحمودیہ التجاریہ۔ اور ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) عبد الرحمن بن محمد بن خلدون کا مقدمہ العبر و دیوان المبتداء و الخبر (مرتبہ کاتومیر) ج ۲ ص ۶۸۶ ببعد، پیرس ۱۸۵۸ء نیز انگریزی ترجمہ روزنتھال، مطبوعہ لندن، ۱۹۵۸ء

۵۔ السیاسۃ الشریعۃ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ نیز دیکھئے: ابن تیمیہ کی الحسبہ فی الاسلام، فصل اول

۶۔ آداب الحرب و الشجاعت، انشائے عین الملک ماہرو اور فتاوی جہانداری کے علاوہ اخلاق ظہیری، اخلاق ہمایونی اور اخلاق جہانگیری ایسی کتب اخلاقیات و سیاسیات جو آداب ریاست کے تذکروں سے خالی نہیں، ان سب میں یہ اصطلاحات مذکور ہیں۔

۷۔ ضیاء الدین برنی نے فتاوی جہانداری میں اسی طرز فکر کو اپنایا ہے۔

۸۔ مشتے نمونہ از خروارے: چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی، تحفہ خانی اور ضیاء الدین السنامی کی نصاب الاحتساب

۹۔ ملاحظہ فرمائیں: ابو الفضل کی آئین اکبری ج ۱، ص ۳، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ الاحکام السلطانیہ، ص ۳

۱۱۔ الفارابی (م ۳۳۹ھ) ابو النصر محمد بن محمد بن طرخان بن اوزلغ: آراء اھل المدینۃ الفاضلۃ، ص ۹۹، بیروت ۱۲۵۹ھ

۱۲۔ الطوسی (م ۶۷۲ھ) ابو جعفر نصیرالدین محمد بن محمد بن الحسن: اخلاق ناصری، ص ۸۲، لکھنؤ ۱۳۴۳ھ

۱۳۔ ریاست کے اصطلاحی تصور کے سلسلے میں الفارابی نے اپنی گرانمایہ تالیف آراء اھل المدینۃ الفاضلۃ میں بلیغ اشارات کئے ہیں۔ ان کی اس کتاب میں کافی تفصیلات موجود ہیں۔ لیکن اس سے بھی زیادہ حکیمانہ بیان ان کی السیاسیات المدنیہ میں ملتا ہے۔ اول الذکر کتاب کا فارسی ترجمہ سید جعفر سجادی نے اندیشہ های ابل مدینہ فاضلہ کے نام سے کیا، جو تہران سے ۱۳۵۳ش میں چھپ چکا ہے جب کہ ثانی الذکر السیاسیات المدنیہ ۱۳۴۶ھ میں مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔

۱۴۔ الدوانی (م ۹۰۸ھ) جلال الدین محمد بن اسعد: اخلاق جلالی: ص ۲۸، لکھنؤ ۱۳۷۷ھ / اخلاق جلالی کا انگریزی ترجمہ W.T.Thompson نے کیا جو Practical Philosophy of Muhammedan People کے نام سے ۱۸۳۹ء میں لندن سے شائع ہوا۔

۱۵۔ المائدہ ۲۰

۱۶۔ النور ۵۵

۱۷۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ابن ہشام (م ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ) ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری البصری: السیرۃ المحمدیہ ص ت ۳۴۱ ۔ ۳۴۴، جو سیرۃ ابن ہشام کے مختصر نام سے بھی مشہور ہے، طبع گاٹن جن ۱۸۷۰ء نیز ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی انگریزی تالیف : The First Written Constitution in the World باب اول، طبع شیخ محمد اشرف لاہور ۱۹۶۸ء

۱۸۔ الاحکام السلطانیہ، ص ۳

۱۹۔ ابن حزم (۴۵۶ھ) ابو محمد علی بن احمد بن سعید: کتاب الفصل فی الملل و الاہواء والنحل ج ۴ ص ۸۷ ببعد، مصر ۱۳۱۷ھ

۲۰۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد اول، فصل اول، کراچی (ت ن) قرآن محل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۱۔ النساء ۵۹

۲۲۔ جصاص (م ۳۷۰ھ) ابوبکر احمد بن علی: احکام القرآن ج ۲، ص ۲۱۱، قسطنطنیہ ۱۳۳۵ھ

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ رازی (م ۶۰۶ھ) فخرالدین بن عمر: تفسیر رازی، بذیل سورہ النساء، آیت ۵۹

۲۵۔ ملا جیون (م ۱۰۴۸ھ) احمد بن شیخ ابو سعید: التفسیرات الاحمدیہ ص ۱۶۹، کلکتہ ۱۳۶۳ھ، مطبع اخوان الصفا

۲۶۔ الحسبہ فی الاسلام، ص ۵

۲۷۔ الاحکام السلطانیہ، ص ۲۲

۲۸۔ بخاری (م ۲۵۶ھ) امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل: الجامع الصحیح (صحیح بخاری) کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل قاہرہ ۱۳۸۶ھ

۲۹۔ الشوریٰ ۱۳

۳۰۔ الاعراف ۱۵۷

۳۱۔ الاسراء (بنی اسرائیل) ۱۵

۳۲۔ العنکبوت ۱۳

۳۳۔ مسلم (م ۲۶۱ھ) امام ابو الحسین عساکر الدین مسلم بن الحجاج: الجامع الصحیح (صحیح مسلم) کتاب الایمان، رویا ۲۔۶/ مشکوۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب الامر بالمعروف و نہی عن المنکر، ص ۴۲۳

۳۵۔ التوبہ ۷۱

۳۶۔ الحسبہ فی الاسلام، ص ۸

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) عبدالرحمن بن علی: منہاج القاصدین (تلخیص امام احمد بن محمد بن عبدالرحمن بن قدامہ مقدسی / اردو ترجمہ محمد سلیمان گیلانی) ف ۱، ص ۱۹۹، لاہور ۱۹۸۵ء ادارہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۹۔ لسان العرب، بذیل مادہ

۴۰۔ ایضاً

41- Lane, Edward William; Arabic English lexicon, See "Ma'ruf"

42- Ibid, See "Mu'nkar"

۴۳۔ الحسبہ فی الاسلام، ص ۵۹

۴۴۔ ایضاً

۴۵۔ الغزالی (م ۵۰۵ھ) ابو حامد محمد بن محمد: احیاء علوم الدین، ج ۲، ص ۳۰۲، قاہرہ ۱۸۸۲ء

۴۶۔ ایضاً

۴۷۔ منہاج القاصدین، ف ۱، ص ۱۹۹

۴۸۔ احیاء علوم الدین، ج ۲ ص ۳۰۲

۴۹۔ آل عمران ۱۱۰

۵۰۔ ملاحظہ ہو: سورۃ آل عمران کی آیت ۱۰۴

۵۱۔ المائدہ ۱۰۵

۵۲۔ خطیب تبریزی (م ۷۴۰ھ یا ۷۴۸ھ) ولی الدین محمد یا محمود بن عبداللہ: مشکوۃ المصابیح، ص ۳۵۰، سانگلہ ہل (ت ن) المکتبہ الاثریہ

۵۳۔ صحیح بخاری: کتاب الاحکام، آحاد ۱

۵۴۔ ترمذی (م ۲۷۹ھ) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی، باب الفتن / ابن حنبل (م ۲۴۱ھ) امام احمد: المسند ۵/ ۴۸۸، ۴۹۰، ۴۹۱، قاہرہ ۱۹۴۹ء حیدر آباد دکن ۱۳۱۰ھ

۵۵۔ مسند احمد بن حنبل ۲/ ۳۵، ۳۴۹، ۴۴۴، ۴۴۵

۵۶۔ عبدہ (م ۱۳۲۳ھ) مفتی محمد / رشید رضا تفسیر المنار، آیت ولتکن منکم، آل عمران ۱۰۴، مصر ۱۳۷۳ھ دار المنار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۷- الفارابی: فصول المدنی، فصل ۵۸

۵۸- النحل ٦

۵۹- النساء ۵۸

٦۰- المائدہ ۸

٦۱- ص ۲٦

٦۲- مزید آیات کے لئے ملاحظہ ہو: النساء ۳، ۱۲۹، ۱۳۵/ المائدۃ ۸، ۹۵، ۱۰٦/ الانعام ۱، ۷۰، ۱۱۵، ۱۵۰/ الاعراف ۱۵۹، ۱۸۱/ النحل ۷٦، ۹۰/ النمل ٦۰/ الشوری ۱۵/ الحجرات ۹/ الطلاق ۲ / انفطار ۷ کے علاوہ البقرۃ ۸۴، ۱۲۳، ۲۸۲

٦۳- محمد بن عبداللہ جامی نے ایسی تمام احادیث کو یکجا کر دیا ہے۔ دیکھئے ان کی تالیف حبل المتین فی احکام السلاطین، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۲۲ھ نیز مرزا ابوالفضل کی
Sayings of The Prophet Muhammad

٦۴- مشکوہ المصابیح: کتاب الامارۃ والقضاء، ص ۳۹

٦۵- حبل المتین، ص ۸

٦٦- سنن ابی داود، عن جبیر بن مطعم

٦۷- فصول المدنی، فصل ۵۷، ص ۱۲۸

٦۷- ہمدانی (م ۷۸٦ھ) سید علی: ذخیرۃ الملوک (قلمی) ورق ۸۸، لاہور پنجاب یونیورسٹی لائبریری

٦۹- سیاست نامہ طوسی، ص ۵

۷۰- آئین اکبری (مرتبہ سید احمد خان) ج ۱، ص ت ۳/ ۴، دہلی (ت ن)

۷۱- اکبر نامہ ج ۳، ص ۴۹۸

۷۲- عبدالحمید لاہوری (م ۱۰۷۳ھ) ملا: بادشاہ نامہ ج ۱ ص ۳۸۷، خط بیگم صاحبہ (محبوب دختر شاہجہان بنام اورنگ زیب) دہلی (ت ن)

۷۳- آداب سلطنت، ص ت ۱۱/ ۱۲

۷۴- فصول المدنی، فصل ۹۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷۵- تفصیل کے لئے، فصول المدنی فصل ۸۸

۷۶- اسلام میں سیاست دین کے تابع ہے نہ کہ دین سیاست کے۔ سیاست اگر دینی اقدار اور اخلاق کے دائرہ میں نہ رہے تو بازیچہ اطفال بن جاتی ہے۔

۷۷- لسان العرب: بذیل مادہ

۷۸- مزید تفصیل کے لئے: الغزالی کی احیاء علوم الدین ج ۳ ص ۶۲ بعد اور ابن مسکویہ کی الفوز الاصغر ص ۸۶ بعد

۷۹- مسند احمد بن حنبل ۲۸۸/۴

۸۰- ملاحظہ ہوں: سورۃ المومنون کی ابتدائی گیارہ آیات جن میں مومن کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

۸۱- ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ای الایمان افضل آپ نے ارشاد فرمایا: خلق حسن (المسند ۳۸۵/۴) ایک اور روایت کے مطابق آپ سے آپ نے فرمایا: ما من شی اثقل فی المیزان من حسن الخلق (السنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق) ایک مرتبہ آپ نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا: بعثت لاتمم حسن الاخلاق (الموطا: کتاب الجامع، باب ماجاء فی حسن الخلق) یعنی میں حسن اخلاق کو کمال تک پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ایک اور موقع پر آپ نے حسن خلق کو تکمیل ایمان کا معیار قرار دیا: اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقاء (السنن: کتاب السنہ / صحیح مسلم: باب مناقب ابی ذرؓ) امام بخاری نے بعض روایات جمع کی ہیں جن کے مطابق آپ لوگوں کو مکارم اخلاق کا درس دیا کرتے تھے (بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق)

۸۲- قرآن حکیم کی آیت یایھاالذین امنوا--- وافعلو الخیر لعلکم تفلحون (الحج ۷۷) یعنی اے ایمان والو رکوع اور سجدے کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ--- میں اسی طرف بلیغ اشارہ ہے

۸۳- دیکھئے سورۃ المائدۃ، آیات ۷۸ لغایت ۸۱

۸۴- العصر ا تا ۳

۸۵- فہرست عنوانات الاحکام السلطانیہ۔

۸۶- احکام السوق کا اصل متن بعد کی تالیفات میں ملتا ہے۔ مثلاً محمود علی المکی نے اسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

Revista del Instituto Egipcio de Estydies کی جلد چہارم (۱۹۵۶ء) میں شامل کیا ہے جب کہ اس کا ہسپانوی ترجمہ E.Garcia Gomez نے کیا اور یہ ۱۹۵۷ء میں al-Andalus کی بائیسویں جلد میں شائع ہو چکا ہے۔ احکام السوق کے دو مکمل نسخے تونس میں موجود ہیں

۸۷۔ زیدیوں کے اس رسالے کا متن R. B. Serjeant نے Rivista degli Studi Oriental (RSO) کی جلد ۲۸ (۱۹۵۳ء) میں شائع کیا ہے۔ اسی رسالے کا ذکر R. Strothmann نے Das Stattsrech Der Zaiditen سٹراسبرگ ۱۹۱۲ء صفحہ ۹۰ پر کیا ہے

۸۸۔ السقطی المالقی کی کتاب فی آداب الحسبہ کو G. S. Colin اور E. Levi Provencal نے ۱۹۳۱ء میں Journal Asiatique میں شائع کیا۔

۸۹۔ ابن عبدون الاشبیلی کا رسالہ فی القضاء والحسبہ بھی E. Levi Provencal کی طرف سے مذکورہ تحقیقی مجلّہ میں ۱۹۳۴ء میں چھپ چکا ہے۔ دوسری بار یہ ۱۹۵۵ء میں Trois traites hisbpaniques de hisba میں منصۂ شہود پر آیا۔ اسی رسالے کا ہسپانوی ترجمہ Garcia Gomez نے کیا اور یہ ۱۹۴۸ء میں Seville Musulmane andebut du XII میں شامل اشاعت ہوا' جب کہ F. Gabrieli کا اطالوی ترجمہ Rend lin سلسلہ ششم جلد ۱۱' ۱۹۳۵ء میں ہے۔ اسی کا ایک فرانسیسی ترجمہ Rachel Arie نے کیا جو Hesperis Tamuda ۱۹۶۰ء جلد اول میں ہے۔ المالقی کی کتاب فی آداب الحسبہ کا انگریزی ترجمہ بھی ۱۹۵۶ء میں چھپ چکا ہے اور اس کے مترجم ہیں: G. M. Wickens

۹۰۔ محمد العقبانی التلمسانی کے رسالہ التحفۃ کا ایک مخطوطہ زیتونہ میں ہے۔ محمد طالبی نے اس کا ترجمہ Quelques donne,s Sur la vie Social en Occident an xve Siecle کے عنوان سے کیا اور یہ Arabica جلد اول (۱۹۵۴ء) میں شائع ہوا۔

۹۱۔ حبیب الزیات کے مقالہ کے لئے ملاحظہ ہو: الخزانۃ الشرقیہ جلد دوم (۱۹۳۷ء)

۹۲۔ ان مخطوطات کی فہرست M.Gaudefroy نے Journal Asiatique جلد ۲۱۳ (۱۹۳۸ء) میں درج کر دی ہے۔

۹۳۔ بادی النظر میں احیاء علوم الدین دو حصوں میں منقسم ہے اور اس کا ہر حصہ دو دو ربعوں پر مشتمل۔ چار ربعوں میں اولاً ربع العبادات' ثانیاً ربع العادات' ثالثاً ربع المہلکات اور آخری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ربع المنجیات ہے۔ جیسا کہ ان کے عنوانات بتاتے ہیں۔ یہ چاروں ربع علی الترتیب عبادات' عادات و اطوار' زندگی کے تباہ کن عوامل اور نجات دہندہ امور پر روشنی ڈالتے ہیں ہر ربع میں دس دس کتب ہیں۔

۹۴۔ ضیاء الدین السنامی کا تعلق وسطی ایشیا سے تھا اور وہ عہد تغلق میں دہلی میں محتسب کے منصب پر فائز رہے۔ ان کی کتاب نصاب الاحتساب کے دو قلمی نسخے لاہور میں ہیں۔ ایک پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں اور دوسرا جناب مقبول انورداودی کے نجی کتب خانے میں یہ کتب ہنوز طباعت کے مراحل طے نہیں کر سکی۔

۹۵۔ ابن بسام خود محتسب کے منصب جلیلہ پر فائز تھا اور اس نے یہ رسالہ شام یا مصر میں تالیف کیا۔ حسام الدین السامرائی کی تحقیق کے ساتھ یہ رسالہ ۱۹۶۸ء میں مطبعہ المعارف بغداد سے چھپ چکا ہے۔

۹۶۔ الشیزری کی نهایة الرتبة فی طلب الحسبة ۱۹۴۶ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی اور اب اس کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ Cheikho نے المشرق کی جلد دہم (۱۹۰۷ء) میں الشیزری اور ابن بسام المحتسب دونوں کے رسائل کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔

۹۷۔ ابن الاخوۃ کی معالم القربة فی احکام الحسبة R.Levy کے انگریزی ملخص کے ساتھ ۱۹۳۸ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔

۹۸۔ تفصیل کے لئے دیکھئے' مقدمہ نهایة الرتبة فی طلب الحسبة از حسام الدین السامرائی' صفحہ ج بعد' بغداد ۱۹۶۸ء مطبعہ المعارف

۹۹۔ ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۲

فصل ۱

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم' بذیل مادہ

۲۔ محدثین میں چھ کتابیں صحاح کے طور پر مشہور ہیں۔ ان میں سے پانچ صحیح بخاری' صحیح مسلم' سنن ابی داود' جامع ترمذی اور سنن نسائی متفق علیہ ہیں۔ چھٹی میں اختلاف ہے۔ ایک بڑی جماعت جس کے اولین امام قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) بن موسیٰ مالکی ہیں' موطاء امام مالک کو صحاح ستہ میں شمار کرتی ہے۔ دوسری جماعت موطا کی بجائے سنن ابی ماجہ کو صحاح کی چھٹی کتاب مانتی ہے۔

۳۔ الدارمی (م ۲۵۵ھ) ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن سمرقندی کی مشہور تالیف' جس کی ترتیب مسانید کی بجائے فقہی ابواب پر ہے

۴۔ فقہی ترتیب سے مبوب امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) بن انسؓ کی شہرہ آفاق تالیف' امام مالکؒ نے دس ہزار میں سے ایک ہزار سات سو ۲۵ حدیثوں کا موطا کے لئے انتخاب کیا۔

۵۔ احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) نے ساڑھے سات لاکھ احادیث میں سے المسند منتخب کی ۔ اس میں تقریباً سات سو صحابہ کرامؓ کی تین ہزار روایات ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل کی زوائد بھی شمار کر لی جائیں تو تعداد چار ہزار کے لگ بھگ ہو جاتی ہے۔ مسند احمد بن حنبل کی ابتدائی ترتیب مضامین کے اعتبار سے نہیں۔ بلکہ صحیحین کے برعکس اسے سب سے پہلے راوی کے نام کے تحت جمع کیا گیا۔

۶۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی' بذیل مادہ ح س ب

۷۔ بروزن فعل یفعل : باب نصر ینصر

۸۔ یہ فعل یفعل کے وزن پر ہے اور اس کا اپنا الگ باب ہے

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۹۔ قرآنی آیات کے ملاحظہ ہو: آل عمران ۱۹/۲۷/۳۷/۱۹۹ المائدۃ ۴ یونس ۵ الرعد ۱۸/۲۱/۴۰/۴۱ ابراہیم ۴۱/۵۱ بنی اسرائیل (الاسراء) ۱۲ النور ۳۸/۳۹ ص ۱۶/۲۶/۳۹/۵۳ الزمر ۱۰ غافر ۱۷/۲۷/۴۰ حسابا کے لئے الطلاق ۸ النباء ۲۷/۳۶ الاشقاق ۸ حسابک: الانعام ۵۲، حسابہ: المومنون ۱۱۷ النور ۳۹ حسابھم: الانعام ۵۲/۲۹ الانبیاء / الشعراء ۱۱۳ الغاشیہ ۱۲۶ اور حسابیہ کے لئے الحاقۃ ۲۰/۲۶ ملاحظہ ہوں۔

۱۰۔ الانعام ۹۶

۱۱۔ بنی اسرائیل (الاسراء) ۱۲

۱۲۔ الانعام ۹۶

۱۳۔ الکہف ۴۰

۱۴۔ الاصفہانی (م ۵۰۲ھ) امام راغب، ابوالقاسم حسین بن محمد: المفردات فی غریب القرآن، بذیل مادہ، قاہرہ ۱۹۶۱ء، مکتبہ و مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی

۱۵۔ العنکبوت ۱/۲

۱۶۔ ایضاً ۴

۱۷۔ ابراہیم ۴۲

۱۸۔ ایضاً ۴۷

۱۹۔ آل عمران ۱۴۲

۲۰۔ الطلاق ۸

۲۱۔ صحیح بخاری: علم ۳۵، صحیح مسلم: جنۃ ۷۹/۸۰ سنن دارمی: جنائز، مسند احمد بن حنبل ۶۔ ۷۸/۱۸۵

۲۲۔ آل عمران ۱۹۹، المائدۃ ۴

۲۳۔ الحاقۃ ۲۶

۲۴۔ ایضاً ۲۰

۲۵۔ النباء ۳۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۶۔ النجم ۳۹

۲۷۔ البقرۃ ۲۱۲

۲۸۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: المفردات' بذیل مادہ

۲۹۔ مسند احمد بن حنبل ۵ ۔ ۱۵۴ / ۱۶۷

۳۰۔ بیہقی (م ۴۵۸ھ) ابوبکر احمد بن الحسین: کتاب الاسماء والصفات ص ۳۴' قاہرہ ۱۳۵۸ھ

۳۱۔ ابن الاثیر (م ۶۰۶ھ) مجد الدین ابی السعادات المبارک بن محمد الجزری: من النهایه فی غریب الحدیث والاثر ج ۱ ص ۲۳۵' بذیل مادہ ح س ب' قاہرہ ۱۳۰۰ھ

۳۲۔ ایک روایت میں بحسبک ہے' مگر معنی وہی ہیں۔

۳۳۔ النہایہ' بذیل مادہ

۳۴۔ النساء ۶

۳۵۔ الاسراء (بنی اسرائیل) ۱۴

۳۶۔ القیامہ ۱۴

۳۷۔ عصر حاضر کے ایک مولف کی رائے میں: ہر عمل کا نتیجہ تو اس کے ساتھ ہی مرتب ہونا شروع ہو جاتا ہے' لیکن اس کی نمود ایک خاص وقت پر جا کر ہوتی ہے۔ مثلاً درخت میں پھل تو اس وقت سے بننا شروع ہو جاتا ہے' جب اس میں پہلا شگوفہ بلکہ کونپل پھوٹتی ہے مگر وہ پھل کی شکل میں کچھ عرصہ بعد سامنے آتا ہے۔ اسے ظہور نتائج کا وقت کہتے ہیں۔ (پرویز غلام احمد: لغات القرآن ج ۲ ص ت ۵۰۶' لاہور مکتبہ طلوع اسلام)

۳۸۔ ابراہیم ۴۱

۳۹۔ الشعراء ۱۱۲ / ۱۱۳

۴۰۔ التوبہ ۵۹

۴۱۔ المجادلہ ۸

۴۲۔ النہایہ: بذیل مادہ

۴۳۔ ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۴۔ سنن ابن ماجہ: زہد ۱۴ جامع ترمذی: تفسیر سورۃ الحجرات ۶، مسند احمد بن حنبل ۵۔ ۱۰

۴۵۔ لسان العرب: بذیل مادہ

۴۶۔ ایضاً

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ ابن ماجہ: زہد ۲۴

۵۰۔ صحیح مسلم: جہاد ۴۷، صحیح بخاری: جہاد ۱۰۲

۵۱۔ مسند احمد بن حنبل ۵۔ ۳۴۳/۳۷۲، صحیح مسلم: جنائز ۲۹، سنن دارمی: ادب ۱۱۱

۵۲۔ البستانی (م ۱۳۰۵ھ) بطرس بن یونس بن عبداللہ قطر المحیط ص ۴۹۸، بذیل مادہ، بیروت ۱۸۶۹ء

۵۳۔ الحجرات ۱۳

۵۴۔ الطلاق ۲/۳

۵۵۔ الحشر ۲

۵۶۔ الزمر ۴۸

۵۷۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی ج ۱ ص ت ۴۶۲ لغایت ۴۶۵

۵۸۔ صحیح بخاری: صوم ۱۳ صحیح مسلم: صیام ۱۵، سنن ابی داود: صوم ۴ سنن نسائی: صیام ۱۷، مسند احمد بن حنبل ۳۔ ۱۲۲

۵۹۔ صحیح مسلم: جنۃ ۷۹، صحیح بخاری: علم ۳۵، سنن ابی داود: جنائزا، جامع ترمذی، تفسیر سورۃ اشقاق ۲ مسند احمد بن حنبل ۶۔ ۴۷/۹۱/۱۲۸

۶۰۔ مسند احمد بن حنبل ۲۔ ۳۰۵/۳۲۷

۶۱۔ صحیح بخاری: جنائز ۶، صحیح مسلم: بر ۱۵۱، جامع ترمذی: جنائز ۳۶، سنن نسائی: جنائز ۲۳/۲۴، مسند احمد بن حنبل ۲۔ ۲۴۶/۲۶۵/۳۰۶/۳۷۸۔ ۴/۱۴۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۶۲۔ موطاء امام مالک: جہاد ۳۵

۶۳۔ صحیح مسلم: مساجد ۲۷۸، سنن ابی داود: صلاۃ ۴۸/ ۵۰ سنن ابن ماجہ: مساجد ۱۵، سنن دارمی: صلاۃ ۶ مسند احمد بن حنبل ۳۔ ۲۲۶/ ۲۸۳/ ۵۔ ۱۳۳

۶۴۔ مسند احمد بن حنبل ۶۔ ۲۹۳

۶۵۔ سنن دارمی: صلاۃ ۵۶

۶۶۔ مسند احمد بن حنبل ۵۔ ۱۵۴/ ۱۶۷

67۔ Arabic English lexicon, See "اقتصاب"

۶۸۔ مشکوۃ المصابیح، کتاب الصوم، فصل اول، حدیث عدد ۳

۶۹۔ النہایہ۔ بذیل مادہ

۷۰۔ صحیح بخاری: ایمان ۳۵/ ۳۷ تروایح ۱، لیلتہ القدر ۱، صحیح مسلم: مسافرین: ۱۷۴/ ۱۷۶، سنن ابی داود: رمضان ۱، جامع ترمذی: صوم ۱، سنن نسائی: قیام اللیل، موطاء امام مالک: رمضان ۳

۷۱۔ الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ الحسینی: تاج العروس من جواہر القاموس، بذیل مادہ، الکویت ۱۹۷۶ء

فصل ۲

۱۔ النہایہ ج ۱ ص ۲۵۵، بذیل مادہ

۲۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ (عربی) مقالہ بعنوان "الحبہ" تہران ۱۹۳۳ء

۳۔ صدقۃ التطوع کے برعکس زکوٰۃ صدقہ مفروضہ (لازمی) ہے اور ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن، جسے زکوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں برکت کی امید ہوتی ہے اور نفس پاکیزہ ہوتا ہے۔ ویسے بھی زکوٰۃ کا مادہ زک و ہے۔ زکا یزکو، زکا و زکا بمعنی بڑھنا پھلنا، پھولنا۔ زکوٰۃ کے اصل معنی تو نمو ہی کے آتے ہیں اور لغت میں کہیں طہارت اور برکت کے۔ شریعت میں اس سے مراد شرائط مخصوصہ کے ساتھ کسی مستحق شخص کو اپنے مال کے ایک معین حصے کا مالک بنا دینا ہے۔ راغب کے الفاظ میں: وہ حصہ جو مال سے حق الٰہی کے طور پر لازماً نکال کر فقراء کو دیا جاتا ہے، زکوٰۃ ہے (المفردات: بذیل مادہ) قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کسی نہ کسی صورت میں سابقہ امتوں میں بھی رائج تھی ۔ تورات اور انجیل میں بھی اس کی تصریحات موجود ہیں۔ انفاق (عام صدقات) کے معنوں میں زکوٰۃ ابتدائے اسلام ہی سے مروج ہو گئی تھی' لیکن اس کا نظام بتدریج فتح مکہ کے بعد قائم ہوا۔ ۸ ھ میں گو زکوٰۃ کی فرضیت کی تصریح مل جاتی ہے' تاہم محرم ۹ ھ میں زکوٰۃ کے تمام قوانین واحکام مکمل ہو کرنا نافذ ہو گئے تھے۔

۴۔ اللیل ۱۴' الغایت ۱۸

۵۔ الروم ۳۸/ ۳۹

۶۔ المومنون الغایت ۴

۷۔ التوبہ ۱۱

۸۔ صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ

۹۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: احیاء علوم الدین' باب وجوب امربالمعروف و نہی عن المنکر

۱۰۔ ایضاً ص ۳۱۱

۱۱۔ اس کی کچھ اور مثالیں بھی ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: المعجم الوسیط' مولفین ابراہیم مصطفیٰ' احمد حسن الزیات' حامد عبدالقادر اور محمد علی النجار' ج ا ص ۱۷۱' بذیل' مادہ ح س ب' تہران (ت ن) المکتبہ العلمیہ

۱۲۔ النہایہ : بذیل مادہ

۱۳۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۱

۱۴۔ الفراء (م ۴۵۸ھ) قاضی ابو یعلی محمد بن الحسین: الاحکام السلطانیہ ص ۶۸' مکہ مکرمہ ۱۳۵۷ھ المطبعہ الفریدۃ

15- Amedroz, H. F; The Hisba Jurisdiction in the Ahkam Sultaniyya of Mawardi.

۱۶۔ الشیزری (م ۵۸۹ھ) عبدالرحمن بن نصر: نہایہ الرتبہ فی احکام الحسبہ ص ۶' قاہرہ ۱۹۴۶ء

۱۷۔ ابن الاخوۃ (م ۷۲۹ھ) محمد بن محمد بن احمد القرشی الشافعی: معالم القربہ فی احکام الحسبہ ص ۷

۱۸۔ ابن بسام (م ۸۴۴ھ) محمد بن احمد بن بسام المحتسب : نہایہ الرتبہ فی طلب الحسبہ ص ۱۰' بغداد ۱۹۶۸ء مطبعہ المعارف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ الحسبہ فی الاسلام ص ۱۱

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) الجوزیہ، شمس الدین محمد بن ابی بکر: الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ ص ۲۳۸، قاہرہ ۱۹۵۳ء، مطبع السنہ المحمدیہ

۲۳۔ ایضاً ص ۲۳۷

۲۴۔ ایضاً ص ۲۳۹

۲۵۔ مقدمہ ابن خلدون، ج ۱ ص ۱۸۸، بیروت ۱۹۷۱ء

۲۶۔ ایضاً ص ۱۸۸ ببعد

27- Rosenthal Frauz: Eng. Trans. Muqaddimah, Vol 1, p 264, Princeton 1958.

28- Schacht Joseph: An Introduction to Islamic law, p 52, Oxford 1982

۲۹۔ السنامی قاضی ضیاء الدین المحتسب البغدادی: نصاب الاحتساب

۳۰۔ سجاد میرٹھی، قاضی زین العابدین: بیان اللسان ص ۲۲۷، کراچی (ت ن) دارالاشاعت

۳۱۔ الاعظمی، محمد حسن: المعجم الاعظم ص ۵۹۸، کراچی ۱۹۵۴ء مکتبہ اعظمیہ

۳۲۔ بلیاوی، ابو الفضل عبدالحفیظ، مولانا: مصباح اللغات ص ۱۵۲، کراچی (ت ن) میر محمد کتب خانہ

۳۳۔ المعجم الاعظم ص ۵۹۸

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ) مصطفیٰ بن عبداللہ: کشف الظنون ج ۱ ع ۱۵، استنبول ۱۹۴۳ء

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ موضوعات لطف اللہ بحوالہ کشف الظنون ج ۱۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ کاشفی (م ۹۱۰ھ) حسین واعظ ملا : اخلاق محسنی ص ۱۵۹' بمبئی ۱۳۰۸ھ طبع میرزاد ابراہیم تاجر شیرازی

۴۱۔ تھانوی (م ۱۱۵۸ھ) محمد اعلیٰ بن علی : کشاف اصطلاحات الفنون ج ۱ ص ت ۲۷۷/ ۲۷۸' کلکتہ ۱۸۹۲ء' ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال

۴۲۔ محمد المبارک (م ۱۴۰۲ھ) الدولة نظام الحسبه عند ابن تیمیه ص ۲۴۳

۴۳۔ خاشقجی' صدقہ حسن / النمر' محمد عبدالجابل: المدنیة المنورة و اول بلدیه فی بلاد الاسلام ص ۱۳' مدینہ منورہ (ت ن) وزارة الشئون البلدیه والقرویه

۴۴۔ دائرہ المعارف الاسلامیہ (عربی) ج ۷ ص ۳۷۸

۴۵۔ جبران مسعود: رائد الطلاب ص ۳۶۵' بیروت ۱۹۶۷ء دارالعلم

۴۶۔ دائرة المعارف الاسلامیہ (عربی) ج ۷ ص ۳۷۸

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ یاقوت حموی (م ۶۲۵ھ) کی معجم الادباء کے مختلف تذکروں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

۵۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۸ ص ۱۸۷' لاہور' جامعہ پنجاب

۵۱۔ الطرق الحکمیہ ص ۲۳۶

فصل ۳

۱۔ "م" کی پیش "ت" کی زبر اور "س" کی زیر کے ساتھ

۲۔ ملاحظہ ہو: ہفت زبانی لغات (مرتبین: اشفاق احمد / محمد اکرام چغتائی / فضل قادر فضلی) ص ۶۳۴' لاہور ۱۹۷۴ء مرکزی اردو بورڈ

۳۔ فرہنگ آصفیہ / نور اللغات / مہذب اللغات' بذیل حرف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۔ وہ اسم جس سے کسی شخص یا شے کی کوئی خاص حالت یا کیفیت معلوم (عبدالحق مولوی : قواعد اردو، ص ۶)

۵۔ دیکھئے: النہایہ / لسان العرب / المورد / اور دیگر عربی لغات

۶۔ ملاحظہ ہو: فرہنگ فارسی / فرہنگ نظام / اور دیگر فارسی لغات

۷۔ المعجم الوسیط ج ۱ ص ۱۷۲

8۔ Platts . T. John, A Dictionary of urdu classical Hindi and English, p 1007, London 1960.

۹۔ نیر کاکوروی (م مئی ۱۹۳۹ء) نورالحسن مولوی : نور اللغات ج ۴ ص ۳۱۰

۱۰۔ فیروز الدین (م ۱۳۶۹ھ) مولوی: فیروز اللغات اردو، ص ۱۰۹۱، لاہور، فیروز سنز

۱۱۔ بدخشانی، مقبول بیگ، علمی اردو لغت ص ۸۱

۱۲۔ الرائد (رائد الطلاب) ص ۳۳۴

۱۳۔ المعجم الوسیط ج ۱ ص ۱۷۱

۱۴۔ عبدالرحیم (مترجم) مدینہ کانفرنس، اردو ترجمہ منتخب مختار الکونین، ص ۱۲۴، لاہور ۱۹۱۴ء مکتبہ آزاد

۱۵۔ الحبہ فی الاسلام ص ۱۱

۱۶۔ الطرق الحکمیہ ص ۲۳۶

۱۷۔ المدینہ المنورہ ص ۱۴

18۔ Fallon. S. W; A Hindustani- English law and Commercial Dictionary, P. 242 , London 1879.

19۔ A Dictionary of Urdu, Classical Hindi and English , p 1007

20۔ Steingass. F; Persian - English Dictionary, pp 1183 - 84/ A Hindustani English Law and Commercial Dictionary, P 242/ A Dictionary of urdu, Classical Hindi and English , p 1007

۲۲۔ قطر المحیط ص ۴۹۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔ صدیقی، منظور الحق: ماثر الاجداد ص ۲۸، لاہور ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء المکتبہ السلفیہ

۲۴۔ صاحب ماثر الاجداد نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور حکومت کی ایک تحریر مورخہ ۲ مئی ۱۸۲۹ء مطابق ۲۷ شوال ۱۲۴۴ھ کے حوالے سے بتایا ہے کہ نرخ نویس (محتسب) کا حق الخدمت ایک آنہ فی دکان، آدھ سیر غلہ فی گاڑی، پاو سیر فی اونٹ یا ایک چھٹانک فی مرکب ہوتا تھا (ص ۲۸)

25- Patrick Hughes Thomas; A Dictionary of Islam, P 418, Lahore 1964

26- persian- English Dictionary, pp 1183- 84

27- Stephan and Nandy Ronart; Concise Encyclopeadia of Arabic Civilization, p 389, Amsterdam 1966.

28- Concise. Encyclopeadia of Arabic Civilization, P 389.

29- Hans Wehr; A Dictionary of Modern Written Arabic, P 176, Newyork 1976, Spoken Language Service.

۳۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۲۰، ص ۶۰

31- Concise Encyclopeadia of Arabic Civilization, p 389

32- A Supplement to the Oxford English Dictionary, p 56, Oxford 1982,

33- Bliss. A. J; A Dictionary of Foreign Words and Phrases, P 264, London 1968.

34- Ibid.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۳

فصل ۱

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الاحکام السلطانیہ للماوردی اور ابو یعلی الفراء کی الاحکام السلطانیہ ص ۲۶۷ ببعد

۲۔ Arabic English Dictionary, P 573

۳۔ البقرۃ ۱۵۸

۴۔ البقرۃ ۱۸۴

۵۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تفسیر جلالین، بذیل تفسیر سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴

۶۔ مباحث کے لئے امام رازی کی تفسیر کبیر اور مفتی محمد عبدہ کی المنار میں مذکورہ آیت کی تشریح دیکھئے۔

۷۔ تفسیر المنار، بذیل تشریح سورۃ العصر

۸۔ تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۷

۹۔ المائدہ ۷۹

۱۰۔ آزاد (م ۱۳۷۸ھ) ابوالکلام مولانا، امر بالمعروف ص ۱۸، دہلی (ت ن) ہلال بک ایجنسی

۱۱۔ منہاج القاصدین ص ۱۹۹

۱۲۔ الطرق الحکمیہ ص ۲۳۷

۱۳۔ التغابن ۱۶

۱۴۔ صحیح بخاری: اعتصام ۳، صحیح مسلم ج ۳ ۱۳۴۱، سنن نسائی مناسک ۱، ابن ماجہ مقدمہ ۱، مسند احمد بن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حنبل ۲/ ۲۴۷، ۳۵۸

۱۵۔ منہاج القاصدین ص ۱۹۹

۱۶۔ تفصیل کے لئے دیکھئے : احیاء علوم الدین، ج ۲ ص ۳۰۳

۱۷۔ المائدۃ ۱۰۵

۱۸۔ منہاج القاصدین ص ۲۰۰

۱۹۔ الحجرات ۱۰

۲۰۔ تفسیر المنار ج ۴ ص ۲۸

۲۱۔ احیاء علوم الدین ج ۲ باب ۲، ص ۳۳۰

۲۲۔ الحسبہ فی الاسلام ص ۸

۲۳۔ التغابن ۱۶

۲۴۔ اخلاق محسنی ص ۱۵۹

۲۵۔ سیاست نامہ ص ۴۱

۲۶۔ منہاج القاصدین ص ۱۹۹

۲۷۔ احیاء علوم الدین ج ۲، ب ۲، ص ۳۷۴

۲۸۔ منہاج القاصدین ص ۲۰۱

۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ تفسیر المنار ج ۴ ص ۳۵

۳۱۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۱/ ابو یعلی الفراء ص ت ۲۶۸/ ۲۶۹

۳۲۔ النساء ۵۸ / الطرق الحکمیہ ص ۲۳۷

۳۳۔ یاقوت حموی کی المعجم الادباء میں یہ تبدیلیاں واضح طور پر نظر آتی ہیں

۳۴۔ الطرق الحکمیہ ص ۲۳۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۵۔ ایضاً

۳۶۔ الحسبہ فی الاسلام ص ۱۱

۳۷۔ ایضاً ص ۸

فصل ۲

۱۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۲

۲۔ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۶۹

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۶/۱ ص ۴۲

۴۔ صبح الاعشیٰ ج ۵ ص ۴۵۱

۵۔ ایضاً

۶۔ عرنوس، محمود بن محمد: قاضی عدالت ہائے شرعیہ مصر، تاریخ القضاء فی الاسلام، اردو ترجمہ از شیخ محمد احمد پانی پتی، ص ت ۴۶/۴۷، لاہور ۱۹۶۰ء، ادارہ فروغ اردو

۷۔ الاحکام السلطانیہ ص

8- Qurashi, Ishtiq Husain; Adminstration of Sultanate of Delhi, p 153, Lahore 1942.

9- Khuda Bakhsh; History of Islamic Civilization, p 288 , Calcatta 1914/ Orient Under the Caliphs, p 284, Calcatta 1915

۱۰۔ قاضی عدالت ہائے شرعیہ مصر ص ۶۱

۱۱۔ ایضاً ص ت ۶۱ - ۶۳

۱۲۔ فوج کا معائنہ

۱۳۔ بادشاہ کے حفاظتی دستے کے معاملات

۱۴۔ جاسوسی کا محکمہ

۱۵۔ رات کو لوگوں کی نگرانی کے لئے گشت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۶- محکمہ دفاع

۱۷- ملٹری سٹورز

۱۸- کسوٹی پر کھرا کھوٹا پرکھنا' دیکھنا' معیار

۱۹- معجم الادباء سے ماخوذ

۲۰- ایضاً

۲۱- قاضی عدالت ہائے شرعیہ مصر ص ۶۱

22- *Adminstration of Sultanate of Delhi, p 150.*

23- *Ibid , p 151.*

24- *Bashir Ahmad ; Adminstration of Justice in Mediaeval India, p 107, Aligarh , 1941.*

۲۵- برنی (م ۷۵۸ھ) ضیاء الدین : تاریخ فروز شاہی ص ۱۳۵۱ھ ' کلکتہ ۱۳۵۱ھ

26- *Adminstration of Sultanate of Delhi, p 151.*

27- *Ibid.*

۲۸- ماثر الاجداد ص ت ۴۸۰ / ۴۸۱

۲۹- ایضاً ص ۱۴

۳۰- تفصیل کے لئے منہاج القاصدین ص ۲۲۳

31- *Adminstration of Justice in Mediaeval India, P 109.*

32- *Adminstration of Sultanate of Delhi, p 152.*

۳۳- تاریخ فیروز شاہی ص ۵۸۰

۳۴- تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: اشتیاق حسین قریشی کی محولہ بالا کتاب' باب ۹

35- *Adminstration of Justice in Mediaeval India, p 105.*

۳۶- بدایونی (م ۱۰۲۴ھ) عبدالقادر ملا: منتخب التواریخ ج ۱ ص ۲۳۹' لکھنؤ ۱۸۶۵ء

37- *Adminstration of Justice in Mediaeval India, P 105.*

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۸۔ فرشتہ (م ۱۰۲۰ھ) محمد قاسم: گلشن ابراہیمی المشہور بہ تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۱۲۱' کانپور ۱۸۷۴ء نو لکشور

۳۹۔ تاریخ فیروز شاہی ص ت ۵۷۹ ۔ ۵۸۰

۴۰۔ جوزجانی (م ۶۵۸ھ) منہاج سراج قاضی : طبقات ناصری ص ۱۷۵ ' کلکتہ ۱۸۶۴ء نیز ترجمہ راورٹی لندن ۱۸۸۱ء

۴۱۔ تاریخ فیروز شاہی ص ۵۸۰

۴۲۔ سرخسی (م ۴۹۵ھ) شمس الدین امام : المبسوط ج ۱۶ ص ۱۰۹' مصر ۱۳۳۱ھ مطبع السعادۃ

۴۳۔ تاریخ فیروز شاہی ۴۴۱/ طبقات ناصری ص ۷۹

44- Khuda Bakhsh; History of Islamic People, pp 292-96 , Calcatta 1914/ Adminstration of Sultanate of Delhi, p 155.

45- Ibid.

46- Ibid.

۴۷۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سترہویں پشت سے ہوئے ۔ سیستان کے نواحی قصبہ بجیز (ج ج ن ے ر) کے قاضی تھے۔ محمد تغلق کے آغاز سلطنت میں اپنے تین بھتیجوں محمد موسیٰ' محمد اسمٰعیل اور محمد اسحٰق کے ہمراہ سیرو سیاحت کی غرض سے دہلی تشریف لائے۔

۴۸۔ رہتک سے بیس میل کی مسافت پر آباد ایک شہر

۴۹۔ ماثر الاجداد ص ۱۲

۵۰۔ ایضاً ص ۲۷

۵۱۔ ایضاً ص ۲۸

۵۲۔ گمتھلہ ۔ انبالہ کے قریب ایک قصبہ

۵۳۔ ماثر الاجداد ص ۲۹

۵۴۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو : ماثر الاجداد باب ۲' فصل سلسلہ محتسبان

55- Eliot ; History of India , p 578, Calcatta 1959

56- Adminstration of Sultanate of Delhi, P 151

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۷- نقل فرمان اکبر بادشاہ مصدرہ سلخ ذی قعدہ ۹۸۲ھ (۱۵۷۵ء) دیکھئے ماثر الاجداد ص ۴۸۱

۵۸- نقل فرمان کے لئے ملاحظہ ہو: ماثر الاجداد ص ۴۷۴

59- History of Islamic Civilization, p 293.

۶۰- الاحکام السلطانیہ (قاضی ابو یعلی الفراء) ص ۲۶۹

۶۱- الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۲

۶۲- فکر و نظر (نفاذ شریعت نمبر ۱۹۸۳ء) ص ۲۴۹ ببعد، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی

۶۴- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۷۰

۶۵- ایضاً

۶۶- غازی، محمود احمد ڈاکٹر: ادب القاضی ص ۶۷۴، اسلام آباد ۱۹۸۳ء ادارہ تحقیقات اسلامی

۶۷- الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۲/ ابو یعلی الفراء ص ۲۷۰

فصل ۳

۱- مقدمہ ابن خلدون ص ت ۲۲۵/ ۲۲۶

۲- محتسب اسلام ص ۳۶

۳- قاموس المحیط بذیل مادہ

۴- اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۱ ص ۶۷۲

۵- مقدمہ ابن خلدون ص ۲۶۷

۶- صبح الاعشیٰ ص ۲۹۷

۷- ایضاً

۸- قاموس المحیط بذیل مادہ

۹- تاج العروس، بذیل مادہ

۱۰- صبح الاعشیٰ ص ۲۹۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ المقریزی (م ۸۴۵ھ) تقی الدین ابو العباس احمد بن علی : المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والاثار ج ۲ ص ۲۲، مصر ۱۲۷۰ھ

۱۲۔ معجم الادباء ج ۱۷ ص ۱۸

۱۳۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۲۹۸

۱۴۔ علوی مصطفیٰ حسن ڈاکٹر مولانا: محتسب اسلام ص ت ۳۶/ ۳۷، لکھنؤ (ت ن) قرانستان

۱۵۔ صبح الاعشیٰ ص ۲۹۸

۱۶۔ قاضی عدالت ہائے شرعیہ مصر ص ت ۶۴/ ۶۵۔

۱۷۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الاحکام السلطانیہ للماوردی اور مقدمہ ابن خلدون

۱۸۔ الخطط ج ۲ ص ۲۲

۱۹۔ محتسب اسلام ص ۳۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۴

فصل ۱

۱۔ معالم القربہ فی احکام الحسبہ ص ۷

۲۔ احیاء علوم الدین ص ت ۳۰۸/ ۳۰۹

۳۔ ایضاً

۴۔ معالم القربہ فی احکام الحسبہ ص ۱۰

۵۔ کشف الظنون ج ۱ ع ۱۵

۶۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۲

۷۔ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۶۹

۸۔ بعض احادیث، نیز طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری کے علاوہ الماوردی اور قاضی ابو یعلی الفراء کی الاحکام السلطانیہ اور غزالی کی احیاء علوم الدین میں اس بارے میں تفصیلی بحثیں ملتی ہیں۔

۹۔ نظامی، خلیق احمد (مرتبہ) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، مکتوب اول، ص ۴۳، علی گڑھ ۱۹۵۰ء مسلم یونیورسٹی

۱۰۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: قاضی عدالت ہائے شرعیہ مصر اردو ترجمہ تاریخ القضاء فی الاسلام

۱۱۔ قاضی عدالت ہائے شرعیہ مصر ص ت ۵۶/ ۴۷

۱۲۔ تاریخ فیروز شاہی ص ۳۵۱

۱۳۔ تفصیلات و امثال کے لئے ملاحظہ ہو: کتاب ہذا، باب تاریخ محتسب، فصل پاک و ہند۔ نیز قدیم مورخ ضیاء الدین برنی کی تاریخ فیروز شاہی سے لے کر جدید تذکرہ نگار منظور الحق صدیقی کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ماثر الاجداد تک میں اس کی چیدہ چیدہ معلومات درج ہیں۔

۱۴۔ الاحکام السلطانیہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

۱۵۔ شرائط قاضی کی جملہ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں: الخصاف کی ادب القاضی ' الماوردی کی الاحکام السلطانیہ' الشوکانی کی نیل الاوطار' الدمشقی کی رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ الشعرانی کی المیزان الکبری اور المحمصانی کی التشریع الاسلامی

۱۶۔ جیسا کہ دوسری صدی ہجری میں کوفہ کے قاضی قاسم بن معن المسعودی فقہ حنفی' شعر' نسب' حدیث اور ایام الناس کے عالم ' تیسری صدی ہجری میں بغداد کے مشہور قاضی اسمٰعیل بن اسحق الازدی مالکی فقہ' علوم القرآن کے ماہر' چوتھی صدی ہجری میں احمد بن اسحق بن بہلول بغداد کے قاضی' فقہ حنفی اور مختلف علوم کے مفتی اور لغت کے ماہر' قاضی سمرقند خلیل بن احمد بن محمد البجزی فقہ و ادب میں مشہور' قاضی رے علی بن عبدالعزیز تفسیر و ادب میں معروف' ممتاز قاضی علی بن محمد التنوخی فقہ حنفی کے علاوہ ادب' نحو' فرائض منطق اور علم ہندسہ و عروض وغیرہ میں مہارت تامہ رکھنے والے اور شرقی و غربی بغداد میں ابو سعید السیرافی' علم قرآن کے ساتھ ساتھ فقہ' فرائض اور نحو میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

۱۷۔ المالکی' ابو عبداللہ محمد بن الفرج: اقضیۃ الرسول' بحوالہ عرنوس ص ۱۵۳

۱۸۔ القرطبی' ابو الولید محمد بن احمد بن رشد : بدایۃ المجتہد' بحوالہ عرنوس ص ۱۵۴

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: الاحکام السلطانیہ ' باب القضاء

۲۲۔ معجم الادبا ص ت ۱۷/ ۱۸ ۔ یاقوت حموی نے اس کی بعض مثالیں بھی پیش کی ہیں ۔ مثلاً بتایا ہے کہ قبل تیسری صدی ہجری میں مکہ میں صاحب شرطہ ہوئے۔ وہ اعلیٰ پایہ کے قاضی اور مفسر تھے۔ پھر چوتھی صدی ہجری میں اخبار ' آثار اور تواریخ کے حافظ محمد بن ابان القرطبی کو شرطہ کا نگران بنایا گیا' جو لغت اور عربی کے عالم بھی تھے۔ اسی زمانے میں ابو بکر محمد بن الحسین الزبیدی صاحب شرطہ کا علم الحدیث میں بڑا شہرہ تھا۔

۲۳۔ پہلی صدی ہجری میں عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب صاحب شرطہ ہوئے۔ یہ اعرج تھے۔ چوتھی صدی ہجری میں معزالدولہ بن بویہ نے بغداد میں ایک ترکی غلام حواجا کو شرطہ کا نگران بنایا اور وہ کچھ مدت اس عہدہ پر فائز رہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: معجم الادباء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ محتسب اسلام ص ۳۸

۲۵۔ آل عمران ۱۹

۲۶۔ الانعام ۱۲۵

۲۷۔ آل عمران ۸۵

۲۸۔ الامدی (م ۶۳۱ھ) ابوالحسن سیف الدین : احکام الحکام فی اصول الاحکام ص ۱۸' مصر ۱۳۴۷ھ محمد علی صبیح

۲۹۔ لسان العرب : بذیل مادہ

۳۰۔ الرازی (م ۶۰۶ھ) امام فخرالدین : تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۲۸' بذیل سورۃ آل عمران آیت ۱۹

۳۱۔ التوبہ ۳۳

۳۲۔ النصر ۲

۳۳۔ الروم ۳۰

۳۴۔ المائدۃ ۳

۳۵۔ ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) امام نعمان بن ثابت : الفقہ الاکبر مع شرح ملا علی القاری ص ۹۰' قاہرہ ۱۳۴۴ھ

۳۶۔ جرجانی (م ۸۱۶ھ) سید شریف حسین : کتاب التعریفات ص ۷۳' بیروت ۱۹۶۹ء

۳۷۔ مزید آیات کے لئے ملاحظہ ہو: البقرۃ ۲۰۸/ آل عمران ۸۳/ المائدۃ ۳/ الزمر ۲۲/ الانعام ۱۴' ۸۹/ آل عمران ۲۰/ التوبہ ۷۴

۳۸۔ الروم ۵۳

۳۹۔ الحجر ۲

۴۰۔ منہاج القاصدین ف ۲' ص ت ۲۰۱ / ۲۰۲

۴۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے' علی الترتیب: الحسبہ فی الاسلام' الطرق الحکمیہ' احیاء علوم الدین 'الاحکام السلطانیہ اور الاحکام السلطانیہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۲- مزید تفصیل کے لئے امیر کبیر سید علی ہمدانی کی ذخیرۃ الملوک ملاحظہ ہو' جس کا اردو ترجمہ بھی محاسن السلوک کے نام سے شائع ہو چکا ہے' باب ۷ بعنوان: محتسب کی شرعی حیثیت۔

۴۳- بلوغت ایک فقہی مسئلہ ہے اور اس کے مباحث کتب فقہ میں ملتے ہیں ۔ مثلاً فقہ حنفی کی بدائع الصنائع اور الھدایہ' فقہ شافعی کی الام' فقہ مالکی کی المدونہ الکبری' فقہ حنبلی کی المغنی' ظاہریہ کی المحلی لابن حزم' اباضیہ کی البحر الزخار اور فقہ جعفری کی الخلاف' الکافی اور شرائع الاسلام وغیرہ

۴۴- منہاج القاصدین ف ۲ ص ۲۱۰

۴۵- امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق مرد ۱۸ سال کی عمر میں اور لڑکی ۱۲ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہے۔ احناف کے نزدیک بلوغت کی عمومی عمر ۱۵ سال ہے' مالکیوں کے ہاں ۱۸ سال' حنابلہ اور شوافع کے نزدیک ۱۵ سال

۴۶- الجزری عبدالرحمن: الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۱۲۶ بعد' بغداد (ت ن) دار المامون

۴۷- معالم القربہ فی احکام الحسبہ ص ۷

۴۸- نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ ص ۱۰

49- Waring E. Scott, A Tour to Sheeraz, pp 68-69, London 1807

۵۰- احیاء علوم الدین ص ۳۰۸

۵۱- الجوہری: الصحاح' ابن منظور افریقی: لسان العرب' الزبیدی: تاج العروس بذیل مادہ

۵۲- لسان العرب' بذیل مادہ

۵۳- ایضاً

۵۴- تاج العروس' بذیل مادہ

۵۵- کتاب التعریفات ص ۱۳۲

۵۶- عبدالنبی احمد نگری: دستور العلماء ج ۲ ص ۳۰۹' دکن ۱۳۲۹ء

۵۷- کشاف اصطلاحات الفنون' بذیل مادہ

۵۸- الشوریٰ ۱۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۹- الجاثیہ ۱۸

۶۱- الشوریٰ ۲۱

۶۰- المائدۃ ۴۸

۶۲- القرطبی (م ۶۷۱ھ) محمد بن عبداللہ: الجامع لاحکام القرآن ج ۴ ص ۲۸۸ قاہرہ ۱۹۵۲ء راغب: مفردات القرآن' بذیل مادہ

۶۳- احمد خلیل: فی التشریع الاسلامی ص ۱۳' قاہرہ ۱۹۶۶ء

۶۴- ایضاً ص ت ۱۳/ ۱۴

۶۵- نہایہ الرتبہ فی طلب الحسبہ ص ۱۰

۶۶- ایضاً

۶۷- احیاء علوم الدین ص ۳۲۹

۶۸- عودہ' عبدالقادر: التشریع الجنائی الاسلامی (مقدمہ) ص ۱۸' قاہرہ ۱۹۵۶ء

۶۹- الطرق الحکمیہ ص ۲۳۸

۷۰- الحسبہ فی الاسلام ص ۱۰

۷۱- احیاء علوم الدین ص ۳۲۹

72- Law in the Middle East, Islamic Law; Vol 1, p85, Washington 1955,

۷۳- لسان العرب اور تاج العروس: بذیل مادہ

۷۴- البقرۃ ۱۷۸

۷۵- آل عمران ۳۵

۷۶- صحیح بخاری: کتاب العتق ب ۷ / صحیح مسلم: کتاب الایمان

۷۷- ابن العربی (۶۳۸ھ) ابوبکر محی الدین بن علی: العلم باشارات اصل الالہام ج ۸ ص ۷۲ حیدر آباد ۱۳۶۲ھ

۷۸- منہاج القاصدین ص ۲۰۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷۹- مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۴۵

۸۰- الطرق الحکمیہ ص ۲۳۸

۸۱- ایضاً

۸۲- الانعام ۱۱۵

۸۳- الطرق الحکمیہ ص ۲۳۸

۸۴- ایضاً

۸۵- النساء ۵۸

۸۶- الانعام ۱۵۲

۸۷- المائدہ

۸۸- ایضاً

۸۹- احیاء علوم الدین ج ۳ ص ت ۳۲۹/۳۳۰

۹۰- الجن ۱۵

۹۱- مجلة الاحکام: دفعہ ۱۷۰۵ھ

۹۲- ابن فرحون (م ۷۹۹ھ) برہان الدین ابراہیم بن علی: تبصرة الحکام ج ۱ ص ت ۱۷۳/۱۷۴، قاہرہ ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء نیز کشاف اصطلاحات الفنون ص ۱۰۱۵

۹۳- احیاء علوم الدین ص ۳۰۹

۹۴- تفصیل کے لئے امام غزالی کی احیاء علوم الدین: باب المحتسب فی الامر بالمعروف و شروطہ

۹۵- التوبہ ۱۱۹

۹۶- الحجرات ۱۵

۹۷- ملاحظہ ہو: النساء آیت ۶۹

۹۸- الطرق الحکمیہ ص ۲۳۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۹۹۔ ایضاً

۱۰۰۔ ایضاً

۱۰۱۔ منہاج القاصدین ص ۲۰۲

۱۰۲۔ احیاء علوم الدین ص ۳۲۹

۱۰۳۔ ہود ۷۵

۱۰۴۔ آل عمران

۱۰۵۔ الاحقاف ۳۵

۱۰۶۔ آل عمران ۲۰۰

۱۰۷۔ الکھف ۲۸

۱۰۸۔ الاعراف ۱۲۸/ مزید آیات کے لئے یونس ۱۰۹، البقرۃ ۲۵۰

۱۰۹۔ الحبہ فی الاسلام ص ۷۳

۱۱۰۔ لقمان ۱۷

۱۱۱۔ احیاء علوم الدین ص ت ۳۲۹/۳۳۰

۱۱۲۔ الحبہ فی الاسلام ص ۷۴

۱۱۳۔ ایضاً

۱۱۴۔ بنی اسرائیل (الاسراء) ۱۱۰

۱۱۵۔ ایضاً

۱۱۶۔ الفرقان ۶۷

۱۱۷۔ لقمان ۱۹

۱۱۸۔ الحشر ۹

۱۱۹۔ الطلاق ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰۔ ابراہیم ۱۲

۱۲۱۔ طٰہٰ ۱۳۱

۱۲۲۔ احیاء علوم الدین ص ۳۹

۱۲۳۔ لقمان ۱۸

۱۲۴۔ الفرقان ۶۳

۱۲۵۔ المومنون ۵

۱۲۶۔ الفرقان ۷۲

۱۲۷۔ ملاحظہ ہو: سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۳

۱۲۸۔ النساء ۵۸

۱۲۹۔ البقرۃ ۱۷۷

۱۳۰۔ بنی اسرائیل ۳۴

۱۳۱۔ المائدۃ ۵۴

۱۳۲۔ احیاء علوم الدین ص ۳۰۸

۱۳۳۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۲

۱۳۴۔ مزید تفصیل کے لئے: عرنوس ص ت ۱۶۹/۱۶۸

۱۳۵۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۲

۱۳۶۔ ملاحظہ ہو: فصل فی الحکام الحسبہ ص ۲۶۹ بعد

۱۳۷۔ التراتیب الاداریہ ج ۱ ص ت ۲۸۶/۲۸۵

۱۳۸۔ احکام القرآن ج ۳ ص ۴۴۶

۱۳۹۔ الجامع لاحکام القرآن ج ۱۳ ص ۱۸۳

۱۴۰۔ عرنوس ص ت ۱۶۹/۱۶۸

۱۴۱۔ ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

۱۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۴/ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۴۱

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۷۲

۵۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۴

۶۔ ایضاً ص ۲۳۵

۷۔ ایضاً

۸۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۵

۹۔ رواۃ مسلم، ابی داود، ابن ماجہ و ترمذی: مختصراً عن ابی ہریرۃؓ

۱۰۔ نہایہ الارب ص ۳۰۳

۱۱۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۵/ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۷۲

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ احیاء علوم الدین ص ۳۲۲

۱۷۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۸

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ احیاء علوم الدین ص ۳۲۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۱۔ نہایہ الارب ص ۳۰۳

۲۲۔ الاحکام السلطانیہ ص ت ۲۳۸/۲۳۹

۲۳۔ احیاء علوم الدین ص ۳۲۰

۲۴۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۹

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ احیاء علوم الدین ص ۳۲۲

۲۹۔ نہایہ الادب ص ۳۰۲/ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۹

۳۰۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۰

۳۱۔ احیاء علوم الدین ۳۲۲

۳۲۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۰

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ مدینہ کانفرنس ص ۱۲۴

۳۵۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مدینہ کانفرنس ص ت ۱۲۴ لغایت ۱۲۶

۳۶۔ السنن ابی داود: ملاحم ۱۷/ ابن ماجہ: اقامہ ۱۵۵ فتن ۲۰ / مسند احمد بن حنبل ۴/ ۱۰

۳۷۔ المائدۃ ۱۰۵

۳۸۔ مسند احمد بن حنبل ۱: ۹

۳۹۔ مسند احمد ۶: ۲۸۵

۴۰۔ سنن ابی داود: کتاب الصلوۃ ' باب الصفوف بین السواری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۱۔ ایضاً: کتاب الصلوۃ باب الاشارہ فی التشھد

۴۲۔ ایضاً: باب کراھتہ الاعتماد علی الید فی الصلوۃ

۴۳۔ ایضاً: باب التخصر والاقصاء

۴۴۔ ایضاً باب تخفیف الصلوۃ

۴۵۔ مسند احمد ۶: ۹۶

۴۶۔ سنن ابی داود: کتاب الرجل' باب فی طیب المراۃ

۴۷۔ ایضاً کتاب الصلوۃ' باب الرجل یصلی عاقصا شعرہ

۴۸۔ ایضاً: کتاب الصوم' باب فیمن یقراء السجدۃ بعد الصبح

۴۹۔ ایضاً کتاب الصلوۃ' باب الامام یقوم حکانا ارفع من مکان القوم

۵۰۔ ایضاً: کتاب الصلوۃ' باب الخطبہ

۵۱۔ ایضاً: کتاب المناسک' باب الصلوۃ بمنی

۵۲۔ سنن ابی داود: کتاب الطلاق / یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ جس عورت کو طلاق بائن دی جائے اس کو سکنی کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟ قرآن حکیم میں تصریح موجود ہے کہ اس کو گھر ہی میں عدت گزارنی چاہئے ۔ لیکن فاطمہؓ بنت قیس کی حدیث اس کے معارض ہے ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہؓ بنت قیس کا گھر نہایت سنسان اور الگ تھلگ جگہ پر تھا' اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دوسرے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا تھا' ورنہ قرآن کا اصل حکم اب تک باقی ہے

فصل ۳

۱۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۶

۲۔ ایضاً

۳۔ نہایۃ الارب ۶ ص ۲۹۳

۴۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ نہایۃ الارب ج ۶ ص ت ۲۹۳/ ۲۹۴

۸۔ الاحکام السلطانیہ ص ت ۲۳۶/ ۲۳۷، نہایۃ الارب ص ۲۹۹

۹۔ الاحکام السلطانیہ ص ت ۲۴۵/ ۲۴۶

۱۰۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۶

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۸

۱۵۔ معجم الادباء ج ۱۴ ص ت ۶۴/ ۱۱۴

۱۶۔ الاحکام السلطانیہ ص ت ۲۴۸/ ۲۴۹

۱۷۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۸

۱۸۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۸

۱۹۔ نہایۃ الارب ج ۶ ص ۲۹۳

۲۰۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۹

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ العربی (الکویت) فروری ۱۹۷۸ء ۲۳۱

۲۴۔ معجم الادباء ج ۳ ص ۹۴/ ج ۴ ص ۱۷۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۵- تاریخ الحضارۃ الاسلامیہ ص ۶۳

۲۶- العربی (الکویت) فروری ۱۹۷۸ء، مضمون بعنوان المحتسب مسئول النظافۃ

۲۷- تاریخ الحضارۃ الاسلامیہ ص ۶۳/ العربی (الکویت) فروری ۱۹۷۸ء، مضمون محولہ بالا

۲۸- ایضاً

۲۹- نہایۃ الارب ص ۳۰۲

۳۰- الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۷

۳۱- ایضاً

۳۲- ایضاً

فصل ۴

۱- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: احیاء علوم الدین، کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

۲- معجم الادباء ج ۱۴ ص ت ۶۴/ ۱۱۴

۳- ایضاً ج ۳ ص ۹۸

۵- ایضاً

۶- سنن ابی داود: کتاب الاقضیہ، باب فی طلب القضاء

۷- الاحکام السلطانیہ ص ت ۲۴۷/ ۲۴۸

۸- نہایۃ الارب ص ۳۰۲

۹- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۸

۱۰- ایضاً

۱۱- نہایۃ الارب ص ۳۰۲

۱۲- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۸

۱۳- ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ سنن ابی داود: کتاب الضحایا باب فی الرفق بالذبیحہ

۱۵۔ معجم الادباء ج ۱۴ ص ۶۴

۱۶۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۸

۱۷۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۹

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۸

۲۰۔ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ت ۲۸۷/ ۲۹۱

۲۱۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۳۷

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ نہایۃ الارب ص ۳۱۵

۲۵۔ موطاء امام مالک: کتاب اللباس

۲۶۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۸

۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ نہایۃ الارب ص ۳۰۱

۲۹۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۰

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۱

۳۲۔ ایضاً

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ نہایۃ الارب ص ۳۰۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۵- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۱

۳۶- یہ واقعہ محدث عبدالرزاقؒ کے مصنف کے علاوہ بعض دوسرے محدثین کے ہاں بھی ملتا ہے۔ امام غزالیؒ نے بھی اسے نقل کیا ہے (احیاء علوم الدین ص ۳۲۰)

۳۷- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۳

۳۸- ایضاً

۳۹- احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۱۹۸

۴۰- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۳

۴۱- احیاء علوم الدین ص ۳۲۰

۴۲- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۳

۴۳- ایضاً

۴۴- احیاء علوم الدین ص ۳۲۱

۴۵- اتحاف السادۃ المتقین شرح اسرار احیاء علوم الدین ج ۷ ص ۳۵

۴۶- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۴

۴۷- احیاء علوم الدین الدین ص ت ۳۲۰/ ۳۲۱

۴۸- سنن ابی داود: کتاب الخاتم، باب ماجاء فی الجلاجل

۴۹- نہایۃ الارب ص ۳۰۲/ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۲

۵۰- احیاء علوم الدین ص ۳۲۰

۵۱- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۲/ نہایۃ الارب ص ۳۰۲

۵۲- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۲

۵۳- ایضاً

۵۴- ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۵- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۷۹

۵۶- ایضاً

۵۷- الاحکام السلطانیہ ص ت ۲۴۲/ ۲۴۳

۵۸- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۷۹

۵۹- معاملہ کرنے والے

۶۰- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۸۱

۶۱- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۵/ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۸۱

۶۲- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۴

۶۳- صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۹

۶۴- الحسبہ فی الاسلام ص ت ۱۱/ ۱۲

۶۵- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۴

۶۶- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۸۲

۶۷- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۴/ نہایۃ الارب ص ۳۰۸/ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ت ۲۸۲/ ۲۸۳

۶۸- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۴ / صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث بھی اس بارے میں ہے۔

۶۹- نہایۃ الارب ص ۳۰۸

۷۰- معجم الادباء ج ۱۴ ص ت ۶۴/ ۱۱۴

۷۱- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۸۳

۷۲- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۴

۷۳- ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷۴- ایضاً

۷۵- المطففین ۱

۷۶- نهایة الارب ص ۲۹۳

۷۷- الاحکام السلطانیہ ص ت ۲۴۴/ ۲۴۵

۷۸- ایضاً

۷۹- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۸۳

۸۰- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۵

۸۱- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۸۴

۸۲- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۵/ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۸۴

۸۳- ایضاً

۸۴- ایضاً

۸۵- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۶

۸۶- الاحکام السلطانیہ ص ۲۸۷

۸۷- ایضاً

۸۸- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۸۷/ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۷

۸۹- ایضاً

۹۰- ایضاً

۹۱- ایضاً

۹۲- الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۸

۹۳- الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۹۰/ الماوردی نے "موانع" کی جگہ "توابع الزنا" استعمال کیا ہے (الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۹۴۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۸ بعد

۹۵۔ احیاء علوم الدین: کتاب الامر بالمعروف و النھی عن المنکر

۹۶۔ ایضاً

۹۷۔ ایضاً

۹۸۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۷

۹۹۔ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۸۷

۱۰۰۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۷

۱۰۱۔ ایضاً ص ۲۴۹

۱۰۲۔ ایضاً

۱۰۳۔ بقول قاضی ابو یعلی الفراء: الکتم ۔۔ بفتح الکاف والتاء المشاۃ (الاحکام السلطانیہ ص ۲۹۱)

۱۰۴۔ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۹۱

۱۰۵۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۹/ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۹۱

۱۰۶۔ الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ص ۲۹۱

۱۰۷۔ الاحکام السلطانیہ ص ۲۴۹

۱۰۸۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: احیاء علوم الدین باب کتاب الامر بالمعروف/ الخطط للمقریزی ج ۲ ص ۳۴۲ بعد / صبح الاعشیٰ للقلقشندی ج ۳ ص ۴۸۷ بعد

۱۰۹۔ الخطط ص ۳۴۲/ صبح الاعشیٰ ج ۳ ص ۴۸۷

۱۱۰۔ نھایۃ الارب ص ۲۱۱

۱۱۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: الخطط اور نھایۃ الارب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۵

فصل ۱

۱۔ الحبہ فی الاسلام ص ۴

۲۔ مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۴۲۵، حیدر آباد دکن ۱۳۱۰ھ

۳۔ صبح الاعشیٰ ج ۲ ص ۳۵۲، قاہرہ ۱۹۱۸ء مطبع امیریہ

۴۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام: بذیل "کاہن"

۵۔ سیرۃ ابن ہشام ص ت ۷۸ / ۷۹، طبع گاٹن جی ۱۸۶۰ء

۶۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: ڈاکٹر محمد حمیداللہ، دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ص ۲۱، حیدر آباد دکن ۱۹۴۳ء

۷۔ کتب احادیث کے علاوہ سیرۃ بن ہشام میں اس خطبہ کی تفصیل موجود ہے۔

۸۔ ملاحظہ ہو: طبقات ابن سعد ج ۱

۹۔ صحیح بخاری: کتاب البیوع

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ النووی: شرح مسلم ج ۱۰ ص ۱۷۱، بیروت ۱۹۲۹ء

۱۲۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ سنن نسائی بشرح السیوطی: البیوع الرحجان فی الوزن ج ۷ ص ۲۸۴، بیروت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ التراتیب الاداریہ ج ۱ ص ۲۵۸

۱۶۔ صحیح بخاری: کتاب الاحکام

۱۷۔ الاحکام السلطانیہ ص ۷۳

۱۸۔ التراتیب الاداریہ ج ۱ ص ۲۸۷

فصل ۲

۱۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۰۹

۲۔ تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۰۸۳

۳۔ تاریخ الخلفاء ص ۸۹

۴۔ کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۴

۵۔ تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۴۷

۶۔ ایضاً

۷۔ ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۲۵۲

۸۔ کتاب الخراج ص ۶۶

۹۔ ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۲۱۴

۱۰۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: عبدالحق شیرازی کی طبقات الفقہا اور الماوردی کی الاحکام السلطانیہ

۱۱۔ الاستیعاب ج ۲ ص ۵۷۶ / کنز العمال ج ۳ ص ۱۷۶

۱۲۔ حسن المحاضرہ ج ۲ ص ۱

۱۳۔ الفاروق ص ۲۲۷

۱۴۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۱۰

۱۵۔ کنز العمال ج ۳ ص ۱۷۶

۱۶۔ الماوردی اور قاضی ابو یعلی الفراء کی الاحکام السلطانیہ کے علاوہ عہد فاروقی کی احتسابی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سرگرمیوں کی تفصیلات کے لئے علی الطنطاوی کی اخبار عمر و عبداللہ بن عمر' محمد حسین ہیکل کی الفاروق عمر اور شبلی نعمانی کی الفاروق دیکھی جا سکتی ہیں

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ درہ اس زمانے میں عام طور پر گائے یا اونٹ کے چمڑے کا بناتے تھے جس میں کھجور کی گٹھلیاں بھری ہوتی تھیں

۲۱۔ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۱۵

۲۲۔ الفاروق ص ۳۶۸

۲۳۔ الحسبہ فی الاسلام ص ۴۳

۲۴۔ الفاروق عمر ج ۲ ص ۲۶۸

۲۵۔ الحسبہ فی الاسلام ص ۳۹

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ ابن جوزی نے سیرۃ عمرؓ بن الخطاب (ص ۲۳۶) میں اس واقعہ کا ذکر تو کیا ہے' البتہ تصریح کر دی ہے کہ صحیح نہیں۔ اس کے انکار کے برعکس یہ واقعہ اور بہت سی کتب میں بھی مذکور ہے۔

۲۸۔ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۳۸' ذکر قدامہ بن مظعون

۲۹۔ مفتاحی نظیر الدین: اسلام کا نظام امن ص ۱۰۳' اعظم گڑھ (ت ن)

۳۰۔ الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۳۷

۳۱۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۴۰

۳۲۔ ایضاً

فصل ۳

۱۔ مروج الذہب ج ۴ ص ۴۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۔ فتوح البلدان: ذکر فتح سندھ

۳۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۲۱

۴۔ سیوطی، جلال الدین: الولاۃ و کتاب القضاۃ ص ۳۶۵، بیروت ۱۹۰۸ء

۵۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۱۹

۶۔ تاریخ طبری ج ۸ ص ۱۲۷۱

۷۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۲۶

۸۔ ابن جوزی: سیرۃ عمر بن عبدالعزیز ص ۱۱۵

۹۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۳۴۲

۱۰۔ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز ص ۹۰

۱۱۔ ابن عبدالحکم: سیرۃ عمر بن عبدالعزیز ص ۱۲۴

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۱۷۷

۱۴۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۶۲

۱۵۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۷۱

۱۶۔ ایضاً ج ۵ ص ۳۴۲

۱۷۔ تاریخ طبری (ج ۶ ص ۵۶۸) کے مطابق عمر بن عبدالعزیز کے ایماء پر قاضی نے گویا فوجی فتح اور قبضے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے عربوں کو سمرقند سے نکل جانے کا حکم دیا، لیکن یہ انصاف دیکھ کر اور سوچ کر کہ جنگ ہوئی تو ممکن ہے، عرب ہی دوبارہ فتح یاب ہو جائیں، اہل سمرقند نے اپنی شکایت واپس لے لی اور موجودہ حالت برقرار رکھنے کو ترجیح دی۔

۱۸۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ت ۲۸۹/ ۲۹۰

۱۹۔ تاریخ طبری ج ۶ ص ۵۶۶

۲۰۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۵۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۲۴

۲۲۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۸۴

۲۳۔ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز (ابن جوزی) ص ۱۰۲

۲۴۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۶۹

۲۵۔ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز (ابن جوزی) ص ۸۸

۲۶۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۹۰

۲۷۔ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز (ابن عبدالحکم) ص ۲۸۰ ببعد

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ فتاوی غیاثیہ بحوالہ برصغیر پاک و ہند میں فقہ ص ۵۵۰

۳۲۔ ایضاً

۳۳۔ الکامل فی التاریخ ج ۵ ص ۹۶

۳۴۔ مروج الذہب ج ۲ ص ۲۱

فصل ۴

۱۔ تاریخ طبری ج ۸ ص ۶۶

۲۔ نفح الطیب ج ۲ ص ۵

۲۔ نفح الطیب ج ۲ ص ۵

۳۔ تاریخ حضارۃ الاسلامیہ، ص ۳۱۸

۴۔ تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۵۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۔ الکامل فی التاریخ ج ۵ ص ۹

۶۔ تاریخ طبری ج ۸، ص ۶۷

۷۔ القضاء و القضاۃ ص ت ۱۹۲/ ۱۹۳

۸۔ الفخری ص ۱۶۲

۹۔ الکامل فی التاریخ ج ۶ ص ۲۷

۱۰۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۷۶

۱۱۔ الفخری ص ۶۱

۱۲۔ تفصیل کے لئے ذہبی کی دول الاسلام باب ۴ اور سیوطی کی تاریخ الخلفاء ص ۲۷۷ بعد ملاحظہ ہوں

۱۳۔ تاریخ طبری ج ۱۰ ص ۵۸۵

۱۴۔ الفخری ص ۱۷۷

۱۵۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۵۰۱

۱۶۔ الکامل فی التاریخ ۶ ص ۳۹

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ تاریخ طبری ج ۱۱ ص ت ۷۰۲ لغایت ۷۱۴ پر اس قسم کے متعدد واقعات مذکور ہیں

۱۹۔ تاریخ طبری ج ۱۱ ص ت ۱۹۰/۱۹۱

۲۰۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ابن خلکان ج ۱ ص ۴۱۲/ الفخری ص ۹۴/ تاریخ طبری ج ۱۱ ص ت ۹۵۲/ ۹۵۳

۲۱۔ تاریخ یعقوبی ج ۶ ص ۵۵۰

۲۲۔ المقریزی نے خلیفہ مامون کے تذکرہ میں اس دورے کی تفصیلات شرح و بسط کے ساتھ بیان کی ہیں۔

۲۳۔ تاریخ خلفاء ص ۳۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ عقد الفرید ج ۱ ص ۹

۲۵۔ المستطرف ج ۱ ص ۱۱۰

۲۶۔ عقد الفرید ج ۱ ص ۱۰

۲۷۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۳۲

۲۸۔ عقد الفرید ج ۲ ص ۱۶۲

۲۹۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: المامون ص ت ۹۳ لغایت ۹۶ مطبوعہ دہلی

۳۰۔ تاریخ طبری ج ۱۱ ص ۱۳۳۱

۳۱۔ مروج الذہب ج ۷ ص ت ۲۷۵/۲۷۶

۳۲۔ تاریخ بغداد ج ۷ ص ت ۱۷۰/۱۷۱

۳۳۔ مروج الذہب ج ۷ ص ۳۰۲

۳۴۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۶۴

۳۵۔ مروج الذہب ج ۸ ص ۱۹

۳۶۔ الفخری ۲۲۳

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۷۲

۳۹۔ الفخری ص ۲۳۱

۴۰۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۷۹

۴۱۔ ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۲۔ الفخری ص ت ۱۳۱/ ۱۳۲

۴۳۔ الکامل فی التاریخ ج ۷ ص ۱۷

۴۴۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۷۹

۴۵۔ ایضاً

۴۶۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ت ۸۶/ ۸۷

۴۷۔ مروج الذہب ج ۶ ص ۲۸۷

۴۸۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۹۶

۴۹۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ت ۲۷۹/ ۲۸۰

۵۰۔ تاریخ الخلفاء ص ۴۳۰

۵۱۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۸۹

۵۲۔ ایضاً ج ۱۶، ص ۱۹۲

۵۳۔ ایضاً ج ۱۱ ص ۱۳۵

۵۴۔ ابن جوزی کے حوالے سے سیوطی نے مستفی باامراللہ کے دور کے عدل و احتساب کی کئی مثالیں درج کی ہیں۔ ملاحظہ ہو: تاریخ الخلفاء ص ت ۴۵۵/ ۴۵۶۔

۵۵۔ ایضاً

۵۶۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۷۰

۵۷۔ ایضاً

۵۸۔ ایضاً

۵۹۔ ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فصل ۵

۱۔ ایک حکمران خاندان جس نے شمالی افریقہ اور بعد ازاں مصر میں ۲۹۷ھ / ۹۰۹ء سے ۵۶۷ھ / ۱۱۷۱ء تک حکومت کی۔ اس کے نامور حکمرانوں میں ابو محمد عبیداللہ المہدی (۲۹۷ھ - ۳۲۲ھ) ابوالقاسم محمد القائم (۳۲۲ھ - ۳۳۴ھ) ابو طاہر اسمٰعیل المنصور (۳۳۴ھ - ۳۶۵ھ) ابو تمیم صالح المعز (۳۴۱ھ - ۳۶۵ھ) ابو منصور العزیز (۳۶۵ھ - ۳۸۶ھ) ابو علی منصور الحاکم (۳۸۶ھ - ۴۱۱ھ) ابوالحسن علی الظاہر (۴۱۱ھ - ۴۲۷ھ) ابو تمیم معاد المستنصر (۴۲۷ھ - ۴۸۷ھ) ابوالقاسم احمد المستعلی (۴۸۷ھ - ۴۹۵ھ) ابو علی منصور الامر (۴۹۵ھ - ۵۲۵ھ) ابوالمیمون عبدالمجید الحافظ (۵۲۵ھ - ۵۴۴ھ) ابوالمنصور اسمٰعیل الظافر (۵۴۴ھ - ۵۴۹ھ) ابوالقاسم الفائز (۵۴۹ھ - ۵۵۵ھ) اور ابو محمد عبداللہ العاضد (۵۵۵ھ - ۵۶۷ھ) شامل ہیں۔

۲۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: دائرہ معارف الاسلامیہ ج ۱۵' ص ۱۲۴

۳۔ تاریخ طبری ج ۱۱ ص ۶۲

۴۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۱۹۶

۵۔ پورا نام: الحسین بن احمد بن محمد بن زکریا

۶۔ ابو عبداللہ الشیعی کے تفصیلی احوال کے لئے دیکھئے: القاضی النعمان کی افتتاح الدعوۃ (تالیف ۳۴۶ھ) جس کے مخطوطے بعض بوہروں کے ہاں محفوظ ہیں۔ ان سے چند اقتباسات المقریزی کی المقفی ترجمہ E. Fagnan جلد اول میں شامل ہیں۔

۷۔ الخطط ج ۲ ص ۳۴۲

۸۔ صبح الاعشیٰ ج ۳ ص ۴۸۷

۹۔ الخطط ج ۲ ص ۳۴۲

۱۰۔ صبح الاعشیٰ ج ۳ ص ۴۸۷

۱۱۔ الخطط ج ۲ ص ۳۴۲

۱۲۔ ایضاً ج ۱ ص ۴۶۳ / ج ۲ ص ۳۴۳

۱۳۔ ایضاً ج ۲ ص ۳۴۳

۱۴۔ نہایۃ الارب ص ۳۰۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ صبح الاعشیٰ ج ۳ ص ۴۸۷

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ مزید تفصیلات کے لئے النویری کی نہایۃ الارب ص ۳۰۵ بعد / قلقشندی کی صبح الاعشیٰ ج ۳ ص ۴۸۵ بعد / المقریزی کی الخطط، ص ۳۴۱ بعد

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ مسلمانوں کی سیاسی تاریخ ج ۲ ص ۵۷۵

۲۰۔ دائرہ معارف الاسلامیہ : بذیل عنوان قبط

۲۱۔ شذور العقود فی ذکر النقود ص ۳۵، جرمنی ۱۹۳۵ء، طبع روشک

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ الخطط ج ۲ ص ۳۴۲

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ ارغوانی پھولوں اور روئیں دار پتوں والی ایک سبزی (فیروز اللغات عربی اردو، بذیل مادہ م ل خ)

۲۷۔ ابن خلکان ج ۲ ص ۱۶۶

۲۸۔ الخطط ج ۲ ص ت ۳۴۱ / ۳۴۲

۲۹۔ ایضاً ج ۲ ص ۲۸۵

۳۰۔ ابن خلکان ج ۲ ص ۲۸۵

۳۱۔ الخطط ج ۲ ص ۲۸۵

۳۲۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: شذور العقود ص ۳۶ بعد / الخطط ج ۲ ص ۲۸۲ بعد

۳۳۔ ابن خلکان ج ۲ ص ۱۱۶

۳۴۔ الفاطمیون فی المصر ص ۴۶۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۵۔ ابن خلکان ج ۲ ص ۱۶۶

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ نہایۃ الارب ص ت ۲۱۱/ ۳۰۸

۳۸۔ الخطط ج ۲ ص ۲۸۷

۳۹۔ ابن خلکان ج ۲ ص ۱۶۶

۴۰۔ ایضاً

فصل ۶

۱۔ شمسی اعتبار سے عثمانیوں کا دور تقریباً ۶ سو ۲۱ سال اور بلحاظ قمری ۶ سو چالیس سال رہا۔ اس کے ۳۳ فرمانروا ہوئے جن کے مختصر نام اور مدت حکومت اس طرح سے ہے : عثمان خان اول (۶۸۷ھ/ ۱۲۸۸ء - ۷۲۶ھ/ ۱۳۲۶ء) اورخان (۷۲۶ھ- ۷۶۰ھ/ ۱۳۵۹ء) مراد اول (۷۶۰ھ-۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) بایزید اول یلدرم (۷۹۱ھ-۸۰۵ھ/ ۱۴۰۲ء) محمد اول ۸۱۶ھ/ ۱۴۱۳ء - ۸۲۴ھ/ ۱۴۲۱ء) مراد ثانی (۸۲۴ھ-۸۵۵ھ/ ۱۸۵۱ء) محمد الفاتح (۸۵۵ھ-۸۸۶ھ/ ۱۴۸۱ء) بایزید ثانی (۸۸۶ھ - ۹۱۸ھ/ ۱۵۱۲ء) سلیم اول (۹۱۸ھ-۹۲۶ھ/ ۱۵۲۰ء) سلیمان اعظم قانونی (۹۲۶ھ- ۹۷۴ھ/ ۱۵۶۶ء) سلیم ثانی (۹۷۴ھ - ۹۸۲ھ/ ۱۵۷۴ء) مراد ثالث (۹۸۲ھ - ۱۰۰۴ھ/ ۱۵۹۵ء) محمد ثالث (۱۰۰۴ھ-۱۰۱۲ھ/ ۱۶۰۳ء) احمد اول (۱۰۱۲ھ-۱۰۲۶ھ/ ۱۶۱۷ء) مصطفیٰ اول و عثمان ثانی (۱۰۲۶ھ-۱۰۳۲ھ/ ۱۶۲۳ء) مراد رابع (۱۰۳۲ھ-۱۱۵۰ھ/ ۱۶۴۰ء) ابراہیم (۱۰۴۹ھ-۱۰۵۸ھ/ ۱۶۴۸ء) محمد رابع (۱۰۵۸ھ-۱۰۹۹ھ/ ۱۶۸۷ء) سلیمان ثانی (۱۰۹۹ھ-۱۱۰۳ھ/ ۱۶۹۱ء) احمد ثانی (۱۱۰۲ھ-۱۱۰۶ھ/ ۱۷۰۳ء) مصطفیٰ ثانی (۱۱۰۶ھ- ۱۱۱۵ھ/ ۱۷۰۳ء) احمد ثالث (۱۱۱۵ھ- ۱۱۴۳ھ/ ۱۷۳۰ء) محمود اول (۱۱۴۳ھ- ۱۱۶۷ھ/ ۱۷۵۴ء) عثمان ثالث (۱۱۶۷ھ- ۱۱۷۱ھ/ ۱۷۵۷ء) مصطفیٰ ثالث (۱۱۷۱ھ- ۱۱۸۷ھ/ ۱۷۷۳ء) عبدالحمید اول (۱۱۸۷ھ-۱۲۰۳ھ/ ۱۸۷۹ء) سلیم ثالث (۱۲۰۳ھ- ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء) مصطفیٰ رابع (۱۲۲۲ھ- ۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء) محمود ثانی (۱۲۲۳ھ-۱۲۲۵ھ/ ۱۸۳۹ء) عبدالعزیز (۱۲۷۷ھ-۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء) مراد خان خامس (۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء) عبدالحمید ثانی (۱۲۹۳ھ-۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ Sir George Lorpent کی کتاب محولہ بالا

۳۔ توغ (اردو: تغ) ترکی لفظ جس کے معنی گھوڑے کی دم سے بنا ہوئے نشان کے ہیں ۔ ترک گھوڑے کو نہایت اہمیت دیتے تھے اور اس کی دم کو کاٹ کر رکھ لیتے تھے۔ پھر دم کے بالوں کا ایک گولہ سا بنا لیتے یا بعض اوقات ہلال کی شکل دے دیتے۔ ان بالوں کو سرخ رنگ میں بھی رنگتے تھے' اس انداز میں کہ اوپر کی جانب نکلے ہوئے بال سفید ہی رہیں اور نیچے کے بال سیاہ یا سرخ ہو جائیں ۔ توغ بادشاہ عطا کرتا تھا۔ اعزاز یافتہ شخصیت کی معزولی یا موت کی صورت میں توغ واپس لے لیا جاتا تھا۔

۴۔ دولت علیہ عثمانیہ پر لکھی جانے والی تمام کتب میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

۵۔ عثمانیوں کے دور میں شیخ الاسلام کے باقاعدہ منصب کی ابتدا ۱۴۴۲ء میں ہوئی' جب مراد دوم کے عہد میں ملا شمس الدین فناری کو پہلا شیخ الاسلام مقرر کیا گیا۔ یہ مدرس تھے۔ پھر بروصہ کے قاضی اور بعد میں مفتی الانام ہوئے۔ آخری شیخ الاسلام مدنی محمد نوری آفندی تھے' جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کے خاتمے پر ۴ نومبر ۱۹۲۲ء کو استعفیٰ دے دیا۔ اس اعتبار سے شیخ الاسلام کا منصب عثمانیوں میں ۴ سو ۹۸ برس رہا۔ اس عرصہ میں ایک سو ۳۱ شیوخ الاسلام ہوئے جن میں سے صرف ۱۹ نے استعفیٰ دیا اور ۳ تختہ دار پر لٹکائے گئے۔

۶۔ Angs Hamilton; The Problems of the Middle East, pp 42-44, London 1909.

۷۔ Edwin Pears Sir; Turkey and its people, p 32, London 1912

۸۔ Lucy. m. j. Garnett; Turkish Life in Town and Country, p 39, London 1942.

۹۔ Turkey and its people, pp 32-33.

فصل ۷

۱۔ اندلس میں اموی حکومت عبدالرحمن بن معاویہ بن خلیفہ ہشام نے قائم کی ۔ وہ عباسیوں کی نظر سے بچ کر اپنے خاندان کے بعض افراد کے ہمراہ قرطبہ پہنچا اور وہاں کے گورنر یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری کو شکست دے کر دس ذی الحج ۱۳۸ھ / دس مئی ۷۵۶ء کو امیر اندلس کے لقب سے برسراقتدار آیا۔ عبدالرحمٰن ثالث کے دعویٰ خلافت تک امرائے اندلس میں عبدالرحمٰن الاول الداخل (۱۳۸ھ/۷۵۶ء - ۱۷۲ھ/۷۸۸ء) ابو الولید ہشام الاول بن عبدالرحمٰن الاول (۱۷۲ھ - ۳۰ صفر ۱۸۰ھ / ۱۷ اپریل ۷۹۶ء) ابو المظفر المرتضیٰ الحکم الاول بن ہشام (۱۸۰ھ - ۲۵ ذی الحج ۲۰۶ھ / ۲۱ مئی ۸۲۲ء) عبدالرحمٰن الثانی (الاوسط) بن الحکم الاول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۲۰۶ھ۔ ۳ ربیع الثانی ۲۳۸ھ/۲۲ ستمبر ۸۵۲ء) محمد الاول بن عبدالرحمٰن الثانی (۲۳۸ھ۔۲۸ صفر ۲۷۳ھ/۴۔ اگست ۸۸۶ء) المنذر بن محمد الاول (۲۷۳ھ ۔ ۱۰ صفر ۲۷۵ھ/۲۹ جون ۸۸۸ء) اور عبداللہ بن محمد الاول (۲۷۵ھ۔ یکم ربیع الاول ۳۰۰ھ/ ۱۶اکتوبر ۹۱۲ء) ہوئے۔

۲۔ نفح الطیب ج ۲ ص ۱۰۳

۳۔ ایضاً

۴۔ تفصیل کے لئے نفح الطیب ج ۲ ص ۱۰۵ ببعد / مقدمہ ابن خلدون ص ۳۶۲ ببعد / تاریخ مسعودی باب چہارم / عبرت نامہ اندلس باب نہم / اخبار اندلس باب سوم ایسی قدیم کتب کے ماخذ کے علاوہ جدید مصنفین میں سے منشی حامد حسین سہارنپوری کی' تاریخ اسپین' ریاست علی ندوی کی' تاریخ اندلس'' مولوی عنایت اللہ کی' اندلس کا تاریخی جغرافیہ' اور نواب ذوی القدر یار جنگ کی "نقشہ اسلام" ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

۵۔ ضیا عبدالقوی: تاریخ اندلس ص ۶۵۴' سندھ (ت ن) الائیڈ بک کارپوریشن حیدر آباد

۶۔ ایضاً

۷۔ امام مالک کے ایک معاصر

۸۔ تاریخ القضاء فی الاسلام ص ۸۶

۹۔ ایضاً ص ت ۵۹۔ ۶۱

۱۰۔ شہابی' انتظام اللہ: خلافت ہسپانیہ ص ۲۱۸' دہلی ۱۹۶۲ء' ندوۃ المصنفین

۱۱۔ ندوی' رشید اختر: مسلمان حکمران ص ت ۴۱۷ بحوالہ افتتاح اندلس ص ۶۸

فصل ۸

1۔ R. Levy; The Social Structure of Islam, p 334, Cambridge 1957.

۲۔ الجوینی' منتخب الدین بدیع اتابک: عتبۃ الکتبۃ ص ت ۸۲/ ۸۳' تہران ۱۹۵۰ء' طبع عباس اقبال

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۔ ایضاً ص ت ۱۱۲ ۔ ۱۱۳/ ۱۶۲

۶۔ ایلخانیہ: مغل خاندان جس نے ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری / بارھویں اور چودھویں صدی عیسوی میں ایران میں حکومت قائم کی۔ ۷۵۴ھ / ۱۳۵۳ء تک کئی شہزادے جن میں سے اکثر اس خاندان کے چشم و چراغ تھے اور ایک شہزادی ساتی بیگ (۷۳۹ھ۔۷۴۰ھ) جو ابو سعید (م ۷۳۶ھ / ۱۳۳۵ء) کی بہن تھی، تخت نشین ہوئے۔

۷۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ بذیل عنوان "الجبہ' بحوالہ رشید الدین Gazan Hans Geschichte طبع K. Jahn سلسلہ یادگار گب ص ۲۸۸ (۱۹۴۰ء)

۸۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: رشید الدین فضل اللہ کی جامع التواریخ باب ۳ اور حافظ ابرو کی زبد ۃ التواریخ باب ۵۔

۹۔ تیمور یا بنو تیمور سے عام مراد امیر تیمور کے تمام اخلاف اور بالخصوص تیموری خاندان کے وہ شہزادے ہیں جنہوں نے نویں صدی ہجری / پندرھویں صدی عیسوی میں ایران اور وسط ایشیا میں حکومت کی۔

۱۰۔ ان پروانوں کا ذکر H.R.Romer نے Der Timuridenzeit Staatsschreiben طبع Weisbaden ۱۹۵۲ء ص ت ۵۳ لغایت ۵۷ اور ۱۵۰ تا ۱۵۲' کیا ہے

۱۱۔ شرف نامہ' و ۲۴ الف

۱۲۔ صفویوں کا حسب نسب ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظمؒ سے ملتا ہے۔ اسی خاندان کے ایک چشم و چراغ شیخ صفی الدین (و' ۶۵۰ھ م' ۷۳۵ھ) تھے' جن کے جانشینوں میں اسمٰعیل نے اول صفوی حکومت کی بنا ڈالی۔ اسمٰعیل کے بعد شاہ طماسپ (۹۳۰ھ۔ ۹۸۴ھ) اسمٰعیل دوم (۹۸۴ھ ۔ ۹۸۵ھ) سلطان محمد خدا بندہ (۹۸۵ھ ۔ ۹۹۶ھ) شاہ عباس اعظم (۹۹۶ھ ۔ ۱۰۳۸ھ) شاہ صفی (۱۰۳۸ھ ۔ ۱۰۵۲ھ) عباس دوم (۱۰۵۲ھ ۔ ۱۰۷۷ھ) شاہ سلیمان (۱۰۷۷ھ ۔ ۱۱۰۵ھ) اور شاہ سلطان حسین (۱۱۰۵ھ ۔ ۱۱۲۵ھ) حکمران بنے۔

13۔ A. K. S. Lambton; Islamic Soceity in Persia , p 84, So. A. S. London 1954.

۱۴۔ سکندر بیگ: عالم آرای عباسی ص ت ۱۱۱/ ۱۱۲' تہران ۱۸۹۶

۱۵۔ تذکرۃ الملوک و' ۸۰ ب' سلسلہ یادگار گب' طبع منورسکی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: Voyages طبع Langles پیرس ۱۸۱۱ء

۱۷۔ تذکرۃ الملوک، و، ۷۹ ب تا ۸۰ الف

۱۸۔ Voyages جز دہم (۲)

۱۹۔ تذکرۃ الملوک و، ۹۰ الف لغایت ۹۰ ب

20- Tancoigne; A Narrative of a Journey into Persia. pp 239-40, London 1820.

21- Ibid

22- E. Scott Waring; A Tour to Sheeraz, pp 68-69, London 1807.

23- Binning; A Journal of two years Travel in Persia and Cylon, P 132, London' 1952

۲۵۔ میر حسین خان بن محمد ابراہیم: جغرافیہ اصفہان، ص ۸۰، تہران ۱۹۶۳ء

۲۵۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

The Second year Book of the Municipality of Tehran: Statistics of the city of Tehran for the years 1925-30.

۲۶۔ روزنامہ وقائع اتفاقیہ، ش ۱۲۷، مورخہ ۲۹ رمضان ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۳ء

۲۷۔ اعتماد السلطنت: تاریخ و جغرافیہ سوادکوہ (ضمیمہ) ص ۱۴۹، تہران ۱۳۱۱ ش

۲۸۔ اخبار تربیت، ش ۵۸، مورخہ ۲۶ شعبان ۱۳۱۵ھ / ۳۰ جنوری ۱۸۹۸ء

۲۹۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: قانون امور حسبی، مجریہ ۱۳۱۹ھ ش / ۱۹۴۰ء

۳۰۔ اعلی حضرت ہمایوں محمد رضا شاہ پہلوی: انقلاب سفید، ص ۱۷۰، تہران

فصل ۹

1- Qureshi Ishtiq Hussain Adminstration of Sultanate of Delhi, p3, Lahore 1942/ Karachi 1958.

2- Alphinston; History of India, p 303, London 1916,

3- Muhammad Ullah ; Adminstration of Justice of Muslim Law, p 18, Allahabad

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

1926.

4- Wahid Hussain; Adminstration During Muslim Rule in India, pp 18/57, Calcatta 1934.

5- Eshwari Pershad; History of Medieval India, pp 45-47, Allahabad 1925.

6- Adminstration of Justice of Muslim Law, p 57.

7- Adminstration During Muslim Rule in India, P 18.

۸- آل سبکتگین

9- Edward Thomas; Coins of the Kings of Ghazna, p 2, London 1848.

10- Teripati; Some Aspects of Muslim Adminstration, P 9, Allahabad 1938.

۱۱- طوسی نظام الملک : سیاست نامہ ' (فارسی) ص ت ۴۱ ' پیرس ۱۸۹۱ء

۱۲- ایضاً ۴۲

۱۳- ایضاً

۱۴- سیاست نامہ طوسی (مترجم محمد منور) ص ت ۹۲ / ۹۳

۱۵- مورخین کے ہاں ابراہیم غزنوی کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ ابن اثیر نے ۴۸۱ھ لکھی ہے اور منہاج سراج اور حمداللہ مستوفی نے ۴۹۲ھ (طبقات ناصری ص ۲۱/ تاریخ گزیدہ ص ۳۶۸) بدایونی نے ۴۷۲ھ بیان کی ہے (منتخب التواریخ ص ۱۱) فرشتہ نے بہ اختلاف روایت دونوں تاریخیں یعنی ۴۸۱ھ اور ۴۹۲ھ بیان کر دی ہیں۔ (تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۴۹)

۱۶- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سیاست نامہ طوسی ' باب : "اندر قاضیان و خطیبان و محتسب و رونق کار ایشاں"

۱۷- تفصیلات کے لئے دیکھئے: تاریخ فخرالدین مبارک شاہ مرورودی ' ص ۱۹۲ ببعد لندن ' ۱۹۲۷ء

۱۸- جزوی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: طبقات ناصری (فارسی) ص ت ۱۳۵/ ۱۳۷/ ۱۴۰/ ۱۶۵/ ۱۷۰ ' کلکتہ ۱۸۶۴ء

۱۹- قدیم مورخ برنی کی تاریخ فیروز شاہی ' مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۲ء ص ت ۴۲۹ لغایت ۴۳۲ کے علاوہ عصر حاضر کے مورخ اشتیاق حسین قرشی کی Adminstration of

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

Sultanate of Delhi کے ابواب ۶/۱۰ میں اس کی تفصیلات ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

21۔ Some Aspects of Muslim Adminstration, p 147.

۲۲۔ نظام الدین احمد بخشی: طبقات اکبری ص ت ۲۰۰/ ۲۱۱ لغایت ۲۱۳، لکھنؤ ۱۸۷۵ء

23۔ Adminstration of Sultanate of Delhi, p 4.

۲۴۔ فرشتہ، محمد قاسم: تاریخ فرشتہ ص ۱۱۷، کانپور ۱۸۷۴ء

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ فتوح السلاطین (مرتبہ ڈاکٹر آغا مہدی حسین) ص ۱۲۲، آگرہ ۱۹۳۸ء

27۔ Adminstration of Justice in Medieval India, P 98 , Aligar 1941,

28۔ History of India, p 363.

29۔ Burgess. J; History of Rise of Muhammadan Power in India p 199, Calcatta, 1908.

۳۰۔ تاریخ فخرالدین مبارک شاہ، ص ۳۳

31۔ Adminstration of Justice in Medieval India, pp 100۔101

۳۲۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: ضیاء الدین برنی کی، تاریخ فیروز شاہی، ص ۵۷۹ ببعد "تری پتی" (Teri Pati) کی Some Aspects of Muslim Adminstration ص ت ۱۶۱ تا ۱۷۴/ ۲۱۰ تا ۲۱۶ اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی Adminstration of Sultanate of Delhi ص ت ۷۶ لغایت ۸۲

۳۳۔ برصغیر میں نظام عدل گستری ص ۸۱

۳۴۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: سفرنامہ قاضی تقی متقی، ص ۶۲ ببعد، بجنور ۱۹۰۹ء

35۔ History of India, Vol III, P 591.

۳۶۔ تاریخ فیروز شاہی ص ۱۱۱

۳۷۔ ایضاً ص ۲۶

38۔ Eshwar Ratopa; Over Cultural Heritage, p 89, Allahabad.

39۔ Adminstration of Justice of Muslim Law, p 58/ History of Medieval India, p 160.

40۔ Ibid.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۱۔ سفرنامہ قاضی تقی متقی، ص ۲

42۔ Adminstration of Sultanate of Delhi,

۴۳۔ تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۱۰۹

44۔ History of Medieval India, P 207,

۴۵۔ امیر خسرو دہلوی: خزائن الفتوح، ص ۱۸، علی گڑھ ۱۹۲۷ء

۴۶۔ طبقات ناصری ص ۱۷۵/ تاریخ یمینی ص ۲۸۸ / تاج المآثر، و، ۱۸۵ الف

۴۷۔ تاریخ فیروز شاہی ص ت ۴۲۹ لغایت ۴۳۲

۴۸۔ طبقات اکبری ص ت ۱۹۹ / ۲۰۰

۴۹۔ ایضاً

۵۰۔ عجائب الاسفار ج ۳ ص ۲۹۲

51۔ Mahadi Husssain Dr; The Rise and fall of Muhammad bin Tughlaq, P 211, London, 1938.

52۔ Adminstration of Justice of Muslim Law , p 60.

۵۳۔ تاریخ فیروز شاہی ص ت ۲۸۹/ ۲۹۴ تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ت ۱۱۰/ ۱۱۲

۵۴۔ تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ت ۱۱۰/ ۱۱۱

۵۵۔ صبح الاعشیٰ ج ۵ ص ۹۴ نیز جزوی ترجمہ انگریزی ص ۷۲ از O. Spies شٹٹ گارٹ ۱۹۳۶ء / مسالک الابصار (جزوی انگریزی ترجمہ از شیخ عبدالرشید) ص ۳۲، علی گڑھ ۱۹۴۴ء

۵۶۔ فتوحات فیروز شاہی ص ت ۶/ ۱۱ علی گڑھ ۱۹۵۴ء

۵۷۔ اس کا ثبوت ایسے بے شمار واقعات ہیں جن کا ذکر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی تالیف اخبار الاخیار میں کیا ہے

۵۸۔ فیروز شاہ تغلق کے عہد کے ایک بزرگ

۵۹۔ سہ صدی مکتوبات ص ۴۹۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۶۰۔ تاریخ فیروز شاہی ص ۴۴۱

۶۱۔ ایضاً

۶۲۔ کولم میں حضرت تمیم انصاری اور محمود بندر میں حضرت عکاشہ کے مزارات کے علاوہ ملیبار کی مسجد مالک بن دینار وغیرہ اس کا بین ثبوت ہیں ۔ نویں صدی ہجری کے مولف زین الدین معبری کی تحفۃ المجابدین میں ان داعیان اسلام کی آمد کا حال درج ہے جو حضرت عمرؓ کے عہد سے معبری کے دور تک جنوبی ہند آئے ۔ ملیبار کی طرح مشرقی ساحل کا رو منڈل میں بھی ان داعیان اسلام کے آثار ملتے ہیں ۔ علاء الدین خلجی سے پہلے ایک مسلم وزیر ملک اعظم مرزبان الندی تقی الدین عبدالرحمن بن محمد الطیبی کا ذکر ملتا ہے جو ساتویں صدی عیسوی کے آٹھویں عشرے میں سندربندی راجہ کا وزیر تھا۔

63۔ *History of the Rise of Muhammadan Power in India, P 108.*

۶۴۔ طباطبائی ' علی بن عزیز اللہ : برہان ماثر ص ۱۱' دکن ۱۹۳۶ء مجلس مخطوطات فارسیہ ' حیدر آباد

۶۵۔ منتخب اللباب ج ۴ ص ۵۰

۶۶۔ تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ت ۲۸۲ / ۲۹۶

۶۷۔ تفصیل کے لئے دیکھئے : محمد ظہیر الدین کی احمد شاہ ولی بہمنی (بذیل عنوان خصائل) مطبوعہ حیدر آباد۔ دکن ۱۹۳۷ء اور عبدالمجید صدیقی کی فیروز شاہ بہمنی (بذیل ولی بہمنی) مطبوعہ حیدر آباد۔ دکن ' ۱۹۴۳ء

۶۸۔ ملکاپوری عبدالجبار خان : محبوب التواریخ ص ۲۱۲' دکن ۱۳۳۱ھ حسن پریس حیدر آباد

۶۹۔ تاریخ فرشتہ ج ۲ ص ت ۲۹۴ احمد شاہ ولی بہمنی ' ص ت ۱۴/ ۱۵

۷۰۔ محبوب التواریخ ص ۵۵۳

۷۱۔ ایضاً

۷۲۔ برہان ماثر ص ۸۷

۷۳۔ تاریخ فرشتہ ج ۲ ص ۳۳۳

۷۴۔ تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو : عزیز مرزا کی سیرۃ المحمود مطبوعہ نظامی پریس بدایون ۱۹۲۷ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷۵- برہان ماثر ص ۲۰۵

۷۶- ایضاً/ تذکرہ قاضی حسن

۷۷- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مرزا ابراہیم زبیری کی بساتین السلاطین ص ۱۳۷ ببعد' دکن ۱۳۰۷ھ مکتبہ سعیدی حیدر آباد

۷۸- بشیر الدین احمد : واقعات مملکت بیجاپور ج ۳' ص ۳۹۷' آگرہ ۱۳۳۲ھ مطبع مفید عام

۷۹- بساتین السلاطین ص ت ۳۴۸ لغایت ۳۶۰

۸۰- ایضاً

۸۱- بساتین السلاطین ص ت ۳۳۸/ ۳۳۹

۸۲- منعم خان خواجہ : تاریخ قطب شاہی' ص ۶۴' دکن ۱۹۵۹ء حیدر آباد

۸۳- میر عالم ابو القاسم: حدیقۃ العالم ج ۱ ص ۲۸۳' حیدر آباد دکن (ت ن)

۸۴- ایضاً

۸۵- تاریخ فرشتہ ج ۲ ص ۱۷۰

۸۶- مجید صدیقی پروفیسر: تاریخ گولکنڈہ ص ۸۱' دکن ۱۹۳۹ء مکتبہ ابراہیمیہ حیدر آباد

۸۷- حدیقۃ العالم ص ۲۲۲

۸۸- تاریخ گولکنڈہ ص ۸۲ ببعد

۸۹- ایضاً

۹۰- ایضاً ص ۲۶۳

۹۱- مراۃ سکندری ص ۴۴

۹۲- ایضاً ص ۸۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۹۳۔ ایضاً ص ۱۱۱

۹۴۔ ایضاً ص ۱۳۱

۹۵۔ ایضاً ص ۱۷۴

۹۶۔ ندوی ابو ظفر سید: گجرات کی تمدنی تاریخ ص ۳۹، اعظم گڑھ ۱۹۶۲ء مطبع معارف

۹۷۔ شیر شاہ سوری کے عادات و خصائل، واقعات زندگی، ملکی حالات، طریق حکومت اور نظم مملکت کی تفصیلات کے لئے اکبری عہد کے مولف عباس خان شروانی کی "تاریخ شیر شاہی" کے علاوہ، تاریخ مخازن افغانی، تاریخ داودی، تاریخ فرشتہ، منتخب اللباب، طبقات اکبری اور اکبرنامہ ملاحظہ ہوں۔

۹۸۔ تاریخ شیر شاہی، ص ۹۷ ببعد

۹۹۔ نظر قطبی نصیر آبادی، منشی سید احمد مرتضیٰ: صولت شیرشاہی ص ت ۱۰۱/ ۱۰۲، علی گڑھ ۱۹۳۴ء مسلم یونیورسٹی

۱۰۰۔ حضرت عقبہ بن عامر کی روایت کے مطابق حضور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کے عوض تین افراد کو جنت میں داخل کرے گا۔ ایک جہاد کی نیت سے تیر بنانے والا، دوسرا پھینکنے والا اور تیسرا دینے والا۔ نیز فرمایا کہ گھوڑے کی سواری اور تیراندازی کی مشق کرتے رہو، مجھے تیراندازی گھوڑے کی سواری سے زیادہ پسند ہے۔

۱۰۱۔ صولت شیر شاہی ص ۱۰۷

۱۰۲۔ ایضاً

۱۰۳۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الیس بزمی انصاری کا مضمون Sayyid Muhammad Jawnpuri and his movenemt در Islamic Studies اسلام آباد، مارچ ۱۹۶۸ء

۱۰۴۔ دائرہ معارف اسلامیہ ج ۸ ص ۱۸۹ ببعد

۱۰۵۔ عبدالغنی نیازی (مترجم) دولت مغلیہ کی ہیئت مرکزی، ص ۴۶۷، لاہور ۱۹۵۸ء مجلس ترقی ادب

۱۰۶۔ ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۰۷۔ ایضاً

۱۰۸۔ مراۃ و' ۴۲۵ ب بحوالہ دولت مغلیہ کی' ہیئت مرکزی ص ۴۶۸

۱۰۹۔ ایضاً و' ۱۹۶ ب

۱۱۰۔ مزید تفصیلات : آئین اکبری بذیل عنوان قاضی اور میرعدل

111۔ *Adminstration of Sultanate of Delhi, pp 10-11*

112۔ *Adminstration of the Mughal Empire, pp 192-94*

113۔ *Judicial System of Mughal Empire , pp 43-44*

114۔ *Ibid, p 57*

۱۱۵۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو : اکبر نامہ ج ۳' واقعات ۲۴ سنہ جلوس

۱۱۶۔ اکبر نامہ ج ۳' واقعات ۱۸ سنہ جلوس

۱۱۷۔ ماثر الامراء ص ۴۰۵

۱۱۸۔ توزک جہانگیری اسنہ جلوس' ص ۶

۱۱۹۔ ایضاً ۱۶ سنہ جلوس ص ۳۳۳

۱۲۰۔ دولت مغلیہ کی ہیئت مرکزی ص ۴۸۵

121۔ *Judicial System of Mughal Empire, p94-95*

۱۲۲۔ جسٹس بشیر احمد سے شاید سہواً ایسا لکھا گیا ہے۔ یہ طریقہ دراصل حضرت عمرؓ نے شروع کیا تھا۔ باقی تمام خلفاء نے ان ہی کی پیروی کی۔

123۔ *Judicial System of Mughal Empire, P 95*

۱۲۴۔ توزک جہانگیری ص ت ۲۰/۱۹

۱۲۵۔ شاہجہان نامہ میں یہ واقعہ تفصیل سے درج ہے۔

۱۲۶۔ اکبرنامہ ج ۳' ۱۷ سنہ جلوس کے واقعات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۲۷۔ ایضاً ج ۳ ص ۲۹

۱۲۸۔ ایضاً ج ۳ ص ۵۷۷

۱۲۹۔ ایضاً ج ۳ ص ۳۳۷

۱۳۰۔ محل کی پہرہ داری

۱۳۱۔ اکبر نامہ ج ۳ ص ۶۶۶

132۔ *Adminstration of Sultanate of Delhi, pp 158 - 59*

۱۳۳۔ اکبر نامہ، تزک جہانگیری اور شاہجہان نامہ میں اس کی جابجا تفصیلات درج ہیں۔

۱۳۴۔ مزید تفصیلات کے لئے ماثر عالمگیری ص ۳۶ ببعد

۱۳۵۔ دائرہ معارف اسلامیہ ج ۸ ص ۱۸۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب ۶

فصل ۱

۱۔ فکر و نظر اسلام آباد' نفاذ شریعت نمبر ۱۹ ص

2۔ KenT M. Weeks; Ombudsmen Around the world, pp-6-7 California 1978, Institute of Governmental Studies.

3۔ The Pakistan Observer, Islamabad, Feb 12, 1990.

۴۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے : المدینة المنورة و اول بلدیه فی بلاد اسلام ج ۲' ص ت ۱۳ لغایت ۲۵' وزارة الشون البلدیه والقرویه' بلدیه المدینه المنوره

فصل ۲

۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر پاکستان کے پہلے وفاقی محتسب سردار محمد اقبال کی اولین تقریر سے اقتباس

۲۔ ایضاً

۳۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: اسلامی کونسل کا تیار کردہ اسلامی دستور' مطبوعہ روزنامہ امروز لاہور' مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۸۳ء

۴۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر پاکستان کے پہلے وفاقی محتسب کا خطاب

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ تفصیل و موازنہ کے لئے ملاحظہ ہو: وفاقی محتسب کی کارکردگی کی پہلے سال کی رپورٹ اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مضمون بعنوان "Ombudsman" در Oxford English Dictionary. Shorter

۱۰- وفاقی محتسب پاکستان کی سالانہ رپورٹ برائے ۱۹۸۸ء ص الف ' اسلام آباد' وفاقی محتسب سیکرٹریٹ

تجزیہ و نتائج

۱- تفصیل کتاب ہذا' باب ۱' تمہید

۲- تفصیل کتاب ہذا' باب ۲' فصل ۱' بذیل عنوان : "احتساب"

۳- تفصیل کتاب ہذا' باب ۲' فصل ۲' بذیل عنوان : الحبہ

۴- تفصیل کتاب ہذا' باب ۲' فصل ۳' بذیل عنوان : محتسب'

۵- تفصیل کتاب ہذا' باب ۱' تمہید

۶- تفصیل کتاب ہذا' باب ۳' بذیل عنوان : محتسب اور متطوع

۷- تفصیل کتاب ہذا' باب ۳' فصل ۲' بذیل عنوان: قاضی اور محتسب

۸- تفصیل کتاب ہذا' باب ۳' فصل ۴' بذیل عنوان : محتسب اور شرطہ

۹- تفصیل کتاب ہذا' باب ۳' فصل ۴' بذیل عنوان : محتسب اور والی مظالم

۱۰- تفصیل کتاب ہذا' باب ۴' فصل ۲' بذیل عنوان : فرائض واحتساب (حقوق اللہ کا احتساب)

۱۱- تفصیل کتاب ہذا' باب ۴' فصل ۳' بذیل عنوان: حقوق العباد کا احتساب

۱۲- تفصیل کتاب ہذا' باب ۴' فصل ۴' بذیل عنوان: مشترکہ حقوق کا احتساب

۱۳- ایضاً

۱۴- ایضاً

۱۵- تفصیل کتاب ہذا' باب ۴' فصل ۱' بذیل عنوان : شرائط محتسب

۱۶- تفصیل کتاب ہذا' باب ۵' فصل ' بذیل عنوان: عہد رسالت ؐ میں احتساب

۱۷- تفصیل کتاب ہذا' باب ۵' فصل ۲' بذیل عنوان: خلافت راشدہ میں احتساب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۵، فصل ۳، بذیل عنوان: اموی دور میں احتساب

۱۹۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۵، فصل ۴، بذیل عنوان: عہد بنی عباس میں احتساب

۲۰۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۵، فصل ۵، بذیل عنوان: فاطمین مصر کے دور میں احتساب

۲۱۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۵، فصل ۶، بذیل عنوان: ترکان عثمانی کے دور میں احتساب

۲۲۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۵، فصل ۸، بذیل عنوان: محتسب ایران میں

۲۳۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۵، فصل ۹، بذیل عنوان: اسلامی ہند میں نظام احتساب

۲۴۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۶، فصل ۲، بذیل عنوان: وفاقی ادارہ محتسب پاکستان

۲۵۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۶، فصل ۱، بذیل عنوان: عہد حاضر میں محتسب کے ادارے

۲۶۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۱، تمہید

۲۷۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۵، بعنوان تاریخ محتسب، فصل ۱ تا ۹

۲۸۔ تفصیل کتاب ہذا، باب ۶، فصل ۲، بذیل عنوان: وفاقی ادارہ محتسب پاکستان

۲۹۔ ایضاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

۱۔ آزاد (م ۱۳۷۸ھ) ابو الکلام مولانا: امر بالمعروف، دہلی (ت ن) ہلال بک ایجنسی

۲۔ الامدی (م ۶۳۱ھ) ابو الحسن سیف الدین: احکام الحکام فی اصول الاحکام، مصر ۱۳۴۷ھ محمد علی صبیح

۳۔ ابراہیم مصطفیٰ / احمد حسن الزیات، المعجم الوسیط، تہران (ت ن) المکتبہ العلمیہ

۴۔ ابرو، حافظ: زبدۃ التواریخ (قلمی) مخطوطہ دانشگاہ پنجاب لاہور

۵۔ ابن الاثیر (م ۶۰۶ھ) مجد الدین مبارک بن محمد الجزری: جامع الاصول من احادیث الرسول، قاہرہ ۱۳۰۰ھ

۶۔ ابن الاخوۃ (م ۷۲۹ھ) محمد بن محمد بن احمد القرشی الشافعی: معالم القربہ فی احکام الحسبہ (معہ انگریزی تلخیص از R.Levy) قاہرہ ۱۹۳۸ء

۷۔ ابن بسام المحتسب (م ۸۴۴ھ) محمد بن احمد بن بسام: نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ، تحقیق حسام الدین السامرائی، بغداد ۱۹۶۸ء مطبع المعارف

۸۔ ابن بطوطہ (م ۷۷۳ھ) ابو عبداللہ محمد: عجائب الاسفار (سفرنامہ) قاہرہ ۱۳۲۲ھ نیز اردو ترجمہ از مولوی محمد حسین، اسلام آباد ۱۹۸۳ء، ادارہ قومی تاریخ و ثقافت

۹۔ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) تقی الدین ابو العباس احمد: الحسبہ فی الاسلام، المدینہ المنورہ (ت ن) الجامعہ الاسلامیہ

۱۰۔ ابن جوزی (م ۱۲۰۱ھ) عبدالرحمن بن علی: سیرۃ عمر بن عبدالعزیز، القاہرہ (ت ن)

۱۱۔ ابن حزم (۴۵۶ھ) ابو محمد علی بن احمد: کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل، مصر ۱۳۱۷ھ

۱۲۔ ابن حنبل (م ۲۴۱ھ) احمد، امام: المسند، قاہرہ ۱۹۴۹ء / حیدر آباد دکن ۱۳۱۰ھ

۱۳۔ ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) عبدالرحمن بن محمد: العبر و دیوان المبتداء و الخبر ... (مقدمہ) قاہرہ ۱۸۷۹ء / نیز انگریزی ترجمہ از روزنتھال ۱۹۵۸ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ ابن سعد (م ۲۳۰ھ) ابو عبداللہ محمد: الطبقات الکبیر' لیڈن ۱۹۰۵

۱۵۔ ابن عبدالحکم عبداللہ: سیرۃ عمر بن عبدالعزیز' بیروت ۱۳۸۷ھ' بار اول قاہرہ ۱۳۴۶ھ

۱۶۔ ابن العربی (۶۳۸ھ) ابو بکر محی الدین بن علی: العلم باشارات اصل الالھام' دکن ۱۳۶۲ھ حیدر آباد

۱۷۔ ابن فرحون (م ۷۹۹ھ) برہان الدین ابراہیم بن علی: تبصرہ الحکام' قاہرہ ۱۳۰۲ھ

۱۸۔ ابن قیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ) شمس الدین محمد بن ابی بکر: الطرق الحکمیہ فی السیاستہ الشرعیہ' قاہرہ ۱۹۵۳ء مطبع السنہ المحمدیہ

۱۹۔ ابن مسکویہ (م ۱۰۳۰ء) الفوز الاصغر' بیروت ۱۳۱۹ھ

۲۰۔ ابن منظور افریقی (م ۷۱۱ھ) جمال الدین محمد بن مکرم: لسان العرب' قم ۱۴۰۵ھ نشر ادب الحوزۃ

۲۱۔ ابن ہشام (م ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ) ابو محمد عبدالملک: السیرۃ المحمدیہ (سیرۃ ابن ہشام) گاٹن جن ۱۸۷۰ء

۲۲۔ ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) نعمان بن ثابت: الفقہ الاکبر مع شرح ملا علی القاری' قاہرہ ۱۳۴۴ھ

۲۳۔ ابو الفضل: آئین اکبری' کلکتہ (ت ن) ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال

۲۴۔ احمد خلیل: فی التشریع الاسلامی' قاہرہ ۱۹۶۶ء

۲۵۔ اشفاق احمد / محمد اکرام چغتائی / فضل قادر فضلی: ہفت زبانی لغات' لاہور ۱۹۷۴ء مرکزی اردو بورڈ

۲۶۔ الاصفہانی (م ۵۰۲ھ) ابو القاسم راغب حسین بن محمد': المفردات فی غریب القرآن' قاہرہ ۱۹۶۱ء' مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی

۲۷۔ الاعظمی' محمد حسن: المعجم الاعظم' کراچی ۱۹۵۴ء مکتبہ اعظمیہ

۲۸۔ امیر خسرو دہلوی: خزائن الفتوح' علی گڑھ ۱۹۲۷ء

۲۹۔ البخاری (م ۲۵۶ھ) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل: الجامع الصحیح' قاہرہ ۱۳۸۶ھ

۳۰۔ بخشی' نظام الدین احمد: طبقات اکبری' لکھنؤ ۱۸۷۵ء

۳۱۔ بدایونی (م ۱۰۲۴ھ) عبدالقادر ملا: منتخب التواریخ' لکھنؤ ۱۸۶۵'

۳۲۔ بدخشانی' مقبول بیگ مرزا: علمی اردو لغت' لاہور ۱۹۶۹ء مرکزی اردو بورڈ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۳۔ برنی، ضیاء الدین: تاریخ فیروز شاہی، کلکتہ ۱۸۶۲ء

۳۴۔ برنی، ضیاء الدین: فتاوی جہانداری، لاہور ۱۹۷۲ء، ادارہ تحقیقات پاکستان

۳۵۔ البستانی (م ۱۳۰۵ھ) بطرس بن یونس بن عبداللہ: قطرالمحیط، بیروت ۱۸۶۹ء،

۳۶۔ بشیرالدین احمد: واقعات مملکت بیجاپور، آگرہ ۱۳۳۲ھ مطبع مفید عام

۳۷۔ البلاذری، احمد بن یحیی: فتوح البلدان، قاہرہ ۱۳۵۰ھ

۳۸۔ بلیاوی، ابو الفضل عبدالحفیظ: مصباح اللغات، کراچی (ت ن) میر محمد کتب خانہ

۳۹۔ بیہقی (م ۴۵۸ھ) ابو بکر احمد بن الحسین: کتاب الاسماء والصفات، قاہرہ ۱۳۵۸ھ

۴۰۔ پرویز، غلام احمد: لغات القرآن، لاہور (ت ن) مکتبہ طلوع اسلام

۴۱۔ تقی متقی، قاضی: سفرنامہ، بجنور ۱۹۰۹ء

۴۲۔ تھانوی (م ۱۱۵۸ھ) محمد اعلی بن علی: کشاف اصطلاحات الفنون، کلکتہ ۱۸۹۲ھ

۴۳۔ جامی، محمد بن عبداللہ: حبل المتین فی احکام السلاطین، دکن ۱۳۲۲ھ حیدر آباد

۴۴۔ جبران مسعود: الرائد، بیروت ۱۹۶۷ء دارالعلم

۴۵۔ الجرجانی (م ۸۱۶ھ) شریف حسین سید، کتاب التعریفات، بیروت ۱۹۶۹ء

۴۶۔ الجزری، عبدالرحمن: الفقہ علی المذاہب الاربعہ، بغداد (ت ن) دارالمامون

۴۷۔ الجصاص (م ۳۷۰ھ) ابو بکر احمد بن علی: احکام القرآن، قسطنطنیہ ۱۳۳۵ھ

۴۸۔ جوزجانی (م ۶۵۸ھ) منہاج سراج قاضی: طبقات ناصری، کلکتہ ۱۸۶۴ء / لاہور ۱۹۵۴ء دانشگاہ پنجاب

۴۹۔ الجوینی، منتخب الدین اتابک: عتبہ الکتبہ، تہران ۱۹۵۰ء طبع عباس اقبال

۵۰۔ حامد حسین سہارنپوری، منشی: تاریخ اسپین، دکن (ت ن) حیدر آباد

۵۱۔ حمید اللہ ڈاکٹر: دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور دکن ۱۹۴۳ء حیدر آباد

۵۲۔ خاشقجی صدقہ حسن / النمر محمد عبدالجابل: المدینہ المنورہ واول بلدیہ فی بلاد الاسلام، مدینہ منورہ (ت ن) وزارۃ الشون البلدیہ والقرویہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵۴- خطیب تبریزی (م ۷۴۰ھ یا ۷۴۸ھ) ولی الدین محمد (محمود) بن عبداللہ : مشکوۃ المصابیح، سانگلہ ہل (ت ن) المکتبہ الاثریہ

۵۵- خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ) مصطفیٰ بن عبداللہ : کشف الظنون، استنبول ۱۹۴۳ء

۵۶- الدارمی (م ۲۵۵) ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن سمرقندی: السنن، دمشق ۱۳۴۹ھ

۵۷- الدوانی (م ۹۰۸ھ) جلال الدین محمد بن اسعد : اخلاق جلالی، لکھنؤ ۱۳۷۷ھ

۵۸- ذوالقدر یار جنگ نواب : نقشہ اسلام، دکن (ت ن) حیدر آباد

۵۹- الرازی (م ۶۰۶ھ) فخرالدین محمد بن عمر: التفسیر الکبیر، قاہرہ (ت ن) مطبع بھیتہ المصریہ

۶۰- رشید الدین فضل اللہ : جامع التواریخ، تہران ۱۳۶۲ش

۶۱- الزبیدی، محمد بن محمد مرتضیٰ الحسینی : تاج العروس من جواہر القاموس، کویت ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء

۶۲- زبیری، ابراہیم مرزا : بساتین السلاطین، دکن ۱۳۰۷ھ حیدث آباد مکتبہ سعیدی

۶۳- سجاد میرٹھی، زین العابدین قاضی : بیان اللسان، کراچی (ت ن) دارالاشاعت

۶۴- سجادی، جعفر سید (مترجم) اندیشہ ھای اہل مدینہ فاضلہ (ترجمہ) السیاسیاست المدنیہ، تہران ۱۳۵۳ش

۶۵- السرخسی (م ۴۹۵ھ) شمس الدین امام : المبسوط، مصر ۱۳۳۱ھ مطبع السعادۃ

۶۶- سکندر بیگ: عالم آرای عباسی، تہران ۱۸۹۶ء

۶۷- السنامی، ضیاء الدین : نصاب الاحتساب (مخطوطہ) دانشگاہ پنجاب لاہور

۶۸- سید احمد خان (م ۱۸۹۸ء) سر، آئین اکبری، دہلی (ت ن)

۶۹- السیوطی (م ۹۱۱ھ) جلال الدین عبدالرحمٰن : الولاۃ وکتاب القضاۃ، بیروت ۱۹۰۸ء

۷۰- السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن: الیسوع الرحجان فی الوزن، بیروت (ت ن)

۷۱- الشاطبی (م ۷۹۰ھ) ابو اسحق ابراہیم : الموافقات فی اصول الشریعہ، بیروت (ت ن) دارالمعرفہ

۷۲- شاہ ولی اللہ (م ۱۷۶۲ء) دہلوی: ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، کراچی (ت ن) قرآن محل

۷۳- شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) الفاروق، لاہور (ت ن) مکتبہ رحمانیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷۴۔ شبلی نعمانی: المامون، لاہور ۱۹۷۵ء سنگ میل پبلی کیشنز

۷۵۔ شہابی، انتظام اللہ: خلافت ہسپانیہ، دہلی ۱۹۶۲ء ندوہ المصنفین

۷۶۔ الشیزری (م ۵۸۹ھ) عبدالرحمن بن نصر: نہایہ الرتبہ فی احکام الحسبہ، قاہرہ ۱۹۴۶ء

۷۷۔ صدیقی، منظور الحق: ماثر الاجداد، لاہور ۱۳۸۳ھ المکتبہ السلفیہ

۷۸۔ ضیاء عبدالقوی: تاریخ اندلس، سندھ (ت ن) الائیڈ بک کارپوریشن حیدر آباد

۷۹۔ طباطبائی، علی بن عزیز اللہ: برہان ماثر، حیدر آباد ۱۹۳۶ء مجلس مخطوطات فارسیہ

۸۰۔ طبری (م ۳۱۰ھ) ابو جعفر محمد بن جریر: تاریخ الرسل و الملوک، قاہرہ (ت ن) مطبعہ حسینیہ

۸۱۔ الطنطاوی علی: اخبار عمرو عبداللہ بن عمر، دمشق ۱۹۵۹ء دارالفکر

۸۲۔ الطوسی (م ۶۷۲ھ) ابو جعفر نصیرالدین محمد: اخلاق ناصری، لکھنؤ ۱۳۴۳ھ

۸۳۔ طوسی نظام الملک: سیاست نامہ، پیرس ۱۸۹۱ء

۸۴۔ ظہیرالدین محمد: احمد شاہ ولی بہمنی، دکن ۱۹۳۷ء، حیدر آباد

۸۵۔ عبدالحمید لاہوری (م ۱۰۷۳ھ) ملا: بادشاہ نامہ، دہلی (ت ن)

۸۶۔ عبدالرحیم (مترجم) مدینہ کانفرنس (اردو ترجمہ) منتخب مختار الکونین، لاہور ۱۹۱۴ء مکتبہ آزاد

۸۷۔ عبدالرشید شیخ: مسالک الابصار (مع جزوی ترجمہ از شیخ عبدالرشید) علی گڑھ ۱۹۴۴ء

۸۸۔ عبدالمجید صدیقی: فیروز شاہ بہمنی، دکن ۱۹۴۳ء حیدر آباد

۸۹۔ عبدالنبی احمد نگری: دستور العلماء، دکن ۱۳۲۹ء حیدر آباد

۹۰۔ عبدہ (م ۱۳۲۳ھ) مفتی محمد / رشید رضا: تفسیر المنار، مصر ۱۳۷۳ھ دارالمنار

۹۱۔ عزیز مرزا: سیرۃ المحمود، بدایون ۱۹۲۷ء نظامی پریس

۹۲۔ علوی، مصطفیٰ، حسن ڈاکٹر: محتسب اسلام، لکھنؤ (ت ن) قرانستان

۹۳۔ عنایت اللہ مولوی (مرتب) اندلس کا تاریخی جغرافیہ، دکن ۱۹۲۷ء حیدر آباد

۹۴۔ عودہ، عبدالقادر: التشریع الجنائی الاسلامی، قاہرہ ۱۹۵۶ء

۹۵۔ غازی، محمود احمد ڈاکٹر: ادب القاضی، اسلام آباد ۱۹۸۳ء، ادارہ تحقیقات اسلامی

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۹۶۔ الغزالی (م ۵۰۵ھ) ابو حامد محمد بن محمد: احیاء علوم الدین، قاہرہ ۱۸۸۲ء

۹۷۔ الفارابی (م ۳۳۹ھ) ابو النصر محمد بن محمد بن طرخان: آراء اہل المدینہ الفاضلہ، بیروت ۱۲۵۹ھ

۹۸۔ الفارابی: السیاسیات المدنیہ، دکن ۱۳۴۶ھ دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد

۹۹۔ الفراء (م ۴۵۸ھ) ابو یعلی محمد بن الحسین ثانی: الاحکام السلطانیہ، مکہ مکرمہ ۱۳۵۷ھ / المطبع الفریدہ

۱۰۰۔ فرشتہ (م ۱۰۲۰ھ) محمد قاسم: گلشن ابراہیمی المشہور بہ تاریخ فرشتہ، کانپور ۱۸۷۴ء نو لکشور

۱۰۱۔ فیروز الدین (م ۱۳۶۹ھ) مولوی: فیروز اللغات اردو، لاہور ۱۹۶۴ء فیروز سنز

۱۰۲۔ فیروز شاہ غلام محمد شاہ بن تغلق: فتوحات فیروز شاہی، علی گڑھ ۱۹۵۴ء مسلم یونیورسٹی

۱۰۳۔ القرطبی (م ۶۷۱ھ) محمد بن عبداللہ: الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ ۱۹۵۲ء

۱۰۴۔ القلقشندی، ابو العباس احمد: صبح الاعشی (مع جزوی ترجمہ انگریزی از O-spies) قاہرہ ۱۹۱۸ء مطبع امیریہ شٹ گارٹ ۱۹۳۶ء

۱۰۵۔ القلقشندی، ابو العباس احمد: نہایہ الارب فی معرفتہ انساب العرب، قاہرہ ۱۹۵۹ء

۱۰۶۔ کاشفی (م ۹۱۰ھ) حسین واعظ ملا: اخلاق محسنی، بمبئی ۱۳۰۸ھ طبع میرزا ابراہیم

۱۰۷۔ الکتانی، عبدالحئی بن عبدالکبیر: التراتیب الاداریہ، الرباط ۱۳۳۶ھ

۱۰۸۔ گیلانی، محمد سلیمان (مترجم) منہاج القاصدین لابن جوزی (م ۵۹۷ھ) لاہور ۱۹۵۸ء ادارہ معارف اسلامی منصورہ

۱۰۹۔ مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) الموطا، قاہرہ ۱۳۷۰ھ

۱۱۰۔ الماوردی (م ۴۵۰ھ) ابو الحسن علی بن محمد البصری البغدادی: الاحکام السلطانیہ فی الولایات الدینیہ، مصر (ت ن) المطبعہ المحمودیہ التجاریہ

۱۱۱۔ مجید صدیقی، پروفیسر: تاریخ گولکنڈہ، دکن ۱۹۳۹ء حیدر آباد مکتبہ ابرہیمیہ

۱۱۲۔ محمد احمد پانی پتی (مترجم) قاضی عدالت ہائے شریعہ مصر (اردو ترجمہ) تاریخ القضاء فی الاسلام از محمود بن محمد عرنوس، لاہور ۱۹۶۰ء ادارہ فروغ اردو

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۱۳۔ محمد المبارک (م ۱۴۰۲ھ) الدولۃ نظام الحبہ عند ابن تیمیہ، دمشق ۱۹۹۰ء

۱۱۴۔ مستوفی، حمد اللہ بن ابی بکر بن احمد: تاریخ گزیدہ، تہران ۱۳۶۲ش

۱۱۵۔ المسعودی، ابوالحسن علی بن الحسین: مروج الذھب و معدن الجواہر، قاہرہ ۱۳۴۶ھ، مطبع السعادۃ

۱۱۶۔ المسلم (م ۲۶۱ھ) ابی الحسین عساکر الدین بن الحاج: الجامع الصحیح، قاہرہ ۱۳۲۷ھ مطبع السعادۃ

۱۱۷۔ معتمد خان: توزک جہانگیری، لاہور ۱۹۶۰ء، مجلس ترقی ادب

۱۱۸۔ مفتاحی ظفیر الدین: اسلام کا نظام امن، اعظم گڑھ (ت ن)

۱۱۹۔ المقریزی (م ۸۴۵ھ) تقی الدین ابو العباس احمد بن علی: المواعظ والاعتبار بذکر الخطط و الاثار، مصر ۱۲۷۰ھ

۱۲۰۔ ملکاپوری، عبدالجبار خان: محبوب التواریخ، دکن ۱۳۳۱ء حیدر آباد حسن پریس

۱۲۱۔ منعم خان خواجہ: تاریخ قطب شاہی، دکن ۱۹۵۹ء حیدر آباد

۱۲۲۔ مہدی حسین آغا، ڈاکٹر (مرتب) فتوح السلاطین، آگرہ ۱۹۳۸ء

۱۲۳۔ میر حسین خان بن محمد ابراہیم: جغرافیہ اصفہان، تہران ۱۹۶۳ش

۱۲۴۔ میر عالم ابو القاسم: حدیقۃ العالم، دکن (ت ن) حیدر آباد

۱۲۵۔ ندوی، ابو ظفر سید: گجرات کی تمدنی تاریخ، اعظم گڑھ ۱۹۶۲ء مطبع معارف

۱۲۶۔ ندوی، ریاست علی سید: تاریخ عقلیہ، اعظم گڑھ ۱۹۸۲ء، دار المصنفین

۱۲۷۔ نظامی، خلیق احمد (مرتب) شاہ ولی اللہ کے مکتوبات، علی گڑھ ۱۹۵۰ء مسلم یونیورسٹی

۱۲۸۔ نظامی عروضی، احمد بن عمر: چہار مقالہ، لیڈن ۱۳۲۷ھ

۱۲۹۔ نظر قطبی نصیر آبادی، احمد مرتضیٰ منشی: صولت شیر شاہی، علی گڑھ ۱۹۳۴ء مسلم یونیورسٹی

۱۳۰۔ النویری، شہاب الدین احمد بن عبدالوہاب: نہایۃ الارب فی فنون الادب، قاہرہ ۱۹۲۳ء دار الکتب مصریہ

۱۳۱۔ نیازی عبدالغنی (مترجم) دولت مغلیہ کی ہیئت مرکزی، لاہور ۱۹۵۸ء مجلس ترقی ادب

۱۳۲۔ نیر کاکوری (م ۱۹۳۹ء) نور الحسن مولوی: نور اللغات، کراچی ۱۹۵۷ء جنرل پبلشنگ ہاوس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۳۳۔ ونسنک، اے جے ڈاکٹر: المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، لندن ۱۹۸۸ء مکتبہ بریل

۱۳۴۔ ہمدانی (۷۸۶ھ) علی سید، ذخیرہ الملوک (مخطوطہ) دانشگاہ، پنجاب لاہور

۱۳۵۔ ہیکل، محمد حسین: الفاروق عمر، قاہرہ ۱۳۶۴ھ

۱۳۶۔ یاقوت حموی (م ۶۲۵ھ) شہاب الدین ابی عبداللہ: معجم الادباء قاہرہ ۱۹۰۶ء مطبع السعادۃ

۱۳۷۔ یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب ابن واضح: تاریخ یعقوبی، بیروت ۱۳۷۹ھ

ENGLISH BOOKS:

1. Alphinston; History of India, London 1916.
2. Amedroz H.F; The Hisba Jurisdiction in the Ahkam Sultaniyya of Mawardi (un-publish).
3. Angs Hamilton; The Problems of the Middle East, London 1909.
4. Bashir Ahmad; Administration of Justice in Mediaeval India, Aligarh 1941.
5. Binning; A Journal of two years Travel in Persia and Cyclon, London 1952.
6. Bliss A.J; A Dictionary of Foreign Works and Phrases, London 1968.
7. Burgess J; History of Rise of Muhammadan Power in India, Calcatta 1908.
8. Edward Thoms; Coins of the Kings of Ghazna, London 1848.
9. Edwin Pears Sir; Turkey and its People, London 1912.
10. Eliot; History of India, Calcatta 1959.
11. Eshwari Pershad, History of Medieval India, Allahabad 1925.
12. Eshwar Ratopa; Over Cultural Heritage, Allahabad.
13. Fallon. S.W; A Hindustani - English Law and Commercial Dictionary, London 1879.
14. Hans Wehr; A Dictionary of Modern Written Arabic, Newyork 1976, Spoken Language Service.
15. Kent. M. Weeks; Omdusmen Around the World, California 1978, Institute of Government Studies.
16. Khuda Bakhsh; History of Islamic People, Calcatta 1914.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

17. Ibid., History of Islamic Civilization, Calcatta 1941.

18. Ibid., Orient under the Caliphs, Calcatta 1915.

19. Lane, Edward William; Arabic English Lexicon, Lahore 1978, Islamic Book Centre.

20. Levy. R; The Social Structure of Islam, Cambridge 1957.

21. Lucy. M. J. Garnett; Turkish Life in Town and Country, London 1942.

22. Mahadi Hussain Dr; The Rise and Fall of Muhammad bin Tughlaq, London 1938.

23. Muhammad Hamid ullah; The First Written Constitution in the World, London 1968, Sh. Muhammad Ashraf.

24. Muhammad ullah; Administration of Justice of Muslim Law, Allahabad 1926.

25. Patrick Hughes Thomas; A Dictionary of Islam, Lahore 1964.

26. Platts. T. John; A Dictionary of Urdu Classical Hindi and English, London 1960.

27. Qurashi, Ishtiq Hussain; Administration of Sultanate of Delhi, London 1942.

28. Rosenthal Frauz (Translator) Muqaddimah, Princeton 1958.

29. Schacht Joseph; An Introduction to Islamic Law, Oxford 1982.

30. Steigass. F; Persian English Dictionary, London 1957, Routlege and Kegan Paul Ltd.

31. Stephan and Nandy Ronart; Concise Encyclopeadia of Arabic Civilization, Amsterdam 1966.

32. Tancoigne; A Narrative of journey into Persia, London 1820.

33. Terpati; Some Aspects of Muslim Administration, Allahabad 1938.

34. Thompson W.T; Practical Philosophy of Muhammedan People. London 1839.

35. Wahid Hussain; Administration During Muslim Rule in India, Calcatta 1934.

36. Waring. E Scott; A Tour to Sheeraz, London 1807.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ

(آ)

آجر ۳۸۸
آداب الحرب و الشجاعت ۳۹۳
آداب سلطنت ۳۹۷
آداب الملوک (فخر مدبر) ۳۲۰
آذربائیجان ۲۴۸
آراء اہل المدینہ الفاضلہ (الفارابی) ۳۹۴
آرمینیہ ۱۳۲
آزاد، ابو الکلام مولانا ۸۵، ۴۱۱
آل سبکتگین ۳۱۶
آل عقیل ۲۵۹
آلات ملاہی ۲۱۹، ۲۳۳، ۲۳۴
الامدی، ابو الحسن سیف الدین ۴۲۰
آئین اکبری ۳۹۳، ۳۹۷
آئین پاکستان (عبوری ۱۹۷۲ء) ۳۶۵، ۳۹۰
آئین پاکستان (۱۹۷۳ء) ۳۶۵، ۳۹۱

(الف)

ابراہیم بن بطحا ۲۰۹
ابراہیم بن رباح ۲۷۱
ابراہیم بن محمد بن علی بن بطحا التمیمی قاضی ۲۷۴
ابراہیم زبیری ۳۳۲
ابراہیم سلطان ترک عثمانی ۴۴۶
ابراہیم قطب شاہ ۳۳۳
ابراہیم مسعود سلطان ۳۱۸، ۳۱۹
ابراہیم مصطفیٰ ۴۰۶
ابراہیم نخعی ۲۱۳
ابن ابی الزناد ہاشم بن عروہ ۲۱۵
ابن اثیر ۳۰، ۴۲، ۴۳، ۴۷، ۵۲، ۲۵۳، ۲۷۳-۲۷۶، ۴۰۳
ابن الاخوۃ محمد بن محمد القرشی الشافعی ۳۰، ۳۴، ۵۴، ۵۵، ۱۴۳، ۴۰۰، ۴۰۶
ابن بسام المحتسب ۳۰، ۳۴-۳۶، ۵۵، ۱۵۳، ۱۵۶، ۴۰۰، ۴۰۶
ابن بشیر قاضی ۳۰۳، ۳۰۴
ابن بطوطہ ۱۰۵، ۱۳۲، ۳۲۲، ۳۲۴
ابن تیمیہ ابو العباس تقی الدین احمد الحرانی الحنبلی ۳، ۴، ۱۰، ۱۵، ۱۶، ۲۹، ۳۴، ۵۵-۵۷، ۸۳، ۸۸، ۸۹، ۹۵، ۹۶، ۱۵۲، ۱۷۰، ۱۷۱، ۲۲۴، ۲۳۷، ۳۹۳
ابن جوزی عبد الرحمن بن علی ۱۷، ۱۹، ۲۹، ۳۱، ۳۳، ۸۳، ۸۷، ۹۰، ۹۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۶۲، ۱۶۹، ۲۶۱، ۳۹۵، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۳
ابن حزم ابو محمد علی بن احمد ۸، ۲۹، ۳۹۴
ابن حسن ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۳
ابن خلدون عبد الرحمن بن محمد ۴، ۲۹، ۳۳، ۵۷، ۵۸، ۹۸، ۱۱۵، ۱۲۰، ۱۲۲، ۲۰۲، ۲۱۱، ۲۷۹، ۳۹۳
ابن خلکان ۲۸۶-۲۸۸، ۴۴۱، ۴۴۵، ۴۴۶
ابن رشد ۱۶۳
ابن سعد ۲۵۰، ۲۵۸
ابن سینا ۱۶۱
ابن طقطقی ۲۶۶، ۲۷۲
ابن عائشہ ۲۱۴، ۲۵۷
ابن عبد البر ۲۴۹
ابن عبد الحکم ۴۳۹
ابن عبدون ۔ دیکھئے الاشبیلی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن عبد الہادی ۳۰
ابن العربی ابو بکر محی الدین ۱۶۱، ۱۷۹، ۴۲۲
ابن فارس ۴۰
ابن فرحون برہان الدین ابراہیم ۴۲۳
ابن فضل اللہ ۔ دیکھئے العمری
ابن قطیس ۳۰۳
ابن قیم شمس الدین محمد حافظ ۱۹، ۲۹، ۳۴، ۵۶، ۵۷، ۶۸، ۸۶، ۹۴، ۹۵، ۹۸، ۱۱۵، ۱۳۵، ۱۵۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۸، ۴۰۷
ابن کثیر ۹
ابن مسکویہ ۳۹۸
ابن مقلہ ۱۳۱
ابن المناصف ۲۹
ابن منظور افریقی، جمال الدین محمد ۱۶، ۲۴، ۱۵۰، ۱۵۹، ۳۹۳، ۴۲۱،
ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک ۳۹۴
ابو ادریس اوزاعی قاضی ۱۲۹
ابو ادریس خولانی ۱۰۲، ۱۳۱
ابو الازہر ۲۱۴
ابو بکر صدیق ۱۱، ۵۱، ۸۷، ۱۰۰، ۱۲۱، ۱۹۳، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۸۳، ۲۸۴، ۳۲۷، ۴۱۵
ابو بکرہ بن مسروح ۲۱۸
ابو تمیمہ ۱۹۵
ابو جعفر بن الحرقی محتسب ۲۷۴
ابو جعفر ہارون ۔ دیکھئے واثق باللہ
ابو جمل ۳۲۶، ۳۲۷
ابو الحسن الندانی قاضی ۱۰۳
ابو حنیفہ نعمان ثابت امام ۱۴۷، ۱۵۱، ۱۷۸، ۱۷۹، ۲۲۱، ۲۳۰، ۲۹۱، ۴۲۰، ۴۲۱
ابو درداء ۱۰۰
ابو ذوئب ۲۵۲
ابو زید ۲۱۵
ابو سعید الاصطخری ۱۷۸، ۱۸۲، ۲۲۲، ۲۷۴
ابو سعید خدری ۱۹۵
ابو عباد ۲۷۰
ابو العباس بن ابی الشوارب قاضی القضاۃ ۱۰۳
ابو العباس احمد بن موفق ۔ دیکھئے معتضد باللہ
ابو العباس الفضل بن سہل ۴، ۳۶۹
ابو عبد اللہ محمد بن واثق ۔ دیکھئے المہتدی
ابو عمر بن حماد قاضی القضاۃ ۲۰۹
ابو غانم محمد بن القاضی ۱۰۳، ۱۰۴
ابو الفضل علامہ ۲۲، ۱۳۴، ۳۹۳، ۳۹۷
ابو القاسم الجمنی القاضی ۱۰۴
ابو القاسم زملنی قاضی ۲۷۵
ابو قرہ الکندی ۲۴۹
ابو الکلام مولانا ۔ دیکھئے آزاد ابو الکلام
ابو مریم الحنفی ۲۴۹
ابو مسعود انصاری ۲۰۸
ابو مسلم خولانی ۲۵۶
ابو موسیٰ اشعری ۱۰۰
ابو نواس ۲۱۴، ۲۱۵
ابو الوزیر ۲۷۱
ابو ہریرہ ۱۹۴، ۲۴۳، ۲۵۰، ۴۲۶، ۴۳۳
ابو علی محمد بن الحسین بن القراء الحنبلی ۱۱، ۲۶، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۵۳-۵۵، ۶۶، ۸۳، ۹۸، ۱۰۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۲، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۶، ۱۷۱، ۱۷۸، ۱۸۵، ۲۰۷، ۲۲۲-۲۲۶، ۲۲۸، ۲۳۲، ۲۵۰، ۴۰۶، ۴۱۱، ۴۱۸، ۴۳۷
ابو یوسف امام قاضی ۲۴۹، ۲۶۷،
ابی بن کعب ۲۴۶، ۲۴۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اتابک سلطان ۲۶۴
التمش (التمش) شمس الدین ۳۱۹، ۳۲۲
اتحاف السادۃ المتقین فی شرح اسرار احیاء علوم الدین ۲۹، ۴۳۲
اثنا عشریہ ۳۰۸
اجتہاد ۱۱۶، ۱۴۳، ۱۴۸، ۱۷۸، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸۷، ۲۰۳، ۲۱۰، ۲۲۹، ۲۳۰
اجتہاد شرعی ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۰۹، ۲۱۰، ۳۸۷
اجتہاد عرفی ۱۹۸، ۲۰۳، ۲۱۰
اجماع ۱۴۸، ۱۸۲
اجیر ۳۸۸
احتساب آقاسی (منصب) ۳۱۲
احتساب امینی (اصطلاح) ۲۹۵
احتساب غاسی (اصطلاح) ۲۹۵، ۲۹۷، ۲۹۸
احتساب ناظری (منصب) ۲۹۷
احتساب نظارتی (ادارہ) ۲۹۷
احداث (ادارہ، محکمہ) ۲۴۹
احسن آباد ۳۲۸
احسن شاہ جلال الدین ۳۲۸
احکام الحکام فی اصول الاحکام (الآمدی) ۴۲۰
الاحکام السلطانیہ فی الولایات الدینیہ (الماوردی) ۲۹-۳۱، ۳۳، ۱۱۶، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۳۲، ۳۳۹، ۳۹۳، ۳۹۴، ۴۰۶، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۶-۴۲۰، ۴۲۵-۴۳۵، ۴۳۷
الاحکام السلطانیہ (ابو یعلی الفراء) ۱۱، ۲۹، ۳۱، ۳۳، ۱۱۶، ۱۷۸، ۴۰۶، ۴۱۱-۴۱۳، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۳۷
احکام السوق (زیدیوں کا رسالہ) ۲۸
احکام السوق (یحییٰ بن عمر ابی مکی) ۲۸، ۳۹۸، ۳۹۹
احکام فقہ ۳۰۱
احکام القرآن (الجصاص) ۳۹۵
احمد آباد ۳۳۵
احمد اول ۴۴۶
احمد بن ابی داود قاضی ۱۰۲، ۱۳۱
احمد بن اسحق بن بہلول قاضی ۴۱۹
احمد بن اسرائیل ۲۷۱
احمد بن حنبل امام ۱۷۹، ۱۹۴، ۳۹۶، ۴۰۱
احمد بن خصیب ۲۷۱
احمد بن علی ۔ دیکھئے القلقشندی
احمد بن علی الغسانی ۱۰۲
احمد بن موفق ۔ دیکھئے معتضد باللہ
احمد ثالث ۴۴۶
احمد ثانی ۴۴۶
احمد خلیل ۴۲۲
احمد شاہ ۔ دیکھئے ولی بہمنی
احمد شاہ اول سلطان ۳۳۴
احمد قاضی ۱۱۰
احمد نگر ۳۳۱، ۳۹۰
احناف ۱۷۸، ۱۹۱، ۲۳۰
احیاء علوم الدین (غزالی) ۲۹-۳۷، ۵۲، ۱۴۴، ۱۶۷، ۲۳۱، ۳۹۶، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۶، ۴۱۱، ۴۱۸، ۴۲۰-۴۲۷، ۴۳۰، ۴۳۲، ۴۳۹
اخبار اندلس ۴۴۸
اخبار عمرو عبداللہ بن عمر (طنطاوی) ۴۳۸
اخشیدیہ ۲۶۴، ۲۷۹
اخلاق جلالی (الدوانی) ۳۹۴
اخلاق جہانگیری ۳۹۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخلاق ظہیری ۳۹۳
اخلاق محسنی (ملا واعظ حسین کاشفی) ۸۴، ۴۰۸، ۴۱۲
اخلاق ناصری (الطوسی) ۳۹۴
اخلاق ہمایونی ۳۹۳
اخی تحریک ۲۹۰
ادب القاضی (الخصاف) ۴۱۹
اذان ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۳۴، ۲۸۵، ۳۸۶
ارعینی، الیاس پروفیسر ۳۵
اڑیسہ ۳۳۱
ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ۳۹۴، ۴۳۷، ۴۳۹، ۴۴۳، ۴۴۸
الازدی اسمٰعیل بن اسحٰق المالکی القاضی ۴۱۹
اسامہ ۱۲۱
استنبول ۲۹۵۔ ۲۹۷، ۴۰۷
الاستیعاب ۴۳۷
اسرائیل ۳۵۲
اسلام آباد ۳۷۶، ۴۱۶
اسلام شاہ ۳۳۸
اسلام کا نظام امن (نظفیر الدین مفتاحی) ۴۳۸
اسلامی ہند ۳۱۵۔ ۳۴۷، ۳۹۰
اسلم ریاض حسین جسٹس ۳۷۶
اسمٰعیل بن عباد الصاحب ۱۰۳
الاشبیلی ابن عبدون ۲۹، ۳۹۹
اشتیاق حسین قریشی ۔ دیکھئے قریشی اشتیاق حسین ڈاکٹر
اشرف قاضی ۱۱۰، ۱۱۴
اشفاق احمد ۴۰۸
الاشنانی ابوالحسین قاضی ۱۰۳
اصطخر ۲۵۴
اصفہان ۳۱۰، ۳۱۲
الاصفہانی راغب، ابو القاسم حسین بن محمد ۴۰، ۱۵۹، ۴۰۲
اعتبار الدولہ غلام علی سیف جنگ صدر الصدور ۱۰۶
اعظم گڑھ ۴۳۸
الاعظمی محمد حسن ۶۱، ۴۰۷
افتتاح الاندلس ۴۴۸
افتتاح الدعوۃ (القاضی النعمان) ۴۴۴
افریقہ ۲۷۸، ۲۷۹، ۴۴۴
افضل خان ۳۳۲
اقضیۃ الرسول ۴۱۹
اکبر جلال الدین شہنشاہ ۱۱۴، ۱۳۳، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۵، ۳۴۶، ۴۱۶
اکبر نامہ ۳۹۷
اکیال (مالیاتی ٹیکس) ۲۹۷
البرٹا ۳۵۸
الچی بیگ ۳۳۴
الف لیلہ ۱۲۱
الام (امام شافعی) ۴۲۱
ام جمیل بنت محجم ۲۱۸
ام القری یونیورسٹی ۶۵
امبڈزمین (Ombudsman) ۶۹، ۷۰، ۷۸، ۳۵۱،
امدروز (Amedroz) ۴۰۶
الامر، ابو علی منصور ۴۴۴
امر بالمعروف (ابوالکلام آزاد) ۴۱۱
امر بالمعروف و نہی عن المنکر ۵۱، ۵۲، ۵۸، ۷۲،
۸۳۔۸۶، ۸۸، ۹۱، ۹۲، ۹۶، ۱۰۰، ۱۰۸، ۱۱۵، ۱۱۸،
۱۲۴۔۱۲۶، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۹۔۱۷۱، ۱۷۵،
۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۶، ۱۹۳، ۱۹۷، ۲۰۷، ۲۴۶، ۲۶۶، ۲۷۵،
۲۷۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۶، ۳۳۰، ۳۳۷، ۳۶۰، ۳۶۵،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۶۶، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۶، ۳۸۸۔۳۹۱
اموال باطنہ ۱۸۸، ۱۸۹
اموال ظاہرہ ۱۸۸
امویہ ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۹۵، ۲۵۵، ۲۵۸،
۲۶۰، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۱۵، ۳۵۲، ۳۶۲، ۳۸۵، ۳۸۹
امیر (منصب) ۳۰۰، ۳۰۱
امیر (لقب) ۳۱۶
امیر خان عالم ۳۴۳
امیر خسرو ۳۲۳
امیر داد (منصب) ۱۳۴، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۴۱
امیر علی سید ۱۳۰
امیر کبیر۔ دیکھئے علی ہمدانی سید
امیر معاویہ ۱۰۰، ۱۲۱، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۸، ۲۸۴
اناطولیہ ۲۹۸
انبالہ ۳۲۲، ۴۱۵
انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف امبڈ زمین (ادارہ) ۳۵۷
انٹرنیشنل بار ایسوسی ایشن ۳۵۷
انجیل ۴۰۶
اندلس ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۵، ۲۶۴، ۲۷۹، ۳۰۰۔ ۳۰۴، ۳۶۲،
۳۸۵، ۴۴۷
اندلس کا تاریخی جغرافیہ (مولوی عنایت اللہ) ۴۴۸
اندیشہ ہای اہل مدینہ فاضلہ (جعفر سجادی) ۳۹۴
انس بن مالک ۱۹۳، ۲۱۰
انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۴۳۶
انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ۳۵۲
انسپکٹر آف مارکیٹ (عہدہ) ۳۰۳
انسداد رشوت ستانی (محکمہ) ۳۶۴
انشائے عین الملک ماہرو ۳۹۳
انصار مدینہ ۱۷۳
انفاق ۴۰۶
انگلستان ۱۰۸، ۳۵۳
اوحد الدین محتسب ۳۰۶
اودھ ۱۱۲
اورخان ۲۹۰، ۲۹۲، ۴۴۶
اورنگزیب شہنشاہ۔ دیکھئے عالمگیر
اوزان اور پیمانے ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۱، ۳۳۹،
۳۸۷، ۳۹۱،
اوقاف ۹۴، ۹۵، ۹۹، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۷، ۱۲۴، ۳۰۹
اونٹاریو ۳۵۸، ۳۵۹
اہل بدعت ۲۳۱
اہل تشیع ۸، ۹۱
اہل الرائے ۲۴۶، ۲۴۸
اہل سنت ۸، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۸۹، ۲۳۱، ۲۸۳۔۲۸۵
اہواز ۱۰۳، ۱۳۱
ایالت (اصطلاح) ۲۹۰
ایبک، قطب الدین ۳۱۹۔ ۳۲۱
ایتاخ ترکی ۲۷۱
ایڈموٹسن ۳۵۷، ۳۵۸
ایڈوین پیرس، سر ۲۹۸، ۲۹۹،
ایران ۷۸، ۳۰۶۔ ۳۱۴، ۳۴۲، ۳۵۲، ۳۶۰،
۳۹۰، ۳۹۱
ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۱۱، ۱۱۲، ۴۱۰
ایشور اٹوپا ڈاکٹر ۳۲۲
ایشوری پرشاد ۳۱۶، ۳۲۳
ایشیا ۳۶۳
ایشیائے کوچک ۳۰۷
ایف آئی اے۔ (ادارہ) ۳۶۴
ایلخانیہ ۲۹۷، ۳۰۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایلیٹ (Elliot) ۱۱۴، ۳۲۲، ۴۱۵

(ب)

باج بازار (مالیاتی اصطلاح) ۲۹۶، ۲۹۷
بادشاہ نامہ (عبدالحمید لاہوری) ۳۹۷
بازان بن سامان ۲۴۲
بایزید سلطان ۔۔ دیکھئے یلدرم
بایزید ثانی ۲۹۲، ۲۹۶، ۴۴۶
باجیہ (اصطلاح برائے سیلز ٹیکس) ۲۹۷
بترمہ (مالیاتی اصطلاح) ۲۹۶، ۲۹۷
البحر الزخار ۴۲۱
بحر ہند ۳۰۷
بحری نظام الملک ۳۷۱
بحرین ۲۴۲، ۲۴۶، ۲۵۰
بخاری ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل امام ۳۹۵
بخشی نظام الدین احمد ۳۲۴
بدائع الصنائع ۴۲۱
البدایہ و النہایہ ۴۴۳
بدایہ المجتہد ۴۱۹
بدایونی عبدالقادر ملا ۱۰۸، ۴۱۴
بدر الدین چشتی القادری ۔۔ دیکھئے شاہ اوحد
بدخشانی، مقبول بیگ ۴۰۹
بدل مقاطعہ (اصطلاح) ۲۹۶
برار ۳۳۱
برصغیر پاک و ہند میں فقہ ۴۴۰
برطانوی پارلیمانی کمشنر (عہدہ) ۷۸
برطانوی محتسب اعلیٰ PCA (ادارہ) ۳۵۳۔۳۵۷، ۳۵۹
برطانیہ ۳۵۲، ۳۵۴۔۳۵۶، ۳۵۹، ۳۹۱
برگس ۳۲۱
برنی، ضیاء الدین ۱۰۷، ۱۰۸، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۹۳، ۴۱۴
برنیئر ۱۳۴
بروصہ ۴۴۷
بروہی، اے کے ۳۶۵
برہان ماثر ۳۳۱
برید شاہیہ ۳۳۱
برید ممالک (عہدہ) ۳۲۱
بریلوی سید احمد ۳۴۷، ۳۹۰
البستانی بطرس بن یونس ۴۰۴
بشر بن صفوان ۲۶۰
بشیر الدین احمد جسٹس ۱۰۸، ۳۲۰، ۳۳۲، ۳۴۱، ۳۴۴، ۴۱۴
بشیر معازی قاضی ۳۰۳
بصرہ ۱۰۰، ۱۰۴، ۱۸۲، ۲۱۸، ۲۴۸، ۲۵۳
بغداد ۷۵، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۱۰، ۱۲۳، ۱۳۰، ۲۰۹، ۲۲۲، ۲۶۴، ۲۶۹، ۲۷۹، ۳۰۰، ۳۱۶، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۹۰، ۴۰۰، ۴۰۶، ۴۱۹، ۴۲۱
بلاذری ۲۵۶
بلال حبشی ۳۲۶
بلبن غیاث الدین ۳۱۹، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۹۰
بلیاوی ابو الفضل عبدالحفیظ مولانا ۴۰۷
بمبئی ۴۰۸
بندہ نواز ۳۳۰
بنو ثقیف ۲۱۸
بنو ہلال ۲۱۸
بنی اسرائیل ۱۱، ۲۵
بنی امیہ ۔ دیکھئے امویہ
بنی تمیم ۲۳۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بنی عباس ۔ دیکھئے عباسیہ
بوگرہ ، محمد علی ۳۶۵
بھارت ۳۵۲، ۳۹۱
بہمن شاہ ۳۲۸
بہمنیہ ۳۲۸ ۔ ۳۳۰، ۳۳۲، ۳۹۰
بیت المال ۹۳، ۱۰۰، ۱۹۸، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۸، ۲۶۱
بیت المقدس ۱۰۲
بیان اللسان (سجاد میرٹھی) ۴۰۷
بیجاپور ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۹۰
بیدر ۳۳۱
بیروت ۳۹۳، ۳۹۴، ۴۰۴، ۴۲۰، ۴۳۶
بیع فاسد (اصطلاح) ۲۴۳
بیع و ثمن ۲۲۴
بیع و شرا ۲۸۴، ۲۸۷
بیہقی ، ابوبکر احمد امام ۴۲، ۴۰۳

(پ)

پادری (منصب) ۳۵۷
پارلیمانی کمشنر برائے انتظامیہ (ادارہ) ۳۵۴
پاڑہ (نواح رہتک) ۱۱۲
پاک و ہند ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۴۶، ۲۶۱، ۳۱۵، ۳۴۷، ۳۸۵، نیز دیکھئے ہندوستان
پاکستان ۷۸، ۱۲۸، ۳۴۱، ۳۵۲، ۳۵۹، ۳۶۲ ۔ ۳۶۶، ۳۶۸ ۔ ۳۷۰، ۳۷۳ ۔ ۳۷۶، ۳۹۰، ۳۹۱
پانی پتی ، محمد احمد شیخ ۴۱۳
پنچ (عمدہ) ۲۳۸
پنڈت (منصب) ۱۰۹
پردہ ۲۱۲
پرویز ، غلام احمد ۴۰۳
پلیٹس (John.T.Platts) ۷۳، ۴۰۹
پنجاب ۳۱۶
پولیس ۔ دیکھئے شرطہ

(ت)

تاج الدین عبدالوہاب ۔ دیکھئے السبکی
تاج العروس من جواہر القاموس (الزبیدی) ۴۰۵، ۴۱۶، ۴۲۱
تارک صوم و صلوۃ ۱۸۵
تاریخ اسپین (حامد حسین سہارنپوری) ۴۴۸
تاریخ اندلس (ریاست علی ندوی) ۴۴۸
تاریخ اندلس (ضیاء عبدالقوی) ۴۴۸
تاریخ بغداد ۴۴۰، ۴۴۲
تاریخ حضارۃ الاسلامیہ ۴۳۰، ۴۴۰
تاریخ طبری (الرسل و الملوک) ۴۳۷، ۴۳۹ ۔ ۴۴۲، ۴۴۴
تاریخ فیروز شاہی (برنی) ۳۲۷، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۸
تاریخ القضاء فی الاسلام ۴۱۳، ۴۱۸، ۴۴۸
تاریخ مسعودی ۴۴۸
تاریخ یعقوبی ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۱
تانکوئی جن (Tancoigne) ۳۱۰
تاوان ۲۲۹
تبریز ۳۰۸، ۳۰۹
تبصرہ الحکام (ابن فرحون) ۱۴۷، ۴۲۳
تجارت ۲۳۷
التحفہ (التلمسانی) ۳۰، ۳۹۹
تحفہ اثنا عشریہ ۵
تحفہ خانی ۳۹۳
التراتیب الاداریہ ۴۲۵، ۴۳۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترک ۲۹۱، ۲۹۸
ترکان عثمانی ۱۲۶، ۲۸۹۔ ۲۹۹، ۳۵۵
ترکی ۲۹۸
ترمذی ابو عیسیٰ محمد امام ۳۹۶
تری پتی ۳۲۰
تذکرۃ الملوک ۳۱۰
التشریع الاسلامی (المحمصانی) ۴۱۹
تفرقہ بازی ۲۷۳
تعزیر ۱۸۹، ۲۹۵
تغلق غیاث الدین ۳۱۹، ۳۲۴
تغلق فیروز شاہ ۱۰۸، ۳۲۵۔ ۳۲۸، ۳۹۰
تغلق، محمد ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۳۲، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۸، ۳۴۵، ۴۱۵
التفسیرات الاحمدیہ (ملا جیون) ۳۹۵
تفسیر جلالین ۹۱، ۴۱۱
تفسیر کبیر (الرازی) ۸۵، ۳۹۵، ۴۱۱، ۴۲۰
تفسیر المنار ۳۹۶، ۴۱۱، ۴۱۲
تقلید ۱۹۱
تقی الدین ۔ دیکھئے المقریزی
تقی متقی قاضی ۳۲۲، ۳۲۳
تلاوت قرآن حکیم ۱۸۶، ۳۸۶
التلمسانی محمد العقبانی ۳۹۹
تنبیہ الحکام فی الاحکام (ابن المناصف) ۲۹
تنزانیہ ۳۵۲، ۳۹۱
التنوخی، علی بن محمد قاضی ۴۱۹
توبہ بن نمر ۱۰۴، ۱۲۴
توراۃ ۴۰۶
توغ (اصطلاح) ۲۹۱، ۴۴۷
تونس ۱۲۰، ۲۴۲، ۳۲۸، ۳۵۲
تیمم ۲۹۹
تیمور ۳۰۸
تھامسن (W.T.Thompson) ۳۹۴
تھانوی محمد اعلیٰ بن علی ۴۰۸
تہران ۳۹۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۴۸

(ٹ)

ٹیکس ۳۱۲
ٹیکسال ۱۰۰

(ث)

الثغور ۱۳۲

(ج)

جامع الازہر ۲۸۰
الجامع الصحیح (البخاری) ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۵، ۴۱۱، ۴۲۲، ۴۳۶، ۴۳۶
جامع ترمذی ۳۹۶، ۴۰۱، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۲۶
الجامع الصحیح (المسلم) ۳۹۵، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۱۱، ۴۲۲، ۴۲۶
جامع عتیق (مصر) ۲۸۴
جامع عمرو بن العاص ۲۸۰
الجامع لاحکام القرآن (القرطبی) ۴۲۲، ۴۲۵
جامی شیخ زادہ ۳۲۵
جامی، محمد بن عبداللہ ۳۹۷
جامی نور الدین عبدالرحمٰن ۲۱
جبران مسعود ۴۰۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جبل الرحمت ۲۴۱
جہیز ۴۱۵
جرائم ۱۹۲
الجرجانی، شریف حسین سید ۱۵۱، ۴۲۰
جرمانہ ۱۲۳
جرمنی ۴۴۵
الجزیرہ ۱۳۲، ۲۴۸
جزیرہ پرنس ایڈورڈ ۳۵۷
جزیرہ العرب ۲۴۶
جزیہ ۱۲۳
الجصاص، ابوبکر احمد بن علی ۳۹۵
جعد بن قیس ۲۵۶
جعفر سجادی سید ۳۹۴
جعلی نوٹ چھاپنا ۲۲۵
جمع القرآن ۲۴۷
جمیکا ۳۵۲
جمیل بن العمر ۲۴۹
جند ۲۴۲
جوزجانی ۔ دیکھئے منہاج سراج قاضی
جوئے بازی ۷۲، ۷۳، ۷۶، ۲۰۲، ۳۰۲، ۳۰۸، ۳۲۷، ۳۸۷
الجوینی، منتخب الدین بدیع اتابک ۳۰، ۳۰۷، ۴۴۸
جہاد ۱۵۲
جہانگیر نور الدین شہنشاہ ۱۳۳، ۳۳۸، ۳۴۳۔۳۴۶
جھجر خان ۳۴۲
جیل خانے ۲۵۰
جیون ۔ دیکھئے ملا جیون

(چ)

چارلس دوازدہم ۳۵۳
چنگیز خان ۳۴۲
چوری ۱۲۶، ۳۰۲
چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی ۳۹۳
چیف کمشنر برائے عوامی شکایات (نائیجریا) ۳۶۰
چین ۳۴۲

(ح)

حاجب (منصب) ۱۲۲، ۳۲۲، ۳۴۶،
حاجی خلیفہ ۔ دیکھئے خلیفہ
الحافظ ابو المیمون عبد المجید ۴۴۴
الحاکم ابو علی منصور ۴۴۴
الحاکم باللہ ۲۸۴۔۲۸۶
حامد حسین سہارنپوری، منشی ۴۴۸
حامد شیخ قاضی ۱۱۰
حامد عبد القادر ۴۰۶
حبل المتین فی احکام السلاطین (جامی) ۳۹۷
حبیب الزیات ۳۰، ۳۹۹، ۴۰۶
حج ۱۵۲، ۲۳۷
حجاج بن عبید ۲۱۸
حجاج بن یوسف ۲۵۹
حجتہ اللہ البالغہ ۵
حد ۲۱۶
حدود و تعزیرات ۱۰۲، ۱۰۶، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۳۷
الحرب (ادارہ) ۹۵، ۹۶، ۱۰۳
الحرس (اصطلاح، محکمہ) ۱۰۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حرہ ۱۰۱
حذیفہ ۱۹۵
حسام الدین ۔ دیکھئے السامرائی
حسان بن ثابت ۲۵۲
الحبہ (اصطلاح) ۴۹ ۔ ۶۹، ۷۵، ۷۸، ۷۹
الحبہ فی الاسلام (ابن تیمیہ) ۲۹، ۳۳، ۳۴، ۵۶، ۹۶، ۳۹۳، ۳۹۵، ۳۹۶، ۴۰۷، ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۲۴، ۴۳۳، ۴۳۶، ۴۳۸
حسن ابراہیم حسن ۲۸۲
حسن بصری ۸۸، ۱۴۴، ۱۹۰
حسن بن وہب ۲۷۱
حسن المحاضرہ ۴۳۷
الحسین بن احمد بن محمد بن زکریا ۴۴۴
حسین خان میرزا ۳۱۲
حضرموت ۲۴۲، ۲۴۶
حضری محمد بک ۱۰۲
حطیہ ۲۴۱، ۲۵۲
حفصہ بنت عبدالرحمن ۲۱۲
حق تپان (مالیاتی اصطلاح) ۲۹۷
حق قنطار (مالیاتی اصطلاح) ۲۹۷
حقوق اللہ ۱۵۲، ۱۵۹، ۱۸۰۔۱۹۶، ۲۰۷، ۲۴۸، ۳۹۶
حقوق العباد ۱۰۴، ۱۵۲، ۱۵۹، ۱۹۷۔ ۲۰۷، ۲۴۸، ۳۸۶، ۳۸۷
حقوق مشترکہ ۱۵۹، ۲۰۷۔۲۳۴، ۲۴۸، ۳۸۶، ۳۸۷
الحکم امیر ۳۰۴، ۳۰۵
الحکم الاول ابو المظفر المرتضیٰ ۴۴۷
حکم بن ایوب ۲۱۰
حکم بن ہشام ۳۰۳
حلال و حرام ۲۳۷
حلب ۱۰۳
حلف الفضول ۱۲۸
حمیداللہ، محمد ڈاکٹر ۳۹۴، ۴۳۶
حنابلہ ۴۲۱
حواجا ۴۱۹
حیدر آباد ۴۲۲
حیدر ایس ایم، ڈاکٹر ۳۵۸

(خ)

خاشقجی صدقہ حسن ۳۶۰، ۴۰۸
خالد بن سالم ۲۶۰
خالد بن سعید بن العاص ۲۴۲
خانواس مولانا، محتسب ۳۳۶
خدا بخش ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۲۸
خراج ۱۲۳، ۲۶۵، ۲۶۷
خراسان ۱۲۳، ۲۴۸، ۲۵۵، ۲۶۸، ۲۶۹
الخزانۃ الشرقیہ ۳۹۹
خسرو ۔ دیکھئے امیر خسرو
الخصاف ۴۱۹
خط ہمایوں ۲۹۷
خطیب (منصب) ۷۶، ۳۰۹، ۳۳۲
خطیب بغدادی ۲۶۵، ۲۷۱
خطیب تبریزی ولی الدین ۳۹۶
الخلاف ۴۲۱
خلافت ہسپانیہ (انتظام اللہ شہابی) ۴۴۸
خلجی جلال الدین ۳۳۰، ۳۱۹، ۳۲۳
خلجی، علاء الدین سلطان ۱۰۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۵، ۳۲۸
خلجی مبارک شاہ ۳۲۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلفائے راشدین ۷۵، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۲۸، ۱۹۲، ۲۱۶،
۲۴۶-۲۵۵، ۳۲۰، ۳۵۲، ۳۶۲، ۳۸۹، ۳۹۱،
خلق قرآن ۲۳۱
خلیفہ حاجی ۶۱، ۶۲، ۱۴۴،
خلیفہ مصطفیٰ ابن عبداللہ ۴۰۷
الخمر، محمد بن عبدالجابل ۳۶۰
خمس ۳۰۸، ۳۱۱، ۳۱۳
خمینی آیت اللہ ۳۱۴، ۳۹۰
خوارج ۸
خوارزم شاہی دور ۳۰۷
خیر بن نعیم قاضی ۲۵۷

(د)

الداخل عبدالرحمٰن الاول ۳۰۴، ۴۴۷
داد بک (منصب) ۱۰۹
دارالحرب ۲۵۱
دارالحبہ ۲۸۰
دارالسلام (اصطلاح) ۱۸۳، ۱۹۹، ۳۲۰
دارالشرک (اصطلاح) ۱۸۳
دارالضرب (ادارہ) ۱۰۳
دارالعوام انگلستان ۳۵۴
دارالعیار (ادارہ ۶۷، ۱۰۳
دارالمحاسبہ والمواریث ۶۷
الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن ۴۰۱
داروغہ (منصب) ۳۱۱
دامغہ رسمی (مالیاتی اصطلاح) ۲۹۷
دانش مند (عہدہ) ۲۹۱
داود علیہ السلام ۲۱
داود قیصری ۲۹۲
داودی مقبول انور ۴۰۰
داہر راجہ ۳۱۵
دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) ۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۳، ۴۱۶،
۴۴۴، ۴۴۵
دبیر (عہدہ) ۳۳۴
دجیل ۱۰۲، ۱۰۳
دروغ گوئی ۳۰۲
دریائے جیحوں ۳۰۷
دریائے سندھ ۳۰۷
دریائے فرات ۳۰۷
الدس (اصطلاح، ادارہ) ۱۰۳
دستور العلماء (عبدالنبی احمد نگری) ۴۲۱
دفتردار (منصب) ۲۹۰
دکن ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۹۴، ۳۹۶، ۳۹۷، ۴۲۱، ۴۳۶
دلیل خان بلوچ: دیکھئے نواب فوجدار خان
دمشق ۲۵۶، ۲۶۴، ۲۷۹، ۳۰۰، ۳۱۵
دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ۴۳۶
الدوانی، جلال الدین محمد بن اسعد ۶، ۳۹۴
دول الاسلام (ذہبی) ۴۴۱
دولت مغلیہ کی ہیئت مرکزی ۳۳۸
الدولۃ نظام الحبہ عند ابن تیمیہ (محمد المبارک) ۴۰۸
دومتہ الجندل ۲۴۶
دہلی ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۳۴، ۳۱۹ - ۳۲۲، ۳۲۴،
۳۲۶-۳۲۹، ۳۴۰، ۳۴۲، ۳۴۴، ۳۴۷، ۳۹۷، ۴۰۰،
۴۱۱، ۴۱۵، ۴۴۲، ۴۴۸
دھوکہ دہی ۸۹، ۲۰۷، ۲۲۴، ۲۴۳
دیت ۱۶۰، ۲۳۳
دیوان الحبہ ۲۸۰
دیوان سیاست ۱۰۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیوان المظالم ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۲۷-۱۳۹، ۲۵۶، ۳۲۱، ۳۲۴، ۳۳۱، ۳۴۰-۳۴۲، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۸۵

دیوان النظر فی المظالم (ادارہ) ۳۲۹

(ڈ)

ڈاکہ زنی ۱۲۶

ڈنمارک ۷۸، ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۹۱

ڈیلی نیوز (اخبار) ۲۹۸

(ذ)

ذخیرہ اندوزی ۷۲، ۷۳، ۲۸۲، ۳۰۳

ذخیرۃ الملوک (سید علی ہمدانی) ۲۹، ۳۰، ۳۲، ۳۳، ۳۹۷، ۴۲۱

ذمی ۲۳۲، ۲۶۸، ۳۰۶، ۳۲۴

ذوی القدر یار جنگ نواب ۴۴۸

ذہبی ۴۴۱

(ر)

راجر (بادشاہ) ۱۲۹

رازی، فخر الدین ۹، ۸۴، ۸۵، ۱۵۰، ۳۹۵، ۴۱۱، ۴۲۰

رافضی ۲۳۱

راورٹی ۴۱۵

الرائد (جبران مسعود) ۴۰۸

ربیعہ بن امیہ بن خلف ۲۱۷

رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ (الدمشقی) ۴۱۹

الرسالہ (امام قشیری) ۱۶۱

رسالہ الحبہ فی الاسلام ۔ دیکھئے الحبہ فی الاسلام

رسالہ در منصب امامت (شاہ اسمٰعیل شہید) ۵

رسالہ فی القضاء و الحبہ (ابن عبدون الاشبیلی) ۲۵، ۳۹۹

رسم قپان (مالیاتی اصطلاح) ۲۹۷

رسومات احتسابیہ (تجارتی جہازی ترسیل ٹیکس) ۲۹۷

رشوت ستانی ۱۴۵، ۲۹۴، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۳۲، ۳۹۱

رشید الدین ۔ دیکھئے وطواط

رشید رضا ۳۹۶

رضا شاہ پہلوی ۳۹۰

رضا شاہ کبیر پہلوی ۳۱۳

رضیہ سلطانہ ۳۲۲، ۳۲۷

رقادہ ۲۷۹

الرقہ ۱۳۲

رکن الدین ۔ دیکھئے علاء الدولہ

رمضان میں برسر عام کھانا پینا ۷۶، ۱۸۷، ۱۸۸

روزنتھال (Rosenthal) ۵۸، ۵۹، ۳۹۳، ۴۰۷

روزہ ۱۵۲، ۱۸۸، ۲۳۷، ۳۸۶

رونارٹ (Nandy Ronart) ۷۷

رویت باری ۲۳۱

رہتک ۴۱۵

رے ۴۱۸

ریاست ۳۶۶، ۳۸۱، ۳۹۴

ریکونر (Reckoner) ۷۴، ۷۵

(ز)

زبرقان بن بدر ۲۵۱

زبید ۲۴۷

الزبیدی، ابوبکر محمد بن الحسین ۲۹، ۱۵۹، ۲۱۸، ۴۰۵، ۴۱۹، ۴۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زبیر بن العوام ۲۴۴
زکوۃ ۴۹۔۵۲، ۱۵۲، ۱۸۷۔۱۸۹، ۲۳۷، ۲۴۴، ۳۰۸،
۳۱۱، ۳۱۳، ۳۸۶، ۴۰۵، ۴۰۶
زنا ۲۴۹، ۳۰۳
زہیر طحان ۲۰۴
زیاد بن ابی سفیان ۱۸۲، ۲۵۵، ۲۵۶
زیاد بن ابیہ ۱۲۲
زیاد بن صبیح الحق ۱۹۴
زیاد بن عبید ۲۱۸
زیاد بن لبید انصاری ۲۴۲، ۲۴۷
زید بن ثابت ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۴۹
زین العابدین شیخ ۳۲۹

(س)

ساسانیہ ۳۱۶
ساقی مستعد خان ۳۴۶
سالم ۲۴۲
السامرائی حسام الدین ۳۵، ۳۶، ۴۰۰
سانگھ ہل ۳۹۶
سائب بن زید ۲۴۹
السبکی تاج الدین عبدالوہاب ۲۹
سپرنٹنڈنٹ پولیس (منصب) ۱۲۰
سپین ۲۶۱، نیز دیکھئے اندلس
سٹیفن (Stephan) ۷۷
سجاد میرٹھی زین العابدین قاضی ۴۰۷
سجدہ قبور ۲۳۱
سجز ۳۰۶
السجزی خلیل بن احمد بن محمد قاضی ۴۱۹
السراج ابونصر ۱۶۱
سراج جنیدی شیخ ۳۲۹
سرحد ۳۴۷، ۳۹۰
سرخسی، شمس الدین امام ۱۰۹، ۴۱۵
سردار محمد اقبال وفاقی محتسب ۳۶۹، ۳۷۳، ۳۷۶،
سرقہ ۲۴۹
سزا ۱۰۱، ۱۸۶، ۱۸۸، ۱۹۲، ۲۲۵، ۲۲۹،
۲۴۳، ۲۸۴
سزائے موت ۲۹۴
سسلی ۱۲۹
سعد بن ابی وقاص ۱۲۸، ۲۵۰، ۲۵۳
سعودی عرب ۷۸، ۸۳، ۳۵۲، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۹۱
سعید بن جبیر ۱۶۶
سعید بن العاص ۲۴۵، ۲۵۳
سعید خان چغتائی ۳۴۳
سعید الخیر ۳۰۴
سفرنامہ قاضی تقی متقی ۳۲۲
السقطی المالکی ۲۹، ۳۹۹
سکنڈے نیویا ۳۵۱، ۳۵۳، ۳۶۳، ۳۹۱
سلاجقہ ۲۹۱، ۲۹۷
سلاطین، دہلی ۱۰۵، ۱۰۹، ۱۳۴
سلمان بن ربیعہ الباہلی ۲۴۹
سلوک الملوک ۳۳۹
سلیم اول سلطان ۲۹۲، ۲۹۶، ۴۴۶
سلیم ثانی سلطان ۲۹۶، ۴۴۶
سلیم ثالث ۴۴۶
سلیم شہزادہ ۔ دیکھئے جہانگیر نور الدین
سلیمان اعظم ۔ دیکھئے قانونی
سلیمان اول سلطان ۲۹۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلیمان بن عبد الملک ۲۵۸
سلیمان بن وہب ۲۷۱
سلیمان ثانی ۴۴۶
سمرا بنت نہیک الاسدیہ ۱۷۸
سمرقند ۲۵۹، ۲۶۰، ۴۱۹
السنامی، ضیاء الدین قاضی ۲۹، ۳۳، ۶۰، ۶۱، ۳۲۷، ۳۹۳، ۴۰۰، ۴۰۷
سنجاق (اصطلاح) ۲۹۰
سندلی (منصب) ۲۹۵
سندھ ۲۵۶، ۳۱۵، ۳۱۶، ۴۴۸
سنڈبری ۳۵۸
سنسر (Consor) ۷۴
سنن ابن ماجہ ۴۰۱، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۱۱، ۴۲۶، ۴۲۷
سنن ابی داود ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۱۰، ۲۱۹، ۳۹۷، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲
سنن الدارمی ۴۰۲، ۴۰۵
سنن نسائی ۴۰۱، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۱۱
سنن نسائی بشرح السیوطی ۴۳۶
سواد ۲۶۷
سود ۲۲۳
سوڈان ۳۵۲، ۳۶۰، ۳۹۱
سوری شیر شاہ ۳۳۶۔۳۳۸
سویڈن ۷۰، ۷۸، ۳۵۲۔۳۵۴، ۳۹۱
سہل بن معبد ۲۱۸
السیاستہ الشریعہ ۳۹۳
السیاسیات المدنیہ ۳۹۴
سیاست نامہ طوسی ۳۰، ۳۱، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۹۷، ۴۱۲
سیبویہ النحوی ۱۳۲
السیرافی ابو سعید قاضی ۴۱۹
سیرۃ ابن ہشام ۴۳۶
سیرۃ عمر بن الخطاب (ابن جوزی) ۴۳۸
سیرۃ عمر بن عبد العزیز (ابن جوزی) ۴۳۹، ۴۴۰
السیرۃ المحمدیہ (ابن ہشام) ۳۹۴
سیستان ۴۱۵
سیلون ۳۵۲
سینسوریٹ (ادارہ) ۳۵۲
السیوطی، جلال الدین ۸۴، ۲۴۳، ۲۴۹، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۷۱۔۲۷۴، ۴۳۹، ۴۴۳

(ش)

شاخت جوزف ۴۰۷
شاردون (Chardin) ۳۰۹، ۳۱۰
الشاطبی ابو اسحٰق ابراہیم ۳، ۳۹۳
شافعی امام ۱۴۷، ۱۷۹، ۱۹۱، ۲۲۱، ۲۳۰
شام ۲۹، ۳۰، ۶۵، ۲۴۸، ۲۶۹، ۲۸۳، ۴۰۰
شاہ اسمٰعیل شہید ۵
شاہ اوحد، بدر الدین چشتی القادری ۱۱۲
شاہ بدر الدین ۱۱۲
شاہ خوب اللہ الٰہ آبادی ۱۱۲
شاہ رخ ۳۰۸
شاہ عبد اللہ جنیدی ۱۱۲
شاہ عبد العزیز ۵
شاہ کریم اللہ قادری ۱۱۲
شاہ نور اللہ گجراتی ۱۱۲
شاہ ولی اللہ دہلوی ۵، ۸، ۱۱۱، ۱۴۵، ۲۴۸
شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات (مرتبہ خلیق احمد نظامی) ۴۱۸
شاہجہان ۲۲، ۱۳۳، ۳۳۸، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۹۷
شاہجہان آباد ۱۰۵، نیز دیکھئے ۔ دہلی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شبلی نعمانی ۲۵۰
شراب ۲۱۹۔ ۲۲۱، ۲۳۱، ۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۷۴، ۲۸۴، ۲۸۷، ۲۹۳، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۷، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۲۳، ۳۳۰
شراب فروشی ۷۳
شراب نوشی ۷۲، ۷۳، ۲۰۷، ۲۱۶، ۳۰۲، ۳۰۸، ۳۲۷، ۳۳۰، ۳۳۹، ۳۸۷
شرائع الاسلام ۴۲۱
شرح مسلم (النووی) ۴۳۶
شرطہ ۶۶، ۷۳، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۹۔ ۱۲۶، ۱۳۶، ۱۴۸، ۱۴۹، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۴۸۔ ۲۵۰، ۲۶۱، ۲۸۱، ۲۹۵، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۱۳، ۳۲۱، ۳۳۵، ۳۶۶، ۳۴۲، ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۵۸، ۳۸۴۔ ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۲، ۴۱۹
شرطی (جیب تراش) ۱۲۱
شرف الدین بن نصیر الدین ۔ دیکھئے نرخی جی
شرف نامہ (عبداللہ مروارید) ۳۰۸
شروانی عباس خان ۳۳۶
شریح قاضی ۱۰۰، ۲۴۹
شذور العقود فی ذکر النقود (المقریزی) ۲۹، ۲۸۳، ۴۴۵
شعبی امام ۲۵۶
شفاء انصاریہ ۱۷۸
شفیع الرحمٰن جسٹس ۳۷۶
شوافع ۱۸۳، ۱۸۴، ۲۳۰، ۴۲۱
شوریٰ ۲۴۸، ۲۵۵
الشوکانی ۴۱۹
شہاب الدین ۔ دیکھئے النویری
شہاب الدین ابو عبداللہ ۔ دیکھئے یاقوت حموی
شہاب الدین احمد ۔ دیکھئے المقری
شہابی انتظام اللہ ۴۴۸
شہر امینی (منصب) ۲۹۷، ۲۹۸
شہر بن باذان ۲۴۲
الشیبانی یحییٰ بن سعید ۱۳۲
شیرار سلان ۲۶۵
شیخ الاسلام (منصب) ۲۹۱۔ ۲۹۳، ۲۹۷۔ ۲۹۹، ۴۴۷
شیخین (ابو بکرؓ، عمرؓ) ۱۹۵
شیدا بیگ کوکلتاش ۳۴۵
شیراز ۳۱۲
شیرازی عبدالحق ۴۳۷
الشیزری عبدالرحمٰن بن نصر ۳۰، ۳۳۔ ۳۶، ۴۰۰، ۴۰۶
شیعہ ۔ دیکھئے اہل تشیع
الشیعی ابو عبداللہ ۴۴۴
شیعیت ۲۸۵

(ص)

صاحب ابن عباد ۳۰
صاحب الاحداث (منصب) ۲۵۰
صاحب السوق ۳۰۱، ۳۸۹
صاحب شرطہ ۱۲۰۔ ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۳۰۲، ۴۱۹
صاحب اللیل ۳۰۲
صاحب المدینہ ۱۲۰، ۳۰۲
صاحب المظالم ۳۸۹
صبح الاعشیٰ فی صناعۃ الانشاء ۲۹، ۳۰، ۳۳، ۲۸۰، ۲۸۱، ۴۱۳، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۴۴، ۴۴۵
صبیغ بن عسل ۲۵۲
الصحاح (الجوہری) ۴۲۱
صحاح ستہ ۳۹، ۴۰۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم ۴۳۶ نیز دیکھئے الجامع الصحیح (المسلم)
صحیحین ۱۱، ۱۸، ۴۰۱
صدر (منصب) ۱۳۱، ۳۳۲
صدر اعظم ۲۹۰
صدر جہاں (منصب) ۱۰۷۔۱۰۹
صدر الصدور ۱۰۵، ۳۳۶، ۳۴۱
صدف ۲۴۲
صدقۃ التطوع ۴۰۵
صدقہ حسن ۔ دیکھئے خاشجی
صدقات و خیرات ۱۸۹، ۲۶۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۱، ۳۸۶
صدہ ۳۲۸
صدیقی منظور الحق پروفیسر ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۸
صفویہ ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۱
صلوۃ ۔ دیکھئے نماز
صفاء ۲۴۲، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۷۹
صوم ۔ دیکھئے روزہ

(ض)

الضبی، محمد بن حسان ۱۳۲
ضیاء الحق محمد، جنرل ۳۶۶
ضیاء الدین ۔ دیکھئے السنامی
ضیاء الدین قاضی القضاۃ ۱۰۸
ضیاء عبد القوی ۴۴۸

(ط)

طاہر بن حسین ۱۲۳
طائف ۲۴۶، ۲۴۷
طباطبائی، میر جعفر سید محتسب الممالک ۳۰۹، ۳۲۹، ۳۳۱
طبرستان ۲۸
طبری ابن جریر ۱۷۹، ۲۴۸، ۲۵۷، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۸، ۲۷۱، ۲۷۹
طبقات ابن سعد ۴۳۶ ۔ ۴۴۰
طبقات اکبری ۳۲۴
طبقات الفقہاء ۴۳۷
طبقات ناصری (منہاج سراج جوزجانی) ۴۱۵
الطرق الحکمیہ فی السیاستہ الشرعیہ ۲۹، ۳۰، ۳۴، ۱۶۳، ۱۶۹، ۴۰۷۔ ۴۰۹، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۲۳
طروب ملکہ ۳۰۵
طلاق ۱۰۰، ۱۳۵، ۲۱۵، ۲۳۷، ۴۲۸
طلاق بائن ۱۹۵، ۱۹۶، ۴۲۸
طنطاوی، علی علامہ ۹، ۴۳۸
طوائف گردی ۳۰۲
طورسون، اوہ یا بی شیخ، فقیہ ۲۹۲
طوسی، ابن الفضل ۲۷۰
الطوسی ابو جعفر نصیر الدین محمد بن محمد ۶، ۳۹۴
طوسی، حمید ۲۷۰
الطوسی، نظام الملک ابو علی الحسن بن اسحق ۳۱، ۸۹، ۳۱۶
طولونیہ ۲۷۹
طہارت ۱۸۶
طہماسپ (بادشاہ) ۳۰۹

(ظ)

الظافر ابو المنصور اسمٰعیل ۴۴۴
الظاہر ابو الحسن علی ۴۴۴
ظاہر بامراللہ ۲۷۵، ۲۷۶
ظفر خان علاء الدین حسنی ۔ دیکھئے بہمن شاہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ع)

عابد ظفر آبادی خواجہ ۳۲۶
عادل خاں شہزادہ ۳۳۷، ۳۳۸
عادل شاہ محمد سلطان ۳۳۳
عادل شاہیہ ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۹۰
عارض ممالک (عہدہ) ۳۲۱
عارف، صدر الدین قاضی ۱۰۸
العاضد ابو محمد عبداللہ ۴۴۴
عالمگیر اورنگ زیب ۱۱۳، ۱۳۴، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۹۰، ۳۹۷
عالمگیر ثانی ۱۰۶
عالمی ادارہ محتسب (البرٹا) ۳۵۸
عامل السوق ۳۸۹
عائشہ صدیقہ ۴۶، ۸۷، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۶، ۲۱۲، ۲۲۲، ۲۸۱، ۴۲۸
عبادات ۲۳۷
عباس (شاہ ایران) ۳۰۹
عباسیہ ۷۵، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۹۷، ۲۶۴، ۲۸۲، ۲۹۰، ۳۰۶، ۳۱۵، ۳۲۰، ۳۴۴، ۳۵۲، ۳۶۲، ۳۸۵، ۳۸۹، ۴۴۷
عبدالاول قاضی ۱۱۰
عبداللہ بن احمد بن حنبل ۴۰۱
عبداللہ بن حارث ۱۹۵
عبداللہ بن الحکم ۲۵۹
عبداللہ بن عامر ۴۲، ۲۵۳
عبداللہ بن عباس ۹، ۱۵۶
عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی ۲۴۹، ۲۵۰
عبداللہ بن عجلان ۲۶۰
عبداللہ بن عمر ۲۱، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۴۳
عبداللہ بن عوف ۲۱
عبداللہ بن محمد الاول ۴۴۸
عبداللہ بن مسعود ۱۹، ۱۹۵، ۲۴۹
عبداللہ بن ہارون ۔ دیکھئے مامون الرشید
عبداللہ شیخ محتسب قاضی ۱۱۱ ۔ ۱۱۳
عبداللہ قطب شاہ ۳۳۴
عبداللہ کرمانی محتسب ۳۰۸
عبداللہ مروارید ۳۰۸
عبدالجبار قاضی ۲۶۶
عبدالحسین میرزا، محتسب الممالک ۳۰۹
عبدالحق مولوی ۴۰۹
عبدالحلیم جنس ۳۶۵
عبدالحمید (دائی کوفہ) ۲۵۹
عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید ۴۱۹
عبدالحمید خان اول سلطان ۴۴۶
عبدالحمید لاہوری ملا ۳۹۷
عبدالرحمٰن الاول ۔ دیکھئے الداخل
عبدالرحمٰن بن ابی بکر ۱۹۳
عبدالرحمٰن بن ربیعہ ۲۴۹
عبدالرحمٰن بن عوف ۱۲۱، ۲۱۷، ۲۴۶، ۲۴۸
عبدالرحمٰن بن معاویہ بن خدیج ۱۰۴، ۱۲۴
عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام ۴۴۷
عبدالرحمٰن بن نصر ۔ دیکھئے الشیزری
عبدالرحمٰن بن یزید ۱۲۹
عبدالرحمٰن الثالث ۳۰۰، ۴۴۷
عبدالرحمٰن الثانی بن الحکم الاول ۳۰۵، ۴۴۷
عبدالرحیم قاضی ۱۱۰، ۱۱۳
عبدالرشید قاضی ۱۱۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبد الصمد شیخ قاضی ۱۱۳
عبد العزیز (سلطان ترک عثمانی) ۴۴۶
عبد العزیز بن مروان ۱۰۴، ۱۲۴
عبد المجید قاضی و مفتی ۱۱۱
عبد المجید مفتی و محتسب ۱۱۱
عبد الملک (خلیفہ) ۱۲۱، ۱۲۸، ۱۲۹، ۲۵۶-۲۵۸
عبد النبی احمد نگری ۴۲۱
عبدہ مفتی ۹، ۸۴، ۸۵، ۸۹، ۹۱، ۳۹۶
العبر و دیوان المبتداء و الخبر (مقدمہ ابن خلدون) ۲۹،
۳۳، ۳۹۳، ۴۰۷، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۲۹، ۴۳۱، ۴۴۴، ۴۴۸
عبرت نامہ اندلس ۴۴۸
عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان ۱۳۰
عتاب بن اسید ۲۴۲، ۲۴۷
العتبی ۳۲۴
عتبہ الکتبہ (الجوینی) ۳۰، ۴۴۸
عثمان بن ابی العاص ۲۴۷
عثمان خان اول ۲۹۰، ۲۹۲، ۴۴۶
عثمان خان ثانی سلطان ۴۴۶
عثمان علی شاہ جنس ۳۷۷
عثمان غنی ۲۴۶، ۲۵۲، ۲۵۳، ۳۸۹
عثمانیہ ۔ دیکھئے ترکان عثمانی
عجائب الاسفار (ابن بطوطہ) ۳۲۲
عدت ۲۱۲
عدلیہ ۹۶
عراق ۱۰۱، ۲۵۵، ۲۷۹
العربی (کویت) ۴۲۹، ۴۳۰
عرض الجیش (اصطلاح، ادارہ) ۱۰۳
عرف ۲۰۳، ۲۱۰، ۲۹۰
عقائد ۱۵۲، ۲۳۷
عقد ۔ دیکھئے نکاح
عقد الفرید ۴۴۲
عرنوس ۱۴۶، ۱۷۹، ۴۱۳، ۴۱۹، ۴۲۵
العزیز خلیفہ ابو منصور فاطمی ۲۸۳، ۴۴۴
عصامی ۳۲۰
عصمت فروشی ۳۰۲
عظیم الدین محتسب ۱۱۳
علاء بن حضرمی ۲۴۲
علاء الدین ابو الحسن علی بن خلیل الطرابلسی ۱۰۲
علاء الدین ثانی (بہمن) ۳۳۰
علاء الدولہ رکن الدین ۳۰۸
علائی شیخ ۳۳۸
العلم باشارات اصل الالھام (ابن العربی) ۴۲۲
علماء سو ۱۹۰
علمی اردو لغت ۴۰۹
علوی مصطفیٰ حسن ڈاکٹر ۴۱۷
علی استر آبادی میر سید، محتسب الممالک ۳۰۹
علی اکبر قاضی ۱۰۵، ۱۱۱
علی بن ابی طالب ۱۰۰، ۱۷۲، ۱۹۰، ۲۱۸، ۲۴۲، ۲۴۶،
۲۴۸، ۲۵۴، ۲۸۳، ۲۸۴، ۳۸۹
علی بن الدامغانی قاضی ۱۰۴
علی بن عبد العزیز (قاضی رے) ۴۱۹
علی بن عیسیٰ ۲۶۸
علی بن عیسیٰ بن الجراح ۱۳۰
علی بن المحسن التنوخی قاضی ۱۰۳
علی بن محمد التنوخی ۱۰۳، ۱۳۱
علی رضا امام ۲۶۹
علی عادل شاہ ثانی ۳۳۲
علی گڑھ ۴۱۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علی نوشگین ۳۱۶ ـ ۳۱۸
علی ہمدانی سید ۲۲، ۲۹، ۳۳، ۱۵۲
عماد الدین قاضی ۱۱۰، ۱۱۱
عماد شاہیہ ۳۳۱
عمران بن الحصین ۲۴۹
عمرؓ بن الخطاب ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۲۱، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۵۸، ۱۷۸، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۵ ـ ۲۱۹، ۲۴۵، ۲۴۶ـ۲۵۲، ۲۵۸، ۲۸۳، ۳۸۹،
عمر بن عبدالعزیز ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۴۶، ۲۵۸ـ۲۶۲، ۴۳۹
عمر بن عبدالعزیز ثانی ـ دیکھئے ظاہر باللہ
عمرو بن حزم ۲۴۲
عمرو بن العاص ۱۲۱، ۱۲۸، ۲۴۲، ۲۵۱، ۲۵۵
عمرو بن عثمان بن قنبر ـ دیکھئے سیبویہ النحوی
عمرو بن مسعدہ ۲۷۰
العمری، ابن فضل اللہ ۳۲۵
عنایت اللہ مولوی ۴۴۸
العواصم ۱۳۲
عودہ عبدالقادر ۴۲۲
عیاض بن موسیٰ مالکی قاضی امام ۴۰۱
عیدین ۳۸۶

(غ)

غازان خان ۳۰۷
غازی محمود احمد ڈاکٹر ۱۱۵، ۱۱۷، ۳۵۲
الغزالی ابو حامد محمد امام ۱۷، ۱۹، ۲۹، ۳۱، ۳۲، ۵۱، ۵۲، ۶۴، ۸۳، ۸۶، ۸۸، ۹۰، ۱۴۳، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۵ـ۱۶۷، ۱۷۱، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۱، ۲۰۷، ۲۱۷ـ۲۲۰، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۵۹، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۱۸، ۴۳۲
غزنی ۳۱۹
غسل جنابت ۱۸۷، ۱۸۸
غش و تدلیس ۱۱۵، ۲۲۴
غلام حسن قاضی ۱۱۱
غوری، شہاب الدین محمد ۳۱۹
غیلان دمشقی ۲۶۰

(ف)

الفاتح محمد سلطان ۲۹۲، ۴۴۶
فاخر الہ آبادی شاہ محمد ۱۱۲
الفارابی ابو النصر محمد بن محمد ۶، ۱۹، ۱۶۱، ۳۹۴، ۳۹۷
فارس ۲۴۸، ۲۶۰
الفاروق (شبلی نعمانی) ۴۳۷، ۴۳۸
الفاروق عمر (محمد حسین ہیکل ۴۳۸
الفاطمیون فی المصر ۴۴۵
فاطمیین مصر ۷۵، ۱۲۶، ۲۷۸ـ۲۸۸، ۳۵۲، ۳۶۲، ۳۸۵، ۳۸۹
فاطمہ بنت قیس ۱۹۶، ۴۲۸
الفائز ابو القاسم ۴۴۴
فتاویٰ جہانداری (برنی) ۳۹۳
فتاویٰ غیاثیہ ۲۶۲، ۴۴۰
فتح علی شیخ ۱۰۶
فتوح البلدان ۴۳۹
فحاشی ۷۲
فخر الدین کوفی قاضی ۳۲۱
فخر مدبر ۳۲۰، ۳۲۱
الفخری ۴۴۱ ـ ۴۴۳
الفراء ـ دیکھئے ابو یعلی محمد بن الحسین الحنبلی
فرخ نگر ۱۱۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرشتہ ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۵، ۳۲۹، ۴۱۵
فرقہ واریت ۳۲۷
فرہاد پاشا ۲۹۴
فرہنگ آصفیہ ۴۰۸
فرہنگ فارسی ۴۰۸
فرہنگ نظام ۴۰۹
الفصل فی الملل (ابن حزم) ۲۹، ۳۹۴
فصول المدنی (الفارابی) ۳۹۷، ۳۹۸
فضل اللہ مفتی ۔ دیکھئے ماہرو
فضل بن ربیع ۲۶۶
الفضل بن سہل ۔ دیکھئے ابو العباس الفضل
فضلی، فضل قادر ۴۰۸
الفقہ الاکبر معہ شرح ملا علی القاری ۴۲۰
فقہ جعفری ۲۸۳
الفقہ علی المذاہب الاربعہ (الجزری) ۴۲۱
فکر و نظر (مجلہ) اسلام آباد ۴۱۶
فلپس پروفیسر ۳۵۲
فلسطین ۲۴۸
فناری شمس الدین ملا، شیخ الاسلام ۴۴۷
الفنسٹن ۳۲۱
فن لینڈ ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۹۱
فواد محمد عبد الباقی ۳۹
الفوز الاصغر (ابن مسکویہ) ۳۹۸
الفہری یوسف بن عبد الرحمن ۴۴۷
فی التشریع الاسلامی (احمد خلیل) ۴۲۲
فیروز الدین مولوی ۴۰۹
فیروز شاہ (بہمنی سلطان) ۳۲۹
فیروز اللغات (اردو) ۴۰۹
فیروز اللغات (عربی ۔ اردو) ۴۴۵
فیروزہ ۱۰۵

(ق)

قادن شیخ ۱۱۱
قادن مفتی ۱۱۱
قادونہ (Kaduna) ۳۵۹
قاسم ۳۴۵
قاضی ۶۷، ۷۰، ۷۱، ۹۷۔۱۱۸، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۴۔ ۱۳۸، ۱۴۵۔۱۴۷، ۱۶۲، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۱، ۱۹۲، ۲۰۸، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۵، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۸۶، ۲۹۲، ۲۹۷، ۳۰۰۔۳۰۵، ۳۱۶، ۳۱۸، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۴۔۳۳۷، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۸۴۔ ۳۸۶، ۳۹۰، ۳۹۲، ۴۳۹، ۴۴۷
قاضی عدالت ہائے شرعیہ مصر (عرنوس) ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۷، ۴۱۸
قاضی عساکر ۱۳۴، ۲۹۰۔۲۹۲، ۳۴۰
قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۷۔ ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۳۰، ۱۳۳، ۲۷۸، ۲۸۶، ۳۰۳، ۳۳۲، ۳۳۴، ۳۳۹۔۳۴۱، ۳۴۶، ۳۵۳
قاضی محمد ۱۱۰
قاضی مظالم ۱۳۴، ۳۴۰
قاضی ممالک ۱۳۲، ۳۲۱، ۳۴۶
قاموس المحیط ۱۲۱، ۴۱۶
قانون احتساب ۷۷
قانون عام ۱۰۵، ۱۲۸
قانون نامہ لری ۲۹۲، ۲۹۵
قانونی، سلیمان اعظم ۲۹۰، ۲۹۴، ۴۴۶
قاہر باللہ ۲۷۴
قاہرہ ۲۶۴، ۲۷۹۔ ۲۸۱، ۲۸۴، ۳۰۰، ۳۹۶، ۴۰۰،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۲۳
القائم، ابو القاسم محمد ۴۴۴
قبۃ المظالم ۲۷۲
قبلہ ۱۸۷
قبلائی خان منگول شہنشاہ ۳۵۲
قپان ۔ دیکھئے حق قپان اور رسم قپان
قتل ۱۲۶
قتل گاہیں ۱۲۳
قتیل ۴۱۹
قتیبہ بن مسلم ۲۵۹
قدامہ بن مظعون ۲۵۰، ۲۵۲
قرات ۲۰۸، ۳۸۸
قرامطہ ۳۲۷
قرطبہ ۱۰۳، ۴۴۷
القرطبی، ابو الولید محمد بن احمد بن رشد ۱۷۹، ۴۱۹
القرطبی محمد بن ابان حافظ ۴۱۹
القرطبی، محمد بن سعد محتسب ۲۶۴، ۲۷۹
القرطبی، محمد بن عبداللہ ۴۲۲
قریشی، اشتیاق حسین ڈاکٹر ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۲۷، ۱۳۴، ۳۴۶، ۴۱۳
قسطنطنیہ ۳۹۵
القشیری امام ۱۶۱
قصاص ۱۰۲، ۱۶۰، ۲۳۳، ۳۴۲، ۳۴۳
قضاء (محکمہ) ۹۸ ۔ ۱۱۹، ۱۲۸، ۲۴۱، ۳۰۱، نیز دیکھئے قاضی
قضاو قدر ۲۶۰
قضایا و خصومات ۱۰۶
القضاء و القضاۃ ۴۴۱
قطب شاہ محمد ۳۳۳، ۳۳۴
قطب شاہیہ ۳۳۱، ۳۳۳، ۳۹۰
قطر المحیط (البستانی) ۴۰۴، ۴۰۹
القلقشندی احمد بن علی ۲۹، ۳۰، ۳۳، ۱۰۰، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۳۲، ۲۷۹، ۳۲۵، ۴۳۵
قم ۳۹۳
قمار بازی ۷۳، ۳۰۲، ۳۳۹
قمار خانے ۱۲۶
قمسرین ۱۳۲
قنطار ۔ دیکھئے حق قنطار
قنوت پڑھنا ۱۸۶
قوام الدین قاضی ۱۱۰
قوانین احتساب ۳۰۱
قول او غلانلری (اصطلاح) ۲۹۵
قید خانے ۱۲۳

(ک)

کاتو میر ۳۹۳
کاشفی حسین واعظ ملا ۶۳، ۶۴، ۸۹، ۴۰۸
الکافی ۴۲۱
الکامل فی التاریخ ۴۳۸، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۳
کانپور ۴۱۵
کانسٹیبل (عہدہ) ۱۲۱، ۱۲۳
کاہن ۲۳۸
کبیر الدین، میر عدل ۱۱۰
کتاب الاسماء والصفات ۴۰۳
کتاب التعریفات (الجرجانی) ۴۲۰، ۴۲۱
کتاب الحبہ (ابن عبدالہادی) ۳۰
کتاب الفصل فی الملل و الابواء و النحل ۔ دیکھئے الفصل فی الملل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب فی آداب الحبہ (السقطی المالکی) ۲۹، ۳۹۹
کتاب اللمع فی التصوف ۱۶۱
کتاب الوزراء ۱۲۹
الکتانی، عبدالحی ۲۴۴
کراچی ۳۹۴، ۴۰۷
کرناٹک ۳۲۸
کشاف اصطلاحات الفنون ۶۴، ۴۰۸، ۴۲۱، ۴۲۳
کشف الظنون ۶۲، ۶۳، ۴۰۷
کفالت واجبہ ۲۰۶
کلکتہ ۳۹۳، ۳۹۵، ۴۰۸، ۴۱۴، ۴۱۵
کلکٹر ۲۴۸
الکندی المصری ۲۵۷
کنز الاثار ۱۱۳
کنز العمال ۲۵۰، ۴۳۷
کوتانہ ضلع میرٹھ ۱۱۲
کوتوال ۷۰، ۷۱، ۱۲۰، ۳۰۲، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۴۷، ۳۹۰
کورٹ آف اپیل (ادارہ) ۳۴۱ نیز دیکھئے دیوان المظالم
کوفہ ۱۰۰، ۱۲۹، ۱۸۲، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۳، ۲۵۵، ۲۵۹، ۴۱۹
کوکہ میرزا عزیز خان اعظم ۳۴۲
کوہ قاف ۳۰۷
کوئی (Koy) ۲۹۰
کویت ۴۰۵
کیالیہ (مالیاتی اصطلاح) ۲۹۷
کیقباد معزالدین سلطان ۱۱۰
کینیڈا ۳۵۲، ۳۵۷-۳۵۹، ۳۹۱

(گ)

گجرات (کاٹھیاواڑ) ۳۲۸، ۳۳۴-۳۳۶، ۳۴۲، ۳۴۵، ۳۹۰
گرانی ۷۲
گلبرگہ ۳۲۸
گلشن ابراہیمی المشہور بہ تاریخ فرشتہ ۴۱۵
گمتلہ ۴۱۵
گمتلی، فتح محمد ۱۱۲
گوا ۳۵۱
گواہی ۳۰۳، ۳۰۴
گوڑگاوں ۱۱۲
گولکنڈہ ۳۳۱، ۳۳۳، ۳۹۰
گوہ کا کھانا ۲۳۰
گیلانی، محمد سلیمان ۳۹۵

(ل)

لارڈ چانسلر (منصب) ۱۰۸
لاہور ۳۹۴، ۳۹۵، ۴۰۳، ۴۰۸-۴۱۰، ۴۱۳
لسان العرب ۱۳۴، ۳۹۳، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۰۴، ۴۰۹، ۴۲۰-۴۲۲
لسانی محتسب ۳۵۲، ۳۵۹
لغات القرآن (پرویز) ۴۰۳
لقطہ ۲۱۱
لکھنؤ ۱۱۲، ۳۹۴، ۴۱۴، ۴۱۷
لندن ۳۹۳، ۳۹۴
لودھی سکندر سلطان ۱۳۳، ۳۲۸، ۳۴۵، ۳۹۰
لورپنٹ جارج، سر ۴۴۷
لوسی گارنٹ (Lucy M.J. Garnett) ۲۹۹
لیبیا ۳۶۰، ۳۹۱
لین، ایڈورڈ ولیم ۴۶، ۳۹۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیوی آر (R.Levy) ۴۰۰

(م)

ماثر الاجداد ۱۱۲، ۱۱۳، ۴۱۰، ۴۱۴۔ ۴۱۶، ۴۱۹
ماثر عالمگیری ۳۴۶
ماریشس ۳۵۲، ۳۹۱
ماژندران ۳۰۶، ۳۰۷
مالک بن انس امام ۱۴۷، ۱۷۹، ۲۲۹، ۴۰۱
المالکی ابو عبداللہ محمد بن الفرج ۴۱۹
مالکیہ ۱۹۱، ۴۲۱
مالوہ ۳۲۳، ۳۳۶
المامون (شبلی) ۴۴۲
مامون الرشید ۴، ۷۷، ۱۰۲، ۱۲۳، ۱۳۱، ۱۳۲، ۲۶۴، ۲۶۸۔ ۲۷۰، ۴۴۱
مانسریٹ پادری ۳۴۳
مانک چوک ۳۳۴
الماوردی ابو الحسن علی بن محمد البصری البغدادی ۴، ۵، ۱۰، ۱۱، ۲۶، ۲۹، ۔ ۳۲، ۵۳۔۵۵، ۶۶، ۸۳، ۹۱، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۱۵، ۱۳۶، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۵۲، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۶۔۲۱۱، ۲۱۴۔۲۱۶، ۲۱۸۔۲۲۸، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۴۴، ۲۵۰، ۳۳۹، ۳۹۳، ۴۱۸، ۴۳۷،
ماہرو فضل اللہ مفتی دبیر ہمایوں ۱۱۱
مبارز الدین قاضی ۱۱۰
المبسوط (السرخسی) ۴۱۵
متلوع یا مطوع ۸۳، ۸۴، ۹۲، ۹۳، ۲۱۷، ۳۸۳، ۳۸۴
متعہ ۲۲۳، ۲۳۱
متفحص (منصب) ۱۰۵
متوکل علی اللہ ۲۷۱
مجاہد شاہ ۳۲۹
مجلس شوریٰ پاکستان ۳۶۶
مجلۃ الاحکام ۴۲۳
مجوسی ۲۸۲
محاسب اعلیٰ ۶۷
محاسن السلوک ۴۲۱
محامد قاضی ۱۱۰
محتسب (اصطلاح) ۶۸۔۷۹
المحتسب ابو عبداللہ الشیعی ۲۷۹
محتسب اسلام (مصطفیٰ حسن علوی) ۴۱۶، ۴۱۷
محتسب اعلیٰ ۳۰۹۔ ۴۱۱
محتسب اعلیٰ آرڈیننس ۳۶۶، ۳۹۱
محتسب بازار ۳۰۳
المحتسب البغدادی ۔ دیکھئے السنامی ضیاء الدین
محتسب بلدہ و قصبات ۳۴۰
المحتسب محمد بن احمد ۔ دیکھئے ابن بسام
محتسب الممالک ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۹۰
محتسبی (اصطلاح) ۶۹، ۷۰
محدث عبدالرزاق ۴۳۲
محصولات ۲۹۶
محضرنامہ قاضی غلام حسن ۱۱۴
مخطورات ۲۱۳۔ ۲۱۷
المحلی، جلال الدین ۸۴
محمد اسحاق ۴۱۵
محمد اسحاق قاضی ۱۱۰، ۱۱۳،
محمد اسمٰعیل ۴۱۵
محمد اکرام جغتائی ۴۰۸
محمد اللہ ۳۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محمد امین مرزا، میر جملہ ۳۳۴
محمد الامین بن ہارون ۲۶۸
محمد الاول بن عبد الرحمٰن الثانی ۴۴۶، ۴۴۸
محمد بن جعفر ۔ دیکھئے المنتصر باللہ
محمد بن زکریا یمنی محتسب ۲۷۹
محمد بن عبید اللہ البصری ۱۰۳
محمد بن قاسم ۲۵۶، ۳۱۵
محمد بن سلمہ انصاری ۱۲۸، ۲۵۰
محمد بن معتضد ۔ دیکھئے قاہر باللہ
محمد بن واثق ۔ دیکھئے المہتدی
محمد بن ہشام ۲۶۲
محمد ثالث ۴۴۶
محمد جیو شیخ خطیب ۱۱۳
محمد چہارم سلطان ۲۹۶
محمد حاکم بن فضل اللہ ماہرو ۱۱۱
محمد حیات گنگوہی ۱۱۲
محمد دوم سلطان ۲۹۷
محمد رابع ۴۴۶
محمد رستم شیخ نرخ نویس و محتسب ۱۱۳
محمد رضا شاہ پہلوی ۳۱۳
محمد سعید قاضی ۱۱۰
محمد شاہ ۱۱۳
محمد شاہ اول ۳۲۹
محمد شاہ دوم ۳۲۹
محمد شاہ لشکری ۳۳۱
محمد شیخ مفتی ۱۱۱
محمد طالبی ۳۹۹
محمد عبدہ ۔ دیکھئے عبدہ، مفتی محمد
محمد العقبانی التلمسانی ۳۰
محمد فاضل شیخ نرخ نویس ۱۱۳
محمد قلی سلطان ۳۳۳، ۳۳۴
محمد گل حوالدار ۳۳۲
محمد المبارک ۶۵، ۴۰۸
محمد محمود ثانی قاضی ۱۱۳
محمد مرتضیٰ بلگرامی ۔ دیکھئے الزبیدی
محمد مکرم قاضی ۱۱۱
محمد مکرم بن شیخ فتح علی ۱۰۶
محمد موسیٰ ۴۱۵
محمد یحییٰ شیخ ۔ دیکھئے شاہ خوب اللہ
محمدی قاضی ۱۱۱
محمود اول سلطان ۳۳۵
محمود ثانی ۴۴۶
محمود شاہ ۳۲۹
محمود غزنوی ۵، ۳۱۶ ۔ ۳۱۸
محمود گاوان ۳۳۱
محنہ (اصطلاح) ۷۶، ۷۷
محی الدین محمد بن فضلان، محتسب ۲۷۵
المحزنیات (اداہ) ۶۷، ۱۰۳
مدارس ۱۰۷، ۳۰۱، ۳۰۹
مدائن ۱۹۵
مدرس (عہدہ) ۲۹۱
مدنی، محمد نوری آفندی شیخ الاسلام ۴۴۷
مدورا ۳۲۸
المدونہ الکبریٰ ۴۲۱
مدینہ کانفرنس (مترجم عبد الرحیم) ۱۹۲، ۴۰۹، ۴۲۷
مدینہ منورہ ۷، ۸، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۷۳، ۱۷۹، ۱۹۵، ۲۱۷، ۲۳۹، ۲۴۴ ۔ ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۱، ۲۵۲، ۳۶۰، ۳۸۱، ۳۹۳، ۴۰۸
المدینہ المنورہ، اول بلدیہ فی بلاد اسلام ۴۰۸، ۴۰۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

راجع التقلید (ادارہ) ۳۰۱
مراد اول ۴۴۶
مراد ثالث ۴۴۶
مراد ثانی ۲۹۲، ۴۴۴، ۴۴۷
مراد چہارم سلطان ۲۹۶
مراد خامس ۴۴۶
مراد رابع ۴۴۶
مراد سوم سلطان ۲۹۶
مراکش ۹۵
مرجئہ ۸
مرتضیٰ بلگرامی ۔ دیکھئے الزبیدی
مرتضیٰ نظام شاہ ۳۳۱
مروان بن الحکم ۱۹۵، ۱۹۶
مروج الذہب ۴۳۸، ۴۴۰، ۴۴۲، ۴۴۳
مذاہب اربعہ ۱۰۰
مساجد ۱۸۳، ۱۸۷، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۸، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۵۱، ۲۶۱، ۲۸۳، ۲۸۴، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۳۶، ۳۸۶، ۳۸۷
مسترشد باللہ ۲۷۵
مستنصر باللہ ۲۷۵
المستظرف ۴۴۲
مستظہر باللہ ۱۰۴، ۲۷۴
مستعصم باللہ (خلیفہ) ۳۲۰
المستعلی ابو القاسم احمد ۴۴۴
المستنصر ابو تمیم معاد ۴۴۴
مستنجد باللہ ۲۷۵
مستوفی ممالک ۳۲۱
مسجد نبوی ۳۵۱
مسح ۱۸۶
مسعود سالار، غازی ۳۲۸
المسعودی ۲۶۲، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۴
المسعودی قاسم بن معن الحنفی، قاضی ۴۱۹
مسلم ابو الحسین عساکر الدین امام ۳۹۵
مسلمان حکمران (رشید اختر ندوی) ۴۴۸
مسلمانوں کی سیاسی تاریخ ۴۴۵
المسند (ابن حنبل) ۳۹، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۰۱۔۴۰۵، ۴۱۱، ۴۲۳، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۳۶
مسند دارمی ۳۹
مسولی پٹم ۳۳۱
مشرف ممالک ۳۲۱
مشکوۃ المصابیح (خطیب تبریزی) ۳۹۵۔۳۹۷، ۴۰۵
مصباح اللغات (بلیاوی) ۴۰۷
مصحف عثمانی ۱۰۴
مصر ۲۹، ۳۰، ۱۰۴، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۶، ۲۴۸، ۲۶۰، ۲۶۴، ۲۶۹، ۲۷۸۔۲۸۴، ۲۸۸، ۳۲۰، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۶، ۴۰۰، ۴۱۵، ۴۲۰، ۴۴۴
مصطفیٰ اول ۴۴۶
مصطفیٰ ثالث ۴۴۶
مصطفیٰ ثانی ۴۴۶
مصطفیٰ رابع ۴۴۶
المظالم ۔ دیکھئے دیوان المظالم
مظفر حلیم ۳۳۵
مظفر شاہ اول ۳۳۶
معاذ بن جبل ۱۰۰، ۱۹۴، ۲۰۸، ۲۴۲، ۲۴۶، ۲۴۸،
معالم القربہ فی احکام الحسبہ (ابن الاخوۃ) ۳۰، ۳۳، ۳۴، ۴۰۰، ۴۰۶، ۴۱۸، ۴۲۱
معاویہ ۔ دیکھئے امیر معاویہ
معبد جہنی ۲۶۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معتزلہ ۱۶۲، ۲۳۱
معتصم باللہ ۱۰۲، ۱۳۲
معتضد باللہ ۲۷۲ ـ ۲۷۴
المعتمد (خلیفہ) ۱۳۰
معجم الادباء ۲۹، ۱۰۷، ۱۲۳، ۲۰۷، ۴۰۸، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۱۷، ۴۱۹، ۴۲۹ـ۴۳۱، ۴۳۳
المعجم الاعظم ۴۰۷
المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم ۴۰۱، ۴۰۴
المعجم الوسیط ۴۰۶، ۴۰۹
معرف الانساب ۱۱۱، ۱۱۳
معروف ـ دیکھئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر
المعری، علی بن عبدالرحمٰن ۱۹۴
المعز (خلیفہ) ۲۸۲
المعز، ابو تمیم صالح ۴۴۴
معزالدولہ بن بویہ ۴۱۹
معزالدین سلطان ۳۲۰
المعس (اصطلاح، ادارہ) ۱۰۳
معلم سلطانی (عہدہ) ۲۹۱
معونہ ۱۲۲
معیار الانساب ۱۱۳
معید النعم (السبکی) ۲۹
معین الحکام (الطرابلسی) ۱۰۲
مغلیہ ۳۳۶، ۳۴۰ـ۳۴۲، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۹۰
المغنی ۴۲۱
مغیث الدین قاضی ۳۲۵
مغیرہ بن شعبہ ۲۱۸، ۲۵۵
مفاتح ظفیر الدین ۴۳۸
مفتی ۷۰، ۷۱، ۱۰۴، ۱۰۹ـ۱۱۱، ۱۱۴، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۷، ۳۱۶، ۳۳۴، ۳۴۰، ۳۴۴
مفتی اعظم ۲۹۱، ۲۹۲
مفتی الانام (منصب) ۲۹۱، ۲۹۲
مفتی قادن ۱۱۰
مفتی محمد ـ دیکھئے میاں منگن
المفردات فی غریب القرآن (راغب اصفہانی) ۴۲، ۴۰۲، ۴۰۵، ۴۲۲
المقتدر باللہ ۱۳۰، ۲۲۲
مقتدی بامراللہ ۲۷۴
مقدسی احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن ۳۹۵
المقری شہاب الدین ۲۹، ۳۳، ۲۷۹، ۲۸۰، ۳۰۱
المقریزی تقی الدین ۲۹، ۳۳، ۱۲۴، ۲۷۹، ۲۸۳، ۲۸۵ـ۲۸۷، ۴۴۱، ۴۴۴
مکاتبات (ضیاء الدین ابن اثیر) ۳۰
مکہ مکرمہ ۶۵، ۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۵ـ۲۴۸، ۳۲۶، ۴۰۶، ۴۱۹
الملکی محمود علی ۳۹۸
ملا جیون، احمد بن شیخ ابو سعید ۹، ۳۹۵
ملازم (عہدہ) ۲۹۱، ۲۹۵، ۲۹۶
ملاوٹ ۸۹، ۲۰۷، ۲۲۵، ۳۹۱، نیز دیکھئے غش و تدلیس
ملکاپوری ۳۲۹
ممالیک ۷۵، ۱۲۰، ۲۹۱
من النھایہ فی غریب الحدیث والاثر (ابن اثیر) ۴۰۳، ۴۰۵، ۴۰۶
منتخب التواریخ (بدایونی) ۴۱۴
منتخب الدین ـ دیکھئے الجوینی
منتخب مختار الکونین ۴۰۹
المنتصر باللہ ۲۷۱
منذر بن جارود ۲۵۴
منذر بن سعید البلوطی، قاضی ۱۰۳، ۲۶۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المنذر بن محمد الاول ۴۴۷
المنصور، ابو جعفر (خلیفہ) ۱۰۱، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۷۹
المنصور، ابو طاہر اسمٰعیل ۴۴۴
منظور الحق صدیقی ۔ دیکھئے صدیقی منظور الحق پروفیسر
منکر ۔ دیکھئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر
منکرات ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۶۔۱۷۸
منکرات ظاہرہ ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۶
منہاج السراج قاضی القضاۃ ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۳۱، ۱۳۴، ۳۱۹، ۳۲۴، ۴۱۵
منہاج القاصدین (ابن جوزی) ۳۰۔۳۳، ۳۹۵، ۳۹۶، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۲۰، ۴۲۲۔۴۲۴
منیری، شرف الدین احمد، مخدوم الملک ۳۲۶، ۳۲۷
مواریث ۔ دیکھئے وراثت
المواعظ و الاعتبار بذکر الخطط و الاثار (المقریزی) ۲۹، ۳۳، ۴۱۷، ۴۳۵، ۴۴۴، ۴۴۵
الموافقات فی اصول الشریعہ (الشاطبی) ۳۹۳
الموتی (اوارہ) ۶۷
المورد ۴۰۹
موسیٰ علیہ السلام ۶
موصل ۱۳۲
موصی لہ (اصطلاح) ۱۰۰
موضوعات لطف اللہ ۶۳، ۴۰۷
موطاء امام مالک ۳۹، ۲۸۳، ۴۰۱، ۴۰۵، ۴۳۱
مولوی (عہدہ) ۲۹۱
مونثریال ۳۵۸
مونگمن ۳۵۸
مہاجر بن ابی امیہ مخزومی ۲۴۲، ۲۴۷
المہتدی (خلیفہ) ۲۷۲
المہدی (خلیفہ) ۱۳۱، ۲۶۴، ۲۶۶، ۴۴۴
مہدی، محمد جونپوری سید ۳۳۸
مہر ۱۰۰
مہذب اللغات ۴۰۸
مہم (پرگنہ) ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۳
میاں منگن ۱۱۱، ۱۱۴
میثاق مدینہ ۸
میخانے ۱۲۶
میر جملہ (عہدہ) ۳۳۴
میر زاہد ہروی ۳۴۷
میر عالم ابو القاسم ۳۳۴
میر عدل (منصب) ۱۱۰، ۱۳۴، ۳۴۰، ۳۴۴
میر منشی ۲۴۸
المیزان الکبریٰ (الشعرانی) ۴۱۹

(ن)

ناپ تول اور پیمائش ۷۲، ۷۴، ۱۱۳، ۱۱۵، ۲۰۷، ۲۲۵، ۲۲۷، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۸۰، ۲۹۴، ۳۳۱
ناجی قاضی ۲۵۹
ناروے ۷۸، ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۹۱
ناصر الدین اللہ ۲۷۵
ناصر الدین سلطان ۱۰۷، ۱۳۱
ناصر الدین شاہ قاچار ۳۱۳
ناصر الدین محمود سلطان ۳۲۲
ناصر المومنین (لقب) ۳۲۰
ناظر البلد (عہدہ) ۹۴
ناظر بیوتات ۳۱۰
ناظر المظالم ۱۲۸، ۱۳۶، ۱۳۷، ۳۴۰، ۳۸۹، ۳۹۲
نافع بن حارث ۲۱۸
نافع بن عبد الرحمٰن ۲۶۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نان و نفقہ ۱۰۰، ۱۳۵
ناوا سکوٹیا ۳۵۸
نائیجریا ۳۴۱، ۳۵۲، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۹۱
نبیذ ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۳۰، ۲۶۱
نبیذ تمر ۱۸۶
النجار محمد علی ۴۰۶
نجران ۲۴۲، ۲۴۶
نجم الدین انصاری محتسب ۲۶۴
ندوی رشید اختر ۴۴۸
ندوی ریاست علی ۴۴۸
نرخی جی شرف الدین شیخ محتسب ۱۱۳
نرخ نویس (عمدہ) ۷۳، ۷۴، ۱۱۳
نشانچی ۲۹۰
نصاب الاحتساب (السنامی) ۲۹، ۳۳، ۳۴، ۳۲۷، ۳۹۳، ۴۰۰، ۴۰۷
نصاریٰ ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۹۹
نصر بن الحجاج ۲۵۲
نصیر الدین شیخ محتسب ۱۱۳
نصیر الدین طوسی ۔ دیکھئے الطوسی ابو جعفر
نظام الدین مفتی ۱۱۱، ۱۱۲
نظام شاہیہ ۳۳۱، ۳۹۰
نظامی خلیق احمد ۴۱۸
نظر فی المظالم (ادارہ بعد فاروقی) ۲۵۰
نظر قطبی نصیر آبادی ۳۳۶
النعمان قاضی ۴۴۴
نعمان بن بشیر ۸۶
نفح الطیب فی غصن الاندلس الرطیب (المقری) ۲۹، ۳۳، ۳۰۱، ۴۴۰، ۴۴۸
نقب زنی ۳۰۲
نقشہ اسلام (ذوی القدر یار جنگ) ۴۴۸
نکاح ۱۰۶، ۱۳۵، ۲۲۳، ۲۳۱، ۲۳۷
نکاح بیوگان ۲۱۲
نماز ۵۰، ۵۱، ۱۰۳، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۵۲، ۱۷۲، ۱۸۳۔۱۸۸، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۳۷، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۹۳، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۳۲، ۳۳۷، ۳۶۰، ۳۸۶، ۳۸۸
نماز باجماعت ۱۸۳، ۱۹۴
نماز تراویح ۲۸۳
نماز جمعہ ۷۶، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۹۳، ۳۳۲، ۳۸۶
نماز جہری ۱۸۶، ۱۸۷، ۳۸۶
نماز سری ۱۸۶، ۱۸۷، ۳۸۶
نماز عید ۱۸۳، ۱۹۵
النمر محمد عبد الجابل ۴۰۸
نواب فوجدار خان ۱۱۲
نور اللغات ۴۰۸، ۴۰۹
نوکر شاہی ۳۵۱، ۳۵۹، ۳۶۴
النووی امام ۲۴۳
النویری ۲۹، ۱۲۸، ۲۸۴، ۱۹۰، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۹، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۳۴، ۲۸۷، ۴۳۶
النہایہ ۴۲، ۴۳، ۴۰۹
نہایۃ الارب ۲۱، ۲۹، ۳۳، ۴۲۶۔۴۳۵، ۴۴۴، ۴۴۶
نہایۃ الرتبہ فی احکام الحسبہ ۴۰۶، ۴۲۱
نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ (ابن بسام) ۳۰، ۳۴، ۳۵، ۱۵۷، ۴۰۶، ۴۲۲
نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ (الشیزری) ۳۰، ۳۳، ۳۵، ۴۰۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نی پیگ ۳۵۸
نیر کاکوروی نور الحسن ۴۰۹
نیل الاوطار (الشوکانی) ۴۱۹
نیو برنزوک ۳۵۸
نیو کینیڈا ۳۵۲
نیوزی لینڈ ۷۸، ۳۵۲، ۳۵۹

(و)

واثق باللہ ۷۷، ۱۳۲، ۲۷۰، ۲۷۱
وارنگ ای سکاٹ ۳۱۱، ۴۲۱
والی احداث والمعاون (عہدہ) ۱۲۲
والی مظالم ۹۴، ۲۰۷، ۳۱۳
وراثت ۹۴، ۲۰۷، ۳۱۳
وزارت مذہبی امور ۳۴۱
وزیر اعظم ۲۹۰، ۲۹۲
وزیر قانون ۱۰۰
وزیر نظمیہ والاحتسابیہ ۳۱۳
وسطی ایشیا ۴۰۰
وصایا ۱۰۱، ۱۰۷، ۲۳۷، ۳۱۳
وضو ۱۸۶، ۱۹۳، ۲۹۹
وطواط، رشید الدین ۳۰
وفاقی محتسب پاکستان ۷۸، ۳۶۲-۳۷۷، ۳۹۱، ۳۹۲
وفاقی معائنہ کمیشن ۳۶۴
وقف ۲۳۷
الولاۃ وکتاب القضاۃ (السیوطی) ۴۳۹
ولایت الحرب الکبریٰ (ادارہ) ۹۶
ولایت استیغا ۹۴
ولایت المال ۹۴، ۹۶
ولایت المظالم ۹۴
ولی ۲۱۲
ولی امر ۲۴۳
ولی بہمنی ۳۲۹
ولید بن عبدالملک ۱۰۱، ۲۵۷
ونسنک (A.J.Wensinck) ۳۹
ویڈ، پروفیسر ۳۵۲

(ہ)

الہادی خلیفہ ۱۳۰، ۱۳۱، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۶۷
ہارون الرشید ۲۶۷، ۲۶۸
ہاکنز ۱۳۳
ہبۃ اللہ قاضی ۱۰۲، ۱۰۳
ہدایہ ۳۳۹، ۴۲۱
ہدایت اللہ قاضی ۱۱۰، ۱۱۱
ہرات ۳۰۸
ہرثمہ بن اعین ۲۶۸
ہریانہ ۱۱۲
ہسپانیہ ۷۵ نیز دیکھئے ۔ اندلس
ہشام ۲۷۰
ہشام الاول ابو الولید بن عبدالرحمٰن الاول ۴۴۷
ہشام بن عبدالملک ۱۰۴، ۱۲۴، ۲۶۲، ۲۶۳
ہفت زبانی لغت ۴۰۸
ہمان ۲۴۲
ہمایوں شہنشاہ ۱۱۱
ہمدانی، سید علی امیر کبیر ۳۹۷، ۴۲۱
ہندوستان ۷۳، ۱۴۶
ہوازن ۴۴
ہوشنگ ۳۴۳
ہیکل محمد حسین ۴۳۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیتہ الامر بالمعروف و النہی عن المنکر ۳۶۰

(ی)

یاقوت حموی ۲۹، ۳۰، ۳۲، ۱۰۴، ۱۰۷، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۴۸، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۷، ۴۰۸، ۴۱۹
یتامی ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۲۴، ۲۰۷
یثرب ۷۔ نیز دیکھئے مدینہ منورہ
یحییٰ بن اکثم قاضی ۱۰۲، ۱۳۱
یحییٰ بن سعید ۔ دیکھئے الشیبانی
یحییٰ بن سعید بن العاص ۱۰۱، ۱۹۵
یحییٰ بن عمر المالکی ۲۸
یزید بن ابی سفیان ۲۴۲
یزید بن معاویہ ۲۵۶، ۲۵۸
یلدرم، بایزید سلطان ۲۹۳، ۴۴۶
یمن ۱۰۰، ۱۰۲، ۲۴۲، ۲۵۹، ۳۳۳، ۲۴۲
یمین الخلیفہ (لقب) ۳۲۰
یوسف بن محمد ثقفی ۱۰۱
یوشع بن النون ۸۷
یہود ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۹۹

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اس کتاب کے مصنف

ڈاکٹر ایم - ایس ناز ۱۷ر اگست ۱۹۴۵ء کو لاہور میں پیدا ہوئے - ۱۹۶۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے علوم اسلامیہ ' ۱۹۷۵ء میں اردو اور ۱۹۷۸ء میں عربی میں ایم - اے کیا - ۱۹۸۷ء میں انہیں پنجاب یونیورسٹی ہی سے تحقیقی مقالہ " علم الحدیث میں شاہ ولی اللہ کی خدمات لکھنے پر پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی - یہ مقالہ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے-

ڈاکٹر ایم ' ایس ناز کی عملی زندگی کی ابتداء ادب و صحافت سے ہوئی - کئی موقر اخبارات و رسائل سے وابستہ رہے اور متنوع موضوعات پر متعدد کتابیں لکھیں ' جن میں انسائیکلو پیڈیا اصحاب النبیؐ' مسلم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا (تاریخ اسلام کے آئینہ میں) اسلام میں عورت کی قیادت اور آر وی سی باڈلے کی کتاب The Messenger کا اردو ترجمہ الرسولؐ حیات اقبال' اقبال اور تحریک پاکستان' تصویر کشمیر' کشمیر عہد بہ عہد قابل ذکر ہیں -

۱۹۷۵ء سے ڈاکٹر ناز ادارہ تحقیقات اسلامی سے منسلک ہیں - ۱۹۷۸ء تک تحقیقی مجلہ " فکر و نظر" کے ایڈیٹر انچارج رہے - بعد ازاں شعبہ تدوین میں تقرری کے دوران ان کی کتاب "اردو میں فنی تدوین " شائع ہوئی اور انہوں نے دوائے شافعی کی از سر نو تدوین بھی کی ' جس کا تیسرا ایڈیشن زیر طبع ہے-

ان دنوں ڈاکٹر ایم ' ایس ناز ادارہ کے تحقیقی یونٹ ' اسلامی علوم اجتماعیات (Islamic Social Sciences Unit) سے منسلک ہیں "اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار" انہوں نے اسی یونٹ میں رہ کر مکمل کی - آج کل عہد رسالت کے مدنی قبائلی معاشرہ پر تحقیق میں مصروف ہیں-

مطبع : ادارہ تحقیقات اسلامی پریس ' اسلام آباد